... على انعام علينا على انطباع حجته وبرهانه الساطع الظاهر الباهر الفائق بين ...

المسمى

[illegible]

مع ترجمة

... نائب الشيخ الاجل المحقق الاكمل ابا العلوم محي السنة سيد المرسلين المبتغى مرضات الرب ... المتعال ... السيد محمد نذير حسين

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا من بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويزكيهم ويطهرهم تطهيرا ونصلي على نبيك
محمد الذي وجبت علينا اتباعه وجعلته لنا هاديا وسراجا منيرا وعلى اله وصحبه الملتزمين بهدية المستنير
سنته الذين جعلت كلا منهم شمس الهدى وللدين نصيرا وعلى سائر امته سيما الائمة الاربعة الذين هم لتقويم
دينه كالعناصر الاربعة ولا ينكر غير المعاند كون كل واحد منهم لمحوانا وظهيرا **اما بعد** فيقول العبد الاحقر
طالب الحسنيين المستمر رضاة خالق الثقلين **السيد محمد نذير حسين** انه قد وصلت الى الرسالة الموسومة
بتنوير الحق المسبوق في الطامر الى جامع الحسنات المولوي محمد قطب الدين شرح الله صدره بنور اليقين المصنفة في
الحقيقة لمحمد شاه الفنجابي الذي اقام عنده زهاء اربع سنين واستقدم اعتزاله عنه كاعتزال واصل بن عطاء عن الامام
الحسن البصري فاطلعت عليها ونظرت الى ما فيها فوجدتها مشتملة على المفاسد والخطايا وتذكرت من مطالعة
اسمها قول الشاعر مصرع بر عكس نهند نام زنگی کافور اذ وجدت بعضها وهو الباب الاول خاليا عن التحقيق
من المحدثين والمؤرخين المعتبرين ومتضمنا للاحاديث الواهية الموضوعة التي نص على جرحها ووضعها الحفاظ
المحققين وبعضها وهو الباب الثاني مخالفا لما صرح به امامنا وسيدنا ابو حنيفة النعمان افاض الله عليه سحائب العفو
والغفران وصاحباه ومن تبعهم من جمهور الفقهاء والاصوليين من المتقدمين والمتأخرين وبعضها وهو اكثر
خلاف مسلك المحققين المنصفين فتصديت لتحرير جوابها اظهارا للحق لقوله تعالى لا يخافون لومة لائم ولقوله
عليه السلام الساكت عن الحق شيطان اخرس فجاء بعون الله كتابا ينطق بالحق فلذا سميته باسم كالمسمى معيار الحق
واعلم ان ما ادعيناه من كون تلك الرسالة في الحقيقة لمحمد شاه نقتصه تفصيلا وهو انه بعدما اعتزل عن

يكان يذهب في حضرته ضحاه ومساءه ولما كان المولوي قطب الدين كذلك لما صرف مدة عمره في تا
لمسائل الرسالة المشهورة ولم تيسر له مطالعة كتاب كبير دقيق من كتب الاصول ومباحث فروع العلماء الما
لحديثين من العدول حتى يطلع على مباحث عضال معركة اراء المحققين ليعصم نفسه عن اغواء المغوين اغتر
بقوله فاستجاب دعوته واخذ ما جمعه وكان في العبارة العربية فترجم بالهندية وسماه بتنوير الحق وسنبا
لاحق ولنا الشهود علي ما اوردناه في هذا التفصيل فمن ارتاب فليعتصم عندنا فليطلب منا الشواهد
بقلب سليم وعقل مستقيم سيطمئن قلبه من مطالعة آخر تلك الرسالة لان في آخرها اقرارا من محمد شاه
ولما كانت الرسالة في العبارة الهندية ينبغي ان يكون جوابها ايضا في الهندية بيد ان المأمول من اربا
ن منظر الى ما قيل لا الى من قال فان المحققين يعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال والتوفيق م
بعد حمد و نعت کے بندۂ عاجز طالب حسنات دارین محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے بیچ خدمت علماء ماہرین شریعت
بیضا کے کہ گذشتہ ۱۲ بارہ سے اثنی میں ایک رسالہ مسمی بہ تنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب
تعالی کے جہکر جابجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بہی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہہ رسالہ حقیقت
ترتیب دیا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نامبردہ نے بسبب غیرت
مذہب رفت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولویصاحب سلمہ ربہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکسار اور چاپلوسی
عرض معروض کرکے جناب مولویصاحب ممدوح کو اسپر آمادہ و مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس
ترجمہ اردو زبان میں فرماویں اور معرفت اپنی چہپوا دیں کہ عوام الناس بنابر شہرت فضیلت اور
رسکے لیں اور دستور العمل اپنا ٹہرا دیں پس جناب مولویصاحب نے بیاس حیا و کرم و مروت جبلی
میاں محمد شاہ مقرون باجابت فرماکر اچانک اس میدان جان فرسا میں بااندازہ ہولئے اور
ینی کو چہوڑکر ذات شریف اپنی چند بعض مباحث دقیقہ معرکہ آراے اہل اصول میں ڈالی حالانکہ
س سے ایام شباب تا بغایت حال فارس تجربہ و حذاقت اس میدان لق و دق کے نہیں

راجح اور مرجح احادیث اور مسایل متنازع فیہا رحمیں شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا مطلع ہوئی کسی کہنے والے نے
خوب کہا ہے مصرعہ نہ این کار بازیچہ وسرسرے است + اسواسطے کہ جناب مولوی صاحب معزی الیہ کو ہمیشہ دردہ و قالب اور
سرانجام امور ضروری روزمرہ اہل حاجات سی فرصت کہان ملتی ہے کہ بدلجمعی تمام مباحث عضال اور مسایل مشکلہ
مین نظر باریک فرمادین اور شیخ صاحب نے جس جس مقام مین نسبت خام طبعے اور ناتجربہ کاری کے اس رسالہ کی تو
لغزشین کہائے ہے بزرگ مولوی صاحب ممدوح سے اور اعتماد اسکے لغزش واقع ہوئی سچ ہے دیکھنے اور سننے مین بڑا
فرق ہے ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ + اور کوئی نادان اس بیان سی نہ سمجھے کہ آپکی مذمت اور
جناب مولوی صاحب کے پائی جاتی ہے حاشا کہ یون نہین کیونکہ مباحث دقیقہ اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین نہین کہ
جا ساہو نکا ہر اہل صلاح ویقین پر واجب ہو وہبذا الکل فن رجال موقع وفریب ہی ؎ ہر کسی را بہر کارے ساختند
اور پوشیدہ نرہے کہ شیخ صاحب نے ظاہر بزعم اپنے اس رسالہ مین تائید مذہب حنفی کی کی ہی مگر بباعث کجفہمی اور
کی کہ ہنوز نوآموز ہے بیان وجوب تقلید مذہب معین مین خلاف مسلک رائی امام صاحب اور صاحبین رح وغیرہم کے
چلا حسوصا دریئے رد کرنے رسالہ ایضاح الحق وغیرہ کہ جو بجملہ مصنفات مبارکات جناب فیضمآب قامع شرک وبدعت مجاہد فی
مولانا وبالفضل اولنا محمد اسمعیل شہید کے رح سی ہی ہمہ تن متوجہ ہوا چنانچہ ناظرین وتحقیقین رسالہ مذکورہ پر خود
روشن اور ہویدا ہے ؎ ہر رنگی کہ می آید شناسم + مقام افسوس کا ہے کہ مشار الیہ ہماری پاس کئی برس رہکر شب
مستفید ہوتا رہا ولیکن مذاق تحقیق علما حقانی ربانی سی بے بہرہ رہا ؎ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
بنا براسکے اس عاجز نے واسطے اظہار حق اور خیرخواہی عوام مومنین کے کہ افراط وتفریط مین نہ پڑین دربابہ
اعتقاد رکہنے حقیقت تقلید مذہب ایمہ اربعہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالی کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
والد ماجد جناب مولانا شاہ عبدالعزیز اور موافق تقریر دلپذیر مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ والرضوان اور حسب تصریح
کتب اصولیہ حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ وغیرہ مین دلیل شرعی کی ساتھ معمول بہ نزدیک علما محققین منصفین کے
چلا آتا ہے بلے کم وکاست لکھدیا اور اپنے رائے کو اسمین دخل ندیا اور نام اس رسالہ کا معیار الحق رکہا خداوند کریم اپنے
فضل وکرم سے افراط وتفریط اور تعصب مذہب سے محفوظ رکھکر توفیق جوابدہی باصواب کی عطا فرما دے رب زدنی
علما آمین رب العلمین ثم آمین اب دانشمندان شرع شریف سی کہ حکمت وحقیقت کتاب وسنت اور تعامل آثار صحابہ اخیار اور
آداب وروش تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین نامدار ومحدثین کبار وطریقہ علما ثقات متاخرین منصفین رضی اللہ
عنہم سے بخوبی واقف ہین التماس کرتا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمادین اور جیسے سمجھین نہ لادین کیونکہ حق
کلام متین سید المرسلین ہے پس اگر تائید حق مین تحقیق مجمل پادین تو بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق مین اغماض نکرین
بلکہ صاف دلی کے ساتھ حق گوئی کا سلسلہ اداکرین ہذا کتابنا ینطق بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال ولکن اکثرکم للحق کارہون

اور جو کہیں اسمین خطا واقع ہوئی ہو تو مقتضا ہے واعفوا واصفحوا اصلاح دیدین اور جو اصلاح نہ کر سکیں تو خاموش
رہیں **قال المولف** باب اول بیچ فضایل امام اعظم رح کے **اقول** ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب کی ہمکو بھی عزت
اور فخر ہے کہ ہمارے سلسلے کے وہ پیشوا ہیں اور ہم انکے امر حق میں پیرو ہیں لیکن ان فضائل سے جو فی الواقع بے اصل ہوں
ساتھ ہنا دیے کہ بے ثابت ہوں نہیں تو جھوٹی تعریف شعبہ رفض کا ہے کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سے ہلاک ہوگئے ہیں اور رافضی
ٹھہرائے گئے ہیں اسلئے ہمپر ضرور ہوا کہ اس بات کی بھی تحقیق لکھیں کیونکہ کچی کچی باتیں کہ جو پایہ تحقیق سے نزدیک علماء محققین
ثقات کی دور ہیں بہر رہیں ہیں اور یہاں امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعوے کیا ہے اور واسطے اثبات اس دعوے کے
احادیث موضوعہ اور معلقہ اور قصے و ابیات وارد کیے گئے ہیں اور یہیں کچھہ امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہیں ہے اسلئے کہ انکی
فضیلت تابعی ہونے پر موقوف نہیں انکا مجتہد ہونا اور متبع سنت و متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے انکی فضائل میں
اور آیۂ کریمہ ان اکرمکم عند الله اتقاکم زینت بخش مراتب انکی کی ہے اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونیکی قائل
نہیں چنانچہ آگے بیان اسکا آئیگا **قال** اور اعلام الاخبار وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی الله عنہ سے تین حدیثیں
نقل کیں اول حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم حدیث دوم ان الله یحب اغاثة اللهفان تیسری حدیث لو وثق العبد
بالله تعالی ثقة الطیر لرزقه کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا کما فی الطحطاوی یہ دوسرے عبد الله بن
ابی اوفی بن علقمہ کہ کوفی میں سن چھیاسی یا ستاسی میں سب اصحاب کی بعد رحلت فرمائی اوسوقت امام چھہ یا سات برس کی
تھے اور امام نے اونسے یہہ حدیث نقل کی ہے من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی الله له بیتا فی الجنة کذا فی الطحطاوی
اور مختصر میں ابن حجر نے لکھا ہے کہ پانچ برس کی عمر سماع حدیث میں معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رح نے محمود بن ربیع کی روایت
پانچ برس کی عمر میں قبول کی ہے تیسرے سہل بن سعد ساعدی کہ مدینہ میں سن اٹھاسی یا اکانوے میں بعد سب اصحاب کے
داخل جنت ہوئے اوسوقت امام صاحب اٹھہ گیارہ برس کے تھے لیکن اونسے کچھہ روایت نہیں کی چوتھی ابو الطفیل عامر بن
واثلہ مکہ میں بعد سن ایکسو دو کے سارے جہان کے اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور پہلا حج امام نے سولہ برس کے
عمر میں سنہ ۹۶ ہجری میں کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام نے بیشک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ وہی
جہان میں ایک صحابی باقی رہے تھے اور لوگ تلاش کر کے اصحاب کو ملاقات کرتے تھے **اقول**
وبالله التوفیق ومنه الوصول الی التحقیق یہہ چار اصحاب امام کے زمانہ میں موجود تھے لیکن
ملاقات امام صاحب کے اونمیں سے کسی سے یا روایت کرنی اون سے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے
ثابت نہیں ہوتے چنانچہ شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار جنکے تحقیق سے فن حدیث و اخبار میں علماء
خوب واقف ہیں تذکرہ موضوعات میں فرماتے ہیں وکان فی ایام ابی حنیفة اربعة من
الصحابة انس بن مالک بالبصرة وعبد الله بن

ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو طفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منہم ولا
عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولم یثبت ذلک عند اہل النقل انتہی
ترجمہ بطریق اختصار کے یہ چار وں صحابی امام کے زمانہ میں موجود تھے لاکن ملاقات امام کی ان میں سے ایک سے بھی ثابت نہیں
اہل نقل کے نزدیک انتہی اور اسی انداز پر آیندہ بھی بعض عبارتوں کا ترجمہ مختصر کیا جاویگا اور ملا علی قاری نے بیچ شرح شرح نخبۃ الفکر کے
علامہ سخاوی سے اور صاحب مقاصد الحسنۃ سے کہ قول معتمد اور صحیح یہی ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کو کسی صحابی سے روایت کرنی ثابت نہیں اور ایسا ہی
کہا ملا محمد اکرم حنفی نے بیچ حاشیہ نخبۃ الفکر کے علامہ سخاوی سے نقل علی القاری رح فی شرح شرح النخبۃ عن السخاوی ان المعتمد انہ
روایۃ للامام عن احد من الصحابۃ لصغرہ فی زمن ادراکہ ایاہم انتہی کلامہ وذکر محمد اکرم الحنفی فی امعان النظر
وتوضیح نخبۃ الفکر فی ذکر قلۃ الوسائط فی الروایۃ منہا الثلاثیات للبخاری والثنائیات فی موطا
والوحدان فی حدیث الامام ابی حنیفۃ قال العلامۃ السخاوی لکن الاخیر بسند غیر مقبول اذ المعتمد انہ لا روایۃ
ابی حنیفۃ عن احد من الصحابۃ انتہی کلامہ اور قاضی علامہ شمس الدین ابن خلکان نے بھی ایسا ہی افادہ فرمایا ہے چنانچہ
الاعیان میں فرماتے ہیں وادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہم انس بن
عبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو طفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منہم
اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ ولم یثبت ذلک عند اہل النقل انتہی اقول قولہ ادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ معناہ
ادرک زمانہم کما صرح بہ الشیخ ابن طاہر والا فلا معنی لما قال بعد ولم یلق واحدا منہم وہذا لا یخفی علی من لہ ادنی لب
اور امام نووی شارح صحیح مسلم تہذیب الاسماء میں فرماتے ہیں قال الشیخ ابو اسحق فی الطبقات ہو النعمان بن ثابت بن زوطا بن
ماہ مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ ولد سنۃ ثمانین من الہجرۃ وتوفی ببغداد سنۃ خمسین ومائۃ وہو ابن سبعین سنۃ اخذ
الفقہ من حماد بن ابی سلیمان وکان فی زمانہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن
سعد وابو الطفیل ولم یاخذ عن احد منہم انتہی اور شیخ ابن طاہر مجمع البحار میں فرماتے ہیں وابو حنیفۃ النعمان بن ثابت
ابن زوطا بن ماہ الامام الکوفی مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ وہو من رہط حمزۃ الزیات وکان خزازا یبیع الخز وکان جدہ
اہل کابل وبابل مملوکا لبنی تیم فاعتقہ وقال اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ نحن من ابناء فارس من الاحرار ما وقع
علینا رق ولد جدی سنۃ ثمانین وذہب الی علی وہو صغیر فدعا لہ بالبرکۃ فیہ وفی ذریتہ ومات ببغداد سنۃ خمسین
ومائۃ علی الاصح وکان فی ایامہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن سعد وابو الطفیل
ولم یلق احدا منہم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولا یثبت ذلک عند اہل النقل
انتہی اقول نقل الشیخ مقولۃ اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ تعریض علیہ وتنبیہ علی کذبہ بناء علی التحقیق فانہ مقولتہ مبنیۃ
علی حریتہ اصلا والمحقق الرق کما صرح بہ الشیخ انفا والحافظ ابن حجر فی التقریب والامام النووی فی التہذیب والعلامۃ

فلما كان في بغية الاعيان وغيرهم ومشتملة على ان الامام اباحنيفة جده اسمعيل ذهب به الى علي رضي الله تعالى عنه فدعا له بالبركة
وهذا ليس كذا التحقيق عند هؤلاء الاربعة وغيرهم من كافة المسلمين بل هو لم يقل به احد من الجهلاء فاظنك بالعلماء لان عليا رضه
مات قبل ولادة الامام باربعين سنة كما صرح به العسقلاني في التقريب وغيرهم فافهم لا يتوهم ان مراد اسمعيل
من الجد الذي ذهب به الى علي يحتمل ان يكون جد اعلى لان اسمعيل يعني بالجد الجد الذي مات ببغداد سنة خمسين
ومائة كما يدل عليه كلامه وهو ليس الا اباحنيفة سو اور اس مقام مزلة الاقدام مین حافظ دراز پشاوری بهی پهسلے اور در
تحقیق سے بچلے چنانچہ اول ترجمہ فارسی پارہ اول صحیح بخاری مین بیچ بیان مناقب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکھتے ہین کہ اسمعیل پسر حماد
گفت کہ جد من امام ابوحنیفہ رح در سال ہشتاد متولد شد واو را پدر او ثابت بخدمت علی شاہ ولایت بردہ بود و دران حال او خوردسال بود
پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریہان حال بدرگاہ ایزد متعال دعا بدینسوال کرد کہ حق تعالیٰ بلطف و رحمت بسیار خیر و برکت بنیاد
در وے و اولاد وے پایدار نماید انتہی بحروفہ عجب یہہ لوگ ساتہ حبّک الشیئ یعمی ویصم کے موصوف اور ممتاز ہین کہ ایسی بیخبری
اپنے کو موجب شرم وحیا کی بے خبر نہین رکہتے کیونکہ سال وفات علی مرتضیٰ کجا اور سال پیدائش امام صاحب کجا سے آہا کہ چشم بگل
تحقیق والکند + از ہرچہ فہم رنگ نگیر د حیا کنند + در جنبے کہ غیر خموشی علاج نیست + پر ہرزہ سٹ نکیہ بچون وچرا کنند + اور حافظ
الحدیث ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین فرماتے ہین النعمان بن ثابت الکوفی ابوحنیفۃ الامام یقال اصلہ من فارس
ویقال مولی بنی تیم فقیہ مشہور من السادسۃ انتہیٰ اقول حافظ ابن حجر نے امام کو چہٹے طبقے مین شمار کیا ہے اور چہٹا طبقہ
اُن لوگونکا ہے جنکو کسی صحابی سے ملاقات نہین ہوئی چنانچہ خود ابن حجر مقدمۃ الکتاب مین فرماتے ہین السادسۃ طبقۃ عاصروا
الخامسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج انتہیٰ تو دیکہو کہ علماء محققین معتبرین کے کلام سے ظاہر ہوا کہ لقا
امام کا ان چاروںکین سے کسی صحابی سے ثابت نہین سو مانع کو اسیقدر سند منع کی کافی ہے اور مدعی کو اثبات دعوی کا ساتہ دلیل
قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مؤلف نے دعوے لقاء ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور بینہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ائمہ
نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نہ نقل کرنا جناب مؤلف کا قول کسی امام کا ائمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کے سہل
بن سعد اور ابوطفیل سے تو ظاہر ہی ہے لاکن ملاقات انس اور عبداللہ کی جسپر قول طحطاوی کا نقل کیا ہے وہ بہی حقیقت مین مجرد از شاہد
وبینہ ہے اسلئے کہ طحطاوی اور مثل اوسکی ائمہ نقل سے نہین ہین اور قول اونکا ایسے دعاوی کو مثبت نہین ہو سکتا جبتک کہ ائمہ
نقل سے روایت متصل ہو کیونکہ فقہاء مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کیا کچہ نہین لکہہ گئے چنانچہ صاحب الدر نے درمختار مین امام
اعظم رح کی مدح مین کیا کچہ غلو کیا اور کہا کہ حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی آخر زمانہ مین امام ہی کے مذہب پر عمل کرینگے حیث
قال الی ان یحکم بمذہبہ عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہیٰ اور اگرچہ اس قول کی حلبی نے تاویل کر دی ہے لاکن وہ تاویل
توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے اسی واسطے طحطاوی نے بعد نقل کرنے تاویل حلبی کے کہا ہے والذی ینبغی للطائفۃ الحنفیۃ
ان لا یتکلموا بہذہ الالفاظ الموہمۃ فانہا موجبۃ للتکلم فیہم بل ان بعض الحمقے یسبون الامام ویتقون عنہ لاجتہا فالاولی

بتمنه انتہی اور بعضے حنفیون نے یہہ کہا ہے کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے استاد ہین خضر نے اون سے
تیس برس علم حاصل کیا تہا پانچ برس مین حیات مین اور پچیس برس قبر سے چنانچہ طحطاوی نے نقل کیا ہی اعلم
ان اللہ تعالی قد خص ابا حنیفة بالشریعة والکرامة ومن کراماته ان الخضر علیه السلام کان یجیٔ الیه کل
یوم وقت الصبح ویتعلم منه احکام الشریعة الی خمس سنین فلما توفی ابو حنیفة ناجی الخضر ربه الٰہی ان کان
لی عندک منزلة فاذن لابی حنیفة حتی یعلمنی من القبر علی حسب عادته حتی اعلم شرع محمد صلی الله
علیه وسلم علی الکمال لتحصل لی الطریقة والحقیقة فنودی ان اذهب الی قبره وتعلم
منه ما شئت فجاء الخضر علیه السلام وتعلم منه ما شاء کذلک الی خمس وعشرین سنة حتی اتم الدلائل والاقاویل
انتہی ملتقطا اور اس سے بڑہکر ہے قصہ قشیری کا جسمین خوب تفصیل ہی خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے
چنانچہ وہ ہی طحطاوی مین منقول ہے اور سوا اسکے بہت ایسی باتین فقہاء مقلدین مادحین سے اپنے اپنے
ائمہ کی تعریف مین صادر ہو چکے ہین تو اگر مجرد قول مادحین کا کالوحی من السماء ہوتا اور ایسے موارد
مین حاجت دلیل اور روایت کی ائمہ نقل سے ہوتی تو پہر قصہ قشیری اور قصہ خضر و امثالہا کو علماء حنفیہ نے
کیوں رد کر دیا ہے دیکہو طحطاوی مین اون قصون پر کیا کچہ لے دے ہوئے ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحطاوی وغیرہ مین مسئلہ کا
قول امام صاحب کو تابعی نہین کر سکتا جب تک ائمہ نقل سے ثبوت نہ ہو جیئے اور اسکا حال تم دیکہہ ہی چکے ہو اب اگر کوئی
اعتراض کرے کہ بے شک امام کی ملاقات اون صحابہ سی بنقل ائمہ نقل تو ثابت نہین لاکن ہم عصر تو ہی اور
روایت کرنا امام کا انس اور عبداللہ بن ابی اوفے سے طحطاوی وغیرہ نے یہہ نقل کیا ہے سو یہہ امر مثالی اثبات
دعوے لقاء انس اور عبداللہ کی کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم صاحب صحیح کی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ روایت کرنا امام
کا انس اور عبداللہ سے طحطاوی وغیرہ نے بسند متصل الی الامام امام سے روایت نہین کیا اور علم حدیث وغیرہ مین
ملاحظہ حال راویون کا درجہ درجہ آخر تک بہت ضرور ہی عبداللہ بن مبارک کہتے ہین بیان کرنا اسناد کا منجملہ دین ہی ہے
کیوں کہ جو اعتبار اسناد کا نہوتا ہر کوئی جو چاہتا کہدیتا تو جہوٹ و سچ مین امتیاز نہوتا عبداللہ بن المبارک یقول الاسناد
من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء کذا فی مقدمة صحیح المسلم وغیرہ اور روایت معلق
بلا سند ہی الی حجت نہین ہوتی نزدیک جمہور علماء کے کما فی نخبة الفکر و شرحه وغیرہما تو بنا بر مذہب مسلم کی ہی لقا ثابت
نہوا علاوہ یہہ ہے کہ جو تین حدیثین مروی امام کین انس ہی مولف نے طحطاوی سے نقل کین ہین وہ تینون موضوع
ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت سارے علماء نقاد نے موضوع کہا ہے پس کسطرح ہم عصر
سے روایت کرنا ضم کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سی ثابت کہوگے اب موضوع ہونا اون
احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین

طلب العلم فریضة علی کل مسلم روی عن انس بطرق کلها معلولة واهیة وقال احمد لا یثبت فی هذا الباب شیٔ وکذا قال ابن راهویه وابو علی النیشابوری والحاکم انتہی مختصرا ترجمہ یہہ حدیث مروی ہی انس کے کئے طریقون سی جو سبکے سب واہیات ہین اور امام احمد نی فرمایا ہی کہ اس مضمون کے کوئی بہی حدیث ثابت نہین اور ایسا ہی کہا ہے ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے اور حاکم نی اقول ایسا ہی کہا ہے نور الدین علی نی مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة مین اور کہا ابن حبان نے کہ یہہ حدیث باطل ہے اسکی کچہہ اصل نہین اور لایا ہی اسکو ابن الجوزی اپنی موضوعات مین کذا فی الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للقاضی محمد بن علی الشوکانی اور سید محمد امین المشہور بابن العابدین نی رد المحتار حاشیة الدر المختار مین کہا ہے وجاء من طرق ان روی عنه احادیث ثلثة لکن قال ائمة المحدثین مدارها علی من اتهمه الائمة بوضع الاحادیث انتہی ترجمہ وارد ہی کہ امام کا ان تینون حدیثونکو انس سی منقول ہونا ہے لاکن مدار انکا بقول ائمہ محدثین کی اون راویون پر ہے جو کہ متہم ہین ساتہ وضع کرنے احادیث کی ماقال محمد امین بعده قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش کبری فی سرد النقول الصحیحة فی اثبات سماعه منه والمثبت مقدم علی النافی فعجیب من شانه ان لم یحمل علی انه نقله لا علی وجه التعویل علیه کیف و ان المثبت انما یکون مقدما علی النافی اذا کان النافی نافیا بالاصل واما اذا کان ما یعرف بالدلیل فله صلوح المعارضة للمثبت فی المسلم والمختار انه کان النفی بالاصل فیقدم الاثبات تقدیم الجرح علی التعدیل کحریة زوج بریرة حین اعتقت لا رقیته کانت معلقة بالاصل نه کان ما یعرف بدلیل تعارضا وطلب الترجیح کالاحرام فی تزویج میمونة نفی للحل اللاحق انتہی وهکذا فی سائر کتب الاصول فاقول متفرعا علی هذا الاصل ان نفی سماع الامام عن انس لیس کحریة زوج بریرة لان عبد یته کانت ثابتة مستمرة من حین النکاح الی ان الاعتاق ولیس کذلک سماع الامام عن انس بان یکون ثابتا مستمرا من یوم ولادته الی وفات انس ولم یقل به احد من الجهلاء فکیف العلماء بل هو کالاحرام فی تزویج میمونة فکما ان الاحرام نفی للحل اللاحق کذلک نفی سماعه نفی لسماع اللاحق الحادث فیصلح لمعارضة المثبت ثم الترجیح عندنا فیما نحن فیه للنافی لان مدار السماع عن انس علی الاحادیث المعلقة الموضوعة کما رجح الاحرام فی تزویج میمونة بان رواته کلهم ائمة فقهاء کما قال الطحاوی کذا فی المسلم فافهم وتشکر

قال اور تہذیب الاسماء مین امام نووی شافعی اور یافعی شافعی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن انیس اور عائشہ بنت عجرد اور واثلة بن الاسقع اور عبد اللہ بن جزء بہی امام کی وقت مین تہی اور روایت بہی کی ہی اور مطلاوی مین مندرج ہے کہ امام کی چودہ برس کی عمر مین عبد اللہ بن انیس سے کوفی مین ۹۴ہجری مین یہہ حدیث سنی حبك الشیٔ یعمی ویصم اور عائشہ بنت عجرد سے یہہ حدیث روایت کی ہی اکثر جند الله فی الارض الجراد لا اکله ولا احرمه اور واثلة بن الاسقع سے دو حدیثین نقل کین ایک تو یہہ دع ما یریبك الی ما لا یریبك اور دوسری حدیث یہہ ہے لا تظهر شماتة لاخیك فیعافیه الله ویبتلیك اور عبد اللہ بن حارث بن جزء سی کعبہ کے پاس سن ۹۶ چہیانوین مین کہ امام حج کو اپنی باپ کے ساتہ گئی تہی یہہ حدیث سنی اعانة المسلم

فریضة علی کل مسلم اور بسند خوارزمی ابن عمر سے یہ حدیث نقل کی ہے من تفقه فی دین الله کفاہ همه ورزقه الله اور جابر سے
یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا کہ میری ماں کے ہاں بیٹا نہیں ہوا آپنے فرمایا فاین کنت من
کثرة الاستغفار وکثرة الصدقة یرزق بها الولد پس اوسنے بہت استغفار پڑھا اور بہت صدقہ دینا شروع کیا تب اوسکی نو بیٹے
ہوئے **اقول** عائذا بالله من الکذب ہرچند کہ بعد منع کرنے ملاقات و روایات امام کے اون چاروں صحابہ سے جنکی ہمعصری امام سے مسلم ہے
اور بعد ایراد سند منع کے کلام سے ابن طاہر اور ابن خلکان اور نواوی اور ابن حجر کی حاجت رد کرنے کی اس قول کو تو نہ تھی لیکن چونکہ
مؤلف سے اس قول مین غلطی فاحش واقع ہوئی بسبب عدم امتیاز کے درمیان نقل صحیح اور نقل غلط واہی کی افسوس کہ جناب مترجم بنا بر اعتماد اور
تقلید شیخ محمد شاہ نوآموز کے ایسی غلطی مین پڑے اسلئے اسکی بھی تحقیق لیجاتی ہے تو سنو یہ بات کہ امام کے وقت مین جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ
بن انیس وغیرہما موجود تھے اور امام نے اونسے روایت بھی کی ہے امام نواوی کیطرف اسکو نسبت کرنی جیسا کہ مؤلف نے دعوی کیا ہے کذب صریح
اور بہتان قبیح ہے نعوذ باللہ منہ اسلئے کہ امام نواوی نے تہذیب الاسماء مین ہرگز نہیں کہا کہ یہ لوگ امام کے وقت مین موجود تھے جس کسیکو
شک ہو وہ تہذیب الاسماء کو ملاحظہ کرلے بلکہ امام نواوی کی کلام سے جو عنقریب منقول ہوگا صاف معلوم ہوتا ہے کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ
بن انیس امام سے پہلے کئی برس انتقال کر چکے تھے اور جبکہ جناب مؤلف نے بسبب جہل اپنے طرف امام نواوی کے غلطی صریح کہا ہے تو اسی قیاس پر
امام یافعی کیطرف نسبت کرنا اس قول کا بھی محض غلط ہے حاشا کہ امام یافعی نے کہا ہو کہ یہ لوگ امام کے زمانہ مین تھے اور امام کو اونسے لقا ہوا ہے
اور روایت کی ہے اونسے اب عبارت مرآت الجنان تاریخ امام یافعی کی نقل کیجاتی ہے کہ جس سے صحیح معلوم ہوجاوے قال الیافعی فی تاریخ مرآت الجنان
فی حوادث سنة خمسین ومائة وفیها توفی فقیه العراق الامام ابوحنیفة النعمان بن ثابت الکوفی مولی بنی تیم الله
بن ثعلبة ومولده سنة ثمانین رای انسا وروی عن عطاء بن ابی رباح وطبقته وکان قد ادرك اربعة من الصحابة هم انس بن مالك
بالبصرة وعبد الله بن ابی اوفی بالکوفة وسهل بن سعد الساعدی بالمدینة وابو الطفیل عامر بن واثلة بمکة قال بعض
اصحاب التاریخ ولم یر احدا منهم ولا اخذ عنه واصحابه یقولون لقی جماعة من الصحابة وروی عنهم فلم یثبت ذلك عند اهل
النقل انتهی کلام الیافعی مختصرا تو صاف معلوم ہوا اس تاریخ سے کہ ذکر جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن انیس کا اور بیان لقاء امام صحابہ کے
اسمین مذکور نہین تو بجز افترا پردازی کے کچھ اور مقصود نہین ہوتا روایت قرطاسی پر کل اعتماد کرنا موجب ندامت کا ہوتا ہے اور
اگر بالفرض والتقدیر امام یافعی نے یہ قول کہا بھی ہو تو یہ قول اونکا نامقبول اور مخالف عقل اور نقل کے ہوگا اسلئے کہ لقا بعض صحابہ کا
اون پانچ مین سے امام سے محال ہے عقلا اور بعض سے عادةً تو پھر کسطرح سے قول اونکا سنا جائیگا کیا امام یافعی اگر بالفرض یہ کہہ گئے
ہون کہ امام کو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہے تو قول اونکا مقبول ہوگا حاشا وکلا۔ اب تفصیل محال ہونے ملاقات کی سنو کہ جابر بن عبد اللہ
سنہ اُناسی مین ایکسال ولادت امام کے پہلے انتقال کر چکے تھے کہ امام سنہ اسی مین پیدا ہوئے چنانچہ محقق ابن العابدین شامی
رد المحتار مین فرماتے ہین واعترض بانه مات قبل ولادة الامام بسنة انتهى اور ابن شاہین فرماتے ہین هذا وهم صریح فان
جابر بن عبد الله باتفاق الروایات مات فی بضع وسبعین ولم یعش الی ثمانین وهی التی ولد فیها الامام ابوحنیفة رحمه الله

تعالیٰ عنہ فکیف تصح روایتہ عنہ انتہٰی تلخیصاً ما نقلہ الطحطاوی اور بنا بر تصریح امام نووی کی جابر بن عبد اللہ تولد امام کے سے کئی
سال پہلے انتقال کر چکے تھے چنانچہ تہذیب الاسماء میں فرماتے ہیں توفی جابر بن عبد اللہ بالمدینۃ سنۃ ثلاث وسبعین وقیل
ثمان وسبعین وقیل ثمان وستین وھو ابن اربع وتسعین سنۃ رضی اللہ عنہ وکان ذھب بصرہ آخر عمرہ انتہٰی اور
حدیث جو مؤلف نے اخیر میں اس مقالہ کے نقل کر کے کہا ہے کہ یہہ حدیث امام نے جابر سے نقل کی ہے وہ موضوع ہے چنانچہ محقق شامی حنفی
رد المحتار میں فرماتے ہیں ومن ثم قالوا فی الحدیث المروی عن ابی حنیفۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم
امر من لم یرزق ولداً بکثرۃ الاستغفار والصدقۃ ففعل فولد لہ تسعۃ ذکور انہ حدیث موضوع ابن حجر انتہٰی اور اگر
کوئی یہہ اعتراض کرے کہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سنہ ستر میں پیدا ہوئے تھے تو ملاقات جابر کے ممکن ہوئی تو جواب اسکا یہ ہے
کہ اگر مسلک تحقیق اور قول حق اختیار کرے تو اس ستر سنہ کی روایت کو مردود سمجھو کیونکہ جمہور کے نزدیک یہی حق ہے کہ امام سنہ اسی میں
پیدا ہوئے ہیں اور جناب مؤلف نے بھی کہا ہے کہ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ امام سن اسی میں پیدا ہوئے تھے تو قول اسی کا برحق ہے
قول ستر کا محض باطل اور اگر تحقیق سے کچھ علاقہ نہو تو خصم کو بھی گنجائش ہے کہ وہ روایت منقولہ امام نووی کی جس سے وفات جابر کے سنہ تہتر
میں معلوم ہوتی ہے اختیار کرے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ حدیث تو بیچ مسند امام کے موجود ہے پھر کیونکر کہا جاوے کہ یہ موضوع ہے تو
جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث موضوع کو امام نے بذات خود مسند نہیں کیا کیونکہ یہ تمام مسند ابو حنیفہ کی بذات خود جمع کئے ہوئے نہیں
بلکہ سنہ چھ سو چوہتر تک امام کے مسانید کو کئی شخصوں نے علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا اور اوس سال میں خوارزمی نے سبکو جمع کر دیا اور ایک
مسند ابو حنیفہ کی مشہور ہوئی جیسا کہ کہا بستان المحدثین میں بر ہر عاقل پوشیدہ نمیماند کہ مرویات شخص از ہر رطب ویابس مجموع مخلوط
میباشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ معتقد بزرگے و فضیلت او داریم آن مخلوط را تمیز نکند و بار انظر اسنادان وتعمق مطالعہ نماید و شاگردان
خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود و تفصیل این اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم رح کہ بالفعل مشہور است تالیف قاضی القضاۃ ابو المؤید
محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است کہ در سنہ ششصد وہفتاد و چہار آنرا ترتیب ساختہ مسانید امام اعظم رح را کہ علماء سابق بر داختہ بودند درین جمع کردہ ہم
خود ہیچ چیز را از مرویات امام اعظم رح ترک نکردہ پس این مسند را نسبت بحضرت امام اعظم رح کردن ازان باب است کہ مسند ابی بکر مثلاً
از مسند امام احمد رح نسبت بحضرت ابو بکر صدیق رض نمائیم واز تصانیف ایشان انگاریم وآن از مغلطہ بیش نیست خلاصہ تقریر مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ کی بستان المحدثین سے نقل کی گئی تو کیا جائے یہہ غلطی اور درج کرنا حدیث موضوع کا اوس میں کس جامع سے
واقع ہوا فقط اور عبد اللہ بن انیس قبل تولد امام کے چھبیس برس سن چوّن میں انتقال کر چکے تھے کہ پیدائش امام کی چھبیس
برس کے بعد سنہ اسّی میں ہوئی تھی اور بنا بر بعضے روایات کی سنہ چوہتر میں انتقال کئے ہیں تو اسصورت میں تولد امام کا چھ برس
پہلے ہوا چنانچہ حافظ الحدیث عسقلانی تقریب میں فرماتے ہیں عبد اللہ بن انیس الجھنی ابو یحیی المدنی حلیف الانصار صحابی شہد
العقبۃ واحداً ومات بالشام فی خلافۃ معاویۃ سنۃ اربع وخمسین ووھم من قال سنۃ ثمانین انتہٰی اور امام نووی تہذیب
میں فرماتے ہیں قال ابن عبد البر توفی سنۃ اربع وسبعین وقیل توفی سنۃ اربع وخمسین انتہٰی تو جو کسی روایت وفات

یا شن عبداللہ کے اختیار کر دیگے اور جسکی تقدیم وفات اوسکی کی امام کی تولد پر ثابت ہوگی تو پہر کسطرح کہ سکو گی کہ امام نی قبل تولد کے ملاقات
با انیس کے محال کی ہی اور ایک حدیث بہی سنی اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ عبداللہ بن انیس جو قبل تولد امام کی وفات پا گئے
جہنی تہی تو ہو سکتا ہی کہ امام کی ملاقات کوئی اور عبداللہ ہوں تو جواب اسکا یہ ہے کہ جنہوں نے دعوی امام کی ملاقات کا عبداللہ ابن انیس سے
کیا ہی تو مراد اونکی یہی عبداللہ ہیں جو کوفی میں گئی تہی نہ کوئی اور عبداللہ چنانچہ مولف کی کلام میں بہی گذرا ہی کہ طحطاوی میں مندرج ہے
کہ امام چودہ برس کی عمر میں عبداللہ بن انیس سے کوفی میں سنہ چورانویں کی بعد حدیث سنی الخ اور رد المحتار وغیرہ میں بہی ایسا ہی منقول ہے
اور حال یہی کہ وہ عبداللہ کوفی والی نہیں رہیں مگر جہنی کیونکہ سوا اونکی اور کوئی عبداللہ بن انیس کوفی میں نہیں گئے چنانچہ محقق ابن العابدین
رد المحتار میں فرماتی ہیں واجیب بان ہذا الاسم لجماعة من الصحابة فلعل المراد غیر الجہنی ورد بان غیرہ لم یدخل الکوفة انتہی اور اوس
حدیث کو جسکو مولف نی طحطاوی سے نقل کر کے کہا ہی کہ امام نی چودہ برس کی عمر میں کوفے میں سنہ چورانویں میں عبداللہ سے یہ حدیث سنی یہی نظر ہے
کہ عبداللہ تو سنہ چون میں انتقال کر چکے تہی پہر سنہ چورانویں میں اونسی کسطرح ملاقات ہوئی اور اسی نظر سے کہ جس سند سے وہ حدیث امام
سے نقل کی گئی اوسمیں دو راوی مجہول الحال ہیں محققین نے رد کر دیا چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار میں فرماتی ہیں واخرج بعضہم بسند
الی الامام انہ قال ولدت سنة ثمانین وقدم عبداللہ ابن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوفة سنة اربع وتسعین
وسمعت منہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک للشیء یعمی ویصم واعترض بان فی سندہ مجہولین وبان ابن انیس مات سنة
اربع وخمسین انتہی تو دیکہو جابر بن عبداللہ عبداللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کی وفات پا چکے تہے اور قطع نظر سبکے تغیر
کلام سی امام نواوی ہی کی قول سی تقدیم وفات اون دونوں کی تولد امام پر ثابت ہی ہے تو انصاف سی کہو کہ اون مرتبے سے ملاقات کا دعوی
کرنا کیسا مخالف عقل اور نقل کے ہے اور نسبت اسکی طرف امام نواوی کی کیسا بہتان عظیم ہی اور شیخ مولف کیسا شیر بہادر ہے کہ ایک عقل و نقل
دونوں سی لڑتا ہے اور جناب مترجم صحابی دہر کو کہا کہا یا اوسکی عتماد پر اور عایشہ بنت عجرد کے ملاقات اگر بالفرض ثابت بہی ہو تو
اونکی ملاقات سی امام صاحب تابعی نہیں ہو سکتے ہیں لئے کہ عایشہ بنت عجرد صحابیہ تہی جیسے کہ شیخ الاسلام حافظ الحدیث اسماء الرجال
محمد بن احمد ابو عبداللہ ذہبی ترکمانی کی کلام سی جنکی جلالت شان اور علو مکان سی سب علماء ادنی اور اعلی واقف ہیں اور شیخ الاسلام
حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی کی کلام سی معلوم ہوتا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین رد المحتار میں فرماتی ہیں قولہ بنت عجرد اسمہا
عایشة واعترض بان حاصل کلام الذہبی وشیخ الاسلام بن حجر العسقلانی ان ہذہ لا صحبة لہا وانہا لا تکاد
تعرف انتہی اور اسی نظر سے وہ حدیث جسکو مولف نی مروی امام کے عایشہ سی قرار دیا ہے وہ نا مقبول ہے چنانچہ محقق شامی
رد المحتار میں فرماتی ہیں وبذلک رد ما روی ان ابا حنیفة روی عنہا ہذا الحدیث الصحیح اکثر جند اللہ فی
الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ ابن حجر الہیتمی انتہی اور واثلہ بن الاسقع کے ملاقات عقلاً محال نہیں تو
محال عادۃً تو ہے اور منقول نہونا اوسکا کسی امام ائمہ نقل ہیں سے مرجح دوسرا ہے اور وجہ استحالہ عادی کی یہہ ہے کہ واثلہ نے بقول
متفق علیہ کے سن پچاسی میں ملک شام میں بیچ شہر دمشق کے وفات پائی ہے اور امام صاحب اوس زمانہ میں پانچ برس کی لڑکے تہی اور یہ بات

امام صاحب پانچ برس کے لڑکے ہوکر دمشق میں جا کر ملاقات واثلہ کے تشریف لے گئے ہوں ثابت نہیں اور عقل سلیم کو بہی
انکار ہے کہ پانچ برس کے لڑکے سے یہہ امر صادر ہوا اور سنہ وفات واثلہ کا اور محل انتقال کا تصریح سے حافظ ابن حجر اور
امام نواوی کی ظاہر ہوتا ہے حافظ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں واثلة بن الاسقع بالقاف ابن کعب اللیثی صحابی مشہور
نزل الشام وعاش الی سنة خمس وثمانین وله مائة وخمس سنین انتہی — اور امام نواوی تہذیب میں فرماتے ہیں وتوفی
بدمشق سنة ست او خمس وثمانین وهو ابن ثمان وتسعین قاله ابو مسهر قال سعید بن خالد توفی سنة ثلث
وثمانین وهو ابن مائة وخمس سنین انتہی — ان روایات میں سے روایت متفق علیہا کو جسمین امام نواوی
اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے ہمنے اختیار کیا اور باقی دو روایتیں بہی ہمارے موافق ہیں خاص کر تیسری روایت
جو کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اسلئے کہ بنا بر اوسکی امام کے عمر وقت وفات واثلہ کے تین ہی برس کی
ہوتی ہے کما لا یخفی اب باقی رہے عبد اللہ بن جزء سو اونسے بہی ملاقات امام کی ۹۶ سنہ چہیانویں میں جیسا کہ مولفنا اور
اوسکی اتباع کو دعوی ہے عقلاً محال ہے اسلئے کہ عبد اللہ بن جزء تو ۸۶ سنہ چہیاسی میں مصر میں انتقال کیا ہے چنانچہ حافظ
ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں عبد الله بن الحارث بن جزء بفتح الجیم وسکون الزای بعدها همزة الزبیدی بضم الزاء صحابی
ابو الحارث سکن مصر وهو آخر من مات بها من الصحابة سنة خمس او ست او سبع وثمانین والثانی اصح انتہی اور یہی سن وفات
عبد اللہ کی محقق شامی نے اور شیخ ابن طاہر نے نقل کیا ہے جیسا کہ عنقریب آویگا تو علی التحقیق امام صاحب نے کل چھ سال
حیات سے عبد اللہ بن جزء کی پائی اور امام چہٹے سال میں تہے کہ ابن جزء نے انتقال کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ
پہر سو برس کے ہوکر ۹۶ سنہ چہیانویں میں عبد اللہ سے ملاقات کی اور دو حدیثیں سنی تو دیکہو کہ یہہ کیسی غلطی فاحش اور خطاء صریح
مولف مذکور سے واقع ہوئی بنا بر بے تمیزی اور عدم اطلاع اوپر کتب سیر محققین کے بنام کن امام کو نام حنیفہ چنانچہ
اس دعوے کو بنظر اسی کذب بدیہی اور بہتان قطعی کے علماء محققین حنفیہ نے رد کر دیا ہے چنانچہ ابن العابدین حنفی
رد المحتار میں فرماتے ہیں واما ما جاء عن ابی حنیفة من انه حج مع ابیه سنة ۹۶ ست وتسعین وانه رای عبد الله هذا یدرس
بالمسجد الحرام وسمع منه حدیثا فرده جماعة منهم الشیخ قاسم الحنفی بان سند ذلک فیه قلب وتحریف وفیه کذاب باتفاق
وبان ابن جزء مات بمصر ولابی حنیفة ست سنین وبان ابن جزء لم یدخل الکوفة فی تلک المدة ابن حجر انتہی
اور شیخ ابن طاہر حنفی تذکرہ موضوعات میں فرماتے ہیں فی الذیل حدثنی عبد الله بن احمد ثنا محمد بن احمد بن الاشعث
ثنی اسمعیل بن محمد ثنا احمد بن الصلت الحمانی ثنا محمد بن سماعة عن ابی یوسف عن ابی حنیفة قال حججت
مع ابی ولی ست عشر سنة فمررنا بحلقة فاذا ظهر فقلت من هذا قالوا عبد الله بن الحارث بن جزء
فتقدمت الیه فسمعته یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من تفقه فی دین الله کفاه
الله همه ورزقه من حیث لا یحتسب فی المیزان هذا کذب فابن جزء مات بمصر ولابی حنیفة ست سنین الا

قال الدارقطنی کان یضع الحدیث وقد وضع لنا هذا الحدیث من جابر وهو باطل ایضًا واخرجه ابن الجوزی
فی الواهیات انتہی لطیفہ دعوی امام کی ملاقات کا جابر سے جو قبل تولد امام کے ایکسال یا دو سال انتقال کر چکے تھے
ویسا ہی عبد اللہ بن انیس سے جو چہتیس برس پہلے تولد سے امام کے وفات پا چکے تھے اور ایسا ابن جزء سے ۹۶ سنہ
ہیانوین مین حالانکہ وہ ۸۶ چہیاسی مین رحلت فرما چکی تھے ایسے بے تمیزون کی کچہ نئے بات نہین ہے کیونکہ دو شخص جسنے
یہہ دعوے کیا تہا کہ خضر علیہ السلام نے تیس برس مین امام سے علم حاصل کیا تہا پانچ برس زندگی مین اور پچیس برس بعد
موت کی قبر سے وہ بہی تو انہین کا بہائی بے تمیز تہا پہر اگر انہون نے بہی دو تین مردون سے امام کی ملاقات کا دعوی کیا تو کچہ
عجب نہین کیونکہ تعصب بی تمیزی مین دونون برابر مین قدر قال الحاصل امام نے بمصداق آیہ کریمہ اَلسّٰبِقُوْنَ
الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ علم مفاخرت اور فضیلت کا اوپر سب مجتہدین کی بلند کیا کہ باقی مجتہدین میں
یہہ فضیلت نہین پائی جاتی اس لئی کہ امام مالک تیرانوی سن ۹۳ یا چورانوین ۹۴ سن مین پیدا ہوئی اور لڑکپین مین کہ
ان تشریف لیجانا اونکا ثابت نہین تا ابو طفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح نی تصریح کی ہی کہ امام مالک تبع تابعین
ین کہ کسی صحابی سے ملاقات نہین ہوئی بعد امام شافعی رح کہ سن ڈیڑہ سو ۱۵۰ مین پیدا ہوئی شاگرد امام محمد رح کی اور امام آگے
ہین اور امام احمد بن حنبل رح شاگرد امام شافعی رح کی ہین کہ ایک سو چونسٹہہ ۱۶۴ مین پیدا ہوئی پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح کا
پر سب مجتہدین سے نہایت بڑہا اقول امام صاحب اس آیہ کی مصداق تو جب ہوتی جبکہ تابعی ہوتی اور اسکا حال خوب روشن
ہو گیا تو فضیلت امام کی باقی تینون مجتہدون پر اگر تابعی ہونے کی نظر سے ہی تو نرہی یہہ تابعی نہو تہین چارون برابر مین اور
وجود تابعی نہونی کے اتباع باحسان مین عمومًا داخل ہین جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہی وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ اللاحقون بالسابقین من القبیلتین او من اتبعہم بالایمان والطاعۃ الی یوم القیمۃ انتہی اب اگر کہو کہ امام کی
فضیلت بعضے حدیثون سے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ جناب مولف نی کہا ہے کہ تبییض الصحیفہ مین سیوطی نے لکہا ہے کہ امام کی
فضیلت مین یہہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من فارس تو بہی باقی اور اماموں پر
فضل نہین ثابت ہوتا کیونکہ اور آئمہ بہی کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہین چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث
یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینۃ کی جو کہ ترمذی کی روایت سے ہے کے
مصداق ہو سکتی ہین جیسا کہ عبد الرزاق اور سفیان بن عیینہ سے جو راوی ہین اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے
اور امام شافعی رح تو کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہین جیسا کہ امام نووی نے ان احادیث کو تہذیب مین خوب
تفصیل سے وارد کیا ہے طالب تفصیل کو چاہیے کہ تہذیب کو ملاحظہ کرے اور اگر کہو کہ ان احادیث مذکورہ بالا مین تو نام
کسی کا بہی نہین اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلا ابو حنیفہ رح کا یا شافعی رح کا ان احادیث مین تو تجویز اور فرع ہی اپنی عقیدہ کی ہے

لاکن ابوحنیفہ رح کی فضیلت مین بعضی ایسی حدیثین ہین جاون مین آنحضرت مبارک یا ولکی تفصیل سے تصریح ہی ایک روایۃ مین اسطرح آیا ہی
یکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وھو سراج امتی اور ایک مین یون آیا ہے سیاتی بعدی رجل یقال لہ النعمان
بن ثابت الکوفی ویکنی بابی حنیفۃ لیحیین دین اللہ وسنتی علی یدیہ اور ایک مین یون فرمایا ہے یخرج فی
امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ بین کتفیہ خال یحیی اللہ تعالے علی یدیہ سنتی اور حضرت علی سی روایت ہی الا انبئکم
برجل من کوفتکم ھذہ یکنی بابی حنیفۃ قد ملئی قلبہ علما وحکما وسیھلک بہ قوم فی اخر الزمان الغالب
علیھم التنافر یقال لھم البنانیۃ کما ھلکت الرفضۃ بابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما اور یہہ ذو روایتین اخیرکین
مولف نی نقل کین ہین سو یہہ بات کسی کو سوای امام صاحب کی میسر نہین تو اورون پر فضل ثابت ہوا تو ہم اسکی جواب مین کہینگے کہ یہہ
سب ہیات اور مفتریات اور موضوعات ہین اور واضعین انکی مصداق ہین اس حدیث کی من کذب علی متعمدا فلیتبوء
مقعدہ من النار۔ اور ناقلین انکی اگر باوجود علم بالوضع کی اون کو نقل کئے ہین تو فاسق ہین بالاجماع کیونکر روایت
کرنا حدیث موضوع کا حرام ہی اتفاقا اور اگر بسبب جہل کی اونکی موضوع ہونے سی نقل کئی ہین تو جاہل و مغرور ہین اور موضوع
ہونا اون واہیات کا اونکی الفاظ و معنی سی ظاہر ہے اور محدثین نی بہی تنبیہ کسکی ہی چنانچہ نور الدین علی کتاب مختصر تنزیہ
الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین فرماتی ہین حدیث سیاتی بعدی رجل یقال لہ النعمان بن ثابت
ویکنی بابی حنیفۃ لیحیین دین اللہ وسنتی علی یدیہ خط من حدیث انس من طریق ابان وعندہ ابو المعلی
بن المہاجر مجہول وعندہ سلیمان بن قیس کذلک وعندہ محمد بن یزید بن عبد اللہ السلمی متروک ووجد
من طریق الجویباری وناھیک بہ کذابا۔ اور قبل اس عبارت کی فرماتی ہین حدیث یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس
اضر علی امتی من ابلیس یکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وھو سراج امتی فاما من حدیث انس ففیہ احمد جویباری وعنہ
مامون السلمی واحدھما وضعہ و ذکر الحاکم فی المدخل ان مامونا قیل لہ الا تری الی الشافعی ومن تبعہ بخراسان فقال حدثنا احمد اخبرنا
ابان بھذا انہ الواضع لہ علیہ ما یستحقہ وجعلوہ ایضا من حدیث ابی ہریرۃ اخرجہ الخطیب من طریق محمد بن سعید
المروزی البورقی وقال الحاکم والخطیب ھو من وضعہ انتہی اور قاضی محمد بن الشوکانی کتاب فوائد المجموعہ فی الاحادیث
الموضوعہ مین فرماتی ہین ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ ھو سراج امتی ھو موضوع وفی اسنادہ
وضاعان مامون السلمی واحمد بن عبد اللہ الجویباری والواضع لہ احدھما انتہی اور شیخ ابن طاہر
تذکرہ موضوعات مین فرماتی ہین قال الصغانی سراج امتی ابو حنیفۃ موضوع انتہی اور علامۃ الدہر رئیس محدثین عصر مجد الدین
صاحب قاموس سفر السعادات مین فرماتی ہین در فضائل امام ابی حنیفہ و امام شافعی رضی اللہ عنہما و ذم ایشان چیزے صحیح ثابت
نشدہ وہر چہ دران معنی مذکور است مجموع مفتری و موضوع ست انتہی تو ائمۂ اربعہ مین سے کسی حضرت کو دوسری پر تفضیل کلی
نہین سب حضرات الصادقین اور مقتدای شرع متین ہین جیسی میزان شعرانی مین کہا ہی لا ائمۃ کلھم علی ھدی من ربھم

اور کوئی صاحب مین کچھ فضل تہا اور کسی مین کوئی فضیلت ہی نہ تھی مصرع ہر گلی را رنگ و بوئی دیگر است ٭ تنبیہ اس قال کی ایسی الفاظ
پر دلانہ لکھی گئی ہی کہ اس مین باقی بعضے اقوال سے بہی جواب ہو گیا ہے جو شخص ادنی بہی فہم رکہتا ہوگا اس رد کو دیکہکی باقی
کلام پر منطبق کر لیگا **قال** اور امام کا قول بسبب کہ فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا نہین ہے برابر اور قول
تابعین کا ہے سو قول کے برابر ہی اسی واسطے اونکا قول ہمپر حجت نہین ہے قول اس ہی تابعی ہونا ثابت ہی **اقول** اگر بعد تسلیم
امام کی قول کو تابعین کے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہئے کہ کرخی کو اور دبوسی کو اور شافعی رح کو اور ایک جماعت
عظیمہ کو علماء اصول سی صحابی کہدین کیونکہ شافعی رح سی بنابر قول عبیدکی اور اون تمام سی جنکا نام گنا یہہ مروی ہی کہ قول
صحابی کا جسمین رای کو دخل ہو ہمپر حجت نہین جیسا کہ منتخب وغیرہ مین لکہا ہے حالانکہ اون لوگون کو کوئی شخص صحابی
نہین کہتا تو چاہی کہ امام کو بہی تابعی نکہو بسبب انکار اونکی کے تسلیم سی قول تابعی کے فافہم **قال** پہر ایک روز لڑکون نے
امام صاحب کو دیکہکر کہا کہ یہہ شخص ہزار رکعت ہر شب مین پڑہتا ہے اور تمام شب بیدار رہتا ہے اوس روز سی آپ ہزار رکعت
پڑہتے تہی اور تمام شب جاگتی مستطرفی مین نقل ہی کہ جس مقام پر امام نی وفات پائی ہی وہان ستر ہزار ختم کئے تہے اور تاریخ
بغداد مین خطیب نے لکہا ہے کہ تیس یا چالیس برس تک امام نے ایک وضو سی نماز عشاء اور صبح کی پڑہی ہی **اقول** یہہ سب
رہبانیت ہے اور موجب وہم کا ہے نہ یہہ کہ مدح کا باعث ہو اور جناب حضرت امام کی تو یہہ شان نہین ہی کہ ایسی تکلیف شاق
اور بدعتون کو اونکی طرف نسبت کیا جاوی اور دلیل بدعت ہونی اون عبادات کی یہہ ہے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ
علیہ وسلم نی تمام عمر مین کبہی شب کو تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل نہین پڑہے اور نہ کبہو تمام شب جاگی بلکہ ایک ثلث جاگتی اور دو ثلث
سوتی اور اس پر زیادتی کرنیوالی کو فرماتے کہ یہہ شخص میری سنت سی نفرت کرتا ہے اور یہہ ہم مین سی نہین اور ایسا ہی
ختم کرنا قرآن کا بہتر سات دن کی ورنہ تین دن کی درست نہ رکہتے اور فرماتے کہ تین دن سی کم مدت مین اگر پڑہی حالانکہ تو قرآن کو نہین سمجہتا
چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوۃ الی اللہ صلوۃ داؤد واحب الصیام
الی اللہ صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثہ وینام سدسہ ویصوم یوما ویفطر یوما رواہ الشیخان اور روایت ہی
عائشہ صدیقہ رض سی قالت کان تعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام اول اللیل ویحیی آخرہ ثم ان کانت لہ حاجۃ الی
اہلہ قضی حاجتہ ثم ینام وان کان عند النداء الاول جنبا وثب فافاض علیہ الماء وان لم یکن جنبا توضأ للصلوۃ
ثم صلی رکعتین رواہ ایضا الشیخان اور روایت ہی عائشہ صدیقہ رض سے کہ فرماتی تہین ولا اعلم ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ
القرآن کلہ فی لیلۃ ولا قام لیلۃ کاملۃ حتی الصباح ولا صام شہرا کاملا غیر رمضان اخرجہ احمد اور روایت ہی عائشہ
صدیقہ رض سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان بن مظعون فجاءہ فقال یا عثمان ارغبت عن سنتی
قال لا واللہ یا رسول اللہ ولکن سنتک اطلب قال فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکح النساء فاتق اللہ یا
عثمان فان لاہلک علیک حقا وان لضیفک علیک حقا وان لنفسک علیک حقا فصم وافطر وصل ونم رواہ ابو داؤد

اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ قال اخبر رسول اللہ علیہ السلام انی اقول واللہ لاصومن النہار ولاقومن
اللیل ما عشت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت الذی تقول ذلک فقلت لہ بابی وامی قد قلتہ یا رسول
اللہ قال فانک لا تستطیع ذلک فصم وافطر ونم وقم وصم من الشہر ثلثۃ ایام فان الحسنۃ بعشر امثالہا
وذلک مثل صیام الدہر قلت فانی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت فانی اطیق افضل من
ذلک قال علیہ السلام فصم یوما وافطر یوما فذلک صیام داؤد علیہ السلام وہو اعدل الصیام وفی روایۃ
افضل الصیام قال فانی اطیق افضل من ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک وزاد فی روایۃ
فان لجسدک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا وان لزورک علیک حقا وفی اخری لہ الم اخبر انک تصوم الدہر
وتقرأ القران فی کل لیلۃ فقلت یا نبی اللہ وانی لم ارد بذلک الا الخیر وفیہا قال واقرأ القران فی کل شہر قال
قلت یا نبی اللہ انا اطیق افضل من ذلک قال فاقرءہ فی سبع لا تزد علی ذلک الحدیث رواہ الشیخان اور روایت ہے
عبداللہ بن عمرو سے قال یا رسول اللہ فی کم اقرأ القران قال فی شہر قال فانی اقوی من ذلک ردد الکلام ابو موسی
وتناقصہ حتی قال اقرءہ فی سبع قال فانی اقوی من ذلک قال لا یفقہ من قرء القران فی اقل من ثلث رواہ ابوداؤد
اور روایت ہے انس سے قال جاء ثلثۃ رہط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فلما اخبروا بہا کانہم تقالوہا فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال
احدہم اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الاخر انا اصوم النہار ابدا ولا افطر وقال اخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج
ابدا فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی
اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی رواہ الشیخان قال سلمان لابی
الدرداء نم فلما کان من اخر اللیل قال قم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق سلمان عن عائشۃ قالت کانت عندی
امرأۃ من بنی اسد فدخل علی رسول اللہ صلعم فقال من ہذہ قلت فلانۃ لا تنام باللیل فذکر من صلوتہا فقال
مہ علیکم ما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل حتی تملوا رواہ البخاری فی باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ
مالک بن اسمٰعیل بن ابی حکیم انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع امرأۃ من اللیل تصلی فقال من ہذہ
فقیل لہ ہذہ الحولاء بنت تویت لا تنام اللیل فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک حتی عرفت الکراہۃ فی
وجہہ ثم قال ان اللہ تبارک وتعالی لا یمل حتی تملوا اکلفوا من العمل ما لکم بہ طاقۃ رواہ مالک فی الموطا بس
الہ البحیرتا در صاحبانظانت بر سبب ملا حظہ ان احادیث مذکورہ بالا کی بدعت ہونا مواظبت تمام شب کی جاگنی کا اور ساتھ
مداومت کی رات بھر میں ہزار رکعت پڑہنی کا کہ اسمیں طرح طرح کی مشقت اور تکلیف سخت پائی جاتی ہے اور ستر ہزار قران ختم کرنیکا
جو ستر برس کے عمر میں لبد مبتا کرنے بار بنجیال طفولیت کی تین ختم تخمینا ہر روز میں ہوتی ہیں اور ایک وضو سی عشاء اور فجر کی نماز

پڑہنی کہ ظاہر ہے تو ایسی بدعات کو جناب امام کیطرف ہرگز نسبت کرنی نچاہئے کیونکہ امام ہمام تمام سنت کا بہت رکہتی تہی اور خلاف سنت کی نہین کرتے تہے علاوہ بدعت ہونی اس عبادت کی سی یہہ عبادت تو عقلا بہی دشوار ہی اسلئی کہ تمام رات کی اوسطا بارہ گہنٹی ہوتی ہین اور چار گہنٹی اوسمین سی سہا کرنی چاہئین تین گہنٹا اول سی شب کی کہ اوسمین کہانا پینا شب کا اور استنجا طہارت اور وضو اور نماز عشا کی ادا ہوا اور ایک گہنٹا آخر سی شب کی کہ اوسمین وقت فجر کی آمد آمد ہوتی ہی اور نوافل نہین پڑہی جاتی تو باقی رہے آٹھ گہنٹی تو اوسمین اگر ہزار رکعت پڑہتی تہے تو فی گہنٹہ سوا سو رکعت ہوئین اور ادا سوا سو رکعت کا مع ادائی ارکان یعنی رکوع و سجود و قیام و قعدہ و قومہ و جلسہ قراءۃ کی اور مع لحاظ واجبات اور سنن اور مستحبات ایک گہنٹہ کی میعاد مین عقل سلیم محال جانتی ہے ہان اگر یہہ کہو کہ اس کیفیت سی پڑہتے تہے کہ بعد تحریمہ کی قراءۃ بقدر مدہامتان کر کی رکوع و سجود مین اشارۃ ذرا سا سر کو جہوکا کر رکعت پوری کرتے تہے تو البتہ امکان ہے لاکن یہہ کیا عبادت ہوئی اور اسمین کیا تقرب اور ثواب ہوا اور ایسا ہی ستر ہزار ختم جسکی تخمینا تین ختم ہر روز ہوتی ہین بہی دشوار ہے اسلیئے کہ امام صاحب کاروبار تجارت بہی کرتے تہے جیسا کہ کلام مین ابن طاہر کی جو مجمع البحار سی نقل کیا گیا ہے گذر چکا اور اجتہاد مسائل بہی کرتے تہے اور بعد اجتہاد کی مباحثہ اور مشورہ شاگردوں سی کرتے تہے اور تعلیم و تعلم مین بہی شامل رہتی تہی پس با اینہمہ ہر روز تین ختم قرآن کی کسطرح کرتے ہونگی اور یہہ بہی نہین کہسکتی کہ کرامت سی تین ختم ہر روز کرتی تہے اسلیئے کہ کرامت تو ایک امر اتفاقی ہے کہ بخارق عادات کی ہوتی ہی نہ دامی اور عادی حالانکہ یہہ شعار امام کا بعوام جسم کی دامی تہا تو خوب ثابت ہوا کہ ایسی شاقہ عبادت شرعا بدعت ہی اور عادۃ دشوار ہی اور نسبت کرنا اسکا طرف جناب امام کی اچہا نہین اور شان حضرت امام کی اس سی بلند تر ہے اور ثواب کثیر اتباع سنت مین ملتا ہی نہ زیادہ شقت اوٹہانی مین جیسکہ قاضی ثناء اللہ مرحوم ترجمہ ارشاد الطالبین وغیرہ مین ارشاد فرماتی ہین اور جناب شاہ ولی اللہ محدث والد مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہما حجۃ اللہ البالغہ مین فرماتی ہین ومنها التشدد وحقيقته اختيار العبادة الشاقة لم يامر بها الشارع كدوام الصيام والقيام والتبتل وترك التزوج وان يلتزم السنن والآداب كالتزام الواجبات وهو حديث نهي النبي صلى الله عليه وسلم عبد الله بن عمرو وعثمان بن مظعون عما قصدا من العبادة الشاقة وهو قوله صلى الله عليه وسلم لن يشاد الدين احد الا غلبه فاذا صار هذا المتعمق او المتشدد معلم قوم ورئيسهم ظنوا ان هذا امر الشرع ورضاه وهذا داء رهبان اليهود والنصارى انتهى كلامه في باب الاحكام الدين من التحريف عن عائشة رضی قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا امرهم امرهم من الاعمال بما يطيقون قالوا انا لسنا كهيئتك يا رسول الله ان الله قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فيغضب حتى يعرف الغضب في وجهه ثم يقول ان اتقاكم واعلمكم بالله انا كما رواه البخاري في كتاب الايمان صاحب فتح الباری اس حدیث کی فوائد لکہی ہین منجملہ انکی تیسرا فایدہ یہہ ہے الثالث الوقوف عند ما حد الشرع من عزيمة ورخصة واعتقاد ان الاخذ بالارفق الموافق للشرع اولى من الاشق المخالف له انتهى ما في فتح الباری مختصرا پس جن جن حرکتہ قصد وایہ بلا سند صحیح کی فضیلت مین امام صاحب کے نقل کرتے ہین امام صاحب تک ساتہہ سند صحیح متصل مسلسل کے نہین پہنچا اور نیز مخالف سنت کے ہو اور شان امام کی بہی اسکو مقتضی نہو تو پایۂ اعتبار سی ساقط ہی کیونکہ اخبار مین سند صحیح متصل لازم ہوتی قبول کی نہیں

انکی نزدیک فقہا اور محدثین کے اور یہہ سند صحیح متصل الاسناد دیہان پائی نہین جاتی پہر کیونکر قابل اعتماد کی ہو اب اہل انصاف
سر رشتہ عدل کا ہاتہہ سے نہ دین اور خوب غور و فکر کر کی مطابق اس آیۃ کریمہ کے اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ اظہار حق مین چشم پوشی
نفرماوین کہ حق اور باطل مین امتیاز ہوجاوے **قال باب دوسرا بیچ بیان تقلید ائمہ اربعہ کی** فرماتا ہی اللہ تعالیٰ
فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس پوچہو اونسی جو اہلیت ذکر کی رکہتی ہین اگر نہین جانتی ہو تم پس یہہ آیت
ساتہہ اجماع امت کی مخصوص و ظنی ہی اسلیئے کہ ہرگز اہل سنت اجازت نہین دیتی ہین کہ پیروی کیجاوی روافض و خوارج کی اور
اسیطرح روافض وغیرہ نہین اجازت دیتی کہ پیروی کیجاوی اہل سنت کی پس اجماع ہوا امت کا اوپر تخصیص اس آیۃ کی پس ہو
یہہ آیۃ مخصوص اور ظنی الدلالۃ **اقول** اصل غرض مؤلف کی عقد باب ثانی سی اثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہی لاکن دعوی تخصیص
مذاہب اربعہ کو محض واسطہ بنایا ہی تو سنو کہ مقصود مؤلف کا اس دعوی سی کہ یہہ آیۃ مخصوص ہے بالاجماع اور ظنی الدلالۃ ہی یہہ ہی جبکہ
ایکدفعہ ظنی ہو چکی تو اب جتنین تخصیص چاہینگی کیا کرینگی تو کہ تخصیص ایک مذہب خاص کی ثابت ہو جاوے تو سنو کہ دعوی تخصیص کا اور
ظنی الدلالۃ ہونے اس آیۃ کا غلط اور بی اصل ہے اسلیٔ کہ لفظ اہل کا اس آیۃ مین اپنے عموم پر ہے اور اسکے تخصیص پر کوئی دلیل شرعی
نہین ہے نہ تو کتاب اللہ اور نہ حدیث متواتر یا مشہور یا خبر واحد اور نہ قیاس صحیح کسی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے عموم آیۃ
مین استحالہ معلوم ہو سو پہر اگر تخصیص کیجاوی تو تخصیص اسکی بلا مخصص ہوگی اور تخصیص بلا مخصص نسخ کرنا ہی کتاب اللہ کو جیسا کہ
عبارت شرح **ابن الحاجب** کبی معلوم ہوگا اور ممنوع ہے باتفاق امۃ محمدیہ کی کیونکہ رافع ہے امان کو لغت اور شرع سے
یعنی جو لفظ باعتبار لغت یا شرع کے عام معنی پر دلالت کرتا ہو اور کوئی دلیل شرعی اوسکی خاص ہونیپر قایم نہین پہر جو کوئی
اپنے فہم مجرد سی بلا دلیل اوسکو خاص کر ڈالی تو اعتبار لفظ عموم کا از روی لغت اور شرع کی جاتا رہی اور احکام شرعی درہم برہم
ہوجاوین اور یہہ بات مخالف اہل زبان اور اہل شرع کی ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہین ہو سکتا اور مؤلف لفظ اہل کو کہ عام ہے
بلا دلیل خاص کرتا ہے تو اسمین مخالفت اہل لغت اور شرع کے لازم آویگی اور یہہ مخالفت ممنوع ہے چنانچہ صدر الشریعہ توضیح مین
فرماتی ہین ولو جاز ارادة البعض بلا قرینة لارتفع الامان عن اللغة والشرع بالكلية لان خطابات الشرع
عامة انتهى اور علامہ تفتازانی تلویح مین فرماتے ہین تقریرہ انہ لو جاز ارادة بعض مسميات العام من غير قرينة لارتفع
الامان عن اللغة لان كل ما وقع في كلام العرب من الالفاظ العامة يحتمل الخصوص فلا
يستقيم ما يفهمه السامعون من العموم وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا ارادة البعض من
غیر قرینہ
اور اگر بغیر قرینہ کے بعضی معنونکا ارادہ کرلینا جایز ہوتا تو لغت اور شرع سی بالکل امن اوٹہہ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہین ہو چکی
عبارت توضیح کی۔ تقریر تلویح کی یہہ ہی کہ اگر جایز ہوتا ارادہ رکہنا کچہہ افراد عام کا بغیر قرینہ کی تو اوٹہہ جاتا امن لغت سے کیونکہ جتنے
عام لفظ عربی زبان مین بولی جاتی ہین سب مین خاص ہوجانیکا احتمال ہے اسلیئے وہ معنی ٹہیک نہین گی جو عام لفظونسے
سننے والون نے سمجہے ہین اور شرع سے بہی امن اوٹہہ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہین اسلیئے اگر جایز رکہین ہم ارادہ بعضی معنونکا

بغیر قرینۃ لما صح فہم الحکام بصیغۃ العموم انتہی مگر یہہ تخصیص بالمخصص عادت یہود اور نصاریٰ کی ہے کیونکہ وہ لوگ عمومات توریت
اور انجیل کے بالمخصص شرعی تخصیص کر لیا کرتے تھے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین انما اہلک الذین قبلکم
انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف ترکوہ واذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد رواہ البخاری
ومسلم عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عام قصۃ المرأۃ المخزومیۃ اور آجتک کسی ایک فرد نے بہی دعوے
نہین کیا کہ یہہ آیۃ مخصوص ہے پھر اجماع کی کیا معنے اور مؤلف کی دعوے اجماع کو جو محض بے بنیاد اور بے سند ہے کون سنتا ہے
اور جو کہ مؤلف نے کہا ہے کہ اہل سنت اجازت نہین دیتے کہ پیروی کی جاوے رفض کی اور ایسا ہی بالعکس اس سے
اجماع تخصیص پر لفظ اہل کے اوس آیۃ مین نہین نکلتا ہے اسلیئے کہ اجازت نہ دینا سنیون کا واسطے اتباع رفضا کے
اور اجازت نہ دینا رفضیون کا واسطے اتباع اہل سنت کی مبنی اس پر نہین ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا
مصداق جانکر پھر اپنے تخصیص کرتا ہے بلکہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق
ہے نہین جانتا اور اوسمین داخل ہے نہین رکہتا اور جبکہ اپنے مقابل کو
اہل ذکر مین داخل نہ مانا تو حاجت اوسکی خارج کرنے کی اور اپنی فرقہ کو خاص کرنے کی کہان ہوئی **تقریر مفصل** اسکی فرقہ
اہل سنت کیطرف سی کی جاتی ہے اہل سنت کہتے ہین کہ اہل ذکر ہم ہی ہین اور کسی پر فرقہ سوا ہمارے اہل ذکر صادق
نہین آتا اسلیئے کہ لفظ ذکر کا جو کہ مضاف الیہ لفظ اہل کا ہی فی نفسہ تو مطلق اور شامل تہا ذکر حق صریح کو بہی اور ذکر باطل محض کو
بہی اور ذکر مخلوط او مشوب بہوائے نفسانی کو بہی لاکن اس آیۃ مین مقید ہے ساتہہ قید حق ہے اور باعث اس تقیید پر
آیات قرانی اور احادیث صحیحہ بہی ہین اور عقل نیز تائید کرتی ہے قال اللہ تعالیٰ ذلک بان اللہ نزل الکتاب بالحق
الآیۃ نزل علیک الکتب بالحق الآیۃ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون الآیۃ
ویکفرون بما وراءہ وہو الحق الآیۃ من بعد ما تبین لہم الحق فاعفوا واصفحوا الآیۃ وان فریقا منہم لیکتمون
الحق وہم یعلمون الحق من ربک فلا تکونن من الممترین الآیۃ وانہ للحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون
الآیۃ وکذب بہ قومک وہو الحق الآیۃ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر الآیۃ حتی
جاءہم الحق ورسول مبین الآیۃ ولما جاءہم الحق قالوا ہذا سحر مبین الآیۃ ولذا قال فی التفسیر النیشاپوری العالم بالحق

یہہ بسبب اسکی ہے کہ اللہ نے یہہ کتاب حق پر اوتاری ہے آخر آیۃ تک اوتاری اوپر تیرے یہہ کتاب حق پر آخر آیۃ تک اور نہ ملاؤ
حق کو باطل کیساتہہ اور چہپاتے ہو حق کو جانکر بوجہکر آیۃ جہٹلاتے ہین ماسوا توریۃ کی حالانکہ وہ حق ہے آخر آیۃ تک بعد اسکی کہ
ظاہر ہوگیا اونہین حق پس معاف کرو اور درگذر کرو اور تحقیق ایک گروہ اونکا حق کو جانکر بوجہکر چہپاتا ہی حق وہ سچی ہی
تیرے رب کی طرف سی پس تو شک کرنے والو مین مت ہو آخر آیۃ تک اور بیشک یہہ حق ہے اللہ جانتا ہے اور اللہ غافل نہین تمہارے کام سے آخر آیۃ
اور جہٹلایا اوسکو تیری قوم نی حالانکہ وہ حق ہے آخر آیۃ تو کہدے حق تمہاری رب کی طرف سے ہے پہر جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے کفر کرے آخر آیۃ یہانتک کہ

یجب علیہ اظہارہ ویحرم کتمانہ انتہے قال اللہ تعالیٰ فاتبعوا احسن ما انزل من ربکم وقال تعالی اتبعوا ما
انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقال تعالی فبشر عبادی الذین یستمعون القول
ویتبعون احسنہ وقال تعالی ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ الآیۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین
علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع
ذلک وان بنی اسرائیل تفرقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی
النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی عن عبد اللہ بن عمر
اور سوائی اسکی اور بہت حدیثیں جو کہ رد مین خارجیا ور مرجیا ور جہمیا ور معتزلا ور قدریا ور جبریہ کی وارد ہین اس تقدیر پر
باعث ہونا در باعث ہونا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ اللہ جل شانہ کی بہیجنا رسولوں کا اور نازل کرنا وحی متلو اور غیر متلو کا نہین کیا
مگر واسطی اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیۃ مین مراد ذکر سے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسے ذکر کا ہوگا عموماً خواہ
کوئی ہو اوسکا اتباع وقت لاعلمی کے واجب ہوگا اور نہین ہے مگر ہمارا فرقہ سنیہ اور ماسوای ہمارے سب فرقہ اہل ذکر مین
داخل ہے نہین باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب انکا باطل ہے اکثر امور مین بنا بر عقیدہ اور اعمال کی چنانچہ
علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے کتاب اشباہ والنظایر مین ناقلاً عن المصفی کہا ہے واذا سئلنا عن معتقدنا
ومعتقد خصومنا فی العقائد یجب علینا ان نقول الحق ما نحن علیہ والباطل ما
علیہ خصومنا ہکذا نقل عن المشائخ انتہے اور ایسا ہی طحطاوی نے دعوی کیا ہے اور کہا ہے بلکہ فعلیکم
معاشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ فان نصرہ ای نصر اللہ
وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتہم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتہم انتہے

حق پر اظہار حق واجب ہی اور چھپانا اوسکا حرام ہے ہو چکی عبارت نیشاپوری کی اللہ تعالی نے فرمایا ہی پیروی کرو بہتر وہ جو
اوتارا گیا تمہاری اللہ کی جانب سی اور فرمایا پیروی کرو اوسکی جو اوتارا گیا تمہاری اللہ کی جانب سی اور نہ پیروی کرو
سوا اوسکی رفیقوں کی سو تو خوشی سنا میرے بندون کو جو سنتی ہین بات پہر چلتی ہین اوسکی نیک پر فرمایا بہلا دیکہہ تو جسنے ٹہرایا
پکڑ اپنے چاؤ کا - تا آخر آیۃ - اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے البتہ میرے امت پر ہو ہو ایسا وقت آئیگا جیسا بنی اسرائیل پر
آیا تہا یہانتک کہ بنی اسرائیل مین سی اگر کسینے کہلا کہلا اپنی ماں سی زنا کیا ہے تو میرے امت مین سی بہی کوئی ایسا کریگا
اور بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقی ہو گئی اور میری امت تہتر فرقوں پہ متفرق ہوگی سبکی سب آگ مین ہونگی مگر ایک فرقہ
لوگوں نے پوچہا وہ کونسا فرقہ ہے ای رسول اللہ فرمایا وہ وہ فرقہ ہے جسپر مین اور میری صحابہ ہین روایۃ کی یہہ حدیث ترمذی نے
عبد اللہ ابن عمر سے اور جس وقت پوچھی جائیں ہم اپنے مسلک اور اپنی مقابل کی مسلک سے عقیدہ کی باب مین تو واجب ہی
ہمپر یہہ کہنا کہ جسپر ہم ہین وہ حق ہے اور جسپر ہمارا مقابل ہے وہ ناحق ہے یون ہین اگلوں سی منقول ہی ہو چکی عبارت اشباہ کی

اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعوی ہی اور علی ہذالقیاس ہر ایک فرقہ اپنے حقیت کی تقریر کرتا ہے باقی رہی ترجیح اپنے
اپنے دعوی کی کہ فی الواقع کون اہل ذکر حق کا ہے فروع مین سو یہہ بحث دوسرا ہی ہمقام مین اس سے بحث نہین
اس محل مین تو اتنا معلوم کرلینا چاہیے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کی ضم کر کی اوسکو اپنی مذہب مین منحصر کرتا ہے
اور اپنے لوگون کو اہل اوس ذکر کا ٹہراتا ہے باوجودیکہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنی اسطرح کہتا ہے کہ ہماری ذکر کے جو کہ
حق ہے سب اہل عموما قابل اتباع کی ہین تو اجازت نہ دینا ہر فرقہ کا واسطی اتباع اپنے مخالف کی مستلزم تخصیص کو لفظ
اہل مین ہوا اور یہہ آیۃ ظنی الدلالۃ ہوئی **قال** پس بعد تخصیص اس آیۃ کی اور تقریر ہذا ہے کہ یہہ تخصیص ہوئی باجماع
اہل سنت وجماعۃ کی باینطور کہ مراد اب اہل ذکر سے ائمہ اربعہ ہین پس دلالت کی اس آیۃ نی کہ تقلید ایک کی ائمہ اربعہ مین سے
واجب لازم ہے اور وہ اجماع اہل سنت کا نقل کیا ہے طحطاوی وغیرہ نی کہا طحطاوی نے بیچ شرح در المختار کے کتاب الذبائح مین
قال بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ
فان نصرۃ اللہ تعالی وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتہم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتہم
وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ ھم الحنفیون والمالکیون
والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فھو من اھل البدعۃ والنار انتھی
اقول اس مین دو دعوے کئی ہین پہلا یہہ کہ اہل سنت کا اجماع ہوگیا ہی اسپر کہ اب اس آیت مین اہل ذکر سے
ائمہ اربعہ مراد ہین دوسرا یہہ کہ جبکہ ائمہ اربعہ بالاجماع مراد ہوئی تو تقلید ایک کی ائمہ اربعہ سی واجب ہوگئی سو دعوی دوسرا
تو اول ازغلط محض ہے جائی غور ہے کہ فرض کیا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید چاہیے لاکن اس سی یہہ کہاں لازم آتا ہے
کہ ایک مذہب کی خاص کر ہی تقلید واجب ہوجاوے یہہ تو آجتک کسی اہل عقل نی دعوی نہین کیا جیسا کہ چار کی جنت ہونی سی
ایک کے جنت ہونیکا دعوی کسی نی نہین کیا اور دعوی اول اس سی زیادہ تر باطل ہے اسلئے کہ آجتک یہہ بہی کسی نے
نہین کہا کہ اس آیۃ مین ائمہ اربعہ مراد ہین پہر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کی تو تمام مولفین یہہ معنی کرتی ہین

ترجمہ پس تم پر اے گروہ مومنونکی پیروی اوس فرقہ نجات یافتہ کی جسکا نام اہل سنت والجماعت ہی کیونکہ مدد اوسکی یعنی اللہ کی
مدد و نگہبانی اور توفیق انہین کے موافقت مین ہی اور ذلت دینا اوسکا اور خفا ہونا اور بگاڑنا اونکے مخالفت مین ہی
ہے ہوچکی عبارت طحطاوی کی لہذا کہا بعضی مفسرین نی کہ واجب ہی تم پر اے گروہ مومنونکی پیروی کرنا اوس فرقہ نجات یافتہ کا
جسکا نام اہل سنت والجماعت ہے کیونکہ اللہ کی مدد اور حفاظت اور توفیق اونکی موافقت مین ہی اور ذلت دینا اوسکا
اور خفا ہونا اور بگاڑنا اونکی مخالفت مین ہے اور یہہ گروہ نجات یافتہ آجکی دن مجتمع ہوگیا ہے چار مذہب مین
گروہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہین اور جو کوئی نکلا ان چارون مذہبون مین سے تو وہ اہل بدعت اور
اہل نار سے ہی ہوچکی عبارت طحطاوی کی ٭

هو اتفاق المجتهدين من امة محمد صلی الله علیه وسلم فی عصر علی امر شرعی اور جو عبارتین شواہد اس دعوی پر طحطاوی وغیرہ سے نقل کیا ہے ان عبارتون مین سے ایک سے بھی معلوم نہین ہوتا کہ اس آیۃ مین ائمہ اربعہ کی مراد ہونی پر اجماع اہل سنت کا ہوا ہے طحطاوی کی کلام کے تو معنی ظاہری یہہ ہین کہ اکٹھا ہوگیا ہے آجکی دن وہ فرقہ ناجیہ مذاہب اربعہ مین یعنے اگرچہ قبل اس سے سب صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائی ائمہ اربعہ اور اتباع انکی کے فرقہ ناجیہ مین داخل تھے لاکن چونکہ زمانہ انکا منقرض ہوگیا ہی اور کسی مذاہب کے سوائی ائمہ اربعہ کے اتباع اور مقلدین نہین رہی تو اب اہل سنت مین سے ائمہ اربعہ ہے کے لوگ باقی رہگئی ہین اور وہ فرقہ انہین مین اکٹھا ہوگیا ہے تو انصاف سی کہو کہ اس کلام سے اجماع مراد ہونی پر ائمہ اربعہ کی کہان نکلتا ہے شاید جناب مؤلف نے لفظ اجتمعت سی کہ جسمین اج م ع حروف اجماع کی موجود ہین اجماع کو سمجھا لیا ہے تو تشبہا مؤلف کا ساتھہ کلام طحطاوی کے باطل ہوا اور باقی ان عبارتون کو جن سی اجماع سمجھا عنقریب نقل کرکے انکی جواب دیا جاویگا انشاء اللہ تعالے اب طحطاوی کی اس دعوی کی کہ آجکی دن اہل سنت مذاہب اربعہ ہی مین منحصر ہین اور سوائی انکی جو ہو سو وہ اہل بدعت اور اہل نار مین سے ہی تحقیق کی جاتی ہی تو سنو کہ اگر اس حصر کو عادی اور اکثری کہین تو مسلم الثبوت ہی جیسا کہ عقائد جلالیہ مین حصر ادعائی محض کیا ہے الفرقۃ الناجیۃ[۱] هم الاشاعرۃ اجمع وهم السلف الصالحون من المحدثين العارفين باحاديث رسول الله صلعم وتمييز اقسامها من الصحيح والحسن والضعيف وغيرها ونقدها من الموضوعات انتهی ما فی العقائد الجلالیۃ حالانکہ ماتریدیہ بھی فرقہ ناجیہ مین بلا ریب داخل ہین پس مراد عبارت عقائد جلالیہ سی حصر عادی واکثری ہے نہ حصر حقیقی تنزلی کہ ماتریدیہ اس سے خارج ہوجاوین کما لا یخفی علی الماہر المتفطن اسی طور سی توجیہ عبارت طحطاوی کی کیجاوے کہ تمام اہل سلف ائمہ اربعہ اور محدثین اصحاب صحاح ستہ وغیرہم فرقہ ناجیہ مین داخل ہوجاوین اور جو بزعم اپنے ہر شخص اپنے کو فرقہ ناجیہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور دوسری کو خلاف اسکے جانتا ہے تو اسطرح کا دعوی لغو محض ہے شرعا اور عقیدہ اہل تعصب کا ایسا ہی ہوتا ہی المشهور[۲] فی دیار الخراسان والعراق والشام واكثر الاقطار اهل السنة والجماعة هم الاشاعرة وفی دیار ما وراء النهر ان اهل السنة والجماعة هم الماتريدية اصحاب ابی المنصور الماتریدی

---

[۱] وہ متفق ہونا امت محمد صلعم کی مجتہدونکا ایک زمانہ مین ایک امر شرعی پر [۱] فرقہ نجات یافتہ سبکے سب اشاعرہ ہین اور وہ اگلی محدثون مین کی نیک لوگ ہین کہ اونکو احادیث رسول اللہ صلعم مین شناخت اور قسام حدیث مین امتیاز اور موضوعاتکی جانچ حاصل ہے [۲] مشہور شہر خراسان اور عراق اور شام مین اور اور اکثر اطراف مین یہہ ہے کہ اہل سنت والجماعت تو اشاعرہ ہین اور مشہور ما وراء النہر مین یہہ ہے کہ اہل سنت وجماعت تو ماتریدیہ یعنی تابع ابی منصور ماتریدی کی ہین جیسا کہ مذکور حاشیہ ؛

شرح العقائد الجلالية هذا هوس من هوس اتهم ما انزل الله بها من سلطان بل كلهم من اهل السنة والجماعة كما لا يخفى على اهل الخبرة بالشريعة واحوال القرون الثلثة وغيرها اور معنی عادی اکثری کی یہہ ہین کہ فی الواقع تو بحسب حکم خدا و رسول کی سب اہل سنت کی مقتدای صحابہ اور تابعین اور مجتہدین ائمہ اربعہ و سوای انکی اور مقلدین انکی فرقہ ناجیہ مین داخل ہین لاکن اب انکے ن عادت ایسی ہو گئے ہی کہ سوائی اہل مذاہب اربعہ کی کوئی نہین رہا اور روایت بہی کسی مذہب کی سوای مذاہب اربعہ کی اکثر کر نہین ملتی تو اسطرح سے حصر کرنا حصر شرعی تنزیلا نہوا بلکہ عادی اور اکثری بسبب وجود مانع کے ہوا تو ارتفاع اس مانع کی سی یہہ حصر نرہیگا یعنی جبکہ کوئی روایت صحیحہ منقول متصل ثابت کسی مجتہد سی سوای ائمہ اربعہ کی ہمکو ملیگی تو اوسوقت ائمہ اربعہ اور وہ مجتہد آخر یکسان ہونگی جیسا کہ کلام جامع نظام سی مولانا بحر العلوم عبد العلی حنفی کے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح تحریر ابن الہمام مین فرماتی ہین واما المجتهدون الذين اتبعوهم باحسان فكلهم سواء في صلوح التقليد بهم فان وصل فتوى سفيان بن عيينة او مالك بن دينار يجوز الاخذ كما يجوز الاخذ بفتوى الائمة الاربعة الا انه لم يبق عن الائمة الآخرين نقل صحيح الا قل القليل ولذا منع من منع من التقليد اياهم فان وجد نقل صحيح منهم في مسئلة فالعمل به والعمل بفتوى الائمة الاربعة سواء انتهى
اور شرح مسلّم مین فرماتے ہین ثم في كلامه يعني ابن الصلاح خلل آخر اذ المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهدهم مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب بل الحق انه انما منع من تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الا ترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له مقام التزكية على مذهب ابن ابي ليلى فافهم
اور اگر یہہ حصر اس نظر سی نہو جو مذکور ہوا بلکہ اس نظر سی ہو کہ اجتہاد مستقل ائمہ اربعہ پر ختم ہو گیا ہے بلکہ سوائی ائمہ اربعہ کی اہل سنت مین کوئی مجتہد ہوا ہی نہین نہ قبل انکی اور نہ بعد انکی یا اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو سوائی ائمہ اربعہ کی بہت ہوئی ہین لاکن سوائے ان چار کے اتباع کسیکا درست نہین خواہ وہ صحابی ہو خواہ تابعی خواہ بعد ائمہ اربعہ کے خواہ پہلی ان سی

شرح عقائد جلالی مین یہہ ایک ہوس ہی لوگونکی ہوسون مین سی کچہہ اسکی اصل نہین اور دلیل نہین انکا اشاعرہ اور ماتریدی سب کے سب اہل سنت و جماعت ہین چنانچہ یہہ امر اہل حال قرون ثلثہ اور خبردار علم شریعت پر مخفی نہین ہے ۱۲ ه ولیکن وہ علمای مجتہد جو صحابہ کرام کی نیک پیرو ہین سو وہ سبکی صلاحیت تقلید مین برابر ہین سو اگر پہونچ جاوے فتوا سفیان ابن عیینہ یا مالک ابن دینار کا تو روا ہی اوسپر عمل کرنا جیسا کہ روا ہی ائمہ اربعہ کی فتوون پر عمل کرنا مگر اتنی بات ہی کہ سوا ائمہ اربعہ کی اور اماموں کی اقوال نقل صحیح سے بہت کم باقی رہے ہین اور اسیلئے منع کیا ہی انکی تقلید سی جس کسی کہ منع کیا ہے اگر پائی جاوے نقل صحیح کسی مسئلہ مین تو عمل کرنا اوسپر اور عمل کرنا ائمہ اربعہ کے قول پر برابر ہے یہہ عبارت شرح تحریر کی ۱۲ ه پہر اونکی کلام مین یعنی ابن صلاح کی کلام مین ایک اور خلل ہی کیونکہ سوا ائمہ اربعہ کی اور مجتہدون نے بہی مثل ائمہ اربعہ کے کوشش کی ہین چنانچہ انکار کرنا اس بات کا ہٹ دہرمی اور بے ادبی ہی بلکہ حق الامر یہہ ہی کہ سوا ائمہ اربعہ کے اوروں کی تقلید سی ممانعت ایسلئے ہے کہ انکی مذہب کی روایتین محفوظ نہین ہین تا ان کسی اور مجتہد کی مذہب کی روایۃ صحیح ملجاوے

تو یہہ حصر ان دونو نظر دین سے باطل ہے اور یہی شریعت نکالنی ہی اپنے گہر سے ما انزل اللّٰہ بہا من سلطان اور قائل مبتدع ہو کا مخاطب
اس آیۂ کریمہ کا ہی وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ اسلیے کہ اگر نظر
اول سی ہو تو ہوس محض اور رجم بالغیب ہے اسیواسطی مولنا نظام الدین لکہنوی جامع العلوم النقلیہ والعقلیہ نے کہا ہے کہ یہہ جو
متعصبین نے مشہور کر رکہا ہے کہ اجتہاد ائمۂ اربعہ پر ختم ہو چکا ہی یہہ بات غلط ہی اور رجم بالغیب ہے اگر ان متعصبون سے اسکی دلیل
پوچہی جاوے تو ہرگز دلیل بیان نکر سکینگے معلوم نہین کہانسی یہہ غیب کی باتین کہتے ہین اور اللہ کی قدرت مین تحکم کرتی ہین
سو بچو ایسی تعصبات سے چنانچہ شرح مسلم مین فرمایا ہے اعلم ان بعض المتعصبین قالوا اختتم الاجتہاد المطلق علی
الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتہد مطلق بعدہم والاجتہاد فی المذہب اختتم علی العلامۃ النسفی صاحب الکنز
ولم یوجد مجتہد فی المذہب بعدہ وہذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم ہذا لا یقدرون
علی ایراد دلیل اصلا ثم ہو اخبار بالغیب وتحکم علی قدرۃ اللہ تعالی فمن این یحصل علم ان لا یوجد الی
یوم القیمۃ احد یتفضل اللہ علیہ بتنیلہ مقام الاجتہاد فاجتنب عن مثل ہذہ التعصبات انتہی
اور مولنا بحر العلوم عبد العلی نے یہی مضمون بعینہ فرمایا ہے بلکہ اس سی زیادہ یہہ کہ وہ لوگ مصداق ہین اس
حدیث کی افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا یعنی فتوی دیتی ہین بغیر علم کے پس آپ ہی گمراہ ہوتی ہین اور اورون کو بہی گمراہ
کرتی ہین چنانچہ شرح مسلم مین فرماتی ہین ثم ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ النسفی واختتم
الاجتہاد بہ وعنوا الاجتہاد فی المذہب اما الاجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا
تقلید احد من ہولاء علی الامۃ وہذا کلہ ہوس من ہوساتہم لم یاتوا بدلیل ولا یعبأ بکلامہم وانما ہم من الذین حکم الحدیث انہم افتوا
اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمہن الا اللہ تعالی انتہی بلکہ یہہ انکار اجتہاد سے مجتہدین کی اور یہہ گمان کہ سوای ائمۂ اربعہ کی کوئی بہی مجتہد نہین ہوا

تو اسپر عمل واجبی ہو چکا نہین کہ پہلی علمائی قائمقام ترکیہ کی گوا ہو نگی قسم دلالی پر بموجب مذہب ابن ابی لیلی کی فتوا دیدیا ہی ذرا
سمجہہ تو سہی ہو چکی عبارت شرح مسلم کی ۵۱ نہین اتاری اللہ نے اسپر کوئی دلیل ۵۲ اور کہدیا اپنی زبانو نکی جہوٹ بنانی سی کہ یہہ
حلال ہے اور یہہ حرام ہے کہ اللہ پر جہوٹ باندہو ۵۳ جان لی کہ بعضے ہٹ دہرم لوگ کہتی ہین کہ ائمۂ اربعہ پر اجتہاد مطلق
ختم ہو گیا اونکی بعد کوئی مجتہد مطلق نہین پایا گیا اور مذہب مین کا اجتہاد علامہ نسفی صاحب کنز پر ختم ہو گیا بعد اونکی کوئی
مجتہد مذہبی نہین پایا گیا حالانکہ یہہ بات غلط اور اٹکل پچو سخن سازی ہی اگر پوچہا جاوے اونسی کہ یہہ بات تم نے کہانسی جان لی تو
ہرگز دلیل نہ لاسکینگے پہر یہہ بات غیب گوئی اور اللہ کی قدرت پر سینہ زوری ہی کیلئی کہ کہان سے یہہ علم حاصل ہو گیا کہ قیامت تک
کوئی ایسا نہ پایا جاویگا جسپر اللہ مقام اجتہاد تک پہونچانیکا فضل کری سو ہر کسیکو چاہئی کہ ایسی ہٹ دہرمیون سے بچی ہو چکی عبارت شرح مسلم کی
۵۴ پہر بعضے لوگ وہ ہین کہ اونہون نے قطعی حکم لگا دیا ہی کہ بعد علامہ نسفی کے زمانہ مجتہد سے خالی ہی اور اجتہاد کو علامہ نسفی پر
ختم ہونا بتاتی ہین اور مراد رکہتی ہین وہ لوگ اجتہاد سی اجتہاد مذہب کا اور اجتہاد مطلق کو کہتی ہین کہ ائمۂ اربعہ پر ختم ہو چکا یہانتک

افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

کذب ظاہر ہے اور انکار بدیہی کا ہے کیونکہ تمام اہل علم قائل ہین کہ سیکڑون مجتہد سوائی ائمہ اربعہ کی ہوئی ہین کئی پہلی ائمہ
اربعہ کی صحابہ اور تابعین اور کئی بعد انکی سو جو کہ قبل انکی ہوئی ہین وہ ظاہر ہی ہین پہر انکا انکار مکابرہ محض ہے
اسلیئے اون مجتہدونکو جو کہ بعد ائمہ اربعہ کی ہوئی ہین بطور مشت نمونہ خروارے ذکر کیا جاتا ہے تو سنو کہ ایک انمین سے
امام عالی مقام ابو ثور ہین کہ تہی وہ ابتدا مین حنفی المذہب پہر شافعی مذہب کو مرجح دیکہکر اختیار کیا بعد اسکی بنا خود
تبحر حاصل کرکے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئی اور بہت لوگ انکی مقلد ہوئی چنانچہ جنید بغدادی ابتدا مین انہین کے
مقلد تہی اور قرن خامس تک مقلدین انکی کثرت سی منتشر ہوئی کذا فی اسماء الفقہا اور کہا حافظ الحدیث ذہبی نے
کہ ابو ثور تہے امام مجتہد مستقل اور کہا نسائی صاحب سنن نی تہی ابو ثور ثقہ مامون احد الفقہا اور کہا ابن حبان نی کہ تہی
ابو ثور ایک امام ائمہ دنیا سی علم مین اور فضل مین اور فقہ مین اور ورع مین اور کہا امام نووی نی تہذیب مین کہ ابو ثور صاحب
مذہب مستقل تہی اور کہا امام یافعی نے مراۃ الجنان مین کہ ابو ثور احد الاعلام تہی اور بارع فی العلم تہے اور کسی کی تقلید نہین
کرتے تہی بلکہ خود مجتہد مستقل تہے اور ایک انمین امام المحدثین حامل رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن اسمعیل
بخاری ہین اجتہاد مستقل انکا ناظر صحیح انکی پر مخفی نہین ہے اور محتاج طرف اثبات کی ساتہہ تصریحات سلف کی نہین
لاکن چونکہ یہہ مقولہ ہے کہ ہم حدیث کچہہ نہین سمجہتے انکی سوائی نقل اقاویل کی اطمینان نہوگی اسلیئے کچہہ اقاویل نقل کیے
جاتے ہین تو سنو کہ علامہ سبکی نے امام بخاری کو مجتہد مستقل لکہا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابو مصعب سے نقل کیا ہے
کہ کہا اونہون نی کہ محمد بن اسمعیل بخاری ہماری دوست مین زیادہ تر ہین علم فقہ اور حدیث مین امام احمد بن حنبل سے
اور کہا کہ اگر تو مین امام مالک اور دیکہتا طرف اونکی اور طرف محمد بن اسمعیل بخاری کے تو بیشک کہتا مین کہ دونو برابر ہین فقہ
اور حدیث مین اور کہا قتیبہ بن سعید نی نشست کی مین بہت سی فقہا اور زہاد اور عباد سی لاکن نہ دیکہا مینے جبسے کہ ہوش سنبہالا
مثل محمد بن اسمعیل کے اور سوال کیا کسی نے قتادہ سی مسئلہ طلاق سکران سی لکہتے مین ایہہ مجہے پاس آگئے بخاری تو کہا قتادہ نی
سائل کو کہ اس محمد بن اسمعیل کو امام احمد سمجہہ لے اور اسحق بن راہویہ سمجہہ لی اور علی بن المدینی سمجہہ لے بیشک لی آیا ہے اللہ تعالی
ان سبکو طرف تیری اتہی اور ایک مجتہد انمین سی داؤد ظاہری ہین کہ تہا وہ مجتہد مستقل صاحب اتباع کثیرہ کہا امام **یافعی** نے
مراۃ الجنان مین کہ تہی داؤد ظاہری فقیہ اور امام اصبہانی صاحب مذہب مستقل اور بہت لوگ انکی مقلد ہوئی جو کہ
ظاہریہ کر مشہور رہتے اور کہا شیخ **ابو اسحق شیرازی** نے **طبقات** مین کہ **داؤد ظاہری** مجتہد تہی اور ائمہ
متبوعین مین سی تہی اور کہا **قاضی** ابن **خلکان** نے **وفیات الاعیان** مین کہ ابو سلیمن **داؤد**

[illegible] پر کر دی ہے انہین لوگون نی تقلید ایک کی اون صاحبون [illegible] ہے اور یہہ سبب انکی ہر سو [illegible] ایک ہو [illegible] نہین الا مکی
[illegible] دلیل انکی کلام کا کچہہ اعتبار نہین کیونکہ یہہ اون لوگون مین سی ہین جنکی حق مین حدیث آئی ہی کا [illegible] کی جاہلی [illegible]
[illegible] ہو وہی [illegible] گمراہ کیا اور یہہ لوگ یہہ نہین سمجہتے کہ اس قسم کی ائمہ تین اور پانچ اور نہین جنکی [illegible] نہین سوا اللہ کی کوئی نہین

بن علی بن خلف الاصبہانی امام مشہور ہتی اور ظاہری کر معروف ہتی اور بڑی زاہد اور متقی گذار ہتی علم حاصل کیا تہا اسحق
بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکہتی ہتی اور اونکی بیچ مین کچہہ تصنیف بہی کی ہتی اور تہے
صاحب مذہب مستقل کی تابع ہوئی اونکی بہت لوگ جو ظاہری کہلاتی ہتی اور تہا بیٹا اونکا ابوبکر محمد اونہین کی مذہب پر اور
منتہی ہوئی طرف داؤد کی ریاست علم کی شہر بغداد مین اور کہا گیا ہے کہ اونکی مجلس مین چار سو سبز چادر پوش حاضر ہوا کرتی ہتی اور
اور تہی بڑی عقلمند کہا ابو العباس احمد بن یحیی نی جو معروف ہتی ثعلب کر بیچ حق داؤد کی کہ تہی داؤد ایسے کہ عقل اونکی زیادہ ہتی
علم سی اونکی اور پیدایش اونکی کوفی مین ہوئی ہے سنہ ۲۰۲ دوسو دو مین اور بعض روایت مین دوسو ایک مین اور نشو و نما پائی بغداد مین
اور فوت ہوئی سنہ ۲۷۰ ذیقعدہ مین یا رمضان مین انتہی اور کہا علامہ محلی نی شرح جمع الجوامع مین کہ داؤد ایک پہاڑ تہے
پہاڑون علم اور دین کیسی اور اونکو محکمی نظر کی اور فراخی علم کی اور فور بصیرۃ کا اور احاطہ اقوال پر صحابہ اور تابعین کی اور
قدرت اوپر استنباط مسائل کی اسقدر ہتی کہ اب متعذر اور عظیم ہے وقوع اوسکا اور بیشک مدون ہوئین کتابین اونکی اور
بہت ہوئی اتباع اونکی اور ذکر کیا ہے اونکو شیخ ابو اسحق شیرازی نی اپنے طبقات مین اون اماموں مین جو اتباع کی گئی ہین
بیچ فروع کی اور تہی وہ مشہور زمانہ مین شیخ کے اور بعد اونکی بہت جگہ خاص کر بلاد فارس مین مثل شیراز کی اور متصل اوسکی
جانب عراق تک اور بیچ بلاد مغرب کی انتہی اور شیخ بلقانی نے بہی شرح جوہرہ مین داؤد ظاہری کو مجتہد مستقل کہا ہے
اور عینی حنفی نی بہی شرح بخاری مین مجتہد مستقل قرار دیا ہے اور ایک اونہین سی امام ابو جعفر محمد بن جریر
طبری ہین کہ تہی وہ مجتہد مستقل بڑے زبردست عالم اور بڑی مفسر چنانچہ ایک تفسیر اونکی بہت بڑی حجم و ضخامت مین
موجود ہی کہا امام یافعی نی مرآۃ الجنان مین کہ ابو جعفر طبری ایک عالم ہتی بڑی علما مین سی اور تہی صاحب تفسیر کبیر اور
تاریخ شہیر کے اور صاحب مصنفات عدیدہ اور اوصاف حمیدہ کی اور تہے مجتہد اور کسیکی تقلید نہین کرتے تہے انتہی اور کہا قاضی
ابن خلکان نی وفیات الاعیان مین ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد اور کہا بعض نے یزید
بن کثیر بن غالب ہتی صاحب تفسیر کبیر اور تاریخ شہیر کی اور تہی امام کئی فنون مین یعنی تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تاریخ
وغیرہ مین اور اونکی تصنیف مین کئی ایسے کتابین ہین کہ اونکی وسعت قدر اور طبیعی فضل پر دال ہین اور تہی ائمہ مجتہدین مین سی
کسی کے مقلد نہ تہی اور ابن الفرج معافی بن زکریا نہروانی جو کہ ابن طرار کر مشہور ہتی اونہین کی مذہب پر تہی اور پیدایش
اون کی سنہ ۲۲۴ دوسو چوبیس مین ہوئی تہی آمل طبرستان مین اور وفات پائی ہین آخر وقت دن کی اور مدفون ہوئی اپنے گہر
کے اندر شہر بغداد مین ستائیسوین شوال کو سنہ تین سو دس مین انتہی اور کہا حافظ ابو محمد ابن حزم نی کہ مین نہین دیکہتا ہون
روی زمین پر محمد بن جریر سی بڑا عالم اور بیشک ظلم کیا حنبلیون نے اوسپر اور کہا شیخ جلال الدین السیوطی نی
کہ محمد بن جریر پہنچ گئے تہے مرتبہ اجتہاد مطلق کو اور مدون کیا اونہون نی اپنا مذہب مستقل اور بہت لوگ اونکی مقلد
ہوئی اقتدا اونہین کی مذہب پر اون مقلدین نی قضا اور فتوی جاری کئی اور وی لوگ جریریہ کہلاتے تہے اور کہا خطیب

بغدادی نے کہ محمد بن جریر ایک امام تھے ان ائمہ میں سے جنکی طرف رجوع کیا جاتا تھا اور اونکی حکم پر چلا جاتا تھا انتہے اور
ذکر کیا ہے شیخ ابو اسحق شیرازی نے اونکو طبقات فقہا اور محدثین میں اور ایک اونمین سے شیخ عزالدین بن عبد السلام
ہیں اور ایک ابن دقیق العید ہیں کہ یہہ دونون صاحب بھی مرتبہ اجتہاد مطلق کو پہونچ گئی تھی چنانچہ فاضل
حبیب اللہ قندہاری مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں وقال[۹۱] بعضهم لا يختلف اثنان ان ابن عبد السلام
وابن دقيق العيد بلغا رتبة الاجتهاد انتہے پس تو نے سن لیا نمونہ خروار سے ذکر بعض مجتہدون کا جو کہ ائمہ اربعہ کی بعد ہوئی ہین
کیا گیا اب طالب شائق کو لازم ہے کہ کتب تواریخ اور طبقات فقہا کو ملاحظہ کرے ہمارے غرض یعنی ابطال حصر مذاہب اربعہ
بنظر اول اسیقدر مین حاصل ہو گئی ہے اور اگر یہہ حصر بنظر ثانی ہو یعنی اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو ائمہ اربعہ کی سوا کئی ہی
ہوئی ہین قبل اونکی صحابہ اور تابعین اور بعد اونکے مجتہدین آخرین لاکن اتباع کسی کا سوا ان چارون کی درست نہین تو بھی
باطل ہونا اس حصر کا ظاہر ہے اسلئے کہ یہہ حصر منسوخ کرتا ہے عام کتاب اللہ کو اور رد کرتا ہی حدیث خیر القرون قرنی ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم الحديث کو اور رد کرتا ہے حدیث ابن مسعود کو من کان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحي لا يؤمن عليه الفتنة اولئك اصحاب
محمد صلى الله عليه وسلم كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا اختارهم الله بصحبة نبيه واقامة
دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم على اثرهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواه رزين
اور مخالف ہی اجماع صحابہ کی اور اجماع تمام مسلمین کی جو کہ علامہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مخالف ہی قیاس صحیح اور برخلاف
تصریحات سلف اور خلف کی چنانچہ مبحث مین تقلید شخصی کی بوجہ بسط معلوم ہوگا اسیواسطے علامہ ابن حزم کتاب ابطال التقليد مین
فرماتے ہین فيما الذي خص[۹۲] ابا حنيفة ومالكا والشافعي بان يقلدوا دون ابي بكر وعمر وعثمان وعلي وابن مسعود وابن عباس
وعائشة ودون سعيد بن المسيب والزهري والنخعي والشعبي وعطاء وطاوس والحسن البصري رضي الله عنهم انتہی اور
مولانا بحر العلوم شرح مسلم میں فرماتے ہیں فان[۹۳] المقلد ان فهم مراد الصحابي عمل والا سأل عن مجتهد آخر فافهمه الى آخره

ف۹۱ اور بعضون نے کہا ہی کہ کوئی دو آدمی آپس مین خلاف نکرینگے کہ ابن عبد السلام اور ابن دقیق العید دونون مرتبہ اجتہاد کو
پہونچے تھے جنکی عبارت مغتنم کی ف۹۲ جو شخص طریقہ اختیار کرے تو چاہیے کہ اونکا طریقہ اختیار کرے جو مر گیا کیونکہ زندہ
آدمی بدگوئی سے امون نہین ہوتا اور وہ ہی ہوئی لوگ آنحضرت کی اصحاب ہین کہ اس امت کی افضل اور نیک طینت اور بڑی عالم
اور بے تکلف تھے اللہ تعالے نے اونکو اپنے نبی کی صحبت کی لئے اور دین قایم کرنے کی لئے اونکو پسند فرمایا تھا سو تم اونکا رتبہ جانو اور
اونکی پیروی کرو قدم بقدم اور تا مقدور اونکی عادتین مضبوط پکڑو کیونکہ وہ سیدھی رستہ پر تھی روایت کی یہہ حدیث رزین نے
ف۹۳ سو نہین معلوم وہ کیا چیز ہی جسنے خاص کر دیا ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی کو تقلید کئی جانے مین سوا تقلید ابو بکر اور عمر اور
عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عائشہ اور سعید بن المسیب اور زہری اور نخعی اور شعبی اور عطا اور طاوس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کی
جنکی عبارت ابن حزم کی ف۹۴ سو اگر مقلد سمجھا مراد صحابی کی تو عمل کریگا ورنہ پوچھ لیگا اور مجتہد سے سمجھ تا آخر عبارت

اور شرح تحریر مین فرماتی ہین الصحابۃ احقاء بالتقلید فانہم اقرب الی اخذ الاحکام من صاحب الوحی الی اخرہ آدھ چونکہ تحقیق مذہب اربعہ کی
منظر ثانی مثل تخصیص مذہب معین کی ہی اور وجہ بطلان اون دونوں کی تحدید ہی آئیگی اس مقام مین قدر قلیل بیان کیا گیا
اور تفصیل مبحث مین ابطال تخصیص مذہب معین کی آویگی انشاء اللہ تعالی تنبیہ کلام طحطاوی کا جس سی مولف اجماع اور
مراد ہونی ائمہ اربعہ کی فاسئلوا اھل الذکر سے سمجھا تھا خوب منقح ہوا اور یہہ بہی خوب ثابت ہوا کہ اس سی وہ اجماع نہین نکلتا
اب اور عبارتون کو جنسے وہ اجماع سمجھا ہے نقل کرکے اون سی جواب دیا جاتا ہی **قال** اور کہا شیخ محقق ابن ہمام کمال الدین
صاحب فتح القدیر نی بیچ کتاب تحریر کی کہ علم اصول مین ہی انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاهب المخالفۃ للائمۃ
الاربعۃ انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نی بیچ کتاب اشباہ والنظایر کے فن اول من خالف الائمۃ الاربعۃ فہو
مخالف للاجماع یعنی جو کوئی مخالف ہی چارون امامون کی پس وہ مخالف ہی اجماع کی اور کہا قاضی ثناء اللہ
پانی پتی نی تفسیر مظہری مین بیچ تفسیر اس آیۃ کے ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان اهل السنۃ والجماعۃ
قد افترق بعد القرون الثلثۃ او الاربعۃ علی اربعۃ مذاهب ولم یبق فی فروع المسائل سوی هذه المذاهب الاربعۃ
فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ
وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی ترجمہ الہندیۃ **قال** اور سیطرح اجماع مرکب
چارون امامونکا اسپر ہوا ہی کہ جو بات خلاف ان چارون کی ہی وہ باطل ہے اور ہونا اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا اوپر باطل ہونی
عمل کے کہ وہ مخالف ہوان سب کی پوشیدہ نہین کسی شخص پر خواہ عوام ہون خواہ خواص پس دلیل نقل کرنی اقوال کی اسپر
ضرور نہین بعض کا قول اسمین کافی ہی کہا فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نی بیچ کتاب محصول کی کہ وہ علم اصول مین ہی
ان الامۃ اذا اختلفت فی مسئلۃ علی اقوال کان اجماعہم علی ان ما عداها باطل یہہ کہا آگی المراد من الامۃ الائمۃ
الاربعۃ انتہی یعنی جب امت مختلف ہوا ایک مسئلہ مین کئی اقوال پر تو ہوتا ہی اجماع اس امت کا اسپر کہ سوائی اونکی اقوال کی باطل ہے اور مراد

ف ۱ صحابہ بہت مستحق ہین تقلید کئی جانی مین کیونکہ وہ صاحب وحی سی احکام لینی مین اوروں سی زیادہ قریب ہین آخر عبارت تک ۱۲
ف ۲ پوچھو اہل ذکر سی اگر تم نہین جانتی ف ۳ منعقد ہو گیا ہی اجماع کہ جو مذہب اربعہ کی مخالف ہوا وسپر عمل نکیا جاوی
ف ۴ جسنی خلاف کیا ائمہ اربعہ کا تو مخالف ہوا اجماع کا ف ۵ اور نہ پکڑین بعضی ہماری بعضون کو پروردگار سوای اللہ کے
بے شک اہل سنت وجماعت پہیل گئی قرون ثلثہ یا قرن چہارم کی بعد چار مذہبون پر اور جزئی مسائل مین سوا ان چار
مذہبون کی روایۃ باقی نہین رہی تو اجماع مرکب منعقد ہو گیا اسپر کہ ان چارون کا مخالف قول ٹہیک نہین ہی اور بلاشک آنحضرت نے
فرمایا ہی کہ میری امت گمراہی پر کبہی نہین ہوگی اور اللہ نی فرمایا ہی ۔ اور پیروی کری خلاف راہ مسلمانون کی متوجہ کرینگی ہم
اوسکو جدہر متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور بری ہی جگہہ پہونچا ئیگی ف ۶ بی شک امت
جس وقت کسی مسئلہ مین کئی قول اوپر خلاف کرے تو اسپر اجماع ہو جاتا ہی کہ ماسوا ان قولونکی اور قول ٹہیک نہین ف ۷ مراد امت سی ائمہ اربعہ ہین ۱۲

است سی جا بعد امام ہین ابن سبباس اجماع کی کہ نقل کیا گیا ہے انہون سی کہا محدث ابن صلاح نی کہ وہ مشہور ہے
درمیان اہل حدیث او رمحدثین کی ان تقلید غیر الاربعۃ ممنوع کہا بیہ مسلم الثبوت مین اور مسلم الثبوت مین جو کہا ہے
وقید بما فیہ معنی اسمین شبہ ہی لیہ وہ اہد گیا شیا و سکا ساتہ نقل کری ان نقات مذکورین کے ہن اجماع کو **اقول** ہر
قول ثالث سی معلوم ہوتا ہی کہ مولف ای پہلی تین عبارتون سی یا تو اجماع بسیط سمجہا ہے اصلی اب کہتا ہی کہ اسطرح اجماع
مرکب بہی ہوا ہی او ریا اونسی بہی اجماع مرکب ہے سمجہا کا کن کسی اور کا سوای آیمہ اربعہ کی اصلی اب کہتا ہے کہ اسطرح اجماع
آیمہ اربعہ کا بہی ہوا ہے تو سمو کہ سمجہا او سکا اول معنی کو ان تین عبارتون سی غلطی فاحش ہی کیونکہ غلطی سمجہنی معنی اول کی
یعنی اجماع بسیط کی عبارت قاضی صاحب کیسی تو ظاہر ہی اسلئے کہ اومین ساتہہ لفظ اجماع کی لفظ مرکب کا بہی منضم ہے
اسطرح عبارت تحریر کی اور شباہ کی اگر تسلیم کیا جاے وجود اوسکا تو اوسمین بہی لفظ اجماع کی سوای اجماع مرکب کی معنی نہیں
ہو سکتی کیونکہ منعقد ہونا اجماع بسیط کا اور بطلان حکم مخالف کی واسطی آیمہ اربعہ کی کیسطرح متصور نہین اور آجتک کسی عاقل نے
یہ دعوی نہین کیا پہر ایسے معنی باطل الیسی مخصوص کے کلام کے کسطرح کئے جاوین اور وجہ نہ متصور ہونے اوس
اجماع کے یہہ ہے کہ اجماع بسیط مین دو امر ضروری ہین ایک تو مجتہد ہونا اہل اجماع کا اور دوسرا ہم عصر ہونا اور ایک
عصر مین اتفاق کرنا اونکا جیسا کہ صدر الشریعہ توضیح مین فرماتی ہین **الرکن الثانی الاجماع وھو اتفاق المجتھدین من امۃ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم فی عصر علی حکم شرعی** انتہے یعنی اتفاق کرنا تمام مجتہدین ایک عصر کا کسی امر شرعی پر اور علامہ سعد الدین
تفتازانی نی کہا ہے کہ قید ایک زمانہ مین اتفاق کرنیکی بہت ضروری ہی ورنہ قیامت تک اجماع نہیں پایا جائیگا اگر
کہ اتفاق سب مجتہدین ہر زمانہ کا تو اسیوقت ہوگا جبکہ قیامت برپا ہوگی اور اجتہاد ختم ہوگا چنانچہ تلویح مین فرماتی ہین قولہ
فی عصر ای من المجتھدین معناہ زمان ما قل او کثر و فائدتہ الاحتراز عما یرد علی من ترک ھذا القید من لزوم
عدم انعقاد الاجماع الی اخر الزمان اذ لا یتحقق اتفاق المجتھدین الا حینئذ والا ان من ترکہ انما ترکہ لوضوحہ لکن التصریح
بہ انسب بالتعریفات انتہے وھکذا فی الحسامی شرح الحسامی وغیرہ اور جبتک ان دو امر کو لحاظ کرینگے انعقاد اجماع
بسیط کا اور بطلان قول مخالف کی واسطی آیمہ اربعہ کی ممکن نہوگا اسلئے کہ اجماع اگر خود آیمہ اربعہ کو ٹہیراوین تو ملحوظ امر ثانی
یعنی اتحاد زمانہ کی نہین کہہ سکتی کیونکہ زمانہ آیمہ اربعہ کا ایک نہین کما لا یخفی اور اگر مقلدین کو آیمہ اربعہ کی اہل اجماع کہین
تو ملحوظ امر اول یعنی مجتہد ہونا اہل اجماع کی نہین کہہ سکتی اور یہہ مقصود ہی نہین کہ اور مجتہدین فی سوای آیمہ اربعہ کے

ف بی شک تقلید سوا آیمہ اربعہ کی منع ہے ف اور اسمین تردد ہے ف رکن تیسرا اجماع مین متفق ہونا مجتہدون
است محمد صلعم کا ایک زمانہ مین حکم شرعی پر ف لفظ فی عصر کا حال ہی مجتہدین سی معنی اوسکی کچہہ زمانہ تہوڑا یا بہت او فائدہ
اس قید کا یہہ ہی کہ بچاؤ ہو جاے اس سی کہ جس کسینی اس قید کو چہوڑ دیا ہی اوسپر یہہ اعتراض لازم آتا ہی کہ قیامت تک اجماع
نہین ہو سکتا اسلئے کہ سارے مجتہدونکا تو جب ہی متفق ہونا پایا جاویگا اور یہہ امر کہا جاتا ہی کہ جس کسینے اس قید کو چہوڑا اسلئے کہ معنی

بطلان براوس قول کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کی اجماع کیا ہے اسلئے کراسکے بطلان اونکی اقاویل مخالفہ کا بہی لازم آتا ہی اور اسکا کوئی قائل نہین کہ مجتہدین اپنے قولونکو باطل کہین اور دوسرے مجتہدین کی تقلید جو کہ حرام ہی اونکی حق مین اختیار کری اونکی اقاویل کا اتباع واجب کہین تو ثابت ہوا کہ فہم معنی اول کا یعنی اجماع بسیط کا اون تین عبارتونسی غلط ہی تو اب سنو کہ فہم معنی ثانی کا یعنی اجماع مرکب غیر ائمہ اربعہ کا اون تین عبارتون سی بوجہ اظہر باطل ہے اسلئے کہ اجماع مرکب نام ہی خلاف کا چنانچہ مؤلف ہی کی قول مین جسمین عبارت محصول کی لایا ہی موجود ہے اور جبکہ خلاف ائمہ اربعہ کا مبطل قول مخالف کا ٹہرایا گیا تو اس اختلاف کو اجماع اور مجتہدون کا کسطرح کہا جائیگا کما لا یخفی علی من لہ ادنی فطانۃ اور جبکہ مؤلف کا فہم دونو معنونکو باطل ہوا تو سنو کہ ان چارون عبارتونکی معنی یہی ہین کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا ہے اوپر بطلان اوس قول کے جو مخالف ہو ائمہ اربعہ کی تو ان عبارتون سی یہی معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کی مراد ہونی پر بیچ آیۃ اہل الذکر اجماع ہوگیا ہے لاکن ان عبارتون سی انحصار بشک سمجہا جاتا ہے اسلئے جواب دینا اسکے ضرور ہوا تو سنو کہ ان عبارتونسی جواب جید ہے کہ یہہ عبارتین مخالف ہین تصریح سب علماء سلف وخلف کی اور نسبت پہلی عبارت کی طرف شیخ ابن الہمام کی اور نسبت چوتہی عبارت کی طرف امام رازی کی معرض منع مین ہے حاشا کہ شیخ نی یا رازی نے یہہ دعوی جبکہ ان عبارتونسی مستفاد ہوتا ہے کیا ہو تو جیسا کہ سابق مین امام نواوی پر بہتان مولف کا معلوم ہوا ایسا ہی یہہ بہی کذب معلوم ہوتا ہے اور اگر جناب مولف تقیم نقل کر ہی دین اور شیخ نی اور رازی نی یہہ دعوی کیا ہی جیسا کہ قاضی حسامی کیا ہے تو دعوی اونکا مخالف دلیل اجماعی کی اور نا مقبول عند ارباب العقول اور وجہ مخالف ہونی اوس دعوی کی دلیل اجماعی سی یہہ ہی کہ ہر اجماع مرکب ہو خواہ بسیط اوسمین اتحاد زمانہ اہل اجماع کا شرط ہی ورنہ قیامت تک اجماع منعقد ہی نہو چنانچہ ابہی کلام علامہ تفتازانی کا متضمن ان معنی کا گذرا بلکہ خاصکر اجماع مرکب کی تعریف مین ہی یہہ امر ملحوظ ہی اسلئی کہ اجماع مرکب عبارت ہی اختلاف سی تو چاہیئے کہ زمانہ اختلاف کرنی والون کا ایک ہو ورنہ اجماع مرکب قیامت تک منعقد نہوگا کیونکہ خلاف مجتہدین مختلفین ہر زمانہ کا تو اوسی دن ہوچکیگا جبکہ قیامت برپا ہوگی اور امید اختلاف کرنی مجتہدین کی منقطع ہوگی چنانچہ عنقریب تقریر احمدی سی معلوم ہوگا اسیواسطی کتب اصول فقہ کشف بزدوی اور مسلم اور نور الانوار وغیرہ مین اتحاد زمانہ پر تصریح کی ہی کہا مسلم مین اذا لم یتجاوز اہل العصر علی قولین فی مسئلۃ لم یجز احداث ثالث عند الاکثر وخص بعض الحنفیۃ بالصحابۃ وجاز عند طائفۃ مطلقا والمختار الآمدی والرازی ان رفع ما اتفقا علیہ ممنوع انتہی وہکذا فی الکشف وغیرہ اور ائمہ اربعہ کا خلاف ایک زمانہ مین

ظاہر جانکر ہوا ہی لیکن مقام تعریف مین اس قید کی تصریح کردینا بہت مناسب ہے اسطرح سامی شرح حسامی وغیرہ مین ہے ملسلہ چنانچہ پوشیدہ نہین ہی اسپر جسمین کچہہ سمجہہ ہے ۵۵ جو وقت کی ایک زمانہ کی لوگ کسی مسئلہ مین دو قول تک تجاوز نکرین تو تیسرا قول نکالنا روا نہین ہی اکثر علما کی نزدیک اسکے بعض حنفیون نے اس امر کو صحابہ کی جماعت خاص کیا ہی اور ایک جماعت کی نزدیک

نہیں ہوا اسلیے کہ امام اعظم کے سال وفات میں پیدایش امام شافعی کی ہی اور امام احمد ونشی ہی بعد پیدا ہوئی پہر اونکی اختلاف کو
کسطرح اجماع مرکب قرار دیا جاوے اور اگر بطور تنزل کے اجماع مرکب میں اتحاد زمانہ شروط نکہیں تو بہی لازم آتا ہی کہ فقط ائمہ اربعہ کے
خلاف کو اجماع مرکب نکہیں بلکہ یہہ کہیں کہ اونکا خلاف اور امام ابو ثور کا اور امام بخاری کا اور داؤد ظاہری کا اور امام
محمد بن جریر طبری کا کسی مسئلہ میں اجماع مرکب ہی او پر بطلان قول آخر کی تو عدم اعتبار اتحاد زمانہ سی تمہاری ہی تقریر پر
خلاف مذاہب اربعہ کا درست ہوا اور انحصار باطل ہوا اور یہہ دلیل اولٹی تم پر حجت ہوی بلکہ اس عدم اعتبار اتحاد زمانہ سے
لازم آتا ہی کہ قیامت تک اجماع مرکب پایا نہ جاوے کیونکہ خلاف سب مجتہدین کا اوسیدن ہو چکیگا تو وری وسکی ہر زمانہ میں
کا خلاف درست ہوگا تو منظر اسی عرضہ اتنی سکال کی اور بے دلیل ہوئی بلکہ مخالف دلیل ہوئی دعوی اجماع مرکب
آئمہ اربعہ کی حسب منشا تفسیر احمدی اونکے اثبات سی اس دعوی کی عاجز ہو کر اعتراف کیا ہے کہ اس اعتراض سی جواب دینا سخت
امر ہے چنانچہ نور الانوار میں بعد بیان اجماع مرکب کے فرماتی ہیں علیہ ان هذا الاصل هو المنشاء لانحصار المذاهب فی الاربع
وبطلان الخامس المستحدث ولكن يرد عليه ندان اريد بالاختلاف الاختلاف في زمان واحد فينبغي ان يكون مذهب الشافعي واحمد بن حنبل
باطلا حين اختلف ابو حنيفة ومالك ع في زمان واحد وان اريد بالاختلاف اعم من ان يكون في زمان واحد
ام لا فكيف لا يعتبر اختلافنا كما اعتبر اختلاف الشافعي واحمد بن حنبل والجواب عنه صعب وقد بالغت في تحقيقه في التفسير الاحمدي
انتہى كاتب الحروف التماس كرتا ہی كہ حضرات مدعین ماتم كو حسرت نہو كہ ملا احمد نے منشا اوپنی تفسیر احمدی میں كیا كچہہ
تحقیق كی ہے كیونكہ یہہ عاجز اوس كلام كو اونكی ہی نقل كرتا ہے اور بعد نقل كے اونكی جواب ہی سی ہی مشرف ہوگا ؛ ۵۲
قال في التفسير الاحمدي وليت شعري ما معنى الاختلاف في الاقوال اهو في زمان واحد بالمشافهة ام مطلقا فان كان مطلقا
فالاختلاف باق الى يوم القيمة فلم تنحصر المذاهب في الاربعة وان كان في زمان واحد فمن المعلوم ان زمان الشافعي وزمان احمد بن حنبل غير زمان ابي حنيفة
ومالك فاذا اختلف ابو حنيفة ومالك ينبغي ان يكون اجماعا على بطلان قول الشافعي واحمد بن حنبل الا ان يقال الاختلاف المعتبر هو الذي في زمان
واحد الشافعي وغيره اذا قالوا قولا انما يقولون اذا جرى برأي ابي يوسف ومحمد مع ابي حنيفة او كان الاختلاف بين الصحابة فاخذ ابو حنيفة بقول

ہر دو صورتین انکا اپنا قول ثالث کا رواہی اور پسندیدہ ہادی اور راز انکا یہہ ہے کہ متقدمین کی دو نو قولونکی اور اتفاقی کو متاخرین کا اوٹہا دینا
ممنوع ہے ۵۱ میرے نزدیک یہہ ہے کہ یہی قاعدہ منشا ہے مذہبون کا چار مین منحصر ہونی اور نئی پانچوین کی باطل ہونیکا لیکن اسپر یہہ
اعتراض پڑتا ہے کہ اگر خلاف سی سو ہنہ دسو ہنہ کا خلاف ایک زمانہ کا ارادہ کیا جاوے تو چاہیے کہ جب ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ ایک زمانہ میں خلاف
کر چکے تو مذہب امام شافعی اور احمد بن حنبل کا باطل ٹہرے اور اگر خلاف عام ارادہ کیا جاوے کہ ایک زمانہ کا ہو یا نہو تو ہمارا اختلاف کیونکر معتبر نہیں
ہو سکتا جبطرح کہ امام شافعی اور احمد بن حنبل کا خلاف معتبر ہوا اور جواب اس اعتراض کا دشوار ہی اور اسکی تحقیق تفسیر احمدی میں میں نے خوب
کیا ہے ۵۲ تفسیر احمدی میں کہا میرے سمجہہ میں نہیں آتا کہ کیا معنی ہے خلاف کی قولون میں آیا وہ ایک زمانہ کا مونہہ در مونہہ ہے
یا مطلق ہے سو اگر مطلق لو تو خلاف قیامت تک چلا جاویگا اور چار میں مذہب منحصر نہونگی اور اگر ایک زمانہ کا خلاف لو تو یہہ بات ظاہر ہے

اس کلام مین اعتراض تو دو صحیح ہو کہ نور الانوار کی عبارت مین گذرا ہی اور جواب اوس کی یہہ دیا ہے کہ ہمنے شق اول کو
یعنے اعتبار اتحاد زمانہ کو اختیار کیا اور دفع اوس ایراد کا جو اس شق پر ہوتا تہا دو وجہ سی ہی وجہ اول یہہ کہ امام
شافعی اور امام احمد نی امام اعظم سے اوس قول مین اختلاف کیا ہوگا جسمین ابو یوسف اور امام محمد کی رائی ابو حنیفہ سے
متحد ہوگی تو خلاف شافعی اور احمد کا ابو یوسف اور محمد سے بعینہ خلاف ہوا ابو حنیفہ سی نظرًا الی الاتحاد اور اختلاف
اونکا ابو یوسف اور محمد سی تو ایک ہی زمانہ مین ہوا ہی تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ سی بہی ایک ہی زمانہ مین ہوا اور وجہ
دوسری یہہ کہ بیشک بسبب اختلاف اتحاد زمانہ کی آئمہ اربعہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہین ہو سکتا لاکن چونکہ خلاف انکا رجوع
کرتا ہے طرف اختلاف صحابہ کی اسلیئے یہہ اختلاف اجماع مرکب ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اختلاف صحابہ کا بلا خلاف اجماع کے مرکب
ہونا مسلم ہے **اقول فی الجواب عن جوابہ** یہہ جواب دونو وجہ سی باطل ہے وجہ اول تو قابل مضحکہ کی ہی کیونکہ جب ایکدفعہ
خلاف امام مالک اور امام اعظم کا مثلًا مقدار مسح سر مین ایکزمانہ مین واقع ہوا اور اوسکو اجماع مرکب فرض کیا گیا تو بعد انعقاد
اجماع کے وقت احداث شافعی کی قول ثالث کو مسح سر مین جو مختار ہے اون دونو کی موافقت رای ابو یوسف اور محمد کی ابو حنیفہ سے
کیا فائدہ کرگی بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ ہی فرض کیا جاوے تو بہی کچہ فائدہ نہین اسلیئے کہ اجماع مرکب ایکدفعہ منعقد
ہوگیا اور احداث قول ثالث کا باطل ٹہیرایا گیا اور اگر کہو کہ وقت اختلاف امام مالک اور امام اعظم کے فی الفور اجماع نہوا تہا بلکہ
امام شافعی کے انتظاری ہی اور جبکہ اونکا خلاف ہمعصر ابو یوسف اور امام محمد کے ہوگیا تو اجماع مرکب منعقد ہوا تو ہم کہینگی کہ ایسا
ہی امام بخاری اور طبری اور داؤد ظاہری اور سوا انکے اور مجتہد ونکی قیامت تک انتظاری کرنی چاہیئے اور اگر انتظار شافعی کی کر
اور ونکی انتظاری کی کوئی مرجح شرعی ہو تو بیان کرو علاوہ یہہ کہ اس وجہ سے اختلاف مجتہدین کا قیامت تک ایکزمانہ مین ہوجاویگا
کیونکہ جسطرح ابو یوسف کی ہمعصری امام شافعی سی بوجہ اتحاد رای ابو یوسف کے امام اعظم سی موجب ہوئی ہمعصر ہونے امام شافعی کو امام اعظم سے
اسیطرح ہمعصری کسی اور موافق فی الراے اونکی کے مثلًا امام ابو ثور یا امام بخاری سے یا کسی اور مجتہد سی قیامت تک موجب ہوگی
ہمعصری ابو ثور وغیرہ کی امام اعظم سے کیونکہ وقت خلاف ابو ثور یا بخاری کے یا کسی اور مجتہد کی قیامت تک کوئی شخص موافق
فی الراے امام اعظم یا امام شافعی اور احمد کا ہوگا علاوہ یہہ کہ یہہ وجہ اوسی صورت اور اوسی مسئلہ مین جاری ہوگی جسمین امام
ابو یوسف وغیرہ امام اعظم سے متفق ہونگی اور بہت سی مسائل مین جنمین امام ابو یوسف اور امام محمد امام سے مخالف ہین اونمین
اس وجہ سی اجماع مرکب منعقد نہوگا حالانکہ مدعا یہہ تہا کہ ہر مسئلہ مذاہب اربعہ کی کا خلاف درست نہین اور تجمیع اجزاء مذاہب اربعہ پر

کر زمانہ شافعی رح اور زمانہ احمد بن حنبل رح کا الگ ہے زمانہ ابی حنیفہ رح اور مالک رح سے سو جب اختلاف کیا ابو حنیفہ اور مالک رح نے
تو چاہیے کہ یہہ اجماع ہو جاتا اور امام شافعی اور احمد بن حنبل کے قولونکی باطل ہوتی پر ہان مگر یہہ کہا جاسکتا ہے کہ معتبر اختلاف ایک ہی زمانہ کا
اور امام شافعی وغیرہ نے جب کوئی قول کہا ہے تو پہلے اسکے نہین کہ وہ اوس وقت بے پر کہا جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد نے
امام ابو حنیفہ کے مقابلہ مین برتا تہا یا یہہ کہ خلاف صحابہ مین تہا سو ابو حنیفہ نے ایک صحابی کا قول اپنا عمل در آمد ٹہرایا اور امام شافعی نے دوسرے صحابی کا قول

اجماع مرکب منعقد ہے اور وجہ ثانی کا لغو ہونا بہی ظاہر ہے کیونکہ وجہ ثانی سی اسیقدر لازم آتا ہی کہ جس مسئلہ مین اختلاف ائمۂ اربعہ
مولوق خلاف صحابہ کی ہوگا اوسمین احداث قول آخر کا ممنوع ہے نہ سب مسائل مین اور بہت سی مسائل قیاسیہ مختلف فیہا
ائمۂ اربعہ کی ایسی ہین جو اونمین خلاف اونکا طرف خلاف صحابہ کی راجع نہین ہی پہر اونمین احداث قول آخر کا کدہر
ہوگا تو جواب ملاجیون صاحب کا جو حسن محمد وش اور باطل ہوا اور دعوے انحصار مذاہب کا بزعم اجماع مرکب کی پہر اوسی منقوض ہوا
فاعتمد علی توفیقہ والہامہ الحق تحقیقہ بین نظر ہای اہل انصاف اور علماء اصول بے اعتساف سی امید غور اور انصاف کی ہی
اور یہہ جو مولف نی اخیر مین قول ثالث کی دعوے کیا ہے کہ ابن صلاح نی اس نظر سی کہ مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد
ہوگیا ہے تقلید غیر الاربعہ کو ممنوع کہا ہے اور مولف نی اس دعوے کو کتاب مسلم الثبوت کی طرف مسند کیا ہی یہہ فساد محض
اور کذب بحت ہی اصل یہہ کہ خود مسلم الثبوت ہی مین لکہا ہی کہ ابن صلاح نی تقلید غیر الاربعہ کو اس نظر سی منع کیا ہے
کہ یہہ مذاہب اربعہ خوب مدوّن اور منقح ہوگئی ہین اور باب باب اور فصل فصل کئی گئی ہین اور خوب مہذب اور منقح اور
معلل ہوگئی ہین اور سواے ان مذاہب کے یہہ تحقیق اور تفصیل اور تعلیل اور تبویب اور تنقیح کسیمین پائی نہین جاتی اور صاحب مسلم نے
ابن صلاح کی اس نظر کو جو درحال مبنیٰ اوسکا قول امام الحرمین کا ہے بہی باطل کر دیا ہے بدلیل اجماع صحابہ اور اجماع تمام
مسلمین کے اور مسلم کی شرح مین مولانا بحر العلوم لکہنوی نے خفقہ نے خوب تفصیل و دلائل سے قول ابن صلاح کو اور اوسکی
مبنیٰ کو باطل کیا ہے اور اچہے طرح سے تخصیص اور تعیین مذاہب اربعہ کو اوٹہایا ہے چنانچہ کہا ہے مسلم اور شرح بحر العلوم میں

قال الامام امام الحرمین اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة رضوان الله تعالی علیہم فان اقوالہم قد
تحتاج من استخراج الحکم منہا الی تنقیة کما فی السنة ولا یقدر العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین
سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اوردوا ابوابا لکل مسئلة علی حدة فہذبوا مسئلة کل باب فی نقحوا
کل مسئلة عن غیرہا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلة مسئلة علة وفصلوا
تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا لاعیان الصحابة وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع
تقلید غیر الائمة الاربعة ہم الامام الہمام امام الائمة ابو حنیفة الکوفی والامام مالک والشافعی والامام
احمد رحمہم الله تعالی وجزاہم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرہم

ف امام نے کہا ہے محقق لوگ کہہ گئی ہین یہہ کہ عام لوگون کو صحابہ کی پیروی منع ہے کیونکہ صحابہ کے قول حدیث کیطرح حکم کی پیدا کرنی مین بحث
تفتیش کے محتاج ہین اور عام لوگ اوسپر قادر نہین بلکہ عام لوگونپر پیروی ان لوگون کی واجب ہے جنہون نے ہر مسئلہ کے باب جدا جدا مقرر کر دئی ہین اور
ہر مسئلہ کے وجوہات بیان کر دئی ہین اور تفصیل کر دی ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ عام لوگونپر پیروی اونکی واجب ہے جو مقیدین علم فقہ کی ہوئے ہین صحابہ کی پیروی اونکو منع ہی
اوسیپر بنیاد رکہکر اور ونکی پیروی کے ممنوع ہونیکی بنا ابن صلاح نی کہی ہے اور وہ ائمۂ اربعہ امام عالی ہمت امامون کی امام ابو حنیفہ کوفی ہین اور امام مالک اور
شافعی اور امام احمد ہین اللہ اونپر رحمت کری اور ہماری طرف سے اچہا بدلا دی اور اونہین کی پیروی سے اسلئے ہے کہ وہ باب اور فصلین وغیرہ

وفيه ما فيه في الحاشية قال القرافي انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر واجمع الصحابة على ان من استفتى ابا بكر وعمر اميري المؤمنين فله ان يستفتي ابا هريرة ومعاذ بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غير نكير فمن ادعى رفع هذين الاجماعين فعليه البيان انتهى فقد بطل بهذين الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون لا يفهم منه الاجماع الذي هو حجة حتى يقال يلزم تعارض الاجماعين بل الذي يكون مختارا عند احد ويكون الجماعة متفقين عليه يقال اجمع المحققون على كذا ثم في كلامه خلل اخر وهو ان التبويب لا دخل له في التقليد وكذا التفصيل فان المقلد ان فهم مراد الصحابي عمل والا سأل عن مجتهد اخر فافهم وبطل بهذا قول ابن الصلاح ايضا ثم في كلامه خلل اخر اذ المجتهدون الاخرون ايضا دونوا مذاهبهم مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب فالحق انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وصل رواية صحيحة من مجتهد اخر يجوز العمل بها الا ترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له مقام التزكية على مذهب ابن ابي ليلى فافهم انتهى ما في المسلم وشرحه لبحر العلوم

اور ایسا ہی فاضل قندھاری نے معتنم الحصول میں فرمایا ہے تو اس عبارت مسلم کی اور شرح کی سے جناب مولف کی کیسی تکذیب ہوئی اور معلوم ہوا کہ منع کرنا ابن صلاح کا تقلید کو غیر ائمہ اربعہ کی اجماع مرکب پر مبنی نہیں بلکہ قول پر امام الحرمین کے اور وہ یہ بھی غلط اور مخالف اجماع صحابہ اور اجماع تمام مسلمین کے ہے اور اسی جگہ سے باطل ہوا جو کہ مولف نے اعتراض فیہ ما فیہ کی جواب ناصواب پایا تھا اور کہا تھا کہ اوٹھ گیا شبہ اوسکا ساتھ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کی اس اجماع کو

اور انکی کلاموں میں نہیں سمجھی جاتیں اور اس قول میں بڑا عیب ہے حاشیہ میں ہے کہ قرافی نے کہا ہے کہ اجماع ٹھہر چکا ہے اسپر کہ جو مسلمان ہے اوسکو چاہئے کہ علما لوگوں کی علما میں سے جسکی پیروی چاہے کرے اور متفق ہوگئی صحابہ اسپر کہ جو فتوی پوچھے دونوں مومنوں کی سردار ابوبکر اور عمر سے تو اوسکو لائق ہے کہ فتوی پوچھے ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے بھی اور بلا کھٹکے انکی قول پر عمل کرے اور جب کسی نے ان دونوں اجماعوں کی مرتفع ہونیکا دعوی کیا تو دلیل اسکی اوسکی ذمہ پر ہے ہو چکی عبارت حاشیہ کی سو بلا شک ان دونوں اجماعوں سے امام الحرمین کا قول جھوٹا پڑ گیا اور امام کے اس قول سے کہ محقق لوگ اکھٹے ہوگئے ہیں وہ اجماع نہیں سمجھا جاتا جو حجت ہے تاکہ یہہ کہہ دیا جاوے کہ دو اجماعوں کا باہم مخالف ہونا لازم آتا ہے بلکہ جسے کسی شخص کے مختار کو جبکہ ایک گروہ متفق ہو جاوے کہہ دیتے ہیں کہ محقق لوگ اس پر اکٹھے ہوگئے ہیں پھر اوسکی کلام میں اور خرابی ہے کہ بابت بنانیکی اور اسیطرح تفصیل کو پیروی میں دخل نہیں ہے کیونکہ اگر مقلد نے مراد صحابی کو سمجھ لیا تو عمل کر لیگا اور نہیں تو اور مجتہد سے پوچھ لیگا سمجھ تو اس کلام کو اور اس سے ابن صلاح کا قول بھی باطل ہو گیا پھر اس کلام میں اور خلل ہے اسلئے کہ اور مجتہدوں نے بھی مثل ائمہ اربعہ کے مذہب تو جمع کیا ہے چنانچہ نہ ماننا اسکا ہٹ دہرمی ہے اور بے ادبی سچ تو یہہ ہے کہ جس نے سوائے ائمہ اربعہ کے اور انکی پیروی کو منع کیا ہے سو اسلئے منع کیا ہے کہ صحیح روایتیں انکی مذہبوں کی باقی نہیں رہیں یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد کے مذہب کی روایت صحیح ملجاوے تو اوسپر عمل کرنا روا ہی ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ قائمقام تزکیہ کے متاخرین نے گواہوں کی قسم دلانے پر موافق مذہب ابن ابی لیلی کی فتوی دیا ہے سمجھہ لے تو ہو چکی عبارت مسلم اور اوسکی شرح تمام ہی کی جو تصنیف بحر العلوم کی ہے

ہتین اور وجہ باطل ہونی اس جواب کی یہہ ہی کہ مبنی اعتراض مسلم کا اجماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کوئی اجماع مخالف اوسکا ورناسخ اوسکا باجماع اہل اصول کے مقبول نہین ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مبنی مولف کی جواب کا اختلاف ائمہ اربعہ کا ہے جسکو بے دلیل وحجت اجماع مرکب نام رکھہ لیا اور جسکے قرار واقعی تغلیط کی گئی ہے فتلک بیوتہم خاویۃ لکن من المغترین تنبیہ بعد ذکر دینے دعوے اجماع مرکب کی تخار رد کرنے کی باقی کلام کو مولف کی نہین رہی کیونکہ وہ تمام اسی سے منشد اور اسی پر مبنی ہے اور جبکہ مبنی اور اصل باطل ہو گیا تو جو کہ اسپر بنا کیا گیا ہے اور اوسپر متفرع کیا گیا ہے بطریق اولی باطل ہو گیا لاکن چونکہ کلام باقی مولف کا قطع نظر بطلان دعوے اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہ سے بہی باطل تہا اسلئے اوسکی رد کی درپے ہوتے ہین قال بس ثابت ہوئین اس سے کتنی باتین اول تو یہہ کہ باطل ہے قول اون جہلا کا کہ کہا اونہون نے تقلید شرک ہے بسبب قول اللہ تعالی کے قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ اور بسبب قول اللہ تعالی کے اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ پس حاصل یہہ کہ یہہ قول باطل ہے بسبب اس اجماع کی کہ منقول ہے بڑے علما سے اور بسبب قول اللہ تعالی کے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور بسبب اس قول اللہ تعالی کے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ اقول یہہ جوٹ ہی مولوی اسمعیل حنا پر تو ثابت ہوا جو کہ ہمنے خطبہ میں کہا تہا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ مولوی اسمعیل کے تالیف ہوا ہی سو بیان اسکا یہہ ہو گا پہلی ایک مقدمہ مین لینا چاہیے وہ مقدمہ یہہ ہے کہ معنے تقلید کی اصطلاح مین اہل اصول کی یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کر لینا ساتہہ قول بلا دلیل اوس شخص کے جسکا قول حجت شرعی نہو تو بنا بر اس اصطلاح کی رجوع کرنا عامی کا طرف مجتہدون کی اور تقلید کرنی اونکی کسی مسئلہ مین تقلید نہوگی بلکہ اسکو اتباع اور سوال کہینگے اور معنی تقلید کے عرف مین یہہ ہین کہ وقت لاعلمی کے کسی اہل علم کا قول مان لینا اور اوسپر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی سے مجتہدون کی اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی عقد الفرید مین فرماتے ہین حقیقۃ التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کلا منہا حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ وعلی ہذا اقتصر الکمال فی تحریرہ وقال ابن امیر الحاج وعلی ہذا عمل العا

ے سو سمجہو تو اللہ ہمیشہ گنہگاری مانوں ہے ے کہہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہماری اور درمیان تمہاری یہہ کہ نہ عبادت کرین ہم مگر اللہ کو اور نہ شریک لاوین ساتہہ اوسکی کچہہ اور نہ پکڑین بعضے ہمارے بعض کو پروردگار سوا اللہ کے ے پکڑا اونہون نے عالمون اپنے کو اور درویشوں اپنے کو پروردگار سوا اللہ کے ے اے لوگو جو ایمان لائی ہو فرمان بردار ہو اللہ کے اور کہا مانو رسول کا اور صاحبون حکم کی کا تم مین سی ے سو پوچہو تم ذکر والون سے اگر ہو تم نہین جانتے ے اصل تقلید کی یہی شخص کی قول پر عمل کرنا کہ جسکا قول چارون حجتون شرعیہ مین سے نہو اور نہ اوسکی قول پر عمل کرنیکی کوئی حجت شرعی ہو سو رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع کیطرف تقلید نہین ہے اسلئے کہ یہہ دونو حجتون شرعیہ مین سے ہین اور اسی پر بس کیا ہی کمال الدین ابن ہمام نے تحریر مین اور ابن امیر الحاج نے کہا ہے کہ اسی نہج پر ہے عمل کرنا انسان کا

بقول المفتی وعمل القاضی بقول العدول لان کلا منہما وان لم یکن احد الحجج فلیس العمل بہ بلا حجۃ شرعیۃ لایجاب النص اخذ العامی
بقول المفتی واخذ القاضی بقول العدول انتہی وفی العقد الفرید لبیان الراجح من الاختلاف فی جواز التقلید اور فواصل تقدیر میں مذکور ہے الصدر الشہید
وان حد التقلید العمل بقول من لیس قولہ من الحجج الشرعیۃ بلا حجۃ فالرجوع الی النبی علیہ الصلوۃ والسلام او الی الاجماع
لیس منہ وکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد والعامی الی مثلہ لکن العرف
علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والآمدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول و الی
الاجماع والی المفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ انتہی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا جائز
ہے انتہی اور جبکہ مقدمہ ممہد ہو گیا اب معلوم کرنا چاہیے کہ تقلید مجتہد کی عالم بالحدیث و بالقرآن کو جس وقت جانے ایک مسئلہ
کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اوس مسئلہ معلومہ میں نہ چاہیے مثلاً جبکہ عالم بالحدیث وبالقرآن کو معلوم ہو کہ پانچ وقت کی نماز
فرض ہے ہر مکلف پر تو پھر اوسکو اس مسئلہ میں تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیے بلکہ اسوقت تقلید رسول مقبول صلعم کی ہی ضرور
چاہیے اسلئے کہ جس آیت کی حکم سے کہ تقلید ثابت ہے تو وہ اوس صورت میں ہی جبکہ لاعلمی ہو قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان
کنتم لا تعلمون یعنے پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیہ دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار
الیہ المحقق ابن الہمام فی التحریر وغیرہ اور ظاہر ہی کہ امر بالسوال اس آیہ میں مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ میں محقق ہے
کہ حکم مقید بالشرط متعدی نہیں ہوتا ہے اوس فرد میں جو کہ مجرد ہو اوس شرط سے چنانچہ مسلم الثبوت میں لکھا ہی
الظاہر ان التخصیص بمعنی القصر اتفاق وانما الخلاف فی اثبات النقیض انتہی اور توضیح میں کہا ہے وعند ناالثابت
ابتداء بالتعلیق بل یبقی الحکم علی العدم الاصلی حتی ⟨ا⟩ یکون ہذا العدم حکما شرعیا بل عدما اصلیا انتہی اور ایسی کوئی دلیل قرآن سی یا حدیث سی
یا اجماع سی یا قیاس سے جو کہ باوجود علم کی تقلید کو واجب یا جائز کردی اور اوسکو عدم اصلی سے نکالی نہیں ہے بلکہ کئی آیات صریح دلالت کرتی ہیں
اسپر کہ بعد علم کسی مسئلہ کے قرآن یا حدیث سی بدون کسیکی تقلید کے پیروی سے قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال اللہ
تعالی ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر اور جو مسئلہ کہ آپ نے عنقریب شاہ عبد العزیز قدس سرہ

مفتے کے قول پر اور عمل کرنا قاضی کا ثقہ کی قول پر کیونکہ یہہ دونو اگرچہ خود حجت شرعی نہیں ولیکن عمل انپر بے حجت شرعی نہیں اسلئے کہ حکم
کہلا ہوا انجان کے لیے مفتی کی قول پر عمل کرنیکا اور قاضی کی لیے ثقہ کے سقوہ پر عمل در آمد کرنیکا شرع میں وارد ہوا ہے کیونکہ وہ عبارت عقد الفرید کی
ہے وہ عقد الفرید جسمین خلاف جواز تقلید کے امر غالب کا بیان ہے ۵ تقلید اوس شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا ہے جسکا قول حجتون
شرعیہ میں سی نہو سو رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع کیطرف تقلید نہ ٹھہرے اور اسیطرح رجوع کرنا انجان کا مفتی کی قول کیطرف اور رجوع کرنا قاضی کا
ثقہ آدمی کے قول کیطرف تقلید نہیں ٹھہرے گی کیونکہ یہہ رجوع بحکم شرع واجب ہے بلکہ رجوع کرنا مجتہد یا انجان کا اپنے جیسے کسیکی طرف تقلید ہے لیکن مشہور یون
ہو گیا کہ انجان مجتہد کا مقلد ہے امام الحرمین نے کہا ہے کہ یہی قول مشہور ہے بڑی بڑی اصولیین کا اور غزالی اور آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہی
رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع اور مفتی اور گواہون کی طرف اگر تقلید قرار دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے ۵ جیسا کہ اشارہ کیا ہے اسطرف محقق ابن ہمام نے اپنی تحریر

موجود ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ
واولئک ہم اولوا الالباب [illegible] اتباع [illegible] شیخ جلال الدین سیوطی کتاب الرد علی
من اخلد الی الارض میں فرماتے ہیں حتی ائمہ مالک وابو حنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہم قد نہوا عن تقلیدہم [illegible]
بما [illegible] شیخ عبد الوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں وکان الامام
احمد یقول لیس لاحد مع الشافعی کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرہم وخذ الاحکام
من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ [illegible] فاضل بہاری مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں العدول
من الدلیل الی التقلید خلاف المعقول کیف وفیہ ریب [illegible] فی الحدیث المنقول انتہی تاج الدین عثمانی
جامع الفوائد میں فرماتے ہیں من یعمل بقول المجتہد [illegible] الدنیا والآخرۃ [illegible] الحدیث الصحیح المتصل
الاسناد [illegible] یعمل بالحدیث انتہی اور علامہ مجد الدین حنفی قاموس سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] از حدیث ثابت است [illegible] قاضی عضد شارح مختصر الاصول فرماتے ہیں
المستفتی المقلد والمفتی المجتہد والمستفتی فیہ ہو المسائل الاجتہادیۃ انتہی [illegible] تقلید چاہیے
وہ مسائل اجتہادیہ ہیں [illegible] مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ فتح العزیز میں تحت اس آیہ کی ولئن اتبعت اہواءہم
بعد الذی جاءک من العلم الآیۃ فرماتے ہیں [illegible] تقلید باطل [illegible]
[illegible] مولانا اسمٰعیل شہید صراط المستقیم میں فرماتے ہیں [illegible] حدیث صحیح غیر منسوخ [illegible]
[illegible] ثابت ہو [illegible] تقلید کسی مجتہد کے [illegible] اگرچہ قول اوس مجتہد کا موافق ہے
اوس حدیث کی [illegible] حدیث پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں [illegible] باوجود [illegible] کے حق نہیں [illegible]
[illegible] کرتے ہیں [illegible] حدیث پر عمل کرنا [illegible] کیونکہ حدیث وقرآن [illegible] اوس پر عمل کرنا

[illegible] ثابت نہیں ہوتا بلکہ حکم [illegible]
[illegible] حکم شرعی نہیں [illegible] فرمایا اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] کوئی مددگار [illegible] خوشخبری دے [illegible]
[illegible] حدیث کی [illegible] ہرگز نہیں [illegible] مالک وابوحنیفہ وشافعی [illegible]
[illegible] امام احمد کہتے ہیں [illegible]
[illegible] قرآن اور حدیث [illegible] حکم شرعی [illegible]
[illegible] تقلید [illegible] عقل [illegible]
[illegible] حدیث صحیح متصل [illegible]

مجتہد مطلق ہی کا کام ہے اور ہمارا یہ شان ایسی نہیں ہے کہ حدیث و قرآن کو سمجھیں اور اگر کچھہ ترجمہ ظاہری سمجھتی بھی ہیں
تو پھر ہمکو یہہ معلوم نہیں ہوتا کہ فلانی حدیث منسوخ ہے یا نہیں یا معنے ظاہر پر محمول ہے یا مئول ہے یا کوئی اور حدیث اسکی معارض
موجود ہے یا نہیں تو اس عذر کا دو وجہہ جواب ہے وجہ اول یہہ کہ قرآن اور حدیث ایسے مشکل نہیں ہیں کہ سوا مجتہد مطلق کے کسی
سمجھہ میں نہ آویں بلکہ ایسے آسان ہیں کہ جسکو لغت عرب سے معرفت ہو خاص کر علماء تو وہ بخوبی بشرط قصد سمجھنے کی معنی سے
قرآن اور حدیث کے واقف ہوجاتا ہی قولہ تعالیٰ ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر وقال تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین
رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین الآیۃ وقال تعالیٰ
ولقد انزلنا الیک آیت بینت وما یکفر بہا الا الفسقون تو جو کوئی اہل علم ہوکر کہے کہ ہم قرآن و حدیث نہیں سمجھتے تو گویا وعید میں آیہ
کریمہ مذکورہ بالا کی داخل ہوا جیسا کہ مولانا اسمعیل شہید رسالہ تقویۃ الایمان میں فرما گئی ہیں اسیواسطی سب محققین نے تصریح کی ہی کہ حکم
منصوص کو ہر ایک عالم سمجھہ سکتا ہے اور جو کہ ساتھہ مجتہد کے مختص ہے وہ قیاس ہے چنانچہ شرح شاشی میں کہا ہی کل عالم لہ اصابۃ الحکم
المنصوص علیہ مطلقا سواء کان قطعیا او ظنیا بحسب الدلالۃ والاثبات وما کان ظنی الثبوت اعنی القیاس فہو
المختص بالمجتہد انتہی اور قاضی عضد نے کہا ہے اذا دخل الفاء فی لفظ الراوی مثل زنی ماعز فرجم فالفقیہ
وغیرہ فی ذلک سواء انتہی بلکہ شیخ ابن الہمام نے لکھا ہے کہ دلالۃ النص کو جو کہ عبارت النص اور اشارۃ النص سے
مرتبہ میں فروتر ہے عوام بھی سمجھتے ہیں چنانچہ تحریر میں فرماتی ہیں ان دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص
بالمجتہد ودلالۃ النص یفہمہا العوام انتہی تو بس سب کتب فقہ میں تصریح ہے کہ جو عامی ظاہر معنی پر حدیث افطر الحاجم و
المحجوم کے مطلع ہوکر بعد حجامت کے جانکر کچھہ کہا لے تو اوسپر کفارہ نہیں آتا چنانچہ بحر الرائق میں کہا ہے وان لم یستفت ولکن
بلغہ الخبر وھو قولہ علیہ السلام افطر الحاجم والمحجوم وقولہ علیہ السلام الغیبۃ تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا تاویلہ
فلا کفارۃ علیہ عندہما لان ظاہر الحدیث واجب العمل بہ خلافا لابی یوسف لانہ لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ بالناسخ والمنسوخ انتہی
اور ہدایہ میں کہا ہے ولو بلغہ الحدیث فاعتمدہ فکذٰلک عند محمد لان قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزل عن قول المفتی انتہی

حاشیہ فتوا پوچھنی والیکا مقلد ہونا اور مفتی کا مجتہد ہونا اور اصطلاحا ویسے طور پر فتوا دینا یہہ سب مسائل اجتہادیہ میں ہوتا ہے۔ سلہ اور البتہ آسان
کیا ہمنے قرآن کو واسطی نصیحت کے پھر کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنیوالا۔ سلہ وہ ہی جسنے بھیجا ان پڑھوں میں پیغمبر اونہیں میں کا پڑھتا اونپر قرآن
اوسکی اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اونکو کتاب اور حکمت اور بلاشک تھے آگے اس سے البتہ کھلی گمراہی میں۔ سلہ اور البتہ اتارے ہم نے
تیری طرف کھلی نشانیاں اور انکار نہیں کرتے ان سے مگر بدکار لوگ۔ سلہ اگر فتوا نہیں پوچھا لیکن پہنچی اوسکو حدیث اور وہ حدیث
آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ پچھنی لگانیوالا اور لگوانیوالا دونوں کا روزہ نہیں اور یہہ فرمانا آنحضرت کا کہ غیبت روزہ توڑ دیتی ہی اور یہہ شخص حدیث کا
منسوخ ہونا اور اوسکی تاویل نہیں جانتا تو پھر کفارہ نہیں شیخین کے نزدیک کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے لیکن امام ابی یوسف نے
اسمیں خلاف کیا اور اونکی دلیل خلافکی یہہ ہے کہ انپڑھ واسطے نہ جاننے ناسخ اور منسوخ کی حدیث پر عمل کرنا نہیں یہہ ترجمہ ہو چکا عبارت بحر الرائق کی۔

اقول حمل ابی یوسف انما هو فی العامی الصرف الجاهل الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلها واما العارف بمعانی النصوص
وتاویلها ونسخها ورجحها وصحتها وسلامتها عن معارضتها قوی منها فلا نزاع فی صحة عمله بها کما قال فی خزانة الروایات
نقلا عن دستور السالکین واما الجواب عن قول ابی یوسف ان للعامی الاقتداء بالفقهاء فمحمول علی العامی الصرف الجاهل الذی
لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلها الا انه اشار الیه بعدم الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث وکذا قوله وان عرف العامی تاویله یجب الکفارة
الا ان المراد من العامی غیر العالم وفی المحیط العامی منسوب الی العوام وهم الجهال فعلم من هذه الاشارات ان مراد ابی یوسف ایضا من
العامی الجاهل الذی لا یعرف معنی النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد
یندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی ما نقله الشیخ الاجل فی عقد الجید
اور تلویح اور حاشیہ شیخ الاسلام علی التوضیح اور شرح عقائد اور فتاوی فضلیہ اور نقود وغیرہ سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے
کہ سمجھنا نصوص کا مجتہدوں پر خاص نہیں بلکہ غیر مجتہد بھی سمجھتے ہیں تو بہرحال سمجھنا علما کا معانی نصوص کو بلا خلاف ثابت
ہوا اور جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ اہل علم بعض معانی احادیث اور قرآن کو خوب سمجھ سکتے ہیں تو اب معلوم کرنا چاہیے اسیطرح عالم
متبع طالب حق کو دیکھنے سے کتب احادیث اور شروح انکی کی اور کتب اسماء الرجال کی غالب ظن سے یہہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ فلانی
فہم وصاحب استعداد کے کہ فلانی حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے اور معمول بہ ہے یا منسوخ ہے اور اسکی معارض کوئی حدیث صحیح موجود ہے
یا نہیں اگرچہ دو چار مسئلہ پر واقف ہو جاوے گو کہ تمام کل مسائل کے دلائل پر نہ پہنچے یعنی دس مسئلہ کی دلیل مثلا جانتا ہے اور باقی
میں مقلد ہے تو یہہ عیب کی بات نہیں درست اور حق ہے کیونکہ تجزی اجتہاد میں جائز ہے بنا بر قول حق کی جیسا کہ
عبد العلی وغیرہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں اور مسلم الثبوت سے بھی واضح ہوتا ہے غیر المجتہد المطلق ولو کان عالما یلزمه تقلید المجتہد
فیما لا یقدر علیه من الاجتهاد ای تحصیله بالاجتهاد بناء علی التجزی فی الاجتهاد ویلزم التقلید فیما یقدر علیه وفیما لا یقدر

میں کہتا ہوں کہ خلاف ابو یوسف کا بیچ اسکے نہیں کہ ایسی انجان جو کہ معنی حدیثوں کی اور انکی تاویلیں نہیں جانتا اور کبھی کبھی ترجمہ
اور حدیثوں کے معنے اور تاویلیں اور ناسخ منسوخ اور صحیح ضعیف پہچاننے والا سو اسکی عمل کی صحیح ہونے میں کسیکا خلاف نہیں چنانچہ بولا
دستور السالکین کے خزانۃ الروایات میں کہا اور امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ انجان کو فقہا کی پیروی ہی سو یہہ اوسی انجان پر محمول ہے جو
ایسا جاہل ہو کہ حدیث کی معنی اور انکی تاویلیں نہیں جانتا اسواسطے کہ یہہ اشارہ کر دیا کہ اوسکی حق میں معرفت حدیث کی راہ پانی
نہیں ہے اور اسیطرح ابو یوسف کا یہہ کہنا کہ اگر انجان حدیث کی معنی جانتا ہے تو اوپر کفارہ ہے اشارہ ہے کہ انجان سے مراد جاہل ہے اور محیط کی
کہ عامی عوام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور وہ جاہل لوگ ہوتی ہیں سو ان اشارات سے معلوم ہوا کہ ابو یوسف کے مراد بھی انجان سے وہ جاہل ہے
جو نص کے معنے اور تاویل نہیں جانتا سو ابو حنیفہ اور شافعی اور محمد کے قول مذکور سے کہتی رد کیا یہہ کہنا کہ نص کے خلاف روایت پر
عمل واجب ہی دفع ہو گیا ہو چکی وہ عبارت جسکو نقل کیا شیخ بزرگ نے عقد الجید میں ۵ سو غیر مجتہد اگرچہ کچھ عالم ہو اسے
اوسی پیروی مجتہد کے اون مسئلوں میں جنمیں اوسی اجتہاد کی قدرت نہیں ہے اور یہہ بات بنا اوپر اجتہاد کے تجزی ہے اور پیروی

لیبنیاء علی نقیہ بالتحری وقد عرفت ان الحق ھو الاول انتھے ماقال مولانا عبد العلی فی شرح مسلم الثبوت اور اگر کہو کہ اطلاع اس
امر کی یقیناً آجکے دن دشوار ہے تو کہا جائیگا کہ علم الیقین تو ان امور کا مجتہدین کو بھی نہیں ہوتا چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ نے
عقد الجید مین فرمایا ہے ورد بانہ ان ارادعدم التیقن بنفی ھذہ الاحتمالات فالمجتھد ایضا لایحصل لہ فی زماننا التیقن بان ما
بینے اکثر امرہ علی غالب الظن وان اراد انہ لایدرک ذلک بغالب الظن منعناہ فی صورۃ النزاع لان المتبحر فی المذھب المتتبع لکتب القوم
الحافظ من الحدیث والفقہ جملۃ صالحۃ کثیرا مایحصل لہ غالب الظن بان الحدیث غیر منسوخ ولا مؤول وبل یجب العمل بہ انتھی بلکہ آجکے دن پہلے سے
زیادہ علیہ ظن حاصل ہوتا ہی کیونکہ ابتدا زمانہ مین علم حدیث زبانی زبانی سیکہا جاتا تہا۔ اور کتب مدون نہ تہی اور قواعد
ممہد نہ تھے اور کتب اسماء الرجال کا نام ونشان نہ تہا اور اب بحمد اللہ سب کچھ بالابدنہ للعمل موجود ہے چنانچہ عنقریب کلام میں
عبد الرحمن بن اسمٰعیل **ابو شامہ** کے آویگا اور **وجہ ثانی** یہہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی کی ایک حدیث کی
تحقیق کر کے اوسپر عمل کر لے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہین کہ وہ شخص عمل کرنیمین ساتہہ اوس
حدیث کی گنہگار نہوگا اور وہ عمل اوسکا باطل اور قابل اعادہ کی نہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ ٹہرانے بیت المقدس
کی بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑہتے رہے اور جب آنحضرت سی اونکو خبر پہونچی تو متوجہ مکہ کی طرف
ہوئی اور آنحضرت علیہ السلام نے اونکو یہہ نہ کہا کہ جو نماز طرف بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہونے استقبال بیت المقدس کے
پڑہہ چکی تہی اونکو اعادہ کرین چنانچہ **فاضل قندہاری** نے **مغتنم** مین کہا ہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام
لم یامر الذین صلوا الی بیت المقدس بعد التحویل جاھلین بہ باعادۃ صلوتھم انتہے تو عذر ان لوگون کا جو کہ حدیث پر عمل
کرنے سی بالکل منع کرتے ہین بجمیع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت جاننی ایک مسئلہ کی حدیث پر
تقلید کسی مجتہد کے نہ چاہیے اوس مسئلہ خاص مین باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہہ چار قسم ہے **قسم اول** واجب ہے اور وہ
مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی سی لاعلی التعیین جسکو **مولانا شاہ ولی اللہ** نی عقد الجید مین
لکہا ہے کہ یہہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہہ علامت لکہی ہے کہ عمل مقلد کا ساتہہ قول مجتہد کی اسطرحپر
جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کی ہو تو عمل کیا جاویگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کی تو اوسکو چہوڑ دینگے

کہ اوسی بالکل سب مسئلون مین پیروی لازم ہے نفی انقسام اجتہاد پر مبنی ہے اور یہہ تو تجہے معلوم ہے کہ حق یہہ ہے پہلے ہی ثابت
ہو چکے وہ عبارت جسے مولانا عبد العلی نے شرح مسلم مین کہا ہے **لہ** اور یہہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ اگر ان
احتمالات کی نفی کا عدم یقین مراد ہے تو اسکا یقین تو مجتہد کو بہی حاصل نہین ہوتا وہ تو اپنے اکثر مسائل غالب ظن پر بنی کرتا ہے اور اگر
یہہ مراد ہے کہ وہ شخص اسکو بغالب ظن نہین جانتا تو اسکو نزاع کی صورت مین نہین مانتے کیونکہ متبحر فی المذہب کہ قوم کی کتابونکو دیکہتا
بالتتبع ہے حدیث اور فقہ مین سی مقدار شائستہ کا حافظ ہو اکثر اوقات یہہ بات اوسی کو بظن غالب حاصل ہو جاتی ہے کہ حدیث منسوخ نہیں ہے
نہ ایسا عمل جسکی تاویل کا قائل ہو واجب ہووے **لہ** آنحضرت صلعم نے اون لوگونکو جنہونے بعد تبدیل جہت قبلہ کی انجان پن سے بیت المقدس کی طرف

چنانچہ فرماتے ہیں اعلم ان تقلید المجتہد علی وجہان واجب و حرام فاحدہما ان یکون من اتباع الروایۃ ولولا التفصیل ان الجاہل بالکتاب والسنۃ لا یستطیع التتبع ولا الاستنباط مکان وظیفتہ ان یسال فقیہا ما حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسئلۃ کذا وکذا بلا تعیین فاذا اخبر اتبعہ سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منہ او مقیسا علی النص فکل ذلک راجع الی الروایۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو دلالۃ وہذا مما تفقت الامۃ علی صحۃ قرنا بعد قرن وامارۃ ہذا التقلید ان یکون عملہ بقول المجتہد کالمشروط بکونہ موافقا للسنۃ فلا یزال متفحصا من السنۃ بقدر الامکان فمتے ظہر حدیث یخالف قولہ نبذہ واخذ بالحدیث **قسم ثانی** مباح اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ تقلید اس تعیین کو امر شرعی نہ سمجھی بلکہ اس نظر سے تعیین کرلی کہ جبکہ امر اللہ تعالی کا واسطی اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو ہر ایک مجتہد کا اتباع کرینگی اوسی کی اتباع سی عہدہ تکلیف کیسی فارغ ہو جا ئینگی اور اسمین سہولت بہی پائی جاتی ہے اور علامت اس تقلید کی یہہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کر لیوے تو اوس سے انکار نہ کری اور کسی شخص عمل کرنی والیکو برا نہ جانی اور ملامت اور تکفیر نکری مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع یدین اگر معلوم ہو تو اوسکی استعمال سی نفرت اور انکار نکرے بلکہ کبہی کرہی لے اور حنفی ہوکر کسی کرنیوالی پر طعن نکرے **قسم ثالث حرام و بدعت ہے** اور وہ تقلید ہے بطور تعیین کے بزعم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے **قسم رابع** کشرک ہی اور وہ ایسی تقلید ہے کہ قیت باطلی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پہر اوسکو حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اوس مجتہد کے مسئلہ معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستاویزاون عذرات کی جنکے سابقاً بخوبی جواب دیا گیا ہے یا تو حدیث کو قبول ہی نہین کرتا اور یا اوسمین بدون سبب کے تاویل و تحریف کرکی اوس حدیث کو طرف قول امام کی لیجاتا ہی غرضکہ وہ مقلد مذہب کے امام کا نہین چہوڑتا سو ان قسمون مین سی قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی نہین کیونکہ اون دونو کو فریقین مسلم کرتے ہین لاکن قسم ثالث اور رابع بیشک معرکۃ الآرا اور محط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو بحث مین تقلید شخصی کے آوینگے **فانتظر** اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو واضح ہو جاوے کہ شرک ہونی پر ایسی تقلید کے آیات قرآنی اور احادیث نبوی بہت سی دال ہین اور بہت علمانے اون آیات اور احادیث سی شرک ہونا ایسی تقلید کا

لہ یعنی کہ مجتہد کی پیروی دو قسم کی ہے واجب اور حرام سو ایک تو یہہ ہے کہ باعتبار دلالت کے روایت کا اتباع ہو اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جو شخص قرآن اور حدیث کو نہین جانتا تو وہ بذات خود جستجوی مسائل اور استنباط کی طاقت نہین رکہتا سو اوسکا یہہ ہی وظیفہ ہے کہ کسی فقیہ سی پوچہے کہ آنحضرت صلعم نے فلانی فلانی مسئلہ مین کیا حکم فرمایا ہے جب فقیہ بتادی تو اوسکی پیروی کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اوس سے استنباط کیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو یہہ سب صورتین حضرت صلعم کے روایت کیطرف رجوع کرتے ہین اگرچہ بطور دلالت کے ہے ہون اور ایسے تقلید کے صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ مین اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتین اپنی اپنی شریعتون مین ایسے صورت پر متفق ہین اور ایسی تقلید کا نشان یہہ ہے کہ اوسکا عمل مجتہد کے قول پر مثال شرط کے ہے کہ سنت کی موافق ہو سو ہمیشہ جہانتک ہوسکی سنت کے تلاش مین رہے پہر جب ایسی حدیث ملجاوی کہ اوس قول کی مخالف ہو تو اوسکو چہوڑ

ثابت کیا ہے بس نقل کردینا اقاویل اون علماء کا جنہین وہ آیات اور احادیث موجود ہین مستغنی ہے ذکر کرنی آیات
کیسی علیحدہ تو سنو کہ تفسیر نیشا پوری مین ضمن اس آیۃ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کی مذکور ہے
کہ یہہ مراد نہین کہ یہود اور نصاری نی اپنے علماء اور درویشون کو خدا ٹہیرا لیا تہا بلکہ مراد یہہ ہے کہ اطاعت اونہون نی
اپنے علماء اور درویشون کی برخلاف حکم خدا اور رسول کے کی تہی عبارت تفسیر مذکور کی بعینہ لکہی جاتی ہے اختلفوا فی معنی
اتخاذہم ایاہم اربابا بعد الاتفاق علی انہ لیس المراد انہم جعلوہم آلہۃ فقال اکثر المفسرین المراد انہم اطاعوہم فی اوامرہم ونواہیہم ونقل
عن عدی بن حاتم کان نصرانیا فانتہی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقرأ سورۃ براءۃ فلما وصل الی ہذہ الآیۃ قال عدی انا لسنا نعبدہم فقال
الیس تحرمون ما احل اللہ وتحلون ما حرم فقلت بلی فقال تلک عبادتہم قال الربیع قلت لابی العالیۃ کیف کانت الربوبیۃ فی بنی اسرائیل
فقال انہم ربما وجدوا فی کتاب اللہ ما یخالف قول الاحبار والرہبان فکانوا یاخذون باقوالہم وما کانوا یقبلون حکم اللہ تعالی قال العلماء انما
یلزم تکفیر الفاسق بطاعۃ الشیطان علی ما ذہب الیہ الخوارج لان الفاسق وان کان یقبل دعوۃ الشیطان الا انہ یلعنہ ویستخف بہ بخلاف اولئک
الاتباع المطیعین قال الامام فخر الدین الرازی قد شاہدت جماعۃ من مقلدۃ الفقہاء قرأت علیہم آیات کثیرۃ من کتاب اللہ فی مسائل وکانت مذاہبہم
بخلاف تلک الآیات فلم یقبلوا تلک الآیات ولم یلتفتوا الیہا وبقوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل بظواہر تلک الآیات مع ان الروایۃ عن
سلفنا وردت بخلافہا ولو تاملت حق التامل وجدت ہذا الداء ساریا فی عروق الاکثرین انتہی ما فی التفسیر النیسابوری وہکذا فی التفسیر الکبیر بس امام
فخر الدین رازی کی تقریر سی صاف واضح ہوا کہ اکثر مقلدین متعصبین مخالفت قرآن وحدیث کی کرتے رہے ہین بسبب غلبہ تقلید کے
اور نیز ظاہر ہوا اونکی کلام سی کہ ایسی تقلید کہ مخالف قرآن وحدیث کی ہو وہ مذموم اور داء ہے اکثر لوگ اور متعصبین سات اوسکے مدت سی برابر
چلے آتے ہین کہ باعث تعصب کے انہی کی ظاہر قرآن وحدیث پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے او نیز اور ایسے ہی مقلدین مصداق
اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کے ہین اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ جس کسی نے کہ اپنے امام کو
ایسا سمجہہ لیا کہ اسکے شان سی خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف قول اوس امام کی ملی تو بہی اوسکی تقلید کو نہ چہوڑے

ــــ علماء مختلف ہین یہود اور نصاریٰ کی اپنی علماء کو پروردگار ٹہیرانی کے معنون مین بعد اتفاق اسبات کی کہ وہ اپنی علما کو خدا نہین کہتی تہے سو اکثر مفسرون نے
کہا ہے کہ وہ امر و نہی مین اپنے علما ہی کا کہنا کرتے تہے عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ حالت نصرانیت مین آنحضرت صلعم کی پاس آئے اور
آنحضرت صلعم سورہ براۃ پڑہ رہے تہے جب اس آیۃ تک پہونچے تو اونہون نے کہا ہم تو اپنے علما کی بندگی نہین کرتے آپنے فرمایا کیا تم حرام نہین
ٹہراتے جسے اللہ نے حلال کیا اور حلال نہین ٹہراتے جسے حرام کیا اونہونے کہا یہہ تو ٹہیک ہے آپنے فرمایا یہی تو اونکی بندگی ہے ربیع نے کہا مینے
ابو العالیہ سے پوچہا کہ بنی اسرائیل کا علما کو پروردگار ٹہرانا کیونکر تہا اونہون نے کہا اکثر وہ کتاب اللہ مین وہ مسئلے جو اونکی علما کی مخالف ہوں پاکر اپنے
علما کی قول کو لیتے تہے اور حکم خدا چہوڑ دیتے تہے علما نے کہا ہے کہ سوا اسکی نہین جو فاسق کی تکفیر اطاعت شیطان مین لازم نہین آتی بخلاف فرقہ
خوارج کے کہ فاسق اگرچہ شیطان کا کہنا مانتا ہے مگر اوسکو برا کہتا ہے بخلاف ان اطاعت کرنے والون کے کہ اپنے مقتداؤن سی بسر تعظیم پیش آتے ہین
امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ مین ایک گروہ مقلدون سے ملا اور اونکی مذہب کے مخالف کچہہ آیتین اونکی روبرو پڑہین تو اونہون نے اون آیتون کی طرف

تو وہ شخص نزول ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله میں چنانچہ عقد الجید میں ارشاد فرماتے ہیں فمن يكون
عاميا يقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطأ وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في قلبه ان لا يترك تقليده
وان ظهر الدليل على خلافه وذلك ما رواه الترمذي عن عدي بن حاتم انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرء اتخذوا احبارهم
ورهبانهم اربابا من دون الله قال انهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا اذا احلوا لهم شيئا
استحلوه واذا حرموا عليهم شيئا حرموه انتهى ارشاده اور شاہ صاحب ممدوح قدس سرہ حجۃ
الله البالغہ میں فرماتے ہیں ومنها التقليد غير المعصوم اي غير النبي صلى الله عليه وسلم الذي ثبت عصمته وحقيقته ان يجتهد واحد
من علماء الامة في مسئلة فيظن متبعوه انه على الاصابة قطعا او غالبا فيردوا بها حديثا صحيحا هذا التقليد غير ما اتفق عليه الامة
المرحومة فانهم اتفقوا على جواز التقليد للمجتهدين مع العلم بان المجتهد يخطئ ويصيب مع الاستشراف لنص النبي صلى الله عليه وسلم في المسئلة
والعزم على انه اذا ظهر حديث صحيح خلاف ما قلده ترك التقليد واتبع الحديث قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في قوله تعالى اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون
الله انهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا اذا احلوا لهم شيئا استحلوه واذا حرموا عليهم شيئا حرموه انتهى كلامه اور مولانا جناب شاہ
عبد العزیز نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی کی تقلید اپنے اوپر لازم سمجھ لیوے اور باوجود مخالف معلوم ہو جانے حکم اوسکی کی ساتھ
حکم خدا کی اوسکا اتباع نہ چھوڑے تو اوسنے بحکم آیۃ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله کے خدا کا شریک
ٹھیرایا چنانچہ فتح العزیز میں تحت آیۃ فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون کے فرماتے ہیں درینجا باید فہمید کہ
عبادت غیر خدا مطلقا شرک و کفر ست و اطاعت غیر او تعالی نیز بالاستقلال کفر ست و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ اورا

ترجمہ کی اور یہ طرف حیران کتنی رہ گئی اور یہ چیز کی یوں تھی کہ ان آیات مخالف مذہب پر پہلا کیا کہ محل ہو سکتا ہے اگر خوب غور کیا جاوے تو یہ مرض اکثر لوگوں میں
پھیلا ہوا ہے جو چکی بات نشیا ہو رہی اور اسطرح تفسیر کبیر میں ہے ۔ ۵۱ اور جو شخص ایسا ہو وہ فقہا میں سے کسی ایک کی تقلید کرے یہہ سمجھ کر کہ ایسے
شخص سے خطا مشکل ہے اور یہہ جو کہتا ہے یہی ٹھیک ہے اور دل میں یہہ بات ٹھہرا رکھے کہ اوسکی تقلید نہ چھوڑونگا اگرچہ اوسکی خلاف پر دلیل قایم ہو
مصداق ہوگا وہ حدیث جو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ یہہ آیت پڑھتے تھے
کہ ٹھیرایا یہود اور نصاری نے اپنے عالموں اور درویشوں کو پروردگار اللہ کو چھوڑ کر فرمایا کہ وہ لوگ انکی بندگی نہیں کرتے تھے پر اونکا یہ حال تھا کہ جب
چیز کو وہ انہیں حلال بتا دیتے اوسکو حلال جانتے اور جب انکو کوئی چیز حرام بتا دیتے تو اوسی حرام جانتے ۵۲ اور انہیں میں سے پیروی غیر معصوم کی یعنی غیر پیغمبر
کے ہے جنکی عصمت ثابت ہو چکی اور صورت اس تقلید کی یہہ ہے کہ کسی مسئلہ میں کسی عالم کی پیروی کرے اور یہہ گمان کرے کہ وہ یقینی حق پر ہے
یا بالظن غالب اور اس تقلید کی وجہ سے حدیث صحیح کو رد کرے سو یہہ تقلید مراد ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کیا کیونکہ اونہوں نے اتفاق کیا ہے جواز تقلید
مجتہدوں پر یہہ یقین رکھکر کہ مجتہد سے خطا اور صواب دونوں ممکن ہیں اور مع شمول حدیث آنحضرت صلعم اور قصد یہ رکھکر کہ جس وقت حدیث خلاف مذہب کے
ظاہر ہوگی تو تقلید کو چھوڑ کر حدیث کو لیگا آنحضرت صلعم اس آیت کی معنی میں فرمایا کہ ٹھہرایا یہود اور نصاری نے اپنے علما اور درویشوں کو پروردگار اللہ کو چھوڑ کر
اونکی بندگی نہیں کرتے تھے پر اونکا یہ حال تھا کہ جب انکو کوئی چیز حلال بتاتے تو حلال جان لیتے اور جب حرام بتا دیتے تو حرام جانتے ہو چکے عبادت سمجھنا بالکل

ہم نہیست راتبہ تقلید او در کردن انداز و تقلید او را لازم شمارد و با وجود ظہور مخالفتہ حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او در نہ دار
ہم نصیب از اتخاذ انداد کہ در آیۂ کریمہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم بیان نمودہ آن فرمودہ اند

سے ثابت ہوا اور مولانا اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اسکے شرک ہونا ایسی تقلید کا بدلیل آیۃ اتخذوا احبارہم ورہبانہم الآیۃ
اور بدلیل حدیث نبوی کے جو کہ ترمذی نے عدی بن حاتم سے نقل کی ہے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے جو شاگرد جناب مولانا
مولوی اسمٰعیل صاحب مولانا پر تو سمجھو کہ مولانا اسمٰعیل تنویر العینین میں فرماتے ہیں ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین
مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبۃ
من الشرک کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم
اربابا من دون اللہ فقال انکم حللتم ما احلوا وحرمتم ما حرموا ولیس المراد بالتقلید التقلید فی العقائد علی ما ینطق بہ لفظ حللتم
وحرمتم فان التحلیل والتحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد بہ التقلید مطلقا والا لزم تکلیف کل عامی بالاجتہاد ولیس
المراد بہ رد النصوص وانکارہا فی مقابلۃ قول ائمتہم والا لم یکونوا نصاریٰ بل المراد ہو تاویل الدلائل الشرعیۃ الی قول ائمتہم فعلم
من ہذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علی خلافہ دلائل من السنۃ والکتاب ویؤول الی قولہ تشوب من النصرانیۃ
وحظ من الشرک والعجب من القوم لایخافون من مثل ہذا الاتباع ویخیفون تارکہ فانظر ہذہ الآیۃ فی حقہم وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم
باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون فتدبر وانصف ولا تکن من المتمرین نعوذ باللہ ان نکون من المتعصبین
انتہی اور جناب قاضی ثناء اللہ نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات اسکا آیۃ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم
الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ سے اور آیۃ اتخذوا احبارہم الآیۃ سے اور حدیث عدی بن حاتم سے

ف مجھے نہیں معلوم کہ کیونکر روا ہو گیا التزام پیروی کرنے ایک شخص معین کے کا با وجود قدرت رجوع کرنے ان روایات کی جو آنحضرت صلعم سے منقول ہیں جو
صریح دلالت کرتے ہیں اوپر خلاف قول امام کے پھر اگر مقلد قول امام کو نہیں چھوڑتا تو اوسمیں آمیزش شرک کی ہے چنانچہ دلالت کرتی ہے اسپر وہ حدیث
جسکو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ اونہوں نے آنحضرت صلعم سے اس آیت کی معنی میں کہ ٹھہرایا یہود اور نصاریٰ نے اپنے علما اور درویشوں کو پروردگار
اللہ کو چھوڑکر پوچھا تو فرمایا کہ حلال ٹھہرایا تھی اونکی حلال ٹھہرائی ہوئی چیز اور حرام ٹھہرایا تھی اونکی حرام ٹھہرائی ہوئی کو اور نہیں مراد تقلید سے تقلید عقیدہ
جیسا کہ دلالت کرتا ہے اسپر لفظ حلال اور حرام کا کیونکہ حلال ٹھہرانا اور حرام ٹھہرانا دونوں افعال میں مستعمل ہوتے ہیں اور تقلید مطلق بھی مراد نہیں ہے ورنہ لازم آتا
ہر عامی کو ایجاب اجتہاد اور نہ مکلف ہونا اور نصوص کا رد کرنا بھی مراد نہیں ہے اماموں کی قول کی مقابلہ میں نہیں تو نصاریٰ نہ ہونگے بلکہ مراد تاویل کرنا ہی دلائل شرعیہ کا
اماموں کی قول کی طرف سو اس سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ پیروی کرنی ایک شخص معین کی اسطرح کہ جم جاوے اوسکی قول پر اگرچہ اوسکا خلاف بھی ثابت ہو جاوے قرآن حدیث سے
تو اوسی تاویل کرنے بیٹھ جاوے کیونکہ یہہ ایک آمیزش ہے نصرانیت کی اور حصہ ہے شرک کا اور لوگونپر تعجب ہے کہ ایسے پیرو سے خود تو ڈرتے نہیں بلکہ جو ایسے
تقلید کو چھوڑے اوسپر زیادتی کرتے ہیں سو کیا ٹھیک ٹھہرتی ہے یہہ آیت اونکی جواب میں اور کیونکر ڈرون میں اوس سے کہ شریک لاتے ہو تم اور نہیں ڈرتے
ہو تم یہہ کہ شریک مقرر کرتے ہو تم اللہ کے ساتھ اوس چیز کو کہ نہیں اوتاری اللہ نے اوسپر تمہارے اوپر دلیل سو کون دو فرقوں میں بہت لائق ہے امن کے ساتھ کہو اگر تم جانتے ہو

کیا ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں تحت آیۃ قل یا اہل الکتاب الخ کی بعد نقل کرنی حدیث عدی بن حاتم کے فرماتی ہیں ومن
فہمنا یظہر انہ اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالما عن المعارضۃ ولم یظہر لہ ناسخ وکان فتوی
ابی حنیفۃ رحمہ اللہ مثلا خلافہ وقد ذہب علی وفق الحدیث احد من الائمۃ الاربعۃ یجب علیہ اتباع الحدیث الثابت ولا یمنعہ الجمود
علی مذہبہ من ذلک لئلا یلزم اتخاذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ انتہی اسلئے ائمہ اربعہ نے ایسے ہی تقلید سے منع کیا ہے اور انکی
اتباع نے اور صوفیا اور محدثین نے اس تقلید کو گمراہی اور باعث غضب الہی قرار دیا ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آیت قرآنی
یا کوئی حدیث یا قول کسی صحابہ کا میرے قول کے مخالف تمکو معلوم ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو یعنی میری تقلید مت کرو چنانچہ امام
زندویسی نے روضۃ العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے انہ یعنی ابا حنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ تعالی
قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول
الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ انتہی اور مدخل میں بیہقی کے حسین الکرابیسی نقل کرتی ہیں قال یعنی عبد اللہ بن المبارک سمعت ابا حنیفۃ یقول
اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار قولہم واذا جاء من التابعین زاحمناہم
انتہی کذا فی التفسیر المظہری **امام مالک** فرماتی ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اپنے قول سے ماخوذ ہو اور وہ کلام اوسکا اوسپر مردود نہو
سوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے قول غیر صحیح سبکا رد کر دینا چاہئے چنانچہ **یواقیت والجواہر** میں شیخ عبد الوہاب شعرانی
فرماتی ہیں وکان الامام مالک رحمہ اللہ یقول ما من احد الا ومأخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی امام شافعی
فرماتی ہیں کہ جب تمکو حدیث صحیح مخالف میری مذہب کے معلوم ہو تو اوس حدیث ہی کو میرا مذہب سمجھنا یعنے میرا مذہب اول چھوڑ دینا چنانچہ [illegible]
میں امام السبکی فرماتی ہیں انہ یعنی الشافعی قال اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذہبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذہبی نقلہ

تاویل اور انصاف سکر تو اور شک نکر اور اللہ کی پناہ کہ ہوں میں ہٹ دہرموں سے **ف** کہہ کہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے
درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے یہہ کہ عبادت کریں ہم مگر اللہ اور نہ شریک لاویں اوسکی ساتھہ کچھہ اور نہ پکڑیں بعضی ہمارے بعضے کو پروردگار
سوای اللہ کے **ف** یہہ جو کہا گیا کہ جب ثقہ کسی کے نزدیک حدیث مرفوع آنحضرت کی صحیح ہو جاوے اور معارضہ سے سالم ہو اور نہ ظاہر ہوئی
واسطے اوسکے نسخ اور مثلا امام ابو حنیفہ کا فتوا اوسکی خلاف ہووے اور موافق اوس حدیث کی ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گیا ہو تو واجب ہے کہ اوس
حدیث کی پیروی کرے اور اوسی اوسکا مذہب جمنا مانع نہ ہووے نہیں تو بعضے کو بعض کا پروردگار پکڑنا لازم آجاویگا ہوجکی عبارت
تفسیر مظہری کی **ف** امام ابو حنیفہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کوئی مسئلہ کہیں اور قرآن اوسکی مخالف ہووے جواب دیا کہ میرا قول قرآن کی مقابلہ میں
چھوڑ دو پہر پوچھا گیا کہ اگر حدیث مخالف ہووے جواب دیا کہ حدیث کی مقابلہ میں بہی میرا قول چھوڑ دو پہر پوچھا گیا کہ اگر آثار صحابہ مخالف
ہووین جواب دیا کہ میرا قول صحابہ کے آثار کے مقابلہ میں بہی چھوڑ دو **ف** عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ سنا میں نے امام ابو حنیفہ کو کہتے سنا کہ جب
آنحضرت صلعم سے روایت آوی تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ سے روایت آوی تو اوسکو اختیار کرتے ہیں ہم اور جب تابعین سے آوی تو مناقشہ کرتی ہیں
ف اور امام مالک کہتی تھے کہ سواء آنحضرت صلعم کے سب لوگ اپنے کلام میں خود منگی اور کلام اونکا اونپر مردود ہو گا **ف** اور امام شافعی نے فرمایا جب تمہیں میرے مذہب کے

مولانا شاہ ولی اللہ فی عقد الجید ثم قال وقد صح منصوصا انہ قال اذا بلغکم عنی مذہب وصح
عندکم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی موجب الخبر انتہی امام احمد بن محمد بن حنبل فرماتے ہین کہ کسیکا کلام رسول کے
کلام کے معارض نہین ہو سکتا یعنے حدیث کی مقابل کسیکا قول پیش کرنا چاہیے چنانچہ **یواقیت و الجواہر** مین شعرانی فرماتے
ہین وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی
ولا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ انتہے خیر المحدثین طیبی شرح مشکوۃ مین اس حدیث کی الا انی اوتیت القران
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القران فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم
فیہ من حرام فحرموہ الی اخرہا رواہ ابوداود **والدارمی** عن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین
کہ اس حدیث مین بڑی جھڑکی اور خفگی ہے جو کہ پیدا ہوئی ہے غضب عظیم سے اوس شخص پر جو حدیث کو ترک کری اس نظر پر کہ
قران ہمکو کافی ہے اب حدیث کی کچہہ حاجت نہین پہر کیا حال اوس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کے رعایت سے ترک کرے
چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین وفی ہذا الحدیث توبیخ وتقریع ینشأ من غضب عظیم علی من ترک السنۃ والعمل بالحدیث استغناء
عنہا بالکتاب فکیف بمن رجح الرای علی الحدیث واذا سمع حدیثا من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بہا فان لی مذہبا اتبعہ
انتہی شیخ الصوفیہ محی الدین **ابن العربی** فرماتے ہین کہ جسنے حدیث کی مقابل مین قول کسی امام مجتہد کا یا کسی پیر پیشوا کا
پکڑ رکہا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہوگیا اور نکل گیا اللہ کے دین سے چنانچہ فتوحات مکیہ مین ارشاد کرتے ہین فمن اذا
صح الحدیث وخالفہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث ویترک قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال
ولا یجوز ترک ایۃ او خبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا وخرج عن دین اللہ انتہے شیخ المشائخ محبوب سبحانی قطب ربانی

مخالف حدیث صحیح کے پہونچ جاوے تو اوسکی پیروی کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے اس قول کو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے عقد الجید مین نقل
کرکے کہا کہ اچھی طرح یہہ بات صحت کو پہونچ گئی ہے کہ امام شافعی رح کہتے تھے کہ جب تمہین میرے مذہب کا کوئی مسئلہ پہونچے اور حدیث اوسکی مخالف ہے
تو موافق حدیث کی ہے میرا مذہب جان رکہو ف ۱ اور امام احمد رح کہتے تھے کہ اللہ اور رسول کی مقابل مین کسیکو مجال بات کی نہین
تو میری پیروی کرو اور نہ مالک اور نہ اوزاعی اور نہ نخعی وغیرہ کی اور وہان سے احکام شریعت لو جہان سے اونہون نے لئے ہین یعنے کتاب و سنت
ف ۲ خبردار ہو رہے لوگو مین قران دیا گیا ہون اور اوسکی ساتھ اوس جیسی اور چیز خبردار ہو تہوڑی دن جاتے ہین کہ سیر پیٹ ہو کر لوگ تخت پر بیٹھکر
کہینگے کہ قران کو مضبوط پکڑو اور جو اوسمین حلال پاؤ حلال جانو اور جو حرام پاؤ سو حرام جانو آخر اون لفظون تک جنہین روایت کیا
ابوداؤد اور دارمی نے مقدام بن معدیکرب سے ف ۳ اس حدیث مین نہایت جہڑکی ہے تارک سنت پر جو قران کو کافی جانکر حدیث کو خیال مین
نہ لاوے سو کیا حال ہے اوسکا جو علم کو دیکر رای کو حدیث پر اور جب کوئی حدیث سنی تو کہدے کہ مجھی حدیث سے کیا کام مین تو اپنے مذہب کا پابند ہون ف ۴
جس وقت حدیث صحیح ہو جاوے اور کسی صحابی یا امام کا قول اوسکی معارض پڑے تو حدیث سے پہرنا نچاہی بلکہ وہ صحابی اور امام کا قول چھوڑ دی پہر کہا
اونہین ابن عربی نے نہین جایز ہے چھوڑنا آیت اور حدیث کا کسی صحابی یا امام کے قول کے مقابلہ مین اور جسنے ایسا کیا وہ بڑا گمراہ ہوا اور اللہ کے دین سے نکل گیا

محی الدین عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ فکر کر و کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں اور قریب مت جاؤ
کسی محل ضعیف یا قوی سے یعنی حدیث کی مقابل اور مخالف کسیکا قول مت لاؤ دارکی شافعی سے مروی ہے جب کوئی اونکی
سامنے حدیث کی مقابل کسیکا قول پیش کرتا تو فرماتے کہ تجھے ہلاکت یہہ حدیث ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ خطیب
بغدادی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے ان الدارکی ابن الشافعیۃ[1] کان یستفتی وربما یفتی بغیرمذھب الشافعی وابی حنیفۃ فیقا
لہ ھذا یخالف قولھما فیقول ویلکم حدث فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا انتہی نقلا فی عقد الجید و
قاضی شمس الدین ابن خلکان نے یوں نقل کیا ہے وکان[2] ای الدارکی اذا جاءتہ مسئلۃ تفکر طویلا ثم یفتی فیھا
وربما افتی علی خلاف مذھب الامامین الشافعی وابی حنیفۃ رضی اللہ عنھما فیقال لہ فی ذلک فیقول ویحکم
حدث فلان عن فلان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکذا وکذا انتہی ۔ امام مجتہد العصر شیخ عزالدین ابن عبدالسلام کہا کرتے کہ
بڑا تعجب ہے کہ فقہا مقلدین اپنے اماموں کی ضعیف بات پر واقف ہو کر پھر ایسے جم جاتے ہیں کہ اگر کسی دوسرے امام کا قول موافق
کتاب اللہ اور حدیث کی اونکی آگے پیش کیا جاتا ہے تو ہرگز قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب اللہ اور حدیث کی رفع کرنیکی لئے
حیلہ سازیاں کرتی ہیں اور تاویلیں باطلہ پیش لاتی ہیں جیسا کہ کلام اونکا مولانا شاہ ولی اللہ عقد الجید میں نقل کرتے ہیں
قال[3] الشیخ ابن عبدالسلام ومن العجب العجائب ان الفقہاء المقلدین یقف احدھم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا
یجد لضعفہ مدفعا وھو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد لہ الکتاب والسنۃ ویتاولھما بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ
انتہی حافظ الفقہ والحدیث عبدالرحمن بن اسمعیل ابو شامہ اون فقہا متاخرین کی طرف سے جو احادیث سے مستغنی ہو کر
جزئیات پر منیہ اور قنیہ کے اکتفا کر رہے تھے اور حدیث کو بہت مشکل جانکر وہی عبارات جو سابق میں نقل کر کے دستور العمل ٹھہرا
دیا گیا ہے حفظ کرتے تھے افسوس اور تحسر کیا کرتے اور اونکی حالت پر واویلا کرتے چنانچہ کتاب اصول میں فرماتے ہیں
وقد حرم[4] الفقہاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والآثار والبحث عن فقہھا ومعانیھا ومطالعۃ الکتب النفیسۃ المتضمنۃ

[1] دارکی شافعی اکثر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کی مذہب کے مخالف فتوا دیتے اور کوئی کہتا کہ تمہارا فتوی اون دونوں کی قول کی مخالف ہے تو کہتے تیرا
برا ہو باب میں فلانی نے آنحضرت صلعم سے حدیث نقل کی ہے [2] دارکی کا یہہ حال تہا کہ جب انکے پاس کوئی مسئلہ آتا تو خوب فکر کر
اوسپر فتوی دیتے اور اکثر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مخالف فتوا پڑتا جو اونسے اس باب میں کہا جاتا تو کہتے یہ خرابی اس مسئلہ میں
فلاں فلاں راوی نے حدیث روایت کی ہے [3] ابن عبدالسلام نے کہا کہ بڑا تعجب ہے کہ مقلد فقیہہ لوگ اپنے امام کے
ایسی ضعیف اختیار پر واقف ہوجاتے ہیں کہ جسکے کوئی توجیہہ نہیں کر سکتے اور پھر اوس میں اپنے امام کی پیروی کرتے جاتے ہیں اور جسکے
مذہب کے کتاب اللہ اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دیتی ہیں اوسکو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چھوڑ دیتے ہیں اور قرآن اور حدیث
کی دور دراز تاویلیں گھڑتے ہیں [4] بلاشک ہمارے زمانہ میں فقہا نے حدیث اور آثار کے کتابوں کو دیکھنا اور
اونکی شرحوں کا مطالعہ کرنا اور معانی سمجھنا حرام ٹھیرا رکھا ہے ۔

فی شرحها وغیرها بل افنوا اعمارهم وعمرهم فی النظر فی اقوال من سبقهم من متاخری الفقهاء وترکوا النظر فی نصوص
نبیهم المعصوم من الخطاء صلی الله علیه وسلم واثار الصحابة الذین شهدوا الوحی وعاینوا المصطفی صلی الله علیه وسلم وفهموا نفائس
الشریعة فلاجرم حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدین علی الاباء وقد کانت العلماء فی الصدر الاول معذورین فی ترك
مالم یقفوا علیه من الحدیث لکون الاحادیث لم تکن حینئذ فیما بینهم مدونة انما کانت تتلقی من افواه العلماء وهم یتفرقون فی البلدان وقد
زال ذلك العذر ولله الحمد بجمع الاحادیث المحتج بها وکتب بوبوها وقسموها وسهلوا الطریق الیها وبینوا ضعف کثیر منها وصحته وتکلموا فی علل
الرجال جرحا وتجریحا منهم وفی علل الاحادیث ولم یدعوا للمستعمل ما یتعلل به وفسروا القران وتکلموا فی غریبهما وفقههما وکل ما یتعلق بهما فی مصنفات
عدیدة جلیلة والالات متهیات لمن طلب صادق وذکاء وفطانة وکذا اللغة وصناعة العربیة کل ذلك فقد حرره اهله وحققوه
فالتوصل الی الاجتهاد بعد الجمع والنظر فی الکتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ والفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذلك
انتہی ملا علی القاری ایک حنفیہ کو کہتے تھے کہ اے بیٹے بچیو اس بات سی کہ حدیث کی مخالف ہوکر رائے پر عمل کریں اور پھر کہے
تو کہ یہہ میرے امام کا مذہب ہے، اماموں نے تو صاف کہدیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال مخالف ہوں احادیث کی تو ہمارے
قولونکو چھوڑدو تو اگر تجکو امام ہی کی تقلید منظور ہے تو اس قول کو کیوں نہیں مانتا اور دلیل یعنی اوس حدیث کے
جو تیقن سے ہے عمل کیوں نہیں کرتا جیسا کہ امام کی قول پر اس احتمال سی کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگی تجکو اوسپر اطلاع
نہیں عمل کرتا ہے چنانچہ شیخ شعرانی مشارق الانوار القدسیہ میں فرماتی ہیں وسمعت سیدی علیا الخواص یقول لفقیه ایاك یا ولدی ان تعمل
برای ابیك مخالفا للماضی فی الاحادیث وتقول هذا مذهب امامی فان الائمة کلهم تبرؤا من اقوالهم اذا خالفت صریح السنة وانت مقلد لاحدهم بلا شك
فما لك لا تقلدهم فی هذا القول وتعمل بالدلیل کما تعمل بقول امامك لاحتمال ان یکون له دلیل لم تطلع انت علیه
انتہی علامہ اکمل حنفی عنایہ میں ناقلا امام علائی سی فرماتی ہیں کہ جبکہ کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کی معلوم ہو اور
اپنا مذہب مخالف حدیث کی تو اوس مقلد کو چاہیے کہ اپنے مذہب سی انتقال کرے طرف اوس مذہب کے جو موافق

بلکہ اپنے ساری عمر متاخر فقہا کی قولونکی دیکھنی میں کھوتی ہیں اور نبی معصوم کی اقوال اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا اور
کلام شریعت کو سمجھا اونکی اثار کو چھوڑ رکھا ہی تو ضرور یہہ لوگ رتبہ اجتہاد سی محروم رہ کر اپنی بڑون کی مقلد رہی اوگلی علما حنفی حدیثوں کے
عمل نکرنی میں معذور ہیں کہ اوس زمانہ میں حدیثیں جمع نہ تہیں بلکہ حدیثیں تو لوگوں کی موہنہ سی سنی جاتیں تہیں اور لوگ جابجا رہتی
اللہ کا شکر ہے کہ اب یہہ عذر جاتا رہا بسبب اسکے کہ اب حدیثیں جمع ہوگئیں اور مسائل کی باب مقرر ہوگئی اور قوی ضعیف حدیث
اور جرح تعدیل راویکا حال بیان ہوگیا اور قران کی تفسیریں ہوگئیں اور قران وحدیث دونوں کی مشکلات اکثر کتابوں میں بیان
ہوگئیں اور سمجھہ دار کی لئی ہر طرح کا سامان موجود ہوگیا اور اسیطرح لغت والوں نے علم لغت کو اور عربی دان لوگوں نے علم عربیت کو چھان دیا
بعد ان کتابوں کے جمع ہونی کی اور اونکی دیکھنی کی اجتہاد کا رتبہ حاصل ہونا سہل ہوگیا بہ نسبت اگلی عہد کے جبکہ اونکو حافظہ اور سمجھہ اللہ دیوے [illegible] اپنی سردار
علی الخواص سی سنا کہ وہ فقیہ کی حق میں کہتے تھے کہ اے بیٹے بچو تم حدیث کی جو رائے ہو اوسپر تو عمل کرو اور کہے کہ یہہ میرے امام کا مذہب ہے کیونکہ ہمارے امام ... اون

حدیث کی ہو چنانچہ تقریر مین فرماتے ہین وذکر الامام العلائی انہ یرجح القول بالانتقال فی صورتین احدہما اذا کان مذہب
غیر امامہ یقتضی تشدیدا علیہ واخذا بالاحتیاط والثانیۃ اذا رأی للمذہب الآخر دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد
فی مذہب امامہ جوابا قویا ولا معارضا راجحا علیہ اذ لا وجہ لہجر الحدیث الصحیح محافظۃ علی مذہب التزمہ قلت ہذا موافق
لما نص علیہ الجمال القدسی الحنفی ومشی علیہ ابن الصلاح وغیرہ انتہی نقل کیا اسکو **فاضل قندہاری** نے اور کہا ہے کہ دوسری
صورتون میں انتقال کرنا واجب ہے چنانچہ سفینہ میں فرماتے ہین اقول یجب الفرق بین الصورتین بان الانتقال فی الاولی
احتیاط وفی الثانی واجب کما ہو ظاہر کلام العلائی انتہی اسوۃ المحققین زبدۃ المحدثین حافظ ابو محمد ابن حزم نے بھی قسم کی
تقلید کو حرام فرمایا ہے اور حرمت اسکی دلائل سے ثابت کی ہے چنانچہ نبذۃ **الکافیہ** مین فرماتے ہین التقلید حرام ولا
یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برہان لقولہ تعالی اتبعوا ما انزل الیکم من
ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالی واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا
وقال تعالی مادحا لمن لم یقلد فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ
واولئک ہم اولوا الالباب وقال تعالی فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر
فلم یبح اللہ تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل
لانہ غیر القرآن والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ کلہم اولہم عن آخرہم واجماع التابعین اولہم عن آخرہم واجماع تابعی التابعین

قولون سے بیزار ہین جو صریح حدیث کی مخالف پڑین اور تو خواہ مخواہ دینین سے کسی ایک کا پیرو ہی بہر تجکو کیا ہو گیا کہ تو اس قول مین
اونکی پیروی نہین کرتا اور اس دلیل پر جو تجھی ملگئی ہے کیون نہین عمل کرتا جسطرح اونکی قول پر عمل کرتا تہا اور اوسکی کوئی دلیل کو مخفی ہو قرار
دیتا تہا ۔ ف امام علائی نے ذکر کیا کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب مین ہونیکا قول دو صورتون مین غلبہ دیا جاتا ہے ایک تو جب دوسرا امام سوا
قول تکلیف امیر ہو اور دوسرے مخالف مذہب کے جب کوئی حدیث صحیح ملجائے اور اوسکی مذہب مین جواب قوی نہ پایا جاوے کیونکہ دلیل کو چہوڑنے
اور مذہب کے جسکا اسنے خود التزام کر رکہا ہے حدیث صحیح کے چہوڑنیکی کوئی وجہ نہین مین کہتا ہون کہ یہ قول موافق منقول احمد اور قدسی حنفی
کے ہے اور ابن صلاح وغیرہ علما کا یہی مشرب ہے ف مین کہتا ہون کہ واجب ہے فرق کرنا دونون صورتون مین اسطرح کہ پہلی صورت مین
انتقال مذہب احتیاط ہے اور دوسری صورت مین واجب ہے چنانچہ ظاہر کلام علائی بہی ہے ف تقلید حرام ہے اور کسیکو حلال نہین ہے کہ سوا رسول اللہ صلعم کے کسیکے
قول کو بلا دلیل لیوے دلیل اس آیۃ کی چلو اوسی پر جو اوترا تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اوسکے سوا اور رفیقون کی پیچہے اور دلیل اس آیۃ کے اور جب اونکو
کہین چلو اوسپر جو اوتارا اللہ نے کہین نہین بلکہ چلینگے ہم جسپر دیکہا ہمنے اپنے بڑونکو اور اللہ تعالے اوسکی مدح مین جو تقلید نکرے فرماتا ہے کہ تو
خوشی سنا میرے بندونکو جو سنتے ہین بات اور پہر چلتے ہین اوسکی نیک پر وہ ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے اور اللہ تعالے فرماتا ہے پہر اگر
جھگڑ پڑو تم کسی چیز مین تو اوسکو رجوع کرو اللہ اور رسول کیطرف اگر تم یقین رکہتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اللہ تعالے نے جھگڑے کے وقت رجوع سوا قرآن
حدیث کے کسیطرف مباح نہین کیا اور اسی سے جھگڑے کی وقت کسی قائل کی قول کیطرف رجوع کرنا حرام ہو گیا اسلئے کہ وہ قرآن اور حدیث سے مغایر ہے اور بیشک تمام صحابہ کا اجماع

اولہم عن آخرہم على الامتناع والمنع من ان يقصد احد منهم الى قول انسان منهم وممن قبلهم فياخذه كله فليعلم من اخذ بجميع اقوال ابى حنيفة
اوجميع اقوال مالك او جميع اقوال الشافعى او جميع اقوال احمد ولا يترك شيئا من اقوال من اتبع منهم الى قول غيره ولم يعتمد
على ما جاء فى القران والسنة غير صارف ذلك الى قول انسان بعينه انه قد خالف اجماع الامة كلها عن اخرها بيقين لا اشكال فيه وانه لا يجد لنفسه
سلفا ولا اماما فى جميع الاعصار المحمودة الثلثة وقد اتبع غير سبيل المؤمنين نعوذ بالله من هذه المنزلة انتهى على فى عقد الجيد اور وجہ محمول ہونی اس کلام کے
تقلید بمعرض النصوص پر ظاہر ہے اسلئے کہ مطلق تقلید کو جو کہ وقت لاعلمی کے کیجاوے اور اوسمین مخالفت احادیث کی ہنو کوئی ممنوع
یا شرک نہیں کہتا اسیواسطے جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اس کلام کو ابن حزم کی نقل کرکر فرماتی ہین کہ یہہ کلام ابن حزم کا
اوسی شخص کے حقمین ہے جو قرآن اور حدیث کی استنباط سے بہاگی اور ایک مسئلہ بہی حدیث سی استنباط نکرے اور نہ کسی اہل حق کو
کرنے دے یا اوسکے حق مین ہے جسکو کوئی حدیث مخالف مذہب اوسکی ملجاوے اور وہ منسوخ بہی نہین پہر وہ شخص امام کی اتباع
نہین چہوڑتا اور حدیث کو ہرگز ہرگز نہین قبول کرتا تو یہہ خصلت ہی منافقون کی اور احمقونکی چنانچہ عقد الجید مین بعد نقل کرنے
کلام ابن حزم کے فرماتے ہین انما يتم[1] یعنی کلام ابن حزم فيمن له ضرب من الاجتهاد ولو فى مسئلة واحدة وفيمن ظهر
عليه ظهورا بينا ان النبى صلى الله عليه وسلم امر بكذا او نهى عن كذا وانه ليس بمنسوخ اما بان يتتبع الاحاديث واقوال المخالف
والموافق فى المسئلة فلا يجد لها نسخا او بان يرى جما غفيرا من المتبحرين فى العلم يذهبون اليه ويرى المخالف له لا يحتج الا بقياس او استنباط
او نحو ذلك فحينئذ لا سبب لمخالفة حديث النبى صلى الله عليه وسلم الا نفاق خفى او حمق جلى هذا هو الذى اشار اليه الشيخ عز الدين بن عبد السلام حيث قال ومن العجب العجاب ان الفقهاء المقلدين

اول ہی آخر تک اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اور تبع تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سی باز رکہنی پر اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے
کہ کوئی شخص اپنے مین کے کسی انسان کے قول یا اپنے سے پہلے کے قول کیطرف قصد کرے پہر وہ تمام قولونکو لیوی سو جس شخص نے امام ابو حنیفہ کی سارے
قول یا امام مالک کی سارے قول یا امام شافعی کے سارے قول یا امام احمد کی سارے قول لئے اور اونمین سے یا اونکی علاوہ اپنے مقتدا کا قول چہوڑ کر غیر کا قول نہین
لیتا اور جو قرآن اور حدیث مین آیا ہے اوسپر اعتماد نہین کرتا جب تک کہ اوسی کسی انسان معین کے قول سی موافق نکرلے تو وہ خوب سمجھ لی
کہ اوسنی تمام امت اول سی آخر تک کا یقینا خلاف کیا اسمین کوئی شبہ نہین ہی اور وہ اپنے واسطے تمام زمانون ثلثہ محمودہ مین نہ کوئی پیشوا
پاویگا نہ امام سو اوسنی بیشک مومنون سی الگ راہ اختیار کی اس درجہ سے خدا کی پناہ ہے، ف[1] یہہ ابن حزم کا قول اوس شخص کی حق مین
پورا ہوتا ہے جسکو کچھہ اجتہاد حاصل ہے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو اور اوسکی حق مین جسپر خوب ظاہر ہو جاوے کہ نبی صلعم نے یہہ امر فرمایا ہے اور اس
امر سی منع کیا ہے اور یہہ منسوخ نہین ہے یا تو احادیث کی جستجو اور مسائل مین مخالف اور موافق اقوال کی تلاش سے ظاہر ہو جاوے کہ اوسکا
نسخ کہین نہیں یا اس طور کہ متبحر علماء کے گروہ کثیر کو دیکھتا ہے کہ سب نے یہہ اختیار کر رکہا ہے اور اوسکی مخالف دیکھتا ہے کہ وہ صرف قیاس
و استنباط وغیرہ سے حجت لاتا ہے اس صورت مین نبی صلعم کی مخالفت کا کوئی سبب نہین بجز پوشیدہ نفاق یا
ظاہر حماقت کے اور یہہ وہ مضمون ہے کہ شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے جدہر اشارہ کیا ہے کیونکہ کہا ہی
کہ بڑا ہی عجب ہے کہ بعضے مقلد فقہا اپنے امام کے ایسے ضعیف بات پر

يقف احدهم على ضعف ماخذ امامه بحيث لا يجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلك يقلده فيه ويترك من شهد له الكتاب
والسنة والاقيسة الصحيحة لمذهبه جمودا على تقليد امامه بل يتحيل لدفع ظاهر الكتاب والسنة ويتأولها بالتاويلات البعيدة الباطلة
انتهى انتهى عقد الجيد اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایک جگہہ یہہ فرماتی ہین کہ فقہا کی تفریعات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ
صلعم پر عرض کرکے جو موافق قرآن اور حدیث کی دیکہو اوسکو قبول کرو اور جو مخالف قرآن اور حدیث کی ہو وہ متاع
بد اور کہوٹی ہے اوسکو اونہین کی ریش پر وے مارو اور ایسے فقہا متقشفہ سی جنہون نے تقلید کو دست آویز بنا کر قرآن حدیث
غور اور تتبع کو ترک کر رکہا ہی التفات مت کرو اور اونسی دور رہنے مین خدا کی قربت سمجہو چنانچہ رسالہ وصیتہ و در تصحیح مین
فرماتی ہین در وصایا تفریعات فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض کردن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالای بد بریش خاوند دادن
ہیچ جا از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمی را دست آویز ساختہ تتبع کتاب
و سنت را ترک کردہ نہ شنیدن و بدیشان التفات نکردن و قربت خدا جستن بدوری اینہا انتہی اور عقد الجید مین فرماتی ہین
جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے ذمہ پر لازم سمجہہ کر التزام کر لے اور اوس امام کو ایسا سمجہے کہ وہ خطا سے پاک ہے اور اسی جہت سے کوئی حدیث
صحیح مخالف قول اپنے امام کے دیکہکر حدیث کو قبول نکرے تو یہہ عقیدہ اوسکا فاسد اور یہہ قول اوسکا کہوٹا ہے کوئی اوسکا گواہ
نہین نہ عقل سی اور نہ نقل سے اور ایسے ہی شخص کے حقمین یہہ آیت وارد ہے انا وجدنا آباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون
اور جلی دینون مین جو فساد ہوا ہے تو اسی عقیدہ سی ہوا ہے چنانچہ عقد الجید مین فرماتی ہین والوجه الثانی ان یظن
بفقيه انه بلغ الغاية القصوى فلا يمكن ان يخطئ فمهما بلغه حديث صحيح صريح يخالف مقاله لم يتركه او ظن
انه لما قلده كلفه الله بمقاله وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه حديث واستيقن بصحته لم يقبله
لكون ذمته مشغولة بالتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد من النقل والعقل وما كان
احد من القرون السابقة يفعل ذلك قد كذب في ظنه من ليس بمعصوم من الخطاء معصوما حقيقة او معصوما في حق العمل بقوله

واقف ہوتی ہین کہ اوسکی ضعف کی دفع کی کوئی صورت نہین ملتی اور وہ پہر بہی اوس مسئلہ مین اوسکی تقلید کئی جاتی ہین اور جنکی مذہب کی کتاب
اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دیتی ہین اوسکو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چہوڑ دیتی ہین بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کی دفع کرنی کی لئی
حیلہ سوجہتی ہین اور انکی دور از کار اور جہوٹی تاویلین گہڑتی ہین ہو چکی عبارت عقد الجید کی ۱۲ بی شک پایا ہمنے اپنے بڑونکو
ایک راہ پر اور ہم اونکی قدمونکی نشانون پر لگتے پائی والی ہین ۱۲ اور دوسری قسم یہہ ہے کہ کسی فقیہہ کی حق مین یہہ گمان کرے
کہ یہہ نہایت کی درجہ کو پہونچ گیا ہے سو ممکن نہین کہ یہہ خطا کرے پہر جب اوس مقلد کو صحیح صریح ایسی حدیث ملی کہ فقیہہ کی قول کی خلاف
ہو تو قول کو نہ چہوڑے یا یہہ خیال کرے کہ جب مین اسکا مقلد ہو گیا تو میری حق مین اللہ کا حکم اسی کا قول ہے اور یہہ مقلد ایسا ہے جیسا بیوقوف
ممنوع التصرف پہر اگر اوسکو حدیث ملجاوے اور صحت کا یقین بہی کرے تو بہی نمانی اور اپنا ذمہ تقلید ہی مین لگا ہوا جانے سو یہہ اعتقاد فاسد ہے
اور کہوٹی بات اوسکا کوئی شاہد نہین ہی نہ نقل نہ عقل اور طبقات سابقہ مین سے کوئی نہ تہا کہ ایسا کرتا اور اپنی گمان کاذب مین خطا سے معصوم

وفی ظنہ ان اللہ تعالیٰ کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولۃ بتقلیدہ وفی مثلہ نزل قولہ تعالیٰ وانا علی آثارھم مقتدون وھل کان تحریفات الملل السابقۃ الا من ھذا الوجہ انتہی تو اب غور کرو کہ ایسی تقلید کو کتنے بڑے اکابر نے شرک کہا ہے اور کتنوں نے اسکی مذمت کی ہے پس اگر جناب مولف ایسے تقلید کی شرک کہنے والونکو جاہل جانتے ہین تو پھر عالم کون ہوگا اور معلوم نہین کہ جناب مولف اسپر دلیل کیا رکھتے ہین تو مجرد قول حسبین؟ اتنے اکابر پر جہل کا دعویٰ کیا کسطرح سنا جاوے اور یہہ کہ مولف نے اس دعوی پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع کو نقل کیا اوس سے مطلق تقلید وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے نہ یہہ تقلید جسکا شرک ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت کیا گیا ہے فافہم **قال** اور دوسرے بات اس اجماع مذکور سے یہہ بہی نکلی کہ باطل ہے یہہ قول انکا جو انکا بھی کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے نہین حکم کیا ہمکو ابوحنیفہ کے اتباع کرنیکا اور نہ کسیکا بلکہ تاکید کیا ہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنیکا **اقول** قائل اس قول کے ایک تو جناب **شاہ ولی اللہ** صاحب ہین جیسا کہ رسالہ **قول سدید** مین فرماتے ہین اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالیٰ احدا من عبادہ بان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیھم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ایک ملا علی قاری ہین جنانچہ شرح عین العلم مین فرماتے ہین ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفھم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جھلاء انتہی اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن امیر حاج نے اور علامہ سید بادشاہ نے اور شیخ ابن الحاجب نے اور قاضی عضد الملۃ نے اور صاحب مسلم محب اللہ بہاری نے اور مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نے اور صاحب مغتنم فاضل قندہاری نے اور بہت سی علماء خلفا اور سلف نے بہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ایک ہی امام کی آئمہ مجتہدین مین سے تقلید کرے جیسا کہ بحث تقلید شخصی مین عنقریب سبکے کلامون کو نقل کیا جاویگا تو غرض سبکی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسیکی تخصیص نہین کریسے بلکہ عموما اہل ذکر جسکا اتباع اوقت پر واجب کیا ہی اور یہہ دعوے اون حضرات کا بدیہی ہے اور ازالۃ الخفاء کا اوس سی بحث تقلید شخصی مین کیا جائیگا یہہ معلوم نہین کہ جناب مولف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتے ہین **قال** اور نام کہتے ہین اپنا فرقہ محمدیہ جیسکہ نام سے کہتے ہین معتزلہ اپنا اہل توحید **اقول** یہہ ایک اور جھوٹ ہے مولوی اسمعیل صاحب پر اسلیے کہ اونہون نے **ایضاح الحق** مین ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کر لینا چاہیے چنانچہ عنقریب کلام تمام اونکا نقل کیا

حقیقی معصوم یا اوسکی قول پر عمل کرتے ہین معصوم ٹھہرا لیا ہی اور اوسکی گمان مین یہہ ہے کہ اللہ کا حکم اوسی کا قول ہے اور سکا ذمہ اسی تقلید مین لگا ہوا ہے ایسے ہی کے حق مین یہہ آیہ اوتری ہی اور ہم تو اونکی نشانی پیرو ہین اور کیا ملل سابقہ کی تحریفات اسی وجہ نہین تہین سے معلوم ہے کہ اللہ نے اپنے بندون مین سی کسیکو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونیکی تکلیف نہین دی بلکہ اونپر واجب کیا کہ جن احکام کو آنحضرت صلعم لائے ہین اونپر ایمان لاوین سے یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسیکو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونیکی تکلیف نہین دی بلکہ یہہ تکلیف دی ہے کہ حدیث پر عمل کرین اگر عالم ہین اور اگر انجان ہین تو علما کے پیرو ہو کرین

یا دیکھا تو افسوس ہے کہ مولوی اسمٰعیل کہ جنکی سعی سے اللہ تعالے نے ایک عالم کو راہ راست پر کر دیا معتزلی ہوئے اور جناب مؤلف تسلیم نے قال اللہ المشتکی تو جواب اسکا لایق جناب مؤلف کے تو یہی تہا کہ اونکا بہی کوئی ایسا لقب بیان کر کے ثابت کرتے لاکن سب و شتم سنکر خاموش رہنا اور صبر کرنا طریق اہل اللہ کا ہے رزقنا اللہ اقتفاء اثرہم قال اللہ تعالے فاصبر کما صبر اولوا العزم وقال تعالے فاصبر علی ما یقولون واہجرہم ہجرا جمیلا ط **قال** اور تیسری بات اس اجماع سے یہ نکلی کہ ثابت ہوئی تقلید بطریق تعیین یعنے مذہب معین کے اور باطل ہوئی تقلید بطریق عدم تعیین کی یہہ ثبوت تقلید کا بطریق تعیین کے پس اس سبب سے کہ جب منعقد ہوا اجماع اہل سنت و جماعت کا اور اجماع ائمہ اربعہ کا اوپر ترک عمل کرنے اوس عمل کے کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ثابت ہوئی اون دو نوع اجماعوں سے تقلید مذہب معین اسلئے کہ یہہ ایک فرد ہے افراد اون دونوں اجماعوں کے **اقول** یہہ ایک اور جہوٹ ہے مولوی اسمٰعیل پر کیونکہ اونہوں نے اس تقلید کو بدعت اور شعبہ رفض کا کہا ہے چنانچہ عنقریب کلام اونکا اونکا اور حق بہی یہی ہے کہ وجوب پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے نہین اور نہ کوئی نقل کسی مجتہد یا فقیہ متقدم معتمد علیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مؤلف نے بہی کوئی دلیل شرعی نہین لکہی مگر یہی کہ جبکہ چار مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی بہی ثابت ہوگئی تو یہہ دلیل ایسی ہی کہ قابل التفات اور جواب کے نہین کیونکہ یہہ تو ایسی بات ہوئی کہ جبکہ چار جنت ہوئی تو ایک بہی جنت ہوگیا اور بطلان اس ملازمۃ کا ظاہر ہے ہر عاقل کو اور قطع نظر اس بطلان صریح سے بناء اسکے تخصیص مذاہب اربعہ کی ہے اور اسکا حال بوجہ حسن معلوم ہوچکا ہے تو دعوی وجوب تقلید مجتہد معین کا بے دلیل ہوا اسلئے اوس دعوے کو ہم نہین مانتے بلکہ ہم دعوے کرتے ہین کہ واجب جاننا ایک مجتہد کی تقلید کرنے کو بدعت ہے اور حرام اور حرمت اسکی ثابت ہے کتاب اللہ سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اوس قیاس سے جسکو جمہور علماء النظر تعبیر کرتے ہین اور امام رازی نے قیاس نام رکہتے ہین اور تمام اکابر سلف اور خلف کی تصریحات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عدم التزام مذہب معین چاروں قرون ثلثہ کی تو سنت ہی بمقابل قرون ثلثہ کے ہمارے ائمہ ثلثہ نے فرمایا ہے کہ عدم التزام مذہب معین مقلد کو درست ہے پس پہلی اقاویل سلف نقل کئے جاتے ہین بعد اوسکی دلائل کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کیجائینگی سوا اسکی ان دنون میں نقل روایت سے لوگ بہت مطمئن ہوتے ہین پس جناب حضرت امام **ابو حنیفہ** اور صاحبین سے مروی ہے کہ جو شخص اپنی عورت کی کسی حادثہ مین مبتلا ہوا اور اوسنے حکم اوس حادثہ کا کسی فقیہ سے پوچہا اور فقیہ نے ایک حکم کہدیا کہ تیری عورت تجہپر حلال ہے یا حرام ہے تو اوس شخص نے اوس حکم کو اوس حادثہ مین جاری کر دیا مثلا اوس عورتکو حرام سمجہہ کر چہوڑ دیا پہر وہی حادثہ اوسکو دوسری عورت مین پیش آیا تو اوسنے اوسی فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچہا تو اوس فقیہ نے یا دوسرے نے اب ایک اور حکم مخالف پہلی حکم کے دیا مثلا اوس عورت کو حلال کہدیا تو اب اوس شخص مبتلا کو اختیار ہے چاہے تو اس دوسرے حادثہ مین پہلی فقیہ کے تقلید کرے چاہے دوسرے فقیہ کی تقلید کرے چنانچہ **فتاوی عالمگیری** مین کہا ہے وفی نوادر داؤد بن رشید عن محمد رح

له یہین یعقوب کرے اللہ کی بیروی کہدیا ... [illegible] ... زاد ابن رشید مین

فی رجل لیس بفقیه ابتلی بنازلة فی المرءة فسئل عنها فقیها فافتاه بامر من تحریم او تحلیل فعزم علیه وامضاه ثم افتاه ذلک الفقیه بعینه او غیره من الفقهاء فی امراة اخری له فی عین تلک النازلة بخلاف ذلک فاخذ به وعزم علیه وسعه الامران جمیعا ولوکان هذا الرجل سال بعض الفقهاء عن نازلة فافتاه بحلال او حرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجته وترک فتوی الاول وسعه ذلک ولوکان امضی قول الاول فی زوجته وعزم علیه فیما بینه وبین امرءته ثم افتاه فقیه اخر بخلاف فذلک لایسعه ان یدع ما عزم علیه ویاخذ بفتوی الاخر قال محمد وهذا کله قول ابی حنیفة وابی یوسف وقولنا انتهی تنبیه جناب مولف نے اس روایت کو اخیر مین باب ثانی کی نقل کرکی اسکے دو وجہ سے جواب دیا ہے وجہ اول یہہ کہ اس عبارت مین وسعه الامران سے مراد یہہ ہے کہ گنجایش ہے سائل کو نفاذ اوس حکم کا اور نفاذ حکم سی جواز اوس فعل کا لازم نہین آتا وجہ دوسری یہہ کہ یہہ عبارت علی العموم تو نہین خواہ مخواہ روافض وخوارج مستثنی ہونگی اور اہل سنت متعین ہونگی اور جبکہ ایکدفعہ تخصیص ہو چکی تو اب ہم کہتے ہین کہ یہین دوسرے فقیہ سے مجتہد فی المذہب مراد ہی تو جواب بکلا الوجہین سو جواب وجہ اول کا یہہ ہے کہ لفظ امران سے جو تثنیه کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ مفرد کا خلاف نقل اور عقل کے ہے اور علاوہ اسکی وہ نفاذ وسعت مین سائل کے کہان ہے اور جبکہ وہ دو امر جو سائل کے وسعت مین ہون کما تقتضیه قوله وسعه الامران اور وہ دو امر نہین مگر عمل کرنا اوپر فتوے پہلے فقیہ کے اور عمل کرنا اوپر فتوی دوسرے فقیہ کے فافہم اور جواب وجہ ثانی یہہ ہے کہ تخصیص پر اہل سنت کی توبہہ باعث ہے کہ روافض وخوارج اہل حق نہین ہین نزدیک اہل سنت کی تو اس تخصیص سے تخصیص مجتہد فی المذہب کی کسطرح بلا قرینہ اور بلا باعث کیجا سکتا اور جو کہ مولف جامع فتاوی عالمگیری کے کلام کو قرینہ قرار دیا ہے وہ مفید نہین کیونکہ قرینہ مخصص اس قول مین کلام قائلین اس قول کا یعنے امام صاحب اور صاحبین کا چاہیئے ؎ امام مجتہد شیخ عز الدین بن عبد السلام اپنے فتاوے مین فرماتی ہین کہ جبکہ کوئی شخص کسی مسئلہ مین کسی امام کی تقلید کرلے تو اسکو یہہ ضرور نہین کہ اور مسائل مین بھی اوسی امام کی تقلید کا التزام کرے کیونکہ زمانہ صحابہ سی لیکر زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال تھی کہ بدون تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر ابن الہمام مین فرماتی ہین بله افتی الشیخ المتفق علی علمه وصلاحه العلامة عز الدین بن عبد السلام فی فتاواه لایتعین علی العامی اذا قلد اماما فی مسئلة

روایت ہے ایسے شخص کے حق مین کہ جو انجان ہے اور اوسی ایک عورت کے باب مین ایک مسئلہ پیش آیا اور اوسنی کسی عالم سے پوچھا اور اوسنی کچھہ فتوا حرام یا حلال اور اوس شخص نے اوسپر عمل کرلیا پہر اوسی عالم یا کسی اور نے ایک دوسرے عورت کی نسبت اوسی صورت مین اور طرح کا فتوی دیا اور اوس نے اوسپر بہی عمل کرلیا تو اوس شخص کے لئے دونوں امر جایز ہین اور اگر اس شخص نے کسے عالم سے ایک مسئلہ مین فتوا پوچہا اور اوسنی حرام حلال کا کچھہ فتوا دیا اور اسنی اوسپر اپنے زوجہ کی نسبت عمل نہین کیا اور وہ فتوا بلا عمل چھوڑدیا تو اوسکی لئے یہہ روا ہے اور اگر اوس فتوی پر عمل کرچکا ہے اور دوسرے عالم نے اوسی عورت خاصہ کی نسبت اور فتوا دیا تو دوسرے پر عمل جایز نہین امام محمد نے کہا کہ یہہ سب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا اور ہمارا قول ہے ؎ ایسی شیخ نے جنکے علم اور صلاح کا سبکو اقرار ہی یعنی شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے اپنے فتاوی مین یہہ فتوا دیا کہ عامی جب کسی مسئلہ

ان يقلد في سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب يسألون فيما يستفتح لهم العلماء المختلفين من غير نكير انتهى كلام السيد بنوع من الاختصار وسيجيء تمام تقريب بمولانا شاه ولي الله قدس سره عقد الجيد من فراق من و قال يعني الشيخ ابن عبد السلام لم يزل الناس يسئلون من اتفق من العلماء من غير تقييد بمذهب ولا انكار على احد من السائلين الى ان ظهرت المذاهب و متعصبوها من المقلدين انتهى

یہ شیخ عبد الوہاب شعرانی کی یہ بات جو ابن عبد السلام نے کہی ہے اسکو اپنی میزان میں نقل کر کے کہا ہے کہ یہ عدم التزام مذہب میں ایسا متفق علیہ ہوگیا ہے جسکا خلاف درست نہیں یعنے بحکم آیۃ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا چنانچہ مولانا موصوف عقد الجید میں فرماتے ہیں ونقل یعنی الشیخ عبد الوهاب الشعراني عن جماعة عظيمة من علماء المذاهب انهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير التزام مذهب معين من زمن اصحاب المذاهب الى زمانه على وجه يقتضي كلامه ان ذلك امر لم يزل العلماء عليه فديما فحديثا حتى صار كالامر المتفق عليه فصار مسلك المؤمنين الذي لا يصح خلافه انتهى یہ شیخ کمال الدین محقق ابن ہمام حنفی رفعت شان اور علو مکان میں سب اہل علم واقف ہیں کہ جب کوئی کسی مسئلہ میں کسی مجتہد کی تقلید کرے تو اوسکو درست ہے کہ دوسرے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ سب لوگ قرون اولی میں کبھی کسیکی تقلید کرتے کبھو کسیکی تقلید کرتے اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام کرلے کہ میں ایک ہی مذہب کی تقلید کرونگا تو اوسکی حق میں تین قول ہیں اول یہ کہ اوسکو التزام لازم ہے دوسرا یہ کہ لازم نہیں اور تیسرا یہ کہ التزام اور عدم التزام برابر ہیں اور یہی غالب ہی اور بر ظن کی چنانچہ تحریر میں فرماتے ہیں اذا رجع على ما قلد فيه اتفاقا وهل يقلد غيره في غيره المختار نعم للقطع بانهم كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا فلو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة والشافعي فقيل يلزم وقيل لا وقيل مثل من لم يلتزم وهو الغالب على الظن

کسی مجتہد امام کی تقلید کرلے تو اوسپر متعین نہیں کہ تمام بقیہ مسئلوں خلافیہ میں بھی اوسیکی تقلید کرے کیونکہ تمام لوگ عہد صحابہ سے ظاہر ہونے تک اپنے ضروریات میں بلا روک ٹوک علماء مختلف سے فتوی لیتے رہے ہیں مختصر کلام سید کا جسکا اگلی بیان آویگا شیخ ابن عبد السلام نے کہا کہ بلا تقیید کسی مذہب کے ہمیشہ لوگ جس عالم سے اتفاق پڑگیا اوس سے فتوے لیتے رہتے ہیں اور کوئی مانع نہیں ہوا یہانتک کہ مذہبوں کی بہت دیرہم پیدا ہوئی ۱۲ فرمایا الله تعالی نے جو اسپر دی کرے خلاف راہ مسلمانوں کی متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدہر متوجہ ہوا اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ میں وہ بری ہے جگہہ پہرجانیکی ۱۲ اور نقل کیا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے علماء مذاہب کے ایک بڑے جماعت سے یہ کہ فتوی دیتی تہی اور عمل کرتی تہی مطابق مذہب کے بغیر قید ایک مذہب کے زمانہ اصحاب مذاہب سے لیکر شیخ کی زمانہ تک یہہ نقل شیخ کی ایسی طرح ہے کہ اونکا کلام بیان چاہتا ہے کہ یہہ امر ہمیشہ کا متفق علیہ ہوکر سبیل مومنین ہوگیا ہے اوسکا خلاف صحیح نہیں ہے ۱۲ نہ رجوع کرے بالاتفاق اوس مسئلہ میں عمل کرچکا یہہ بات کا اور دوسرے مسئلہ میں اور مجتہد کی تقلید کرلے تو جواب اوسکا مذہب مختار پر ہے کہ ہاں کرلے سبب یقینی ہونے اسبات کی کہ لوگ بغیر التزام مذہب معین کی فتوی پوچھتے تھے ہیں اور اگر کوئی التزام کرلے ایک مذہب کا جیسے ابی حنیفہ یا شافعی تو کہا گیا ہی کہ یہہ التزام لازم ہوجاتا ہے اور کہا گیا کہ لازم نہیں اور کہا گیا ہی کہ التزام

انتہےتنبیہ قولہ لایرجع فیما قلد معنی اسکے یہہ ہین کہ جب حادثہ معینہ مین تقلید کر چکا ہی اوس حادثہ خاص مین رجوع نہ کرے
اگرچہ اوسی مسئلہ مین دوسرے حادثہ مین اور دوسرے وقت مین رجوع کرلے جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی نے اور سید علی السمہودی
نے اور سید ابن العابدین نے اور سید احمد طحطاوی نے اور سید بادشاہ شارح تحریر نے اور فاضل قندہاری نے خوب دلائل اور تفصیل سے
کہا ہے جیسا کہ مبحث رجوع بعد العمل مین آویگا انشاء اللہ تعالے لیکن سید بادشاہ شارح تحریر نے یہہ بھی کہا ہے کہ صحابہ کی زمانہ سے
لیکر آجتک یہی حال و مسلک چلا آیا ہے کہ کبھو کسیکی تقلید کرتے اور کبھی کسیکی بدون انکار کی اور ان تینون قولون مین
اس قول کو کہ التزام سے بہی لزوم نہین ہوتا خوب دلائل سے ثابت کیا ہے تو کہ خصم کو گنجائش اختیار کرنے قول اول کے
یعنے لزوم کی نہ رہی اور کہا ہی کہ یہہ تین قول اوس شخص کے حق مین ہین جو از خود ایک مذہب کا التزام کرلے اور جو کوئی سرے سے
ہی التزام نکرے تو اوسپر بالاتفاق تعیین مذہب معین کے لازم نہین بدلیل اجماع صحابہ و من بعدہم کی اور کہا ہی کہ عامی
محض کو تو تعیین مذہب کے سرا سر بیمعنی اور باطل ہے اسلئے کہ اوسکو مذہب کیا خبر اور اوسکی اصول اور قواعد سی کیا اطلاع
پہر اسکا یہہ قول کہ مین حنفی ہون یا شافعی ہون ایسا ہوگا جیسا کہی کہ مین نحوی ہون چنانچہ شرح تحریر مختصر
شرح ابن امیر حاج مین فرماتے ہین لایرجع المقلد فیما قلد فیہ من احکام المجتہدین ای عمل بہ تفسیر لقلد
والضمیر المجرور راجع الی الموصول اتفاقا نقل الآمدی وابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلد فیہ وقال
الزرکشی لیس کما قالا ففی کلام غیرہما ما یقتضی جریان الخلاف لعدم العمل ایضا وہل یقلد غیرہ ای غیر من
قلدہ فی حکم غیرہ ای غیر الحکم الذی عمل بہ اولا المختار فی الجواب نعم للقطع بالاستقراء بانہم ای المستفتین
فی کل عصر من زمن الصحابۃ الی الآن کانوا یستفتون مرۃ واحدا من المجتہدین ومرۃ غیرہ ای غیر المجتہد
الاول حال کونہم غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع ذلک من غیر نکیر وہذا اذا لم یلتزم مذہبا معینا فلو التزم
مذہبا معینا کابی حنیفۃ والشافعی فہل یلزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ام لا فقیل یلزم
کما یلزمہ الاستمرار فی حکم حادثۃ معینۃ قلدہ فیہ لانہ اعتقد ان مذہبہ حق فیجب علیہ العمل بموجب اعتقادہ وقیل لا یلزم وہو

اور عدم التزام ایکسان ہی اور یہی بات جی کو لگتی ہی ترجمہ نہیں مقلد اوس مسئلہ مین جسمین عمل کر چکا بالاتفاق ابن حاجب اور آمدی نے
اسی پہر لئے پر اجماع نقل کیا ہے اور زرکشی نے کہا ہے جسطرح یہہ دونو کہتے ہین یون نہین ہے بلکہ ان دونو کی سوا اورونکی کلام
اس صورت خاص مین بہی خلاف پایا جاتا ہی رہی یہہ بات کہ اور مسئلہ مین اور کی تقلید کر سکتا ہے تو جواب پسندیدہ
طور پر یہی ہے کہ ہان کیونکہ جستجو کے بعد یقینے یہہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ صحابہ سے آجتک ہر زمانہ مین بغیر
التزام ایک مذہب کے فتوا اور استفتا چلا آیا ہے اور یہہ بات بی دہڑک پہیلی رہی ہے یہہ گفتگو تو اسمین ہی کہ ایک مذہب
معین کا التزام نہین کیا اور اگر ایک مذہب معین جیسے ابوحنیفہ اور شافعی کا التزام کرلیا تو یہہ بات لایق گفتگو ہے کہ اوس مذہب پر
جما رہے یا نہین سو بعضون نے کہا ہے کہ جما رہی جیسا کہ جس حادثہ معین مین عمل کر چکا ہے اوسمین جما رہے کیونکہ اوسی حق جان چکا اور بعضون نے

الاصح لان التزامه غير ملزم اذ لا واجب الا ما اوجبه الله ورسوله ولم يوجب على احد ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة فيقلده
في كل ما ياتي ويذر غيره والتزامه ليس بنذر حتى يجب الوفاء به قلت ولو نذره لا يلزمه كما لا يلزمها البحث عن
الاعلم واسد المذاهب على المعتمد قاله السيد السمهودي وقال ابن حزم انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل فلا
يحكم ولا يفتي الا بقوله وقول ابن حزم لم يوخذ به وهو كما حكى عنه من دعواه الاجماع على ان متتبع الرخص فاسق وهو
مردود بما افتى به الشيخ المتفق على علمه وصلاحه العلامة عز الدين بن عبد السلام في فتاواه لا يتعين على العامي اذا
قلد اماما في مسئلة ان يقلده في سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب يسئلون فيما يسنح لهم
العلماء المختلفين من غير نكير سواء اتبع الرخص في ذلك او العزائم لان من جعل المصيب واحدا وهو الصحيح لم يعينه ومن
جعل كل مجتهد مصيبا فلا انكار على من قلد في الصواب وقال ايضا واما ما حكاه بعضهم عن ابن حزم من حكاية الاجماع على
منع تتبع الرخص من المذاهب فلعله محمول على من تتبعها من غير تقليد لمن قال بها او على الرخص المركبة في الفعل الواحد
كذا في العقد الفريد في احكام التقليد للسيد علي السمهودي الشافعي بل قيل لا يصح للعامي مذهب لان المذهب لا يكون الا
لمن له نوع نظر وبصيرة بالمذاهب او لمن قرا كتابا في فروع مذهب وعرف فتاوى امامه واقواله واما من لم يتاهل لذلك بل قال
انا حنفي او شافعي لم يصر من اهل ذلك المذهب بمجرد هذا كما لو قال انا فقيه او نحوي لم يصر فقيها او نحويا وقال الامام صلاح
العلائي والذي صرح به الفقهاء في مشهور كتبهم جواز الانتقال في احاد المسائل والعمل فيها بخلاف مذهبه اذا لم يكن

بہت صحیح ہے کیونکہ مقلد کا التزام مذہب ضروری نہیں اسلئے کہ سوای واجبات الہیہ کے کچھ واجب نہیں اور واجبات الہیہ میں یہ نہیں کہ امام
معین کسیکا مذہب لیکر اوروں کے مذہب کو چھوڑ دیا جاوے اور مقلد کا التزام کر لینا کچھ نذر نہیں ہے کہ وہ واجب الوفا ہو میں کہتا ہوں کہ اگر
نذر بھی ہو تو بموجب قول سید سمہودی کے قول معتمد پر بحث بہترین مذہب کیطرح واجب الوفا نہیں ہے اور ابن حزم یہ کہتا ہے کہ مفتی اور حاکم کو
حلال نہیں کہ ایک مجتہد کا مقلد بنکر اوسکے قول پر فتوا دیوے اور ابن حزم سے کسی نے دعوی اجماع اسپر جو نقل کیا ہے کہ رخصتوں کا ڈھونڈنے
والا فاسق ہے اسکا قول نہیں لیا جاتا اور یہ قول اجماع ابن حزم کا قابل رد ہی ہے بسبب اسکے کہ شیخ متفق علیہ علم و صلاح میں علامہ عز الدین
ابن عبد السلام نے اپنے فتاوے میں فتوا دیا کہ عامی جو کسی مسئلہ میں ایک مذہب پر عمل کرلے تو اوس پر ضروری نہیں کہ اور مسائل خلافیہ میں بھی اوسکی
تقلید کرے اسلیے کہ عہد صحابہ سے ظہور مذہب تک لوگ مسئلوں میں علما مختلف سے فتوا لیتے آئے ہیں اور یہ بھی برابر ہے کہ رخصتوں کی یا عزیمتوں کی پیروی کریں
کیونکہ جسنے ایک مجتہد کو مصیب ٹھہرایا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اوسکی تعیین نہیں کی اور جسنے ہر مجتہد کو مصیب ٹھہرایا ہے تو پیروی کرنی ٹھیک بات میں کیا جائے
اور یہ بھی علامہ نے کہا ہے کہ وہ جو کسی نے ذکر کیا کہ ابن حزم نے رخصتوں کی جستجو پر اتفاق ہوا اجماع نقل کیا ہے سو شاید اوسکے معنی یہ ہیں کہ بغیر تقلید اوسکے
اون مجتہد کی جو اون رخصتوں کا قایل ہے لا ابالی اوپر عمل کرنا منع ہوگا یا یہ کہ اون رخصتوں کو ایک فعل میں جمع کرلے یہ نہیں ہے عقد الفرید سمہودی شافعی میں بلکہ
کہا گیا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب ٹھیک نہیں کیونکہ مذہب اسیکا ہوتا ہے جسے مسائل مذہبی میں کچھ سمجھ بوجھ ہو یا اون مسائل مذہبی میں کوئی کتاب
اپنے امام کی دیکھی ہو اور جسمیں یہ اہلیت تو نہیں ہے لیکن یوں کہتا ہے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو فقط اس کہنے سے وہ اوس مذہب کا نہیں

على حد التتبع للرخص انتهى قلت والمراد بخلاف مذهبه المسائل التي عمل بها لا التي اعتقدها بدون عمل لقول الكمال
ثم حقيقة الانتقال اي عن المذهب انما يتحقق في حكم مسئلة خاصة قلد فيه وعمل به والا فقوله قلدت ابا حنيفة
رحمه الله فيما افتى به من المسائل مثلا والتزمت العمل به على الاجمال وهو لا يعرف صورها ليس حقيقة التقليد بل
هذا حقيقة تعليق التقليد او وعد به كانه التزم ان يعمل بقول ابي حنيفة فيما يقع له من المسائل التي تتعين في الوقائع
فان ارادوا يعني المشايخ القائلين من الحنفية بان المنتقل من مذهب الى مذهب آخر يستوجب التعزير ارادوا هذا
الالتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه ذلك قولا او نية شرعا قلت وكذا لا يلزم بالعمل
على الصحيح كما تقدم بل الدليل اقتضى العمل بقول المجتهد فيما احتاج اليه لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
والسوال انما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة وحينئذ اذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به انتهى
كما نقله السيد السمهودي رحمه الله ثم قال السمهودي واذا افتاه مفتيان واختلفا تخير على الاظهر انتهى وقيل الملتزم كمن لم يلتزم
يعني انه ان عمل بحكم تقليد المجتهد لا يرجع عنه اي عن ذلك الحكم وفي غيره اي غير ذلك الحكم له تقليد غيره من المجتهدين وهذا
القول في الحقيقة تفصيل لقوله وقيل لا قال المصنف يعني ابن الهمام وهو يعني هذا القول الغالب على الظن كناية عن كمال
قوته بحيث يجعل الظن متعلقا بنفسه فلا يتعلق بما يخالفه ثم بين وجه غلبته بقوله لعدم ما يوجبه اي لزوم اتباع من
التزم تقليده شرعا اي ايجابا شرعيا اذ لا يجب على المقلد الا اتباع اهل العلم لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم

ہوسکتا ہے یہہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی کہیں فقیہ ہوتے یا نحوی ہوتے تو اوسکے فقیہ اور نحوی کہے جاسکتا ہے امام صلاح الدین علائی نے کہا اور مشہور کتابوں میں
فقہائی جس اسکو کھول کر کہا ہے وہ تو انتقال مذہب کے جزئیات مسائل میں اور برخلاف اپنی مذہب کے جو مسئلے ہیں اوس پر عمل کرنا ہی بشرطیکہ خواہشوں کو نہ ڈھونڈہی
میں کہتا ہوں کہ مراد خلاف مذہب سے وہ مسئلے ہیں جس پر عمل کر چکا وہ مسائل جس پر بغیر عمل کے فقط معتقد ہو چکا ہی وہ نہیں ہیں اسی سبب سے کہ کمال الدین یعنی
ابن ہمام کہ حقیقت انتقال مذہب کی وہی مسئلے میں ہوتا ہے جسمیں عمل کر چکا ورنہ بغیر مسئلوں کی صورت جانے بوجھے مجمل طور پر یہہ کہنا کہ میں نے اپنے
ذمہ پر یہہ التزام کر لیا کہ مثلا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوں یہہ تقلید کی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہہ تقلید کا وعدہ ہی کیونکہ اوسنے یہہ التزام کیا کہ جو اگلی
حادثوں میں پیش آوینگی انمیں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرونگا پھر اگر مشایخ اپنے اس قول سے کہ انتقال کرنیوالا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف گنہگار لائق
تعزیر ہے یہہ التزام ارادہ کہتی ہیں تو شرع کی طرف سے خود التزام کرنے کی ایک معین مجتہد کی تقلید کرنی پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں کہ عمل سے بھی صحیح
مذہب تقلید تخصی لازم نہیں ہے چنانچہ اوپر گذرا بلکہ دلیل تو چاہتا ہے کیوقت کسی مجتہد کی قول پر عمل کرنا چاہیے بسبب اس آیتہ کی پوچھو اہل ذکر سے
جو تم نہیں جانتے ہو اور پوچھنا تو حادثہ کی وقت ہوتا اور عند الحاجت جب کہ مجتہد کا قول اوسکو ملا اوس پر عمل ٹھہر گیا وہ عبارت ہو چکی جو سید سمہودی نے نقل کی پھر
کہا کہ کسی مسئلہ کو جب دو مفتیوں نے مختلف فتوے دیئے تو ظاہر یہہ ہے کہ وہ عمل میں مختار ہے اور کہا گیا ہے کہ التزام کرنیوالا اور نکرنیوالا دونوں یکساں ہیں اس معنے
کر کہ جس مسئلہ میں کسی مجتہد کی قول کی موافق عمل کر لیا تو اوس سے نہ پھرے اور مسئلوں میں اوسکو دوسرے مجتہد کی تقلید روا ہے اور یہہ قول حقیقت میں تفصیل ہے
کہ التزام سے تقلید لازم نہیں ہوتی ہی ابن ہمام کہا کہ یہی قول جی کو لگتا ہے اور یہہ قول ابن ہمام کا اشارہ ہی کہ یہہ قول بہت زبردست ہی اور

لا تعلمون وليس التزامه من الموجبات شرعا ويتخرج منه اى يستنبط منه اى من جواز اتباع غير مقلده
الاول وعدم التضييق عليه جوازا تباعه رخص المذاهب اى اخذه من المذاهب ما هو الاهون عليه
فيما يقع من المسائل ولا يمنع منه مانع شرعى اذ للانسان ان يسلك المسلك الاخف عليه اذا كان له
للانسان اليه ذلك المسلك سبيل بان لم يكن عمل باخر اى بقول اخر مخالف لذلك الاخف فيه
اى فى ذلك المحل المختلف فيه انتهى عبارة السيد بادشاه هكذا فى العقد الفريد للعلامة ملا حسن الشرنبلالى الحنفى
ترجمہ علامہ ابن امیر حاج نے کہا ہے کہ صحابہ میں سے کہ ایک مسئلہ میں ابوحنیفہ کی مثلاً تقلید کرلی اور دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی
تقلید کرلی مباح اور مجوز ہے واسطے یقین ہے آپ کے کہ تمام مخلوقات زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک کبھو کسی کی تقلید کرتی تھی اور کبھو کسی کی
اور یہ امر شایع اور مشکور ہوگیا اور کسی نے انکار نہیں کیا یعنی گویا سبیل المومنین کا یہی ہوگیا اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب کیسے
وہ مذہب لازم نہیں ہوجاتا اسواسطے کہ واجب لازم وہی امر ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اوسکا لازم اور واجب کردیں حالانکہ
اللہ اور رسول نے کسی کو حکم نہیں دیا کہ ایک مذہب خاص کی تقلید کرو اور فرمایا کہ دلیل شرعی سے تو فقط یہی ثابت ہوا ہے کہ وقت
حاجت کی قول کسی مجتہد کا اخذ کیا جاوے اسپر التزام اوسی مجتہد کا سو یہہ نہیں ہی ثابت شرع سے چنانچہ تحبیر شرح تحریر میں فرمایا
ہے وهل يقلد غيره اى من قلده اولا فى شئ فى غيره اى غير ذلك الشئ كان يعمل اولا فى مسئلة بقول
ابى حنيفة وثانيا فى اخرى بقول مجتهد اخر المختار كما ذكره الامدى وابن الحاجب نعم للقطع بالاستقراء التام بانهم
اى المستفتين فى كل عصر من زمن الصحابة وهلم جرا كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة اخرى غيره غير ملتزمين مفتيا
واحدا وشاع وتكرر ولم ينكر انتهى اور دوسری جگہہ تحت اس قول تحریر کے وقيل لا فرماتے ہیں اذ لا واجب الا ما اوجبه
الله تعالى ورسوله ولم يوجب الله ورسوله على احد ان يتمذهب بمذهب رجل من الائمة فيقلده فى كل ما
ياتى ويذر غيره انتهى اور تیسری جگہہ تحت اس قول تحریر کی لعدم موجبه فرماتے ہیں اى الدليل الشرعى اقتضى العمل بقول

اشارہ یوں کرابن ہمام نے ایسے گمان کو یہی قول میں لگایا ہے دوسرے نہیں پہر دہا وس قول کی زیردست بہت کی یوں بیان کیے ہے کہ جسکی پیروی کیا التزام
کری وہ شرعا لازم نہیں ہوتا اس سبب کہ بموجب اس آیت کی کہ پوچھو تم اہل کرس اگر تم نہیں جانتے مقلد پر صاحب علم کا اتباع واجب ہے اور اوسکا التزام
ہو جانا شرعی چیز نہیں ہے اور یہہ تنگی جب ہی تو اسی سے پیروی حضرتونکی لینے اور سہل تو ان مذہب کے جنمیں کوئی مانع شرعی ہو نکل آئی اسلئی کہ
آدمیکو روا ہے کہ جب ہی کوئی سہل طریقہ نظر آوے تو اوسی کو اختیار کرے پہر وہ سہل طریقہ اپنے اس قول اس بیان کیا ہے کہ ضرورت میں عزیمت
عمل کرنیکے نوبت نہ پہونچی ہو ہو جسکی عبارت سید بادشاہ کی اور ملا حسن شرنبلالی حنفی کی عقد الفرید میں یوں نہیں ہے اسلے ۵۱ کیا جس مسئلہ پر
عمل کر چکا ہی اوسکی سوا اور مسئلونمیں اور مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے مثلاً ایک مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کی قول پر عمل کرلیا اور دوسرے مسئلہ میں اور
مجتہد کی قول پر بموجب نقل امدی اور ابن حاجب کے مختار مذہب ہے کہ اوسکو روا ہے اسلئے کہ کامل تحریر سے یہہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ
صحابہ سے یہانتک بغیر التزام ایک مذہب کے مختلف مفتیوں سے فتوا لیتی رہی ہیں اور بلا انکار یہہ بات جاری رہی ہے ۵۲ وجہ

المجتهد وتقليده فيه فيما يحتاج اليه وهو قوله فاسئلوا اهل الذكر والسوال انما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة فاذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله واما التزامه فلم يثبت من السمع اعتباره ملزما انما ذلك فى النذر ولا فرق فى ذلك بين ان يلتزمه بلفظه وبقلبه على ان قول القائل مثلا قلدت فلانا فيما افتى به تعليق التقليد والوعد به ذكره المصنف انتهى ؛ ابن الحاجب مالكی نے کہا ہے کہ ایک مسئلہ مین ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ مین کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون اولی سے ثابت ہے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ قرون اولی مین ایسا ہی واقع تھا اور اگر کوئی ایک مذہب کا التزام بھی کرلی تو وہ التزام ایسا ہے جیسا عدم التزام چنانچہ مختصر الاصول مین فرماتی ہین ولا یرجع عنه بعد تقليده اتفاقا وفى حكم اخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ينكر فلو التزم مذهبا معينا كمالك والشافعى وغيره فثالثها كالاول انتهى ۸ قاضی عضد الملة والدين شافعی نے بھی یہی کہا کہ زمانہ صحابہ کے لیکر بعد اوسکی ہر عصر مین یہی مسلک تھا کہ بدون التزام ایک مذہب کے تقلید کیا کرتے تھے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل سے جیسا کہ ہمنے اوسکا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہے چنانچہ شرح مختصر مین فرماتی ہین اذا عمل العامى بقول مجتهد فى حكم مسئلة فليس له الرجوع فيه الى غيره اتفاقا واما فى حكم مسئلة اخرى فهل يجوز له ان يقلد غيره المختار جوازه لنا القطع بوقوعه فى زمن الصحابة فان الناس فى كل عصر يستفتون المفتين كيف ما اتفق ولا يلزمون سوال مفت بعينه وقد شاع وتكرر ولم ينكر فلو التزم مذهبا معينا وانكان لا يلزم كمذهب مالك ومذهب الشافعى وغيرهما ففيه ثلث مذاهب احدها يلزم وثانيها لا يلزم وثالثها انه كالاول وهو من لم يلتزم فان وقعت واقعة يقلده فيها فليس له الرجوع واما فى غيرها فيتبع فيها من شاء انتهى ۹ فاضل جامع وماہر اصول ومعقول

جو الله اور رسول نی واجب کیا اور انہون نے یہہ واجب نہین کیا کہ ایک مذہب معین کر کے اوسکی تقلید کرے اور سبکو چھوڑ دی ۵۳ بلکہ دلیل شرعی حاجت کی وقت موجب اس آیۃ کے پوچھو اہل ذکر سی کسی مجتہد کی تقلید چاہتے ہے اور پوچھنا حاجت کے وقت ہوتا ہے سو اوسوقت جو قول جب مجتہد کا ملا اوسپر عمل ٹھہر گیا اور التزام کا نقل لازم ہوجانا درجہ اعتبار کو نہین پہونچا التزام تو نذر مین ہوتا ہے اور اسمین کچھ فرق نہین کہ التزام زبان سے کرے یا دل سی علاوہ یہہ کہ مقلد کا یہہ کہنا کہ مین فلان مجتہد کی تقلید حاجت کی وقت کرونگا یہہ تو تقلید کا وعدہ ہی یہہ قول مصنف نے یعنے ابن ہمام نے ذکر کیا ہے ۵۱ بعد عمل کے بالاتفاق نہ پھری اور اور مسئلہ مین مذہب مختار یہ ہے اوروں کی پیروی روا کیونکہ ہمین یقین ہے کہ بلا انکار یونہین ہوتا رہا اور اگر کسی مذہب معین کا التزام کرلیوے جیسے مذہب امام مالک یا شافعی کا تو وہ بھی پہلی ہی صورت کیطرح ہی ۵۲ جب عمل کرے کوئی عامی ایک مسئلہ مین کسی مجتہد کے قول پر تو اوس مسئلہ مین اب بالاتفاق وہ نہ پھری اور رہا مسئلہ دوسرا تو مذہب مختار یہ ہے اوسکی لئی اور مذہب پر عمل کر لینا روا ہے کسلئی کہ ہمین درجہ یقین کو یہہ بات پہونچ گئی ہے کہ زمانہ صحابہ میں یونہین تھا کیونکہ لوگ ہر عہد مین حسب اتفاق بلا التزام مفتی کی فتوی لیتی رہے ہین اور یہہ بات خوب پھیلی ہی ہی اور اگر ایک مذہب معین کا التزام کرلی اگرچہ لازم نہین ہی مثلا مذہب امام مالک و شافعی کا تو اسمین تین قول ہین

ب اسد حنفی بہاری نے کرادکی جلالت شان سے اہل علم کابل قندہار و ہندوستان وغیرہ کی خوب واقف ہیں ولیا ہی کہنا حرکت کلام
ان نقات مذکورین بالاکی کہ تم ہوا چنانچہ مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں وھل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم لما علم من استفتائہم
ة واحدا واخری غیرہ بلا نکیر ولو التزم مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ او غیرہ فہل یلزمہ الاستمرار علیہ فقیل
نعم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد
ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ وقیل من التزم کمن لم یلتزم فلا یرجع عما قلدہ فیہ وفی غیرہ یقلد من شاء
وعلیہ السبکی وفی التحریر وھو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبہ شرعا ویتخرج منہ جواز تتبع رخص المذاہب
لا یمنع فیہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الیہ سبیل بان لم یکن عمل فیہ باخر وکان علیہ
السلام یحب ما خفف علیہم انتہی وما نقل عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذ
تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان وما اورد ربما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج
بلا صداق ولا شہود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ ہذا
ہی نہ مولانا بحر العلوم **عبد العلی حنفی** نے جنکی تحقیق سے علوم نقلیہ و عقلیہ میں کسی اہل علم کو انکار نہیں اور نام اونکا
مدرسہ اور اہل مجلس میں اہل علم کے وظیفہ زبان ہو رہا ہے فرمایا ہے کہ اجماع ہے کہ ہمیشہ کرتے کبھو ایک امام کی تقلید
ی اور کبھو دوسرے امام کی تقلید کرتے اور اون تین قولوں میں سے جو سبکی عبارت میں گذرے ہیں اس قول کو کہ التزام کر لینے
سبب لازم نہیں ہوجاتا خوب ثابت کیا ہے اور دوسرے کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسد تعالی نے کسی شخص پر ایک مذہب معین کی تقلید

ے توبیہ کہ التزام سے مذہب لازم ہوجاتا ہے دوسرے یہہ کہ نہیں لازم ہوتا تیسرے یہہ کہ التزام اور عدم التزام دونوں یکسان ہیں اور اگر کسی نے
ل کر لیا تو اوس میں نہ پہرے اور دوسرے مسائل میں جسکی چاہے پیروی کرے سلہ اور کیا اوس مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی تقلید کر سکتا ہی تو مذہب
دنیا ہو نیکا دیا جاویگا اسلیئے کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ مختلف مفتیوں سے فتوا پوچھنے کا عمل چلا آیا ہے اور اگر التزام کر لی کسی مذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے مذہب کا تو کیا اوسپر چلنا لازم ہوجاتا ہے تو بعضوں نے کہا کہ ہاں اسواسطے کہ التزام حق جانکر کیا ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اسلیئے
کہ واجب وہی ہے جو اسد تعالی نے واجب کیا اور اسد نے یہہ واجب نہیں کیا کہ اماموں میں ایک کا مذہب معین کرے اور بعضوں نے کہا کہ التزام اور عدم التزام
یکسان ہیں جس مسئلہ میں عمل کر چکا اوس میں نہ پہرے اور اور مسئلوں میں جسکی چاہے پیروی کرے اور سبکی اسی پر ہیں اور تحریر میں ہے کہ یہی جی کو لگتا
ہے سبب نہ ہونے دلیل شرعی کے جو کسی سواکو واجب کرے اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ مانع شرعی نہ ہو تو رخصتوں کو بھی عمل میں لانا جائز ہے کیونکہ آدمی کو روا ہے
سہل طریقہ اختیار کرے جو سہل طریقہ اوسکو ملسکے اور یہہ بات ہے کہ یوں ہو کہ اوسمیں اور مسئلہ پر عمل نہ کیا ہو اور آنحضرت صلعم امت کیلئے سہل کو
دوست رکھتے تھے ہو چکی عبارت تحریر کی اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے کہ بالاجماع ہر شخص کو رخصتوں کا تجسس منع ہے سو اوسکا جواب یہ دیا گیا
وہ ناحق ہے اس لئے کہ حنبلیہ رخصت کی بابت میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور وہ جو یہہ اعتراض کیا گیا کہ کبھی مجموعہ ایسا ہوجاویگا کہ کسی کی مذہب
نہیں رہیگا تو بالاجماع باطل ٹہرے گا مثلا ایک شخص نے بغیر مہر اور بلا گواہ اور ولی کے نکاح کیا سو میں کہتا ہوں کہ یہہ اعتراض مندفع ہے کیونکہ ایک

واجب نہین کی تو اوسکا واجب کہنا گویا نئی شریعت نکالنی ہوئی اور اس قول کو کہ التزام کرنیسے ایک مذہب لازم ہوجاتا ہے
بوجہ معقول باطل کیا ہے اور قول ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لاکن کلام اون سبھونکے یعنی فلا یرجع
عما قلدہ فیہ وفی غیرہ یقلد من شاء کو دفع اور رد کیا ہی اور فرمایا کہ جو کہ بعض متاخرین لے تشدید کی ہی کہ اگر حنفی ہوکر
شافعی ہوجاوے تو قابل تعذیر کے ہوتا ہے یہہ اونکی اپنے گہر کے شرع ہی اور بہت وہم ہام ہی اس التزام مذہب معین کو باطل
کیاہی چنانچہ شرح سلم مین فرماتے ہین وھل یقلد غیرہ ای من قلد بہ فی غیرہ ای غیر ما قلد فیہ المختار نعم
ان شاء لما علم من استفتائھم مرۃ اماما واحدا ومرۃ اخری اما ما غیرہ من غیر نکیر من احد فصار
اجماعا وتواتر ھذا البحث لا مجال للمماراۃ فیہ ولو التزم مذھبا معینا ای عھد نفسہ انہ علی ھذا
المذھب کمذھب ابی حنیفۃ او غیرہ من غیر ان یکون ھذا الالتزام لمعرفتہ دلیل کل مسئلۃ وظنہ راجحا
علی دلائل المذاھب الاخر المعلومۃ مفصلا بل انما یکون العھد من نفسہ بظن الخطاء اجمالا
او بسبب اخر فھل یلزمہ الاستمرار علیہ ام لا فقیل نعم یجب الاستمرار ویحرم الانتقال من
مذھب الی مذھب اخر حتی شدد بعض المتاخرین المتکلفین وقالوا الحنفی اذا صار شافعیا
یعزر وھذا تشریع من عند انفسھم لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ قلت
لا نسلم ذلک فان الشخص قد یلتزم من المتساویین امر المنفعۃ لہ فی الحال ودفع الحرج
عن نفسہ ولو سلم فھذا الاعتقاد لم ینشاء بدلیل شرعی بل ھو ھوس من ھوسات المعتقد
ولا یجب الاستمرار علی ھوسہ فافھم وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وھذا

ہوتی مسلک کی اور بسبب اسکی کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہو تو لازم آویگا ایک مفتی معین سے فتوا پوچھنا یا درکہو لیا اسکو سلف اور کیا پیروی کری دوسری
مجتہد کی سوا اوس مسئلہ کی جسپر عمل کرچکا تو مذہب مختار پر جواب روا ہوئیگا یہہ کا کسو اسی کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ سی لوگ مختلف مفتیون سے مسئلے
پوچھتے آئے ہین تو یہہ اجماع ہوگیا اور متواتر ہوگئی ہے یہہ بحث یہانتک کہ جہگڑے کیواسطے گنجایش نہین رہی اور اگر کسی نے ایک مذہب معین کا
التزام کرلیا یعنے اپنے جیمین ٹہان لیا کہ مین فلان مذہب پر ہون جیسے امام ابوحنیفہ کا مذہب مثلاً بے اسکی کہ یہہ التزام تفصیلاً سارے مسئلے
دلیلون سمیت جانکر ہو بلکہ مع گمان خطا کے فقط جی مین ٹہان لی کہ مین فلان مذہب پر ہون تو کیا اس التزام پر جاوٗ لازم ہوجاتا ہے
تو بعضون سے کہا ہے کہ ہان جماوٗ لازم ہے اور انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف حرام ہے یہانتک کہ بعضے متاخرین نے
تکلف کرکے سخت گیری کی ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہوجاوے تو تعزیر دیجاوے اور یہہ گہر سے شریعت بنائی ہے
کیونکہ التزام اوسین حق کو غالب جانکر ہوتا ہے اور مین کہتا ہون کہ یہہ امر مسلم نہین اسواسطے کہ کبھی آدمی برابر کی دو چیزون مین سے
ایک کو نفع وغیرہ کیلئے التزام کرلیتا ہے اور اگر وہ امر تسلیم ہی کیا جاوے تو وہ حق کو غالب جاننا کچھ دلیل شرعی سے نہین پیدا ہوا
بلکہ اعتقاد کرنیوالے کی ایک خواہش ہے اور خواہش پر جماوٗ واجب نہین اس بات کو غور کرنا چاہیے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام جماوٗ لازم نہین

هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن ويعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون الانتقال للتلهي فان التلهي حرام في
التمذهب كان او في غيره اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى والحكم له ولم يوجب على احد ان يتمذهب
بمذهب رجل من الائمة فايجابه تشريع جديد وقيل من التزم كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد فيه وفي غيره يقلد من
شاء وعليه السبكي من الشافعية وفي التحرير وهو الغالب على الظن لعدم ما يوجبه شرعا اي لانه ليس لاتباع مذهب
واحد موجب شرعي وهذا انما يدل على جزء الدعوى وهو انه يقلد من شاء ثم البيان قطعي اذ لم يوجبه الشرع
باطل لان التشريع بالراي حرام واما انه لا يرجع عما قلد فيه فلم يلزم منه قطعا فلا ينطبق الدليل على الدعوى
فتامل ويتخرج منه اي مما ذكر انه لا يجب الاستمرار على مذهب جواز اتباع رخص المذاهب قال في فتح القدير
لعل المانعين للانتقال انما منعوا لئلا يتتبع احد رخص المذاهب وقال ابن حجر رحمه الله ولا يمنع منه مانع شرعي
اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له اليه سبيل بان لم يظنها من الشرع منع التحريم وان لم
يكن عمل فيه بآخر هذا مبني على منع الانتقال عما عمل به ولو مرة وكان عليه وآله واصحابه الصلوة والسلام
يحب الاخف عليهم انتهى لكن لا بد ان لا يكون اتباع الرخص للتلهي كعمل حنفي بالشطرنج على راي
الشافعي قصدا الى اللهو وكشافعي شرب المثلث للتلهي به وهذا حرام بالاجماع لان التلهي حرام بالنص
القاطع فافهم وما نقل عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامي تتبع الرخص اجماعا فقد وجد مانع شرعي

حق ہے جس پر ایمان لایا اور اعتقاد کیا جاسکتا ہے لیکن یہ بات ہے کہ انتقال کھیل کی طور پر ہو کیونکہ کھیل مذہب اور غیر مذہب سب جگہ حرام ہے
اور جن لوگوں نے جانا لازم نہیں کیا اونہوں نے دلیل یہ بیان کی ہے کہ واجب وہی ہے جو اللہ نے واجب کیا اور
حکم اسیکو سزاوار ہے اور اللہ نے ایک مذہب پکڑنا واجب نہیں کیا سو ایسے امر کو واجب کہنا نئی شرع بنانی ہے اور بعضوں نے
کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام ایکسان ہے سو بعد عمل کے رجوع نکرے اور اسوا اسکی مین جسکی چاہے پیروی کرے اور فتویٰ شافعی
سبکی کا یہی ہے اور تحریر میں کہا یہی جی کو لگتی ہے اس لئے کہ واجب ہونے پیروی مجتہد واحد پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے اور یہ دلیل
اس جزو دعوے پر کہ جسکی چاہے پیروی کرے فقط دلالت رکھتا ہے اس سبب سے کہ جس امر کو شرع نے واجب نہیں کیا اوسکو محض رائے سے
واجب کہنا شریعت بالرائے ہے اور وہ حرام ہے اور یہ بات کہ بعد عمل کی نہ پھرے یہ دلیل یقینی طور پر نہیں لازم آتا سو دلیل اور مدعا میں مطابقت
نہیں ذرا سمجھنا چاہئے اور یہ جو مذکور ہوا کہ ایک مذہب پر جانا لازم نہیں ہے اس سے جسقدر آسانیوں پر عمل کرنا بھی نکل آیا فتح القدیر میں کہا ہے
کہ شاید جو انتقال مذہب سے منع کرنیوالے ہیں اسلئے منع کیا کہ کوئی مذہب کے آسانیوں نہ ڈھونڈھنی لگے اور ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں اور اسپر کوئی
مانع شرعی نہیں ہے اسلئے ہر آدمی کو یہ پہنچتا ہے کہ سہل طریقہ چلے جو سہل طریقہ مل سکی اس طرح کہ حرمت شرعی گمان نہ ہو اور جس مسئلہ پر عمل کر چکا ہو اور
بات مبنی ہے کہ بعد عمل کے انتقال نہیں ہے اور آنحضرت صلعم سہل عمل کو آپ پسند کرتے تھے یہ تھی عبارت فتح القدیر کی لیکن یہ ضرور بات
ہے کہ ان آسانیوں کا ڈھونڈھنا اور پیروی کرنا لہو ولعب کیلئے نہ ہو جیسے کہ حنفی کا شطرنج کھیلنا لہو کے ارادہ سے شافعی مذہب پر اور شافعی کا مثلث پینا کھیل کے

عن اتباع رخص المذاهب فاجيب بالمنع اى بمنع هذا الاجماع اذ فى تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل رواية التفسيق انما هى فيما اذا قصد التلهى فقط لا غير وما اورد انه على تقدير جواز الاخذ بكل مذهب احتمال وقوع الخلاف المجمع عليه اذ ربما يكون المجموع الذى يعمل به مما لم يقل به احد فيكون باطلا اجماعا كمن تزوج بلا اصداق ولا ولى اتباعا بقول الامامين اى ابى حنيفة والشافعى رحمهما الله ولا شهود اتباعا بقول الامام مالك ولا ولى على قول امامنا ابى حنيفة فهذا النكاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء شهود واما عند غيرنا فلانتفاء الولى فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلة وقد مر ان الاجماع على بطلان القول الثالث انما يكون اذا اتحدت المسئلة حقيقة او حكما فتدبر ولانه لو تم لزم استفتاء مفت بعينه والا احتمل الوقوع انتهى

محققین نکتہ شناس کو اس کلام بلاغت نظام سے مولانا بحر العلوم کی تحقیق اقوال ثلثہ کی درباب التزام تقلید کے خوب معلوم ہوئی اور خوب تحقیق ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے بھی تقلید مجتہد معین کی لازم نہیں ہو جاتی بلحافظ الفقہ والاصول فاضل اخوند حبیب اللہ قندھاری حنفی نے بھی یہی کہا ہے کہ بالاجماع التزام مذہب معین لازم نہیں اور اگر کوئی اپنے طرف سے التزام کرلے تو پھر اسمیں تین قول ہیں لاکن حق یہی ہے کہ لازم نہیں کیونکہ اللہ تعالے نے کسی بشر پر واجب نہیں کیا کہ ایک ہی مذہب کو پکڑے رہے اور فرمایا ہے کہ عامی کو یہہ درست ہی نہیں کیونکہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہے جسکو کچھہ معرفت دلیل اور احکام کے ہو سو اگر عامی ہو کر کہے کہ میں حنفی المذہب ہوں تو وہ ایسا ہے جیسا کہے میں نحوی ہوں یعنے وہ جھوٹا ہے چنانچہ مغتنم الحصول میں فرماتے ہیں وهل يقلد المقلد العامل بمذهب فى حكم غيره المختار نعم للقطع بان المستفتين من عصر الصحابة وهلم جرا كانوا يستفتون مرة واحدا واخرى غيره غير ملتزمين مفتيا

اور یہہ بالاجماع حرام ہے کیونکہ لہو ولعب نص قطعی سے حرام ہے سمجھہ لے اور وہ جو ابن الہمام سے منقول ہے کہ انپر ٹہ کی لئی بالاجماع رخصتوں کا ڈھونڈنا جایز نہیں کیونکہ اسپر مانع شرعے پایا گیا ہے سو اسکا جواب یوں دیا گیا ہے کہ نقل کرنا اس اجماع کا ٹھیک نہیں اسواسطے کہ امام احمد سے رخصتوں کی عمل کرنے والے کی فسق میں دو روایتیں ہیں تو اجماع کہاں رہا اور شاید کہ روایت فسق کی فقط لہو ولعب کے صورت میں ہے اور یہہ جو اعتراض کیا گیا ہی کہ ہر مذہب پر عمل کرنے کی حالت میں خلاف اجماع کا لازم آتا ہے اس سبب سے کہ کبھی مجموعہ عمل کا ایسا ہوگا کہ کسی کی مذہب پر نہ ہوگا تو وہ عمل بالاجماع باطل ٹہریگا جیسے ایک شخص نے ایسا نکاح کیا کہ موافق مذہب ابو حنیفہ اور شافعی کے مہر نہ باندہا اور موافق مذہب امام مالک کے گواہ نکئے اور موافق مذہب ہمارے امام ابو حنیفہ کے ولی نہ ٹہرایا تو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ہے حنفی کی نزدیک تو بسبب نہونے گواہ ہونگی اور وروں کی نزدیک بسبب نہونے ولی کی سو میں کہتا ہوں کہ یہہ اعتراض دفع ہے بسبب ایک نہوں مسئلہ کے اور یہہ بات پہلی گذر چکی کہ جبتک حقیقت میں یا بطور حکم کے مسئلہ ایک نہو تو قول ثالث کی باطل ہونیکا اجماع نہیں قرار پاتا فکر کر تو سمجھ لے اور ایک بات یہہ ہے کہ یہہ اعتراض پورا ہو جائے تو مفتی معین ہی کا پوچھنا لازم ہو گا ورنہ پھر وہ خرابی ہی ہے اور کیا پیروی کر سکتا ہے مقلد ایک مذہب کا کسی مسئلہ میں اور مجتہد کی تو مذہب مختار پر جواب یہی ہے کہ ہاں کر سکتا ہے بسبب یقینی ہونے اسکے کہ زمانہ صحابہ سے آجتک لوگ بغیر التزام ایک

واحدا وشاع ذلك وتكرر ولم ينكر فكان اجماعا على ان التزام مذهب معين غير لازم واختلف في انه هل هو
ملزم بمعنى انه لو التزمه فهل يلزمه الاستمرار عليه على ثلثة اقوال فقيل نعم لان الالتزام يبتنى على ظن حقيته
فيجب عليه موجبه وقيل لا اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى ولم يوجب على احد ان يتمذهب بمذهب امام بعينه
فيقلده في كل ما ياتي ويذر غيره والالتزام لما لم يعهد ملزما من الشرع كان بمنزلة التزام كذا لفلان من غير
ان يكون له عليه في التقرير وهو الاصح في الرافعي وغيره بل قال ابن حزم اجمعوا على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد
معين فلا يحكم ولا يفتي الا بقوله انتهى وقد انطوت القرون الفاضلة على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامي مذهب ولو تمذهب
لان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال ومعرفة باقوال الائمة واحكامها واما من لم يتاهل لذلك وقال انا حنفي او شافعي كان لغوا كقوله انا
فقيه او نحوي وغايته ان يكون وعدا الى آخر ما قال انتهى ما قال الاولون ثم شيخ الفقهاء والاصوليين مولانا اكمل صاحب
غایہ حاشیہ ہدایہ نے بھی تقریر الاصول میں ایسا ہی کہا ہے کہ التزام مذہب معین لازم نہیں چنانچہ فاضل قندہاری
نقل کرتے ہیں ثم في التقرير من المعلوم انه لا يشترط ان يكون للمجتهد مذهب مدون وانه لا يلزم
احدا ان يتمذهب بمذهب احد من الائمة بحيث ياخذ باقواله كلها ويدع اقوال غيره كلها كما قدمناه بابلغ
من هذا ومن ههنا قال القرافي انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من
العلماء من غير حجر واجمع الصحابة رضي الله عنهم على ان من استفتى ابا بكر وعمر رضي الله عنهما

اور یہہ بات بلا روک ٹوک کے پھیل گئی ہے سو اجماع ہو گیا اس بات پر کہ التزام ایک مذہب کا لازم نہیں اور اسبات میں علما کا باہم خلاف
ہوا ہے کہ بعد التزام کی رہنا لازم ہے یا نہیں سو اسمیں تین قول ہیں بعضوں نے تو کہا ہے کہ ہاں رہنا چاہیے اور دلیل یہہ بیان کی ہی کہ التزام مبنی گمان میں
حق جاننے کے اوسی کہا ہے تو اوسکو اوسپر رہنا چاہیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں اور دلیل یہہ بیان کی ہی کہ واجب وہی ہی جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہی
اور اللہ نے یہہ واجب نہیں کیا کہ کوئی شخص مجتہد معین کی تقلید کرے اور اسکو چھوڑ دیوے اور التزام جب شرعی نہیں تو اسطرح ہوگا کہ
جیسے کوئی یوں کہدے کہ فلاں شخص کی مجھپر اتنے روپیہ دینے ہیں اور دینا اوسکا کچھہ بھی نہیں تقریر میں ہے کہ یہی بات بہت صحیح ہے
رافعی وغیرہ میں ہی کہ بلکہ ابن حزم نے کہا ہے کہ علما کا اسپر اجماع ہی کہ حاکم اور مفتی کی لئے تقلید ایک مجتہد معین کی حلال نہیں ہی
ہو چکی تقریر ابن حزم کی اور قرون سابقہ اس تعین مذہب معین سے خالی رہی ہیں بلکہ یہہ بات ہو ہی نہیں سکتی کہ ان پڑھ کا کوئی
مذہب ٹہرے اگر یہہ وہ ٹہرا لے کسلیے کہ مذہب تو اوسیکا ہوتا ہی جسکو کچھہ اقوال امام پر شناخت ہو اور جو اسکا اہل نہیں اور وہ کہے کہ
میں حنفی یا شافعی ہوں تو یہہ اوسکا کہنا لغو ٹہریگا اور ایسا ہوگا کہ جیسے کوئی کہدے کہ میں فقیہہ ہوں یا نحوی ہوں نہایت کار یہہ ہے کہ وعدہ کرنا
اوسکا آیندہ کی لئے تقلید کا وعدہ ہوگا آخر تک یہاں وہ عبارتیں ہیں اور وے آگے پہلی منقول ہو چکی ہیں پھر تقریر میں ہے کہ یہہ بات معلوم ہے کہ مجتہد
شرط نہیں کہ اوسکا مذہب کتابوں میں مجتمع ہو اور یہہ کہ کسی پر لازم نہیں کہ اماموں میں سے ایک امام کا مذہب معین ٹہرا کر لیوے اور اسکو چھوڑ دے سب
کہ ایک کا سب قول لیوے اور دوسرے کا سب قول چھوڑ دے چنانچہ پہلی اسکی تقریر اچھی طرح ہم کر چکے ہیں اور یہیں سے قرافی نے کہا کہ اسپر اجماع ہو گیا ہی کہ جو مسلمان

وقلدهما فلذان يستفتي اباهريرة ومعاذ بن جبل رض وغيرهما فمن ادعى فرع هذين الاجماعين فعليه البيان

اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابة لا يحتمل النسخ باجماع آخر انتهى ما في المغتنم تنبيہ جو کہ تین قول درباب التزام تقلید کے گذرے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں ہیں جب کوئی اپنے نفس پر التزام کسی مذہب کا کرلے تو کوئی حضرت مخاطبین میں سے یہہ نہ سمجھیں کہ یہہ تین قول لزوم تقلید میں ہیں خواہ کوئی التزام کرے خواہ نکرے بلکہ قبل التزام کی بالاجماع تقلید مذہب لازم نہیں ہی چنانچہ ہر ایک عبارت سے عبارت مذکورۂ بالا میں سے ایسا ظاہر ہورہا ہے کہ ادنی طالب العلم بھی سمجھہ لیوے اور یہہ بھی واضح ہو کہ تینوں قولوں میں سے بہی قول حق اور مدلل بدلیل یہی ہے کہ التزام سے بھی لزوم تقلید کا نہیں ہوجاتا اور قول بالالزوم محض غلط و بے دلیل شرعی ہی اگر کچہہ دلیل ہے تو اسیقدر کہ لان الالتزام لا يخلو عن غلبة ظن الحقية سوا کی بھی مولانا بحر العلوم نے خوب تحقیق کی ہے پس کیونکر قول غلط و بی دلیل بلکہ مخالف دلیل مقابل قول حق اور مدلل کے ہوسکتا ہے فقیر بیان شرح شیخ ابن الحاجب میں لکھا ہے کہ یون کہنا کہ جسکے ایکدفعہ کسی مسئلہ میں تقلید کیجاوی تو پہر اور مسئلوں میں بھی اوسکی تقلید وجب ہے یہہ منسوخ کرنا نص کا ہے یعنی فاسئلوا اهل الذكر کا اور مخالف ہی اجماع سلف کی اور مخالف حدیث کی چنانچہ فرمائی ہیں لا یرجع بعد تقلید فيما قلد اتفاقا وفي حكم آخر المختار جوازه لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فالقول بوجوب الرجوع الى من قلد اولا في مسئلة يكون مقيدا للنص وهو يجري مجرى النسخ على ما تقرر في الاصول ولقوله صلى الله عليه وسلم اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وان العوام في السلف كانوا يستفتون الفقهاء من غير رجوع الى معين من غير نكير فحل محل الاجماع على الجواز كذا في شرح ابن الحاجب كذا في عقد الجيد اقول لنا في هذا الحديث بناء على ما قال ابن حزم والبزار والامام احمد كلام وانما نقلناه محافظة على النقل فيبقى مستندا في كلامه عموم النص القرآني واجماع السلف فافهم علامه ابو الاخلاص ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ التزام مذہب معین کا انسان پر

فتوا پوچھی اور اونکی تقلید کرے تو اوس پر رد ہے کہ فتوا پوچھی ابو ہریرۃ اور معاذ بن جبل رض اور سوا ان دونوں کی سے اب جسکو ان دونوں اجماعوں کی رفع کا دعوی ہے تو وہ دلیل پیش کری میں کہتا ہوں اور تجہی یہہ معلوم ہی کہ صحابہ رض کا اجماع اور اجماع متاخر سے نہیں ڈہہ سکتا ۔ لے التزام گمان حقیت کی طور پر حق جاننی سے خالی نہیں ہوتا ۔ ۲ے جس مسئلہ میں عمل کرلیا تو بالاتفاق اوسمین نہ پہری اور اور مسئلوں میں مذہب مختار پر غیر مذہب کی طور پر عمل کرنا جایز ہے اللہ کے سبب کے فرمانیکے کہ پوچھو تم اہل ذکر سے اگر تم انجان ہو سو پہلی مجتہد کی طرف اور مسئلوں میں بھی رجوع کو واجب جاننا نص کو مقید کرنا ہے کہ جو موافق مسلمات علم اصول کی قائم مقام نسخ کی ہی اور نیز سبب آنحضرت صلعم کے فرمانیکی کہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں جسکی پیروی تم کروگی راہ پاؤگی اور سبب اسکے کہ لوگ ہمیشہ بلا تعیین ایکمذہب کے فتوا پوچھتی چلی آئی ہیں تو یہہ جواز پر اجماع ہوگیا یہہ شرح ابن حاجب میں ہی، عقد الجید میں یونہیں ہے میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس حدیث میں بموجب قول ابن حزم اور بزار اور امام احمد کی کلام ہے فقط پوری ہونے نقل کے لیئے ہمنی اسی نقل کردیا ہے سو ہمارا سند عموم آیۃ اور اجماع سلف سے باقی رہی تو سمجھ لیجیے

مذہبین اور شبہات مین ایک رسالہ مستقل تالیف کیا ہے جسکا نام رکھا ہے العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف
فی جواز التقلید چنانچہ بعد خطبہ اس رسالہ کی فرماتے ہین و بعد فیقول العبد الواثق بکرم ربہ الوفی ابو الاخلاص حسن الشرنبلالی
الحنفی قد ورد سؤال فی رجل حنفی المذہب یسیل منہ دم او نحوہ اراد تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء
من الخارج وتقلیدہ ایضا فی عدم النقض بالمس لکن لا للذۃ معہ کما قال الامام الاعظم مطلقا فہل یجوز لہ التقلید الحکم
فی ذلک ابسط الجواب بکرم الثواب من الکریم الوہاب فاجبت بجواز التقلید من غیر تقیید بالعذر مجانبا
للتلفیق مصاحبا للتوفیق بالتحقیق وساذکر عن ائمتنا جواز ذلک بجملۃ من الفروع کقول اہل الاصول
انشاء اللہ تعالیٰ وجمعتہ بہذہ الاوراق امتثالا لامر النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث امر بجمع العلم والتقیید
وسمیتہ بالعقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید راجیا من اللہ سبحانہ القبول فہو خیر مسئول واکرم مامول
فقلت نعم یصح تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء بما یسیل من دم و قیح سواء کان من المخرج او غیرہ وسواء
کان التقلید لعذر او سلامۃ من العلل وسواء کان التقلید بعد العمل بما یخالفہ من مذہب ابی حنیفۃ او کان قبل العمل بہ لکن علی المقلد
الاتیان بما ہو مسنون او مستحب عند الامام ابی حنیفۃ وہو شرط عند الامام مالک کان یتوضا ناویا مرتبا مواليا غاسلا بما لم یکن مستعملا
پہر بعد اسکے ہر ایک جزو دعوے کو دلائل سے ثابت کرکے اخیر مین رسالہ کے قبل ایک ورق کی فرماتے ہین فتحصل لما ذکرنا انہ
لیس علی الانسان التزام مذہب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین
متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری ولیس لہ ابطال عین فعلہ بتقلید امام اخر لان امضاء الفعل کامضاء القاضی لا ینقض

سلہ بعد حمد و صلوٰۃ کی کہتا ہے بندہ بہروسا رکہنیوالا اللہ کے پورے بخشش پر ابو الاخلاص حسن شرنبلالی حنفی کہ ایک شخص حنفی کے
حق مین یہ سوال آیا کہ وہ وضو ٹوٹنے کی حکم مین خون نکلنے سے اور عورت کے چہونے بغیر لذت سے امام مالک رحمہ کی تقلید کر سکتا ہے
سو جواب پایا مینے جواز کا بغیر عذر کی شرط کیکہ تلفیق سے بچی اور مین اپنی اماموں کے کچہہ فروع اس جواز پر قریب ذکر کرونگا اور
سوائے اوسکی قول اہل اصول کے بہی ذکر کرونگا اور جمع کیا مینے ان ورقون کو فرمان برداری آنحضرت صلعم پر کہ آپنے علم کی جمع کرنیکا
ارشاد فرمایا ہے اور نام اس رسالہ کا میں عقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید رکہا ہے امید ہے قبول کی اسے
کہ وہ بہتر حاجت اور بہتر امید کا پورا کرنیوالا ہے سو کہا مینے کہ ہان صحیح ہے تقلید امام مالک رحمہ کی وضو کی نہ ٹوٹنے مین خون
اور پیپ کے بہنے سے خواہ خون پیپ نکلنے کے جگہ سے ہو یا نہو اور خواہ یہہ تقلید معذور کرے یا بلا عذر والا اور خواہ بعد عمل کے
یا پہلے ان مقلد پر ضرور ہے ادا کرنا ان باتوں کا جو سنت یا مستحب ہے امام ابو حنیفہ کی نزدیک اور شرط ہین سی ہین امام مالک کے نزدیک
جیسی نیت کرنی بل بلی ترتیب رہنا کو ملکر وضو کرنا سلہ سو تمام مذکورہ کا حاصل کلام یہہ ہوا کہ التزام مذہب معین کا آدمی پر نہین
اور مخالف اپنے مذہب کے اور مجتہد کی تقلید کرکے اوس عمل کر لینا جائز ہے ان شرایط کا لحاظ رکہی اور شوق میں ایسی دو امرون متضاد پر عمل کرے
کہ ایک کا دوسرا اور دو دو سرا اور دو ایسی فعل کا باطل کرنا دوسرے امام کے تقلید کرکے نہین ہے کیونکہ جاری کرنا کسی فعل کا مثل حکم قاضی کے ہے وہ ٹوٹتا نہین ہے

۵۱ سید محمد امین المشہور بابن العابدین الشامی الحنفی نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ مذہب معین انسان پر لازم نہیں اگرچہ خود التزام کر لے اور اسناد اس ہونے کی تحریر شیخ ابن الہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج سے اور عقد الفرید ملا حسن شرنبلالی حنفی سے لائے ہیں مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا اور ملا حسن شرنبلالی کا ابھی گذر چکا ہے اسلئے نقل کرنا عبارات شامی کا جو مشتمل ہے اوپر کلام ان اکابر کے ضرور نہیں اور یہہ بھی فرمایا ہے کہ عامی کو مذہب سے کیا علاقہ اسلئے کہ مذہب تو اس شخص کا ہوتا ہے جسکو کچھہ بصیرت مذہب میں ہو پھر عامی ہوکر اگر کوئی کہے کہ میں حنفی ہوں یا شافعی ہوں تو وہ حنفی فی الواقع تھوڑا ہی ہوجائیگا جیسا کہ کہے کہ میں نحوی ہوں چنانچہ رد المحتار حاشیہ الدر المختار میں بعد نقل کرنے عبارت تحریر اور تحبیر کی ارشاد کرتے ہیں قلت وایضا قالوا العامی لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتيه وعلله في شرح التحرير بان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب على حسبه ولمن قرأ كتابا في فروع ذلك المذهب وعرف فتاوى امامه واقواله واما غيره ممن قال انا حنفي او شافعي لم يصر كذلك بمجرد القول كقوله انا فقيه او نحوي اه وتقدم تمام ذلك في المقدمة اول هذا الشرح وانما اطلنا ذلك لئلا يغتر بعض الجهلة بما يقع في الكتب من اطلاق بعض العبارات الموهمة خلاف المراد فيحملهم على تنقيص الائمة المجتهدين فان العلماء حاشاهم ان يريدوا الازدراء بمذهب الشافعي او غيره بل يطلقون تلك العبارات بالمنع من الانتقال خوفا من التلاعب بمذاهب المجتهدين انتهى ۵۲ عابد سندی حنفی فرماتے ہیں کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کی کوئی دلیل نہیں نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت علماء نے عدم وجوب پر تصریح کی ہے اور اس قول اپنے کو مستند کرتے ہیں فقہاء حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ کی طرف اور فرماتے ہیں کہ قرون اولی کا اجماع تھا اسپر کہ نہیں حلال کسیکو ایک ہی مجتہد کی تقلید کرنے اور اس قول کو مستند کرتے ہیں طرف علامہ ابن امیر حاج کی چنانچہ طوالع الانوار حاشیۃ الدر المختار میں ارشاد کرتے ہیں ناقلا عن الشیخ ابی المعالی من علماء السند وجوب تقلید مجتهد معین لا حجة عليه لا من جهة الشرع ولا من جهة العقل

ف۵۱ میں کہتا ہوں کہ انہوں نے یہہ بھی کہا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں بلکہ مفتی کا مذہب اسکا مذہب ہے اور شرح تحریر میں وجہ اس مقولہ مشایخ کی یہہ بیان کی ہے کہ مذہب تو اسکا ہوتا ہے جو کہ نظر حکمی وقفیت مذہب پر رکھے اور حسب بصیرت ہو یا مسائل جزئیہ مذہب میں کوئی کتاب پڑھے ہو اور اپنے امام کے فتوے اور قول جانتا ہو اور ایسا کہ جو کوئی کہہ دے کہ میں حنفی یا شافعی ہوں تو فقط اس کہنے سے حنفی شافعی نہیں ہو سکتا بلکہ یہہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی کہہ دے کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں آخر عبارت شرح تحریر تک۔ اور شروع کتاب میں ساری عبارت گذر چکی ہے اور ایسا میں یوں ہمنے طول کلامی کی ہے کہ بعضی جاہل کہیں بہک نہ جاویں کیونکہ بعضی فقہ کی کتابوں میں کچھ بے قید عبارتیں وہم میں ڈالنے والی ہیں کہ مخالف اسکے محمول کر دینا ان عبارتوں بے قید کو جاہل اماموں کی کہنی پر سو علماء ہرگز مذہب شافعی وغیرہ کی حقارت جی میں ارادہ نہیں کرتے بلکہ وہ عبارتیں اس خوف سے بولتے ہیں کہ کوئی لہو کی طور پر انتقال نہ ہی نکرے ہو چکی عبارت شامی کی ف۵۲ شیخ ابو المعالی علماء سندھ سے نقل کیا کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کے کوئی دلیل نہیں نہ شریعت کی رو سے نہ عقل کے رو سے

كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية في فتح القدير وفي كتابه المسمى بتحرير الاصول وبعدم وجوبه صرح الشيخ
ابن عبد السلام في مختصر منتهى الاصول من المالكية والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر ابن امير
الحاج في التحبير شرح التحرير ان القرون الماضية من العلماء اجمعوا على انه لا يحل للحاكم ولا المفتي
تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم ولا يفتي في شيء من الاحكام الا بقول له انتهى ۞ صفوة المحدثين امام
ابن حزم نے فرمایا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع اسپر ہوا ہے کہ التزام ایک مذہب معین کا کیجائے
پھر جو کوئی کہ ایسا التزام کرے تو اوسنے مخالف کیا اجماع کے اور اوسکا اس امر میں کوئی پیشوا اور امام نہیں وہ راہ منتبار کی
خلاف راہ مومنین کے چنانچہ نبذ الکافیہ میں فرماتے ہیں وقد صح اجماع الصحابة کلهم اولهم عن اٰخرهم واجماع التابعين
اولهم عن اٰخرهم واجماع تبع التابعين اولهم عن اٰخرهم على الامتناع والمنع من ان يقصد احد قول انسان منهم
او ممن قبلهم فياخذه كله فليعلم من اخذ بجميع اقوال ابي حنيفة او جميع اقوال مالك او جميع اقوال الشافعي
او جميع اقوال احمد رضي الله عنهم ولا يترك قول من اتبع منهم او من غيرهم الى قول غيره ولم يعتمد على ما جاء في القرآن
والسنة غير صارف ذلك الى قول انسان بعينه انه قد خالف اجماع الامة كلها اولها عن اٰخرها بيقين لا اشكال فيه
وانه لا يجد لنفسه سلفا ولا اماما في جميع الاعصار المحمودة الثلثة فقد اتبع غير سبيل المؤمنين نعوذ بالله من هذه المنزلة
انتهى ۞ مولنا بحر العلوم عبد العلي لکھنوی الحنفی فرماتے ہیں کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب میں دینیگا دھنیگے
اسکی طرف التفات نکرنی چاہیے بلکہ یہہ شریعت کی حکم کا بدل دینا ہے اور خدا کی رحمت وسعہ کا بند کرنا ہے اسلیے کہ
شارع نے بندونکو یہی تکلیف دی ہی کہ جس مجتہد غیر معین کی چاہیں تقلید کریں چنانچہ شرح تحریر میں فرماتے ہیں
اعلم انك قد علمت ان التكليف من الشارع ليس الا العمل بفتوى مجتهد على التخيير وتخصيص العمل بفتوى مجتهد دون

جیسا کہ ذکر کیا اس امر کو شیخ ابن ہمام نے حنفیہ میں سے اپنے کتاب فتح القدیر میں اور دوسرے اپنے کتاب میں جسکا نام تحریر الاصول
اور مالکیوں میں سے شیخ ابن عبد السلام نے اپنے کتاب مختصر منتہی الاصول میں اسکی تصریح کی ہی کہ مجتہد معین کی تقلید واجب نہیں ہی اور اسیطرح
شافعیوں میں سے عضد الدین محقق نے اسکی تصریح کی ہی اور تحبیر شرح تحریر میں ابن امیر حاج نے ذکر کیا ہے کہ اگلی زمانہ کی سارے علماء نے اسپر اجماع کیا ہے
کہ حاکم اور مفتی کو حلال نہیں ہے ایک مجتہد معین کی تقلید اسطرح کہ سوا اوس مجتہد کی قول کی اور کسیکی قول پر حکم نکری ہو چکی عبارت شامی
ف بلاشک صحیح ہوگیا ہے اجماع سارے صحابہ رض کا اول سے آخر تک اور اجماع سب تابعین اور تبع تابعین کا اسبات کی منع پر کہ کوئی اگلے
پچھلے کسی آدمی کا سب کہا ہوا لیلیوے سو جان لو کہ جسنے ساری قول امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رح کی لیے
اور انکی سوا کسی کے قول کی طرف اور قرآن وحدیث کی اوپر عمل نکیا کہ تاویل کر ڈالی تو اوسنی ساری امت کا خلاف کیا بیشک
اسمین کوئی شبہ نہیں اور ایسا شخص قرون ثلثہ میں اپنا کوئی مقتدا نپائیگا سوا اسنے سوا رستہ مسلمانونکی اور رستہ اختیار کیا الله کی پناہ ہے
ایسے مقام سے سلم جان کہ شارع کیطرف سے فقط اتنے تکلیف ہے کہ کسی مجتہد کی قول پر عمل کری اور ایک مجتہد کی قول کو دوسرے کی نسبت خاص کرنا

مجتهد لحکام لا یلتفت الیہ بل ھو تغییر لحکم الشارع من دون برھان وحجۃ رحمہ اللہ الواسعۃ انتہی ۱۹ مولنا رئیس المحققین
المتاخرین حجۃ من حجج اللہ مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے بدلائل عدیدہ اس التزام تقلید مذہب معین کو باطل کیا ہے
اور کتاب مستطاب عقد الجید اور انصاف اسکی تحقیق اور تفصیل مین تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابون اونکی کی
اسجگہہ کہان نقل ہوسکتی ہے طالب حق کو اور شایق تحقیق اور تدقیق کو چاہیے کہ ان کتابونکی مطالعہ سے مشرف ہووے
لاکن کچہہ قدری قلیل بطور تیمن اور تبرک کے ہم بہی ذکر کرتے ہین مگر پہلے اتنا سمجہہ لینا چاہیے کہ عامی کی حقیت تو یون
فرماتی ہین کہ اوسکا کوئی مذہب ہی نہین اور اسکی سبیل عمل کی یہی ہی کہ وہ علماء وقت سی سوال کری جیسا کہ پہلی
ساتوین روایت مین کلام سے سید بادشاہ کی اور گیارہوین روایت مین کلام سی اخون قندہاری کی اور پندرہوین مین
کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا اونکی نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو مسائل فروع و اصول
امام کے سے واقف ہین سو اوسکی حق مین عقد الجید مین فرماتی ہین اذا اراد ھذا المتبحر فی المذاھب ان یعمل فی مسئلۃ بخلاف
مذھب امامہ مقلدا فیھا لامام آخر ھل یجوز لہ ذلک اختلفوا فیہ فمنعہ الغزالی وشرذمۃ وھو قول ضعیف عند الجمھور
لان مبناہ علی ان الانسان یجب علیہ ان یاخذ بالدلیل فاذا فات ذلک بجھلہ بالدلائل اقمنا اعتقاد افضلیۃ امامہ مقام
الدلیل فلا یجوز لہ ان یخرج من مذھبہ کما لا یجوز لہ ان یخالف الدلیل الشرعی ورد بان اعتقاد افضلیۃ الامام
علی سائر الائمۃ مطلقا غیر لازم فی صحۃ التقلید اجماعا لان الصحابۃ والتابعین کانوا یعتقدون ان خیر ھذہ الامۃ
ابوبکر ثم عمر و کانوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیرھما بخلاف قولھما ولم ینکر علی ذلک احد فکان اجماعا علی
ما قلناہ واما افضلیۃ قولہ فی ھذہ المسئلۃ فلا سبیل الی معرفتھا للمقلد الصرف فلا یجوز ان یکون شرطا
للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جمھور المقلدین فلو سلم ففی مسئلتنا ھذہ ھذا علیکم لا لکم لان کثیرا ما یطلع

سینہ زوری ہی اوسکی طرف کچہہ خیال نکرنا چاہیے بلکہ وہ بدل ڈالنا ہے شریعت کی حکم کو بلا دلیل کے اور تنگ کرنا ہی اللہ کی رحمت کو
سو ہو چکی عبارت شرح تحریر کی ۲۰ اگر متبحر فی المذہب یہہ ارادہ کرے کہ کسی مسئلہ مین اپنے امام کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہوکر
عمل کرے آیا یہہ اوسکو جایز ہے یا نہین علمانے خلاف کیا ہے سو امام غزالی اور ایک گروہ نی منع کیا ہے اور یہہ قول جمہور کے نزدیک ضعیف ہے
کیونکہ اسکی اصل یہہ ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ دلیل کے ذریعہ سی اختیار کرلی پہر جب یہہ دلیل ہی دلائل کی جہالت کی سبب سے فوت ہوگئی تو ہمنے
اوسکی امام کے افضلیت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کردیا سو اوسکو اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جایز نہین ہے جیسا کہ اوسکو یہہ
جایز نہین کہ شرعی دلیل کے مخالفت کرے اور یہہ قول اس طور رد کیا گیا کہ امام کی مطلق افضلیت کا اعتقاد تمام ائمہ پر صحت تقلید مین بالاجماع
لازم نہین ہے اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین یہہ اعتقاد رکہتی تہی کہ اس امت مین افضل اول ابوبکر رض ہین پہر عمر رض اور انکا یہہ حال تہا کہ بہت
مسئلون مین اونکی قول کی برخلاف اورونکی تقلید کرتے تہی اور اوسپر کسی نے اعتراض نہین کیا تو ہماری قول پر اجماع ہوگیا اور رہے افضلیت اوسکی امام کی قول کی
ایک مسئلہ مین خاص کر سو اسکی پہچاننے کی راہ مقلد صرف کو کوئی نہین ہے سو تقلید کی یہہ شرط ٹہرانی جایز نہین ہے اسواسطی کہ لازم آتا ہی کہ جمہور

علی حدیث یخالف مذهب امامه او یجد قیاسا قویا یخالف مذهبه فیعتقد الافضلیة
فی تلک المسئلة لغیره وذهب الاکثر الی الجواز منهم الآمدی وابن الحاجب وابن الهمام والنووی واتباعه کابن حجر والرملی وجماعة من الحنابلة
والمالکیة ممن یفضی ذکر اسمائهم الی التطویل وهو الذی انعقد علیه الاتفاق من مفتی المذاهب الاربعة
من المتاخرین واستخرجوه من کلام اوائلهم انتہی ۔ شہید فی سبیل اللہ الجلیل مولانا محی الدین محمد اسمٰعیل
ایسی ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفض کا ٹہرایا ہے اور جناب مؤلف کو انہیں سی مقابلہ ہی اور انہیں کی
کلام کے مقابلہ مین دعوے وجوب تقلید مجتہد معین کا کیا ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس کلام وجوب کا تمام عالم قائل ہے
اب سنو کلام بلاغت نظام مدلل بدلائل عظام مولوی اسمٰعیل صاحب کا **الضاح الحق الصریح فی احکام المیت و
الضریح** مین احادیث صحیحہ سے استدلال کر کے مسائل متفرع کرتے جاتے ہین اور بعد تقریر چند مسائل کے فرماتی ہین مسئلہ
خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از
دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع نمایند یا تحدید عملی از اعمال دینیہ بحدود خاصہ احداث سکنند یا ترویج امریکہ
خامل در قرون سابقہ بود بر روی کار آرند یا اخمال امریکہ در آن ازمنہ مروج بود بعمل آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید
شخصی معین از ائمہ مجتہدین و ہبہ ثواب عبادات احیا به اموات بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن ثابت از اصل
و مثل تحدید ذکر کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید مہر کثیر للتشرف عشرو ترویج انزوا بنابر اشتغال
بعبادت و مطالعہ کتب و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق جمیع ہمت خود دران و اخمال ظاہر کتاب و سنت مگر بطریق تبرک
و یمن و اخمال امر معروف و نہی عن المنکر و عدم مبالات باقامۃ جہاد کمالہ و امثالی و امثال این امور محدثہ نشان ہمہ از قبیل عبادات
حقیقیہ است انتہی اور دوسری جگہ ہمین ایضاح الحق مین ارشاد فرماتے ہین بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس باتحقیق احکام قیاسیہ و
اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست و ارادہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و مشایخ در ارکان دین
نہ بلکہ ہمین قدر کافیست کہ وقتی کہ حاجتی پیش آید از کسی از ایشان استفتا کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ہم مثل
ایمان بالانبیا از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری بنا بہ لقب مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز
از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار در و مقتضی از لوازم تدین شمردہ شود و انتقال را از مذہبی بمذہبی

تقلید جایز نہووے اور اگر فرض کیا جاوے تو ہمارے اس مسئلہ مین یہہ تمکو مضر ہے مفید نہین ہے اسلئے کہ اکثر اوقات ایسی حدیث
معلوم ہوجاتی ہے کہ اوسکی امام کی مذہب سے مخالف ہوتی ہی یا قیاس قوی ملجاتا کہ اوسکی مذہب کے خلاف ہوتا ہے پہر وہ اوس مسئلہ مین اوسکے
فضیلت کا معتقد ہوجاتا ہے اور اکثر علما اسکو جایز کہتے ہین اوسمین سی آمدی ہے اور ابن حاجب اور ابن ہمام اور نووی اور اونکی
اتباع جیسی ابن حجر اور رملی اور حنبلیون مین کا اور مالکیون کا ایک گروہ ہے کہ اونکی نامون کی ذکر سے بات لمبی ہوئی جاتی ہی اور یہہ
مسئلہ ہے جسپر چارون مذہب کے متاخر مفتیون کا اتفاق ہوچکا اور اونہون نے یہہ مسئلہ اپنے متقدمین کے کلامون مین سے نکالا ہی ہوچکی عبارت

یا از طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک متعدد کردہ شود یا دعوی اجتہاد و ولایت را مثل دعوے
نبوت یا دعوے امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال و اہانت قرار دادہ شود آیا نمی بینی کہ باطاعت قاضی جبر کردن
میسر نمی شود براطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی دیگر را ہم میسر نیست چہ جائے احاد رعایا را بخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسی قبول آن واجب
نیست لاسیما در وقتیکہ آنکس خود مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا جایز نیست و بغی بر امام حق اگرچہ آن باغی لیاقت
امامت داشتہ باشد اصلا جایز نیست بر خلاف دعوے اجتہاد کہ وقتیکہ ملکہ اجتہاد حاصل شود لابد دعوے اجتہاد باید کرد
و تقلید را از گردن خود دور باید انداخت بالجملہ غرض ازین کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن خواہ
بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و لباس است کہ مدار زندگانی برانست و اشتغال
باحکام فقہیہ معتبرہ و اشغال صوفیہ نافعہ از قبیل مداوات و معالجہ است کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد ازان بکار
اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیت خالصہ و تسنن قدیم باید داشت نہ تمذہب بہ مذہب خاص و انسلاک در طریقہ
مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل دکاکین عطارین باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی باید ساخت پس چنانکہ سپاہیان را
عنوان سپہ گری شعار است و علاج کلیہ سلطانی کاروبار و وقتیکہ بہ دوائے محتاج میشوند از ہر دوکانی کہ بدست آید میگیرند و بقدر
حاجت بعمل آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاہ میدارند و بکار و بار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیہ خالصہ را شعار خود
باید کرد و اقامت ظاہر سنت را کاروبار خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت
باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زیادہ ازان بآن توغل نباید کرد انتہی سبحان اللہ مولانا نے کیا اچھی تمثیل عمل باحادیث
کے ساتھ امور مدار زندگانی کی و تشبیہ عمل باقوال مجتہدین کے ساتھ دواکی دی ہی سو وجہ تشبیہ اول کی تو ایسی ہے
کہ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لاکن وجہ تشبیہ ثانی کی بس یہہ ہے کہ جیسے دوا وقت درد ذات الجنب کی شفا بخش
ہوتی ہے ایسی ہی تقلید کسی مجتہد کے قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی مسئلہ سے درکار ہوتی ہے اور تشبیہ مذاہب
مجتہدین کی دوکانوں سے عطاروں کی بہی کیا واضح ہے تو اس ہی نظر پر ایک غور کرنا چاہیے کہ جب کوئی شخص التزام کرلے
کہ مین عبد اللہ عطار ہی سے مثلاً دوا لیا کرونگا دوسرے سے کبہو نلونگا تو وہ بیشک ایک نہ ایکدن ہلاک ہی ہو جائیگا
یعنی اوسدن کہ وہ تو درد ذات الجنب مین مثلاً مبتلا ہو رہا ہے اور عبد اللہ عطار کے پاس اوسکی دوا نہیں ہے
ایسا ہی وہ شخص جسنے التزام کر رکہا ہو کہ مین تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی مثلاً تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہیں کرونگا
تو وہ کسی نہ کسیدن گناہ مین مبتلا یا کسی فرض کا تارک بہی ہو جائیگا مثلاً ایکعورت حنفیہ ہو جوان مشتہاۃ اور اوسکا
خاوند مفقود الخبر ہوا اور عرصہ چار برس کا گذر گیا ہوا اور اوسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا کی صادر ہونیکا خوف
غالب ہو تو دیکہو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کی مذہب مین کوئی علاج نہیں وہ تو یہی فرماتی ہین
کہ نوی برس تک خاوند کی منتظر رہے تو وہ خواہ مخواہ زنا مین مبتلا ہو رہے گی اور اگر التزام نہوتا تو بیشک زنا سے

ہیج جاتی اسلیئے کہ امام مالک کی مذہب مین اسکی دوا یعنی تجویز نکاح ثانی کی بعد چار برس کی موجود ہی یا ایک شخص حنفی کو سفر مین ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر و عصر کی اپنے اپنے وقتون مین ادا نہین کرسکتا اور اسکو التزام تہا کہ شافعی مذہب کی تقلید کبہو نکریگا اور جمع بین الظہر والعصر ہرگز نکریگا تو وہ بیشک ایک نماز کو اون دونون مین سے قضا ہی کر دیگا اور اگر اوسکو التزام حنفیہ کا ہوتا تو بے تامل دونون نماز ونکو شافعی مذہب پر جمع کر کر ادا کرتا اور ترک فرض سی محفوظ رہتا [۱] اور مولانا مرحوم رسالہ تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مین جسمین ایسی تقلید کو شعبہ رفض کا فرمایا ہے یہہ ارشاد کرتے ہین وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا الاجتہاد ومنعوا تقلید غیر امامہ فی بعض المسائل وہذا ہی الداء العضال التی اہلکت الشیعۃ فہؤلاء ایضا اشرفوا علی الہلاک الا ان الشیعۃ قد بلغوا اقصاہا فجوزوا رد النصوص بقول من یزعمون تقلیدہ وہؤلاء اخذوا فیہا واولوا الروایات المشہورۃ الی قول امامہم انتہی [۲] شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بہی مقر ہین کہ طریق متقدمین کا یہی تہا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہین کیا کرتے تہے اور اس قول کو آیت اور حدیث اور اجماع کیطرف مستند فرماتی ہین اور کلام سی حافظ الحدیث ابن حزم کی بہی استشہاد کرتے ہین اور فرماتی ہین کہ انصاف اور عدل اسمین ہی چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین ارشاد کرتی ہین لزوم اتباع المجتہدین والاقتداء بہم فیہ طریقتان فکان طریق المتقدمین انہم لا یرون التزام مذہب معین واتباع مجتہد واحد بل کان للمجتہدین العمل باجتہادہم وکان سبیل العوام ان یستفتوا الفقہاء ویرجعوا الیہم من غیر متابعۃ احد بعینہ قال الحافظ ابو محمد بن حزم الظاہری ما نعلم احدا فی زمان القرون الثلثۃ الذین ہم خیر القرون اخذ بقول احد بعینہ وانما حدث ذلک بعد تلک القرون من غیر انکار احد فحل ذلک محل الاجماع دلیلہم علی ذلک قولہ سبحانہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ویقولون ان الناس مامورون بالعمل

---

[۱] یعنی بہت زیادتی کی ہے لوگون نے تقلید کے باب مین اور بہت ضد ہی کرتے ہین ایک مجتہد معین کی تقلید کی التزام مین یہانتک کہ وہ قائل ہوگئین بند اجتہاد کی منع ہونیکی اور منع کرتی ہین اپنی امام کسوا کی تقلید سی بعضی مسئلو مین اور یہہ وہ سخت مرض ہی کہ اوسمین فرقہ شیعہ ہلاکت کو پہونچ گئین اور اسیطرح یہہ لوگ قریب ہے جو ہلاکت کی پہونچ گئے مین ہان اتنی بات ہی کہ شیعہ نی مبالغہ کرکے نصوص کو رد کیا اپنے مقتدا کی قول کی مقابلہ مین اور یہہ لوگ مشہور روایتون کو اپنے امام کی قول کیطرف پہیر پہار کر لاتی ہین [۲] جسکی عبارت تنویر العینین کی [۵] اتباع اور پیروی مجتہد معین مین دو طریقہ ہین طریقہ اگلی لوگو نکا تو یہہ ہی کہ اونکی نزدیک تقلید مجتہد معین کیے نہین ہی بلکہ اوس زمانہ کی مجتہد تو اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہی اور اسی جہلکی نجا نون کا یہہ حال تہا کہ بغیر التزام ایک مجتہد معین کی عالمون سے فتوا پوچہتی تہے حافظ ابو محمد ابن حزم ظاہری نے کہا ہی کہ قرون ثلثہ مین کہ وہ اچہا زمانہ ہے کسیکو ہم نہین جانتی کہ ایک معین امام کی قول پر عمل کرتا ہو بلکہ یہہ امر کی نزدیک ان زمانونکی بعد پیدا ہوا ہے تو یہہ بمقام اجماع کی ہوگیا اور ان لوگونکی دلیل یہہ اللہ کا فرمانا ہے کہ اہل ذکر سی پوچہہ لو اگر تم نہین جانتی اور ادہ بکا

بالكتاب والسنة والاجماع والاقتداء بالعلماء فيما يفتون فما وجه التعيين والتخصيص والى هذا اشارة قول النبي صلى الله عليه وسلم
اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم والعلماء كلهم في حكمهم وهذا القول اقرب الى الانصاف والعدل انتهى اقول قد مر الكلام
في هذا الحديث فيبقى مستندنا في كلام الشيخ الآية والاجماع ؎ ملا علي قاري نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالی نے کسیکو
حکم نہین کیا کہ حنفی ہی ہو جاوے یا شافعی ہی ہو جاوے بلکہ یہہ حکم دیا ہے کہ اگر اہل علم ہو تو قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اگر عامی ہو
تو کسی اہل علم سے پوچھ لے چنانچہ شرح عین العلم مین فرماتے ہین ومن المعلوم ان الله سبحانه وتعالى ما كلف احدا ان يكون حنفيا
او مالكيا او شافعيا او حنبليا بل كلفهم ان يعملوا بالكتاب والسنة ان كانوا علماء او يقلدوا العلماء ان كانوا جهلاء
انتهى اور نیز اپنے رسالہ سہم القوارض کے فصل ثم اعرب ایضا في نقل انه لو انتقل حنفي الى الشافعي لم يقبل شهادته وان كان عالما كما في واخر الجواهر
وهذا كما ترى لا ينبغي لمسلم ان يتفوه بمثله فان المجتهدين من اهل السنة والجماعة كلهم على الهداية ولا يجب على احد من هذه الامة ان
يكون حنفيا او شافعيا او مالكيا او حنبليا بل يجب على احاد الناس اذا لم يكن مجتهدا ان يقلد احدا من هؤلاء الاعلام لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون ويقول بعض مشايخنا من تبع عالما لقي الله سالما انتهى كلام علي القاري في سهم القوارض وفي الروض ؎ علما حنفیہ عراق وماوراء النہر
سات مسئلوں مین امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتوی دی رکھا ہے پھر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی واجب ہوتی تو
وہی علماء حنفیہ کیوں مذہب مالک اور شافعی پر فتوے دیتے جیسے کہ فرمایا شرح ہیجائی مین نقلا عن جامع الفتاوی
افتى علماء العراق وما وراء النهر على قول مالك والشافعي في سبعة مسائل منها تفريق امراة الغائب بعد اربع
سنين الى آخره اس روایت سے دفع ہوا عذر ان مقلدین متعصبین کا جو کہتے ہین کہ جسنے کہ اپنے مذہب کے خلاف پر
فتوے دیا ہے تو ایک یا دو مسئلوں مین دیا ہے اور اس سے زائد ممنوع ہے اور وجہ دفع ہونیکی ظاہر ہے اوس شخص پر جو کہ
دو مین اور سات مین فرق کر سکتا ہے ؎ فتاوی حسب المفتین مین بھی فرمایا ہے کہ مسئلہ نکاح زن مفقود مین امام

متولیہ یہہ ہے کہ لوگ قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور اقوال علماء پر عمل کرینگے امور دین مین سو کوئی وجہ تعیین اور تخصیص کے نہین ہے اور اسیطرف اشارہ
کرتے ہین آنحضرت صلعم کہ یہہ حدیث کہ میرے اصحاب مثل تارونکے ہین جنکی تم پیروی کروگے ہدایت پاؤگے اور علماء سب اصحاب کے حکم مین ہین اور یہہ قول انصاف
کی بہت قریب ہے مین کہتا ہون کہ حدیث مین جو کلام تھا پہلے گذر چکا تو ہمارا استدلال بکر شیخ کی اس کلام مین آیۃ اور اجماع رہا ؎ یہہ
معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکو تکلیف نہین دی کہ حنفی مالکی شافعی حنبلی بنے بلکہ یہہ تکلیف دی ہے کہ قرآن اور حدیث پر عمل کرین اگر عالم ہوں
اور عالموں سے پوچھ لین اگر انجان ہوں ہو چکی عبارت شرح عین العلم کی ؎ اور جامع الرموز والی نہایت غریب بات لکھ گیا کہ یہہ نقل
کیا ہے کہ جو کوئی حنفی سے شافعی ہو جاوے تو اوسکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ وہ عالم ہی کیوں نہو جواہر کی خاتمہ پر یوں ہین لکھا اور یہہ بات
تجھے معلوم ہے جیسے ہی کسی مسلمان کو جائز نہین کہ ایسے بات زبان سے نکالی کیونکہ تمام مجتہد اہل سنت وجماعۃ کی ہدایت پر ہین اور امت
مین سے کسی پر واجب نہین کہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بلکہ جو مجتہد نہو اوسپر یہہ واجب ہے کہ کسی عالم کی تقلید کرے بسبب اس آیۃ کی
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتے اور بسبب اس مقولہ بعضے مشایخ کی کہ جو کسی عالم کی پیروی کریگا تو قیامت مین گرفت سے

مالک کی مذہب پر حنفیون نے عمل کر رکہا ہی چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کی درباب نکاح زوجہ مفقود کی فرمایا ہی
قول مالک معمول بها فی هذه المسألة وهو احد قولی الشافعی ولو افتی به الحنفی یجوز فتی اھ انتہی [٢] بعض علماء حنفیہ
خوارزم کی اسی اختیار کر رکہا تہا کہ جو کوئی نماز مین خطا سی قراءت غلط پڑہ جاوے تو نماز اوسکی فاسد نہین ہوتی تو امین
امام شافعی کے مذہب پر فتوی دی رکہا تہا چنانچہ فتاوی بزازیہ میں کہا ہی ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من
اختار عدم فساد الصلوة بالخطاء فیما اخل بمذهب الشافعی فقیل له مذهبه فی قراءة الفاتحة فقال اخترت من مذهبه الاطلاق وترکت القید
انتہی نقله العلامة خاتم المتاخرین ابن نجیم فی بعض رسائله فی الوقف ونقل لفظها ایضا فی قول الاشاه [٣] سو اگر تعین مذہب ضرور ہوتی تو یہہ فتوی
بعض علماء خوارزم کا بلا نکیر کیون جاری ہوتا [٤] قضات متاخرین اسی فتوی دی رکہا ہی قسم کہلانی گواہونکو قایم مقام
تزکیہ کے بنابر مذہب ابن ابی لیلی کی چنانچہ مولنا بحر العلوم شرح مسلم مین فرماتی ہین لو وجد [٥] روایة صحیحة من مجتهد اخر
یجوز العمل بها الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشهود اقامة له مقام التزکیة علی مذهب ابن ابی لیلی فافهم انتہی
سو اگر تعین مذہب معین کی ضرور ہوتی بلکہ اگر تعین مذاہب بعد کی لازم ہوتی تو یہہ فتوی مذہب پر ابن ابی لیلی کی کیون
جاری ہوتا جبکہ اکثر مین مذہب معین ان روایت کو دیکھتے ہین تو کچہہ نہین کہہ سکتی مگر اتنا کہ یہہ فتوی اور احکام علماء
حنفیہ کی مذہب مالک اور شافعی اور ابن ابی لیلی پر بنابر ضرورت کی ہین الضرورات تبیح المحظورات چنانچہ حضرت مولف اپنے
روایت اخیر سی اخیرین باب ثانی کے یہی جواب دیا ہی ایسی ضرور ہوا کہ علی الزعم انکی جواب نہین اس عاجز کی وہ روایات
جنسی بلا ضرورت فتوی دینا مذہب مخالف پر ثابت ہو نقل کیجا دین تو سنو [٦] شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سی ایک
شخص نے ایک مسئلہ بر خلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ واسطی اجرا اس حکم کے جو مخالف حنفیہ کی ہی قاضی
حنفی کسی شافعی المذہب کی پاس مقدمہ بہیجے کر وہ شافعی موافق اپنی مذہب کی حکم جاری کری اور حنفی قاضی اپنے
مذہب کے مخالفت سی باز رہے تو جواب دیا کہ درست ہی قاضی حنفی کو بہیجنا مقدمہ کا پاس شافعی المذہب کی اور اگر وہ
قاضی حنفی آپ ہی اوس مقدمہ مین مخالف مذہب اپنے امام کی حکم دیوے تو بہی درست ہی چنانچہ مجموع النوازل مین ذکر کیا ہے

سالم رہیگا [٢] فتوی دیا ہی علماء عراق اور ماوراء النہر نی امام مالک رح کی قول پر سات سو برس اور چند سال سی یہہ ہی کہ چار برس تک غائب مرد کی
عورت کو علحدگی کا حکم دیا جاوے [٣] قول امام مالک کا علاوہ اسکے یہہ مسئلہ نکاح زن مفقود کی اور ایک قول امام شافعی کا بہی ہے اور حنفی المذہب
اگر اسپر فتوا دیوی تو جایز ہے [٤] بلا شک خوارزم کی حنفی علماء میں ایسے لوگ بہی ہین کہ بموجب مذہب امام شافعی رح کی نہو نماز کا عدم فساد
اونہون نے اختیار کیا ہے اور جب لوگون نے اون سے کہا کہ امام شافعی رح کا یہہ مسلک سوا سورہ فاتحہ کی اور یا تو نہین ہی تو جواب دیا کہ امام شافعی رح کی
مذہب سے مطلق بات لیکر سورہ فاتحہ کی قید کو مین چہوڑ دیا ہے نقل کی ہے یہہ عبارت خاتم متاخرین ابن نجیم نے اپنے بعضے رسالون مین کی
بحث وقف مین اور مثل قول سنہ بہی اسکو نقل کیا ہے [٥] اگر ایسے جاوے روایۃ صحیح اور مجتہد سی تو اوسپر عمل جایز ہے تو دیکہا نہین
کہ متاخرین نے قایم مقام تزکیہ کے گواہون کو قسم دلانے پر موجب مذہب ابن ابی لیلی کی فتوا دیدیا ہے ہو چکی عبارت شرح مسلم کی

سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزة عن اب الصغیرة زوجها من صغیر بقبل ابوہ وکبر الصغیران وبینہما غیبة منقطعة وقد
کان النکاح بشہادة الفسقة هل یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذہب لیبطل هذا النکاح بسبب انہ کان بشہادة الفسقة قال نعم
وللقاضی الحنفی ان یفعل ذلک بنفسہ اخذا بهذا المذہب وان لم یکن مذہبہ انتہی کذا فی العالمگیریة تو غور کرو کہ اگر عمل ور فتوی
بمذہب مخالف ضرورت ہی کیوقت جایز ہوتا تو اس سایل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نی باوجودیکہ شافعی المذہب موجود تہا
اور ضرورت خلاف کرنیکی اپنے مذہب سے حنفی کو نہ تہی کیون حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نکاح کو برخلاف مذہب امام اپنے کے
باطل کردے ۲۹ جیسا کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضا علی خلاف المذہب کو بدون ضرورت کی بہی درست کیا ہے
ایسا ہی اور فقہا نے بہی درست کیا ہی چنانچہ عمدہ مین فرمایا گیا ہے یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذہب لیبطل النکاح
اذا کان التزویج بشہادة الفسقة وللحنفی ان یفعل ذلک وہی مسئلة القضاء علی خلاف مذہبہ انتہی
کذا فی الفصول العمادیة ۳۰ امام طرطوسی نقل کرتے ہین کہ ایکروز جمعہ کی قامت ہوگئی تہی اور قاضی ابو الطیب طبری
شافعی تکبیر کہنے کو مستعد ہوئے تو ناگاہ ایک جانور نے اُنکے اوپر بیٹ کردی اور ظاہر ہے کہ شافعی مذہب مین بیٹ جانور کی
نجس ہوتی ہی لاکن قاضی ابو الطیب نے شافعی ہوکر اس بیٹ کی نجس نہونی مین امام احمد بن حنبل کی تقلید کرلے اور کہا کہ مین اب
حنبلی ہون اور تکبیر تحریمہ کہدی اور نماز مین داخل ہوئی چنانچہ امام سید شریف علی السمہودی نے نقلا عن الکتاب الخادم فرمایا ہے
ان الامام الطرطوسی رحمہ اللہ حکی انہ اقیمت صلوة الجمعة وہم القاضی ابو الطیب الطبری بالتکبیر فاذا الطائر قد ذرق
علیہ فقال انا حنبلی ثم احرم ودخل قلت ومعلوم انہ انما کان شافعیا یتجنب الصلوة بذرق الطائر فلم یمنعہ علمہ السابق بمذہبہ فی
ذلک من تقلید المخالف انتہی علی ما نقلہ العلامة الحسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید ۳۱ اور ایسا مروی ہے کہ قاضی ابو عاصم
عامری حنفی وقت نماز مغرب کے قفال شافعی کی مسجد مین تشریف لیگئی تو قاضی ابو عاصم عامری حنفی کو قفال شافعی نی دیکہکر
موذن کو حکم دیا کہ تکبیر مین دو دو کلمہ کہے واسطے خاطرداری قاضی حنفی کے باوجودیکہ شافعی مذہب مین تکبیر مین ایک ایک کلمہ کہا جاتا
تہا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو انہون نے بہی اپنے مذہب کے خلاف باسخاطر قفال شافعی کے جہر بسملہ مع القراءة اور رفع یدین وغیرہ

۲۹ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سی پوچہا گیا کہ ایک شخص نے اپنے چہوٹے عمر کی لڑکی کو ایک چہوٹے عمر کی لڑکے سے بیاہ دیا اور وہ دونون بڑی ہوئی
اور ان دونون مین جدائی منقطعہ ہوگئی ہے اور فاسقون کی گواہی سے یہہ نکاح منعقد ہوا تہا تو کیا قاضی کو جایز ہے کہ شافعی مذہب کے پاس اس مسئلہ کو بہیج
تاکہ بسبب فسق گواہون کے اس نکاح کو باطل کرادی انہون نے جواب دیا کہ ہان اور قاضی حنفی خود بہی اس باب مین مذہب شافعی پر کو لیکر یہہ
حکم لگادی اگرچہ خود اسکا مذہب نہین ہے فتاوی عالمگیری مین یونہین ہے ۳۰ قاضی کو جایز ہے کہ اس مسئلہ کو شافعی مذہب کے پاس
اس نکاح کو باطل کرنیکے لیے بہیجدے جو یہہ نکاح فاسق گواہونکی گواہی سی بندہا ہو اور حنفی کو بہی یہہ حکم لگانا پہونچتا ہے اور یہہ مسئلہ خلاف مذہب
فتوا دینے کا ہے ۳۱ امام طرطوسی سے حکایت ہے کہ ایک روز نماز جمعہ کے قامت ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر کا ارادہ کیا تو یکایک
جانور نے امام طرطوسی پر بیٹ کردی تو انہون نے کہا کہ مین حنبلی ہون اور نیت باندہ لی مین کہتا ہون کہ اور یہہ بات تو معلوم ہے کہ وہ شافعی تہی جانور کے

شافعیون کی موافق نماز مین ادا کیا چنانچہ امام سید شریف علی السمہودی کتاب خادم سی نقل فرماتی ہین ان القاضی اباعاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والمؤذن یؤذن المغرب فترک ودخل المسجد فلما راٰہ القفال امر المؤذن ان یثنی الاقامۃ وقدم القاضی فتقدم وجہر بالبسملۃ مع القرأۃ واتی بشعار الشافعیۃ فی صلوتہ ومعلوم ان القاضی اباعاصم انما یصلی قبل بشعار مذہبہ فلم یمنعہ سبق علمہ بمذہبہ فی ذلک ایضا انتہی علی ما نقلہ العلامۃ الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید اور محمد ہاشم سندی نے بہی اس قصہ کو نقل کیا ہے تنبیہ حضرت مولف نی جو اس مین روایت قفال اور ابو عاصم کی بیچ اسناد کیا ہے کہ یہہ روایت مخالف ہے اجماع کے تو اوسکو تم خوب دیکہتی چلی آتی ہو کہ اجماع امت کا کسطرح ہے التزام کیطرف یا عدم التزام کیطرف اور یہہ بہی فرمایا ہی کہ جائز ہے کہ کیا گیا ہو یہہ فعل منتظر نفوذ کی زمنتظر اسکے کہ یہہ فعل درست ہے سو بطلان اس قول کا صریح ہے اسلیئے کہ یہہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا قاضی ابو عاصم وغیرہ سی باوجود ممنوع ہونے کے جبتک کہ واقع ہوا اور کیا جبر ہوا تہا کہ باوصف علم عدم جواز اقدام کی مرتکب اس گناہ کے یعنی ترک تقلید کے بزعم مولف ہونی ہی ارشاد فرمایا حضرت صلعم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین نازم ہرین فہم ودانش خاتم المتاخرین زین العابدین ابن نجیم صاحب بحر الرائق قایل صحت حکم ملفق کے ہین اور ظاہر ہے کہ جو شخص تلفیق کو جو جمع بین المذہبین فی حادثۃ واحدۃ عبارت ہی جائز رکہی وہ اختیار عمل بمذہب مختلفہ مین بطریق اولی جائز رکہیگا کیونکہ جمع اولمین تو خلاف بہی ہی اور ثانی مجمع علیہ ہے چنانچہ فرماتی ہین رسایل زینیہ مین ویمکن ان یوخذ صحۃ الاستدلال من قول ابی یوسف وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین خانیہ سی منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ جس عورت کو مین نکاح مین لاونگا اوسکو طلاق ہے پہر اوسنی ایک عورت سی نکاح کر لیا اور کسی فقیہ سی پوچہا کہ آیا اسکو طلاق ہوئی یا نہین تو فقیہ نے حکم دیدیا کہ طلاق نہین ہوئی تو اوس شخص نے اوس عورت کو اپنے زوجیت مین رکہا اور پہر آیندہ ویسی ہی قسم کہائی اور بعد اسکے دوسرے عورت سی نکاح کرکے حکم اوسکا کسی دوسرے فقیہ سے پوچہا تو اوس دوسرے فقیہ نے برخلاف پہلے فقیہ کی حکم دیا کہ طلاق واقع ہوگئی تو اس شخص کے متعلق ہمارے ائمہ کا یہہ فتوے ہی اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورت کو پہلی فقیہ کی تقلید سی اپنے نکاح مین سمجہی اور دوسری عورت کو دوسرے فقیہ کی تقلید سے مطلقہ سمجہکے چہوڑ دی سو یہہ حکم صریح دلالت کرتا ہے ثبات

بیٹہ سی نماز کیونکر پڑہتے سو شافعی ہوئی ان لوگو اس کام سی نزدیکا اور مذہب مخالف کی تقلید کر لی ۱۱۵ قاضی ابو عاصم عامری حنفی نقال کی مسجد کی دروازہ پر بیٹہے فتوی دیا کرتے تہے ایکدن موذن نے مغرب کے اذان کہی سو وہ اپنا مشغلہ چہوڑ کر مسجد مین چلی جب نقال نے اونکو دیکہا تو موذن سی کہا کہ دو دو دفعہ کلمات تکبیر کو ادا کرے اور قاضی کو امام بنایا قاضی نے پکار کر بسم اللہ اور قراءۃ پڑہی اور سب باتین شافعی مذہب کے اپنے نماز مین برتین اور یہہ معلوم ہے کہ پہلی قاضی اپنے مذہب کے موافق نماز پڑہا کر سو اونکو اونکی مذہب نے اس عمل کے سبقت سی باز نرکہا ہوگی عبارت عقد الفرید کی ۱۱۶ جسکی چاہتا ہے اللہ بہلائیکا ارادہ کرتی ہے تو اوسکو دین کی سمجہ دیتا ہے ۱۱۷ اور ممکن ہے کہ استدلال کی صحت امام ابی یوسف کی قول پر اور باوجود نقصان صریح کی بیع کی صحت امام ابی حنیفہ کی [illegible]

کہ کبھو ایک فقیہ کی تقلید کرے اور کبھو دوسرے کی اور ایک مسئلہ مین حنفی ہونا اور دوسرے مسئلہ مین شافعی ہونا درست ہی اور ایک ہی امام معین کی تقلید واجب نہین ہی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین فرماتی ہین ونقل عن الخانیۃ فی مسئلۃ تعلیق الطلاق بالتزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحادثۃ اذا استفتی عالما من اہل الفتوی فافتی ببطلان الیمین وسعہ ان یاخذ بفتواہ ویمسک المرأۃ فان تزوج اخری بعدما وقد حلف بطلاق کل امرأۃ تزوجہا فاستفتی فقیہا اخر مثلہ فافتاہ بصحۃ الیمین ووقوع الطلاق المضاف الیہ بالتزوج فانہ یمسک الاولی ویفارق الثانیۃ وہذا کلہ دلیل علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذہب فی مسئلۃ وشافعی المذہب وغیرہ فی اخری والیجب تقلید امام بعینہ انتہی اور یہہ روایت ذخیرہ مین اور بزازیہ مین اور قول سدید وغیرہ مین ہی موجود ہے اور مولوی سید حیدر علی مرحوم ساکن قصبہ ٹونک کہ جو بڑے عالم متبحر جامع معقول اور منقول شاگرد رشید مولانا شاہ عبد العزیز اور مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے تہے اپنے رسالہ صیانۃ الاناس من وسوسۃ الخناس کہ جو رد مین فضل رسول بدایونی کے تحریر کی ہی فرماتی ہین **قول موسوس** بعض متردد ین یہہ حال نشر اشتہار کی کہ چند باتین مولوی اسمٰعیل سے ایسی نقل کر دیجئے کہ موافق مخالف سی تحقیق کیجا دین ہر چند دانشمند دن پر مولوی اسمٰعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ انکو جہلا قید مذہب ملت کی نہین ہے اور سیف الجبار وغیرہ رسائل مین محقق ہو چکا **جواب** اسکا یہہ ہی کہ حال رسائل مذکور کا تو دیکھنے سے معلوم ہوگا پر اتنا کہا جاتا ہی کہ ملت سے اگر مراد یہہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کو قید دین اسلام کی نہین تہی کبھی مسلمان کبھی یہودی کبھی نصرانی کبھی مشرک بنتی رہتے تو یہہ بات قابل جواب کی نہین اسکو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہہ جہوٹ ہی اور اگر مراد ملت سے وہی مذہب ہے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ قید ایک مذہب کے اکثر لوگون کے حق مین اکثر احوال مین اولی اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیونکہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص کیواسطے ضرور نہین جسکو اللہ تعالی نے مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیون تقلید کرے پہر تقلید ایک شخص معین کے اسپر اگر کوئی اور دلیل شرعیہ اربعہ سی ہو تو لاؤ ذکر کرو تقلید تو واسطی بیعلم کے ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون سید شریف نے حکمۃ العین کے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ کی ایک جیسی وہ سادات کرام ہین اونپر صدقہ زکوۃ کا حرام ہے دوسرے اولاد روحی وہ علماء عظام ہین اونپر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام ہے اور جو تحقیق اصل ہوئے اور تقلید ضروری یعنی قوت

سلہ مسئلہ تزوج کی تعلیق طلاق مین خانیہ سی منقول ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص کسی مفتی عادل اصحاب مین فتوا پوچہی اور وہ یمین کا باطل ہونا بیان کرے تو اوسکو روا ہے کہ اوسکی فتوے پر عمل کر کے عورت کو روک رکہی پہر کسی اور عورت سی نکاح کیا اور یون قسم کہائی کہ جس عورت سی نکاح کرے اوسپر طلاق ہے پہر ویسے مفتی متقی سے فتوا پوچہا اور مفتی نے ایسا فتوا دیا کہ تیری قسم ٹہیک ہے اور یہہ طلاق معلقہ پڑ گئی تو پہلی عورت کو روک رکہی اور دوسری کو چہوڑ دی اور یہہ سب دلیل ہے اسپر کہ ایک فقیہ سی دوسرے فقیہ کی طرف رجوع کرنا درست ہی اور یہہ جایز ہے کہ ایک مسئلہ مین حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ مین شافعی وغیرہ ہو اور ایک امام معین کی تقلید واجب نہین ہے ہو چکے عبارت تحصیل التعرف کی سلہ پوچہو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتے ہو

ہنوانی مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑی تو ہوئی تو اسلیے مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ہے اور اگر مصیب ہو تو دو اجر بخلاف عامی
مقلد کی کہ اسکو خطا مین نہ دونا اجر نہ ایک محقق کے حقین کلام بسبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور مقلد کو بھی سلوک تحقیق
متاخرین اور متقدمین کی تقلید ایکشخص کے لازم اور وجب نہین اگرچہ اولی اور بہتر اور موجب سہل ہو عمل کے جبکہ اس بات
دعوے پر صحابہ رض کا اجماع حجت اور دلیل ہے تو جو شخص کہ تقلید ایک شخص کی لازم اور وجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم
وجوب پر اجماع صحابہ کا ہے رہ اسپر اسکو علم نہین اب سنو اسکا بیان مسلم کتاب علم اصول الفقہ کے جس خوبی سے بیان
اخیر اور مجملی کتابون مین حاجت بیان کی نہین اسمین ہمارا مطلب ہی اور تحریر محقق ابن ہمام اور اسکی شرحین بہا ایسی ہی اب یہان
کتاب اور اسکی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے مسلم اور اسکی شرحین یون ہے مسئلہ قال الامام امام الحرمین اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید
اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم فان اقوالہم قد تحتاج فی استخراج الحکم منہا الی التنقیح کما فی السنۃ ولا یقدر العوام علیہ بل
یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اوردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ کل باب ونقحوا کل
من غیرہا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ وفصلوا تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید
تصدی لعلم الفقہ لا لاعیان الصحابۃ الجلیلین القدر وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الامام الہمام امام الائمۃ امامنا ابو حنیفۃ
الکوفی والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ وجزاہم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال
القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر امیری المؤمنین
فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم من غیر نکیر فمن ادعی برفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی فقد بطل بہذین
الاجماعین قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ہو الحجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون معناہ عندہ
اجماعا متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامہ خلل اخر اذ المجتہدون الاخرون ایضا نقلوا اجتہادہم مثل الائمۃ الاربعۃ وانکار ہذا مکابرۃ

ــــــــــــــــــــ

لہ امام الحرمین نے کہا ہے کہ محققین اسپر جمع ہوگئے ہین کہ عام لوگ صحابہ رض کی پیروی نکرین کیونکہ اونکی قولوں مین حدیث کی طرح
بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہین رکھتے بلکہ حاصل کلام یہہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیے صحابہ کی نہین
اور ابن صلاح نے اسپر بنا رکھکر کہ سوائے ائمہ اربعہ کے اور ونکی تقلید سے منع کیا ہے یعنے امام والا ہمت ہمارا امام ابو حنیفہ کوفی اور
امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالیٰ اونپر رحمت کرے اور جزا دے کیونکہ اونکی سوا اوروں کے مذہبون مین اونکی مذہب
باتین نہین پائی جاتی ہین اور اسمین اعتراض ہے حاشیہ مین ہے کہ قرافی نے کہا اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ جو مسلمان ہو اوسکو روا ہے
کہ علما مین سے جسکی چاہے تقلید کرے اور صحابہ کا اجماع ہوچکا کہ جو امیر المومنین ابوبکر اور عمر سے فتوا پوچھے تو اوسی کو روا ہے کہ ابو ہریرہ
اور معاذ بن جبل وغیرہ سے فتوا پوچھے اور بلا دہڑک اونکی قول پر عمل کرے سو جس کسیکو ان دو نوا جماعون کی اوٹھ جانے کا
دعوے ہے تو اوسپر دلیل ہے تو ان دو نوا جماعون سے امام الحرمین کا قول باطل ہوگیا اور امام الحرمین کا یہہ کہنا کہ محقق جمع ہوگئی ہین
وہ اجماع جو حجت ہے نہین سمجہا جاتا کہ یہہ کہا جاوے کہ دو اجماعون مین تخالف لازم آتی ہے بلکہ جو امر کسیکا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہی اور ایک گروہ کا

بل الحق انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجد رواية
صحيحة من مجتهد اخر يجوز العمل بها الا ترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة لموقع
التزكية على مذهب ابن ابي ليلى انتهى اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ معترض مذکور اور ایسی علماؤں پر عدم تقلید مذہب
ولایت کی اور دشمنی اشاعت انشاء اسکا وہی نشہ وشراب قہر الہی کا ہے جیسے کہ معلوم ہوا تمام ہوئی التقریر مولانا حید علی
مرحوم کی صیانۃ الاناس میں اور نیز مولانا مغفور رسالے سنہ بارہ سو ستر میں ایک فتوی جواب میں کسی سائل کی تحریر فرمایا تھا
اور سنہ ۱۲ میں مع مواہیر علماء ٹونک اور دہلی بمطابق طبع آیا تھا وہ بھی نقل کیا جاتا ہے چہ میفرمایند علماء دین ومفتیان
شرع متین درین بارہ کہ یک ایمان بر خدا ورسول آورده بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہبی از مذاہب اربعہ بدل وجان
کمر بستہ وائمہ اربعہ را پیشوای خود میداند وخود را محمدی میگوید ومقلد مذہب معین را که خود را حنفی یا شافعی مثلا
میگوید نیز محمدی میداند مثل عبداللہ نو مسلم ومانند آن آن شخص مسلمان سنی هست یا نه وہر کہ او را مشرک یا کافر یا مردود
گوید آن کیست بینوا توجروا جوابی ازین استفتا اینست کہ این سوال متضمن سہ سوال است اول آنکہ ہر کہ با وجود ایمان
بخدا ورسول بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہب از مذاہب اربعہ بدل وجان کمر بستہ وائمہ اربعہ وغیرہم از ائمہ اہل سنت
وجماعت را بر حق میداند وخود را محمدی میگوید این اتباع جائز هست یا نہ دوم آنکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن واو را
از فرقہ اہل سنت خارج دانستن روا هست یا نہ سوم آنکہ در صورتیکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن روا نباشد حکم این گوینده
چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب مسلم کہ در اصول الفقہ بمذہب حنفی مثل آن تا این زمان تالیف نگشتہ درتہ
آن از امام قرافی رح نقل کرده ترجمہ اش اینست کہ اجماع منعقد هست برینکہ ہر کہ اسلام آورد او را آن رواست تقلید ہر مجتہد کہ بخواہد
بغیر تعیین من غیر حجر ونیز اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم هست بر اینکہ شخصی کہ استفتا از حضرت ابی بکر وحضرت عمر رض میکرد تقلید این ہر دو
مینمود او را رواست کہ استفتا از ابی ہریرہ ومعاذ بن جبل بکند وعمل باقوال ایشان نماید من غیر نکیر پس کسیکہ رفع این ہر دو اجماع
دعوی کند بروی واجب هست کہ دلیل دعوی خود بیان نماید انتہی ترجمہ حاصلش اینست کہ اتباع احکام شرعیہ وجدا جدا
از ہر مجتہد کہ خواہد بلا تقلید مذہب از مذاہب اربعہ وغیرہا جائز هست باجماع صحابہ پس منکر ومخالف آن منکر ومخالف اجماع
صحابہ هست ودر خوف ترددی وہلاکت لیکن باید دانست کہ چنانکہ عدم تعیین مجتہد در تقلید جائز هست ہمچنین تعیین نیز
جائز است بلکہ تعیین درین زمانہ موجب سہولت عمل در دین است ونیز در تقلید مجتہد معین فائدہ دیگر هست کہ چون بر مسئلہ

اور پر متفق ہو جاتا ہے تو یوں کہدیتے ہیں کہ اسبات پر محقق جمع ہو گئی ہیں پھر اوسکی کلام میں اور خلل ہے کہ مثل ائمہ اربعہ کی اور
مجتہد والے بھی کوششیں کی ہیں پیا بجز اسکا انکار ہٹ دھرمی اور گستاخی ہے بلکہ حق تو یہہ ہے کہ سوا ائمہ اربعہ کی اور ونکی تقلید ہی جس لیسنے
منع کیا ہے اوسکی یہہ وجہ ٹھہرائی ہے کہ اور وں کی مذہبوں کی روایتیں محفوظ نہیں رہی ہیں یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد کی روایت صحیح ملجاے
تو اوسپر عمل جائز ہی کیا تم نے دیکھا نہیں کہ متاخرین نے قائم مقام تزکیہ کی ابن ابی لیلی کے مذہب کے موافق گواہوں کی قسم دلانی پر فتوا دیدیا ذرا سمجھہ تھا

بر کتاب عمل جایز نیست بلکه کتاب معتبر متداول در اہل سنت و جماعت در کار ست و ہمچنین بر قول ہر المعلم عمل روا نیست کما صرح
به المحققون از اینجاست که فتوی مجتہد فاسق چنانکه محتاج و جب التوقف ست صرح به علی البزدوی رح وغیره ونیز حق تعالی میفرماید
ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا از اینجاست که قول فاسق در روایات و در دیانات معتبر نیست بلکه عالم موثوق به در دین باشد
و نیز در تقلید مجتہد معین سہولت و در غیر دشوار بنا بر القول فاسق عمل واقع گردد و درینجا غرض از بیان عدم وجوب تعیین مجتہد
دانکه هر که تعیین نکند او گمراه نیست جواب از سوال دوم آنکه چون الشخص متبع احکام بر وجه مذکور ایمان بر خدا و رسول وی صلعم
میدارد و بسبب اتباع مذکور که باجماع صحابه رض جایز ست از ایمان خارج نگشت پس مومن صحیح الایمان باشد جواب از
سوال سوم آنکه مومن صحیح الایمان را کافر یا مشرک گفتن حسب فرموده رسول الله علیه الصلوة والسلام روا نباشد بلکه خود
کافر یا مشرک گوینده کافر میگردد در جمع الجوامع ست اذا قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء باحدهما خ م ت عن ابن عمر رض اذا
الرجل لاخیه یا کافر فقد باء باحدهما ان کان الذی قیل له کافرا فهو کافر والا یرجع الیه من قال ط عن ابن عمر رض و نیست حکم گوینده
لفظ کافر و چون شرک مستلزم کفر ست نیز حکم مشرک گوینده همین باشد اگر شرک خفی مرادش نباشد انچه امام قرافی
دو اجماع نقل کرده و صاحب مسلم آنرا هم مسلم داشته اگرچه بر تمامی اهل سنت حجت ست لیکن بسبب بودن نقل
از عالم متبحر شافعی محقق متبحر حنفی الزام محبت بر مقلد حنفی و شافعی اتم و اکمل ست و بر اهل علم مخفی نیست که از صحابه کرام
چند صحابه معدود مجتهد بودند و باقی همه مقلد باز اکثر و بیشتر ازینها تقلید یک کس معین از صحابی مجتهد لازم نگرفته بودند
باز اگر کسی مقلد یک کس معین اتفاقا میبود این تقلید خاص را بالخصوص واجب لازم نمیدانست که خلاف اجماع صحابه بود
بلکه تقلید دیگری هم جایز میدانست پس انیمر دوم بیباک که خود را با وجود بیعلمی از اهل علم میشمارند انچه لفظ و معنی لامذهب
قرار داده اند در اکثر صحابه باعتبار عمل و در جمیع صحابه باعتبار اعتقاد جوازش متحقق بود و نیز متاخرین علماء حنفیه تحلیف
شهود موافق مذهب ابن ابی لیلی قایم مقام تزکیه لازم شهود گردانیده اند و قضاة امصار و اعصار برین عمل میکنند با آنکه در مذهب
مذهب تحلیف شهود نا درست پس این لفظ لامذهب مقام طعن بر زبان آوردن قدحی و جرحی ست العیاذ بالله تعالی از
صحابه کرام و در مفتیان و قضاة علماء متاخرین حنفیه پس مومن صادق را از اهل علم لازم ست که درین آیه کریمه افرأیت
من اتخذ الهه هواه واضله الله علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشاوة فمن یهدیه من بعد الله افلا تذکرون غور کند و تامل

ف۱ اگر آدمی تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کر لو ف۲ جس وقت ایک آدمی اپنی دوسرے کو کہا کہ اے کافر تو وہ کفر دونو میں سے ایک کی طرف
رجوع کریگا تمہارا اور ترمذی میں ابن عمر سے روایت ہی کہ جس وقت ایک شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا تو وہ کفر ایک کی طرف رجوع کریگا کیونکہ جسکو
کافر کہا گیا ہے اگر وہ کافر ہے تو کافر ہی اور نہیں تو کہنے والیکے طرف رجوع کریگا طبرانی میں ابن عمر سے ف۳ بھلا دیکھو تو
جسنے پوجا کیا اپنے چاؤ کا اور راہ سی کہو یا اوسکو الله نے جانتا بوجہتا اور مہر کی اوسکی کان پر اور دل پر اور ڈالی اوسکی
آنکھہ پر اندہیرے پہر کون راہ پر لاوے اوسکو الله کے سوا کیا تم سوچہ نہیں کرتے

ونا شی باشد کہ خدا نخواستہ باشد مصداق ہمین آیہ کریمہ گردد واین کاتب الحروف عفی عنہ
بدین مذہب طعن نکند خود خصم ہم لیکن از حق چا بنیست خصوصًا مانند یپال کہ در حدیث الساکت عن الحق شیطان اخرس نیز در حدیث من
علم وکتم الجم بلجام من النار حقتعالی از رحمت خود مارا بر عداوت شیطان مطلع فرمودہ با نیکہ ما ہمہ را بعداوت کینہ مامور فرمودہ
ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر این شیطان ملعون عوام وہیان بنی آدم
بکید ہی ورزم خود ہے آرد وبا اہل علم باز ہی دیگر پیش میکند بعضے از ینہا بمحدثین بی ادب میباشد وبعضی دیگر بمجتہدین نعوذ باللہ
تعالی منہا ونیز این ظاہر است نزد اہل علم کہ ہرکسیکہ از اظہار دین مطابق تاکید احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
واجماع صحابہ کرام خاموش گردد اورا خواص وعوام مومنین خناس من الجنۃ والناس دانند حقتعالی مارا در اظہار دین مجملہ الا یخافون
لومۃ لائم بفضل خود سازد ودر شرح تحریر ابن ہمام فتح القدیر اعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوی مجتہد
علی التخییر وتخصیص العمل بفتوی مجتہد دون مجتہد تحکم لا یلتفت الیہ بل ہو تغییر حکم الشارع من دون برہان وحجۃ رحمہ اللہ لو سعتہ
والصحابۃ احقاء بالتقلید فانہم اقرب الی اخذ الاحکام من صاحب الوحی لکن لا یخلوا بعض احکامہم عن اشارات خفیۃ فیحتاج الی تبیین المجتہدین
اللاحقین واما المجتہدون الذین اتبعوہم باحسان فکلہم سواء فی صلوح التقلید بہم فان وصل فتوی سفیان بن عیینۃ او مالک بن
دینار او غیرہم یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتوی الائمۃ الاربعۃ الا انہ لم یبق عن الائمۃ الآخرین نقل صحیح الا قلیل
ولذا منع من منع التقلید بہم فان وجد نقل صحیح منہم فی مسئلۃ فالعمل بہ والعمل بفتوی الائمۃ الاربعۃ سواء ہذا آخر ما
قصدت ترقیمہ فی شرح کتاب التحریر انتہی واللہ اعلم بالصواب اور روضۃ یعنی بیسوین کتاب میزان کبری شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سی نقل کیا ہے
کان الامام ابن عبد البر یقول لم یبلغنا عن احد من الائمۃ انہ امر اصحابہ بالتزام مذہب معین لا یری صحۃ خلافہ بل المنقول عنہم

سلہ حق بات سی چپکا رہنی والا شیطان گونگا ہے سلہ جو کوئی جان بوجھہ کر چھپاوے اسے آگ کی لگام دیا جاویگا سلہ بی شک
شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھہ رکھو اوسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسیواسطے کہ ہوویں دوزخ والون مین سلہ
یہہ تو بی شک تیرے جانے ہوئے بات ہی کہ شارع کی طرف سی تکلیف فقط اتنی ہی ہی کہ بلا قید کسی مجتہد کے قول پر عمل کیا جاوے
اور کسی مجتہد کی تخصیص کرنا سینہ زوری ہی اوسکی طرف التفات نچاہیے بلکہ یہہ بدل ڈالنا ہی حکم شارع کا بلا دلیل اور الکے رحمت فراخ کو تنگ
کرنا ہے اور صحابہ بہت مستحق ہین تقلید کی کیونکہ وہ صاحب وحی سی اخذ حکم مین قریب ہین لیکن اونکی بعضی کلامون مین پوشیدہ اشارے ہین
کہ نسبت اونکی پوشیدگی کی بیان مجتہدین پچھلے کی حاجت پڑی ہی اور مجتہدین کہ صحابہ کے اچھے پیرو ہین سب کے سب صلاحیت پیروی مین برابر ہین سو اگر ملجاوے
فتوی سفیان بن عیینہ یا مالک بن دینار وغیرہ کا تو ائمہ اربعہ کیطرح اونکی فتوی پر عمل کرنا جایز ہے لیکن اتنی بات ہی اور ونکی مذہبونکی رسم مین بہت کم ملتی ہین
اسیواسطے اونکی تقلید سی جسنی منع کیا اوسنی منع کیا ہے سو اگر نقل صحیح اونسی ملجاوے تو اوسپر اور ائمہ اربعہ کے قول پر عمل کرنا برابر ہے یہہ آخر اون مضمونکا ہے
جسکا شرح تحریر مین لانا مجھی مقصود تہا ہوچکی عبارت شرح تحریر کی اور بیشک بات کو اللہ خوب جانتا ہی شیخ امام جو ہین عبد البر کہتے تہے کہ ہمکو کسی امام
سی روایت نہین پہونچی کہ اونہون نے اپنے رفیقونکو التزام مذہب معین کا امر کیا ہو سطر حپر کہ اور غیر کے مذہب کے صحیح نجانے بلکہ منقول اونسی تو

تقريرهم الناس على العمل بفتوى بعضهم بعضا لانهم كلهم على هدى من ربهم وكان يقول ايضا لم يبلغنا في حديث صحيح ولا ضعيف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر احدا من الامة بالتزام مذهب معين لا يرى خلافه وما ذلك الا لان كل مجتهد مصيب انتهى ونقل القرافي الاجماع من الصحابة على ان من استفتى ابا بكر وعمر رض وقلدهما فله بعد ذلك ان يستفتي غيرهما من الصحابة ويعمل به من غير نكير واجمع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء بغير حجر ومن ادعى رفع هذين الاجماعين فعليه الدليل انتهى وكان الامام الزناتي من ائمة المالكية يقول يجوز تقليد كل من اهل المذاهب في النوازل انتهى ما في كتاب الميزان الكبرى للامام الشعراني وايضا فيه وان قال احد من المالكية اليوم بئس ما صنع من انتقل من مذهبه الى غيره قلنا له بئس ما قلت انت لان امام مذهبك الشيخ جمال الدين بن الحاجب رح والامام القرافي رح جوزا ذلك فقولك هذا تعصب محض فان الائمة كلهم في الحق سواء فليس مذهب اولى بالشريعة من مذهب وقد سئل الجلال السيوطي رح عن حنفي يقول يجوز للانسان ان يتحول حنفيا ولا يجوز للحنفي ان يتحول شافعيا او مالكيا او حنبليا فقال قد تقدم انا قلنا ان هذا تحكم من قائله لا دليل عليه من كتاب ولا سنة ولم يرد لنا في حديث صحيح ولا ضعيف تميز احد من ائمة المذاهب على غيره على التعيين والاستدلال بتقدم زمن ابي حنيفة لا ينهض حجة ولو صح لوجب تقليده على كل حال ولم يجز تقليد غيره البتة وهو خلاف الاجماع وخلاف

لوگوں کو جیسا کہا لیکن کا بعضوں نے فتوی سے بعض کے ل کیونکہ سب اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں اور یہہ بھی امام شیخ عبدالبر کی کہتی تھے کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں ہمکو یہہ مضمون نہیں پہونچا کہ آنحضرت صلعم نے امت میں سے کسیکو التزام مذہب معین کا اسطرح امر فرمایا ہو کہ اسکی سوا کسیکو حق نجانی اور یہہ معقول اسوجہ سے ہے کہ ہر مجتہد ٹھیک ہے انتہی اور قرافی نے صحابہ رض سے اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص فتوا ابوبکر رض اور عمر رض سے اور ان پر عمل کرے اوسکو رہتی اور صحابہ سے فتوا پوچھ کر بے دہڑک عمل کرے اور یہہ بھی اجماع ہی کہ جو مسلمان ہووے اوسی روا ہے کہ جس عالم کی چاہے بلا روک ٹوک تقلید کرے اور جسکو ان دونو اجماعوں کی ادھی کا دعوی ہے تو وہ دلیل لاوے انتہی اور آئمہ مالکیہ میں سے امام زناتی کہتے ہیں کہ سب اہل مذہب کی تقلید واقعات میں روا ہے ہوچکی عبارت میزان شعرانی کی اور یہہ بھی اوسی میں ہے کہ اگر کوئی مالکیون میں سے کہے کہ آج کل جس نے انتقال مذہب کیا اوسنے برا کیا تو ہم کہینگے کہ تونے برا کیا جو ایسی بات کہی کیونکہ تیری مذہب کے امام شیخ جمال الدین ابن حاجب اور امام قرافی رح انتقال مذہب کو جائز کہتے تھے سو تیرا یہہ قول محض ہٹ دہرمی ہے کیونکہ سب امام حق میں برابر ہیں سو ایک مذہب روی شریعت کی دوسرے سے بہتر نہیں ہوسکتا اور جلال الدین سیوطی سے اسباب میں کہ کوئی حنفی یون کہے کہ اور مذہب والا حنفی ہوجاتا تو مضایقہ نہیں مگر حنفی مذہب والا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو تو جواب دیا کہ پہلے ہی ہوچکا کہ ہم اسکو ہٹ دہرمی کہتے والیکی قرار دیا کہ یہی اسپر قرآن اور حدیث سی کوئی دلیل نہیں اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں نہیں روایت نہیں ہوئی کہ علی التعیین ایک مذہب دوسرے سے فوقیت دیجیے اور یہہ بات کہ دلیل پکڑنا کہ امام ابوحنیفہ کا زمانہ مقدم تہا دلیل نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر یہہ بات صحیح ہو جاوے تو انکی تقلید ہر حال میں واجب ٹہرے گی اور کسی اور کی تقلید جائز نہ ہوگی اور یہہ بات مخالف اجماع اور خلاف

ما رواه البیهقی فی کتاب المدخل عن ابن عباس رضی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مهما اوتیتم من
کتاب الله فالعمل به واجب لا عذر لاحد فی ترکه فان لم یکن فی کتاب الله فسنة لی ماضیة فان لم یکن فی سنة
لی فما قال اصحابی لان اصحابی کالنجوم فی السماء فایما اخذتم به فقد اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم
رحمة انتهی قال الجلال السیوطی ثم انه یلزم من تخصیص تحریم الانتقال بمذهب الامام ابی حنیفة طرد ذلک فی
بقیة المذاهب فیقال بتحریم الانتقال من مذهب المتقدم بالزمن الی مذهب المتاخر کالشافعی یتحول مالکیا والحنبلی یتحول شافعیا
دون العکس وکل قول لا دلیل علیه فهو مردود علی صاحبه قال صلی الله علیه وسلم کل عمل لیس علیه امرنا فهو رد انتهی ورایت
فتوی اخری له مطولة قد حث فیها علی اعتقاد ان سائر ائمة المسلمین علی هدی من ربهم وان تفاوتوا
فی العلم والفضل ولا یجوز لاحد التفضیل الذی یؤدی الی نقص فی غیر امامه قیاسا علی ما ورد فی
تفضیل الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فقد حرم العلماء التفضیل المؤدی الی نقص نبی واحتقاره لان ذلک یؤدی
الی الکفر خصوصا وقبحه فی الاعراض وقد تقدم الاختلاف بین الصحابة فی الفروع وهم خیر الامة وما بلغنا ان احدا منهم خاصم من قال بخلاف قوله
ولا عاداه ولا نسبه الی خطاء ولا قصور وفی الحدیث اختلاف امتی رحمة وکان الاختلاف فی من قبلنا عذابا او قال هلاکا انتهی

تمام ہوئی عبارت میزان شعرانی کی پس اب کہانتک روایتیں نقل کرتی جاتین منصف ذی علم کو اسیقدر بس ہے اور متعصب جاہل
چاروں مذہب کی کتابوں سی ہدایت نہین ہوگی بلکہ ہر قول ودلیل مین تاویل پیش کریگا اب بعض اہل بصیرت کی لیے

روایت کی جسی بیہقی نے کتاب مدخل مین ابن عباس سے یون روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تک بات ملے تمہین قران سے تو
اوسپر عمل واجب ہے اور اوسکی چھوڑنیکی لئے کسیکو کوئی حیلہ نہین ہو سکتا اور اگر قران مین نہ ملی تو میری حدیث اور حدیث مین بھی نہ ملی تو جو میری
اصحاب نے کہا ہو کیونکہ اصحاب میری ایسی ہین جیسی آسمان مین ستارے جسکا قول تم لوگے ہدایت پاؤگے اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے
رحمت ہے انتہے کہا جلال الدین سیوطی نے کہ حرام کہنا انتقال مذہب امام ابوحنیفہ کی مذہب سے اور مذہبون مین بھی جاری ہوگا اور متقدم زمانہ کی
مذہب سے متاخر زمانہ کی مذہب کیطرف انتقال کرنا حرام ٹہریگا چنانچہ شافعی مذہب مالکی ہو جاوی اور حنبلی شافعی ہو جاوے
نہ اسکا اولٹا اور سطرح جسکا ہر قول جسپر دلیل نہو کہنے والی پر پھیرا جاتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کل وہ کام جسپر ہمارا امر نہین ہے مردود
رد کرنیکے قابل ہے انتہے اور جلال الدین سیوطی کا ایک بڑا فتویٰ میں نے دیکھا ہے کہ اوسمین یہہ ترغیب دلائی ہے کہ سبکی سب امام اللہ کی طرف سے
ہدایت پر ہین اگرچہ اونکی علم وفضل مین فرق ہو اور کسیکو یہہ بات نہین پہونچتی کہ اپنے امام کے ایسے فضیلت بیان کرے
جس سے اور اماموں کی کسر شان ہو اور اسکو فضیلت انبیا پر قیاس کرنا چاہئے کہ علما نے ایسے فضیلت ایک نبی کی جس سے نقص دوسرے
نبی کا لازم آوے حرام کہا ہے خصوصاً اوس وقت کہ یہہ بحث موجب جھگڑا کیا ہو وے اور جزئی مسائل مین صحابہ کہ وہ امت
بھر کے اچھے لوگ ہین باہم مختلف رہے ہین لیکن یہہ نہین سنا کہ اونمین سے کوئی مخالف سے لڑا ہو یا اوسکی خطا گیری
اور دشمنی کا دری ہوا ہو اور حدیث مین تو یون آیا ہی کہ میرے امت کا اختلاف رحمت ہی اور اگلی لوگونکا اختلاف عذاب یا ہلاک تھا انتہے قول

جو کہ قرآن اور حدیث کی سمجھنے کا قصد رکھتی ہین اور اوسکو مقصود اصلی اور کافی سمجھتے ہین دلائل شرعیہ کا بیان ہوا تو یہ بہتی دلیل قول اللہ تعالے کا ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا ¹ اور قول اللہ تعالے کا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ² وجہ استدلال کے پہچاننے پر موقوف ہے بہنی چند مقدمات کی تمہید پر **مقدمہ اولی** جو شی کہ واجب التعالی کا اوسی ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہے حاصل ہذا الکلام ان وجوب الشیٔ یدل علی حرمۃ ترکہ وحرمۃ الشیٔ یدل علی وجوب ترکہ وہذا مما لا یتصور فیه النزاع انتہے ³ **مقدمہ ثانیہ** ائمہ اربعہ کی مذہب حق ہین اور معلنا ہین ما اتٰکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلئے کہ حق عند اللہ ایک ہے اور یہ مقدمہ عند الجمہور مسلم ہے اور محتاج ایراد نقل کا نہین **مقدمہ ثالثہ** بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع تحقیق اونکی کے ہے کیونکہ انہون نے اون احادیث کو احادیث قابل عمل نہین سمجھا بدعوے النسخ یا بدعوے ضعف و ارسال اونکی یہ کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجھکر پہر اپنے اقوال کی پابند ہیں حدیث نہین مانتی ہتی حاشا اللہ عنہم **مقدمہ رابعہ** جو مقلد محض کہ حدیث سی کچہہ خبر نہین رکھتا ہو اگر حدیث کو قبول نکرے تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ کے نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا **مقدمہ خامسہ** آجکل کے بعضے متعصب جو بعض احادیث مین تاویل بیجا اور دعوے نسخ اور ضعف کا بے دلیل بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے مسکر کے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ دین نہین جیسے کہ ائمہ اسلاف کہ ائمہ سی دعوے النسخ و ضعف و تاویل کہ خالصاً للتحقیق دین اللہ اور جمعاً بین الادلہ تہا اور آجکل لوگونکا تاویل کرنا مراعاۃ لقول الامام مقابل قول رسول کے ہے چنانچہ کلام بلاغت نظام مین مولوی اسمٰعیل صاحب کے جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا ہے گذرا **مقدمہ سادسہ** ائمہ اربعہ کی مقلدین کو لازم ہے کہ چارون اماموں کو برابر سمجھیں نہ یہ کہ اپنے امام کی مذہب کو صواب اور محتمل خطا اور دوسرے ائمہ کے مذہب کو خطا و محتمل الصواب سمجھین جیسا کہ مقتضائے قول علامہ نسفی کا ہے جو اشباہ اور در مختار مین منقول ہے اذا سئلنا عن مذھبنا ومذھب خصومنا قلنا وجوبا مذھبنا صواب یحتمل الخطاء ومذھب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب انتہے ⁴ فی الدر وہکذا فی الاشباہ اسلئے کہ وہ بیش تشبیہ اسلاف ہین یہہ کہ یہہ قول بظاہر معنی نامقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام کی کلام سی معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید محمد امین المشہور بابن العابدین رد المحتار مین فرماتی ہین اذا علمت ذلک ظہر لک ان ما ذکر عن النسفی من وجوب اعتقاد ان مذھبہ صواب

---

¹ جو دی تمکو رسول سولی لو اور جس سی منع کرے سو چہوڑ دو ² چلو اوسی پر جو اترا اتکو تمہاری رب سے ³ حاصل اس کلام کا یہہ ہے کہ واجب ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہی اوسکی چہوڑ دینی کی حرام ہونے پر اور حرام ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہے چہوڑ دینے کے واجب ہونے پر اور یہہ ایسی بات ہے کہ اسمین جہگڑا خیال مین نہین آتا ⁴ جسوقت ہمارے اور ہمارے مقابل کے مذہب کو کوئی پوچہے تو بطریق وجوب ہم جواب دینگے کہ مذہب ہمارا ٹہیک ہے فقط غلطی کا بہی احتمال ہے اور مذہب غیر کا غلط ہے بہی احتمال ٹہیک ہونیکا رکہتا ہے ⁵ جسوقت تو نے یہہ جان لیا تو ظاہر ہوگئی یہہ بات کہ وہ جو نسفی سی مذکور ہی اعتقاد رکہنا ہمارا

يحتمل الخطاء مبنى على انه لا يجوز تقليد المفضول وانه يلزم التزام مذهبه وان ذلك لا يتاتى فى العامى قد رايت فى
اخر فتاوى ابن حجر الفقيه التصريح ببعض ذلك فانه سئل عن عبارة النسفى المذكورة ثم حرر ان قول الائمة الشافعية
كذلك ثم قال ان ذلك مبنى على الضعيف من انه يجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اى شاء ولو مفضولا وان
اعتقده كذلك وحينئذ فلا يمكن ان يقطع ويظن انه على الصواب بل على المقلد ان يعتقد ان ما ذهب اليه امامه يحتمل انه الحق قال ابن
حجر ثم رايت المحقق ابن الهمام صرح بما يؤيده حيث قال فى شرح الهداية ان اخذ العامى بما يقع فى قلبه انه اصوب اولى وعلى هذا اذا
استفتى المجتهدين فاختلفا عليه الاولى ان ياخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندى انه لو اخذ بقول الذى لا يميل اليه جاز
لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقد فعل انتهى اور طحطاوى نے بھى ظاہر معنى كو رد كركر تاويل كرى
ہے چنانچہ كہا ہے والمراد ان ما ذهب اليه امامنا صواب عنده مع احتمال الخطاء اذ كل مجتهد يصيب وقد يخطئ
فى نفس الامر اما بالنظر الينا فكل واحد من الاربعة مصيب فى اجتهاده فكل مقلد يقول هذه العبارة لو
سئل عن مذهبه عن لسان امامه الذى قلده وليس المراد انه يكلف كل مقلد اعتقاد خطاء المجتهد الاخر الذى
لم يقلده لان تقليده واحدا منهم انما يسوغ بفقد ضرورة التقليد وهى كون المقلد ليس من اهل النظر فى الادلة
لاستنباط الاحكام الظنية فيقلده فى العمل فقط فان قلت انه مكلف به ايضا والا لزم اداء التكليف مع اعتقاده
عدم صحتها قلت لا يلزم ذلك الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فيه ونحن لا نقول به بل هو على الصواب ظاهرا واما تخطئة خلافه فيما هو

وجہ يہى كہ اپنا مذہب ٹھيك ہى فقط غلطى كا گمان ہے اسكى بنا اسپر ہے كہ بڑے كو چھوڑ كے گھٹيل كے جائز نہيں ہى اور اپنے مذہب كا التزام ضرورى ہى اور يہہ بات
ان پڑھ آدمى مين ہو نہيں سكتى اور ميں نے ديكھا ہى آخر فتاوا ابن حجر فقيہ ميں تھوڑى سى تصريح اسبات كى كہى ہى اون سے كسينے اس عبارت نسفى
كا حال پوچھا سو انہوں نے صاف لكھا كہ علما شافعى بھى يوں ہى كہتے ہيں پھر كہا كہ اس مقولے كى بنا ضعيف ہے اور وہ يہہ ہے كہ تقليد زيادہ
علم والے كى واجب ہے غير كى نہيں اور صحيح تر يہہ بات ہى كہ تقليد مين وہ مختار ہے جسكى چاہے كرے خواہ گھٹيل ہى ہو اور وہ شخص اپنے عقيدہ ميں
بھى اوس گھٹيل كو گھٹيل جانتا ہو اور سچا يقين يہہ نہيں ہو سكتا كہ وہ يقين يا گمان كى طور پر يہہ جانے كہ وہ ٹھيك ہى بلكہ مقلد پر يہہ بات ہے
كہ وہ يہہ اعتقاد كرے كہ جس طرف اوسكا امام گيا ہے وہ محتمل حق كو ہى ابن حجر كہتے ہيں كہ پھر ميں نے ديكھا كہ ابن ہمام نے اوس عبارت كو كھول كر
كہا جو ميرے كلام كى تائيد كرتى ہى چنانچہ شرح ہدايہ ميں كہا كہ عمل كرنا ان پڑھ كا اوس قول پر جو اوسكى جى مين ٹھيك معلوم ہو وہ بہتر ہے
اور اس بنا پر جب اوسنے دو مجتہدوں سے فتوا پوچھا اور وہ ہوتى باہم اوسكى جواب مين خلاف كيا تو بہتر يہہ ہے كہ اون دونو قولوں ميں سے جدھر اوسكا
دل مائل ہو وہ اوس پر عمل كرے اور ميرے نزديك يہہ ہے كہ اگر اوسنے اوس قول پر عمل كر ليا جسپر اوسكا دل مائل نہ تھا تو بھى جائز ہے كيونكہ اوسكى دل كا
مائل ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور اوسپر واجب اسيقدر تھا كہ كسى مجتہد كى تقليد كرلى سو وہ كر چكا انتہى اور مراد يہہ ہے كہ جدھر ہمارا امام گيا وہ
ٹھيك ہے امام كى نزديك مع گمان خطا كى كيونكہ ہر مجتہد ٹھيك اور بھى ٹھيك پر ہوتا ہى حقيقت مين اور جب بنظر ہمارى ديكھا جاوے تو ہر ايك
ائمہ اربعہ مين سے اپنے اجتہاد مين ٹھيك راہ پر ہى تو ہر مقلد عبارت مذكور كو مذہب كے سوال كى وقت گويا اپنے امام كى زبانى كہتا ہى يہہ

مكلف بما كذا لخصه شيخنا من القول السديد لابن الملا فروخ المكي الحنفي اه ابي السعود
انتہے کلام ابو السعود فی حاشیۃ المنار اور عبارت صریح ابن الملا فروخ المکی الحنفی کے قول سدید مین توبہ ہے. وليس المراد انه يلزم
كل مقلد ان يعتقد ذلك فيما قلد فيه اذ ذلك تقليد فيما لا يحتاج اليه وهو ممنوع كما اذنتك من قبل ان التقليد انما
يسوغ بقدر الضرورة وهو محتاج الى العمل فلا بد من التقليد في حصوله واما اعتقاد صحة ما قلد فيه وبطلان كل ما عداه فليس
مكلفا به فان قلت بل هو مكلف به اذ لا يلزم اداء التكليف مع اعتقاد عدم صحتها قلت لا يلزم ذلك الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فيه فانه
لا تقول به بل هو على الصواب ظاهرا حيث فعل ما عليه وهو العمل بقول مجتهد واما المخطئة من اخذ بخلاف قول المجتهد المقلد فيما هو مكلف
انتہے اور ایسا ہی ملا علی قاری نے بھی شرح عین العلم مین اس قول نسفی کے تخطیہ اور تغلیط کی ہی تو مقلد کو جائے کہ چاروں امام کو
برابر جانے پس حسب بعینہ مجتہد ہونا ثواب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص حنفی المذہب مثلا ہو کر کبھی تخصیص
اپنے مذہب کے کرتا ہے کہ شافعی مذہب کا مثلا کسی مسئلہ مین اتباع نہین کرتا اور اوسکو نارواجانتا ہے اور کرنی والے کو طعن کرتا
تو ترک کیا اوسنے بعض ما اتی بہ الرسول کو بحکم مقدمہ ثانیہ کی اور ترک کرنا بعض ما اتی بہ الرسول کا حرام ہے بحکم مقدمہ اولی کی تخصیص
کرنا اوس حنفی کا اپنے مذہب کو اسطرح کہ شافعی کی کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا جانکر حرام ہوا بحکم دو نون مقدمون کے اور یہ دلیل
جاری نہین ہوسکتی حقین ائمہ اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے بسبب شک کرنی اونکی بعض احادیث کو بحکم مقدمہ ثالثہ کی اور مقلد
محض عامی یہہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کی اور بعض مقلدین مثل علماء آج کی زمانہ کی جیسا کہ مولف ہی وہ بہی نہین کہہ سکتا
بحکم مقدمہ خامسہ کے اور دونو قسم کے مقلد ونکی طرف سے یہہ عذر کہ ہم لوگ مذہب دوسرے امام کا سوائے مذہب امام اپنے کے یقینا اگر
مراد نہین ہے کہ ہر مقلد اسکا تکلیف دادہ ہے کہ اور مجتہدون کو خطا پر جانے کیونکہ تقلید کسی ایک مجتہد کی بقدر ضرورت روا ہے اور وہ
ضرورت یہہ ہی کہ مقلد صاحب بصیرت ہو کہ دلائل شرعی مین سے حکم نکال سکی سو فقط عمل مین مجتہد کی تقلید کرلی اور اگر تو یون کہنے لگے
کہ مقلد اوس بات کا بہی تکلیف دادہ ہی ورنہ باوجود عقیدۂ عدم صحت کی ادا کرنا تکلیفات شرعیہ کا لازم آویگا تو مین جواب دونگا کہ وہ
بات لازم نہین مگر اوسحالتین کہ جسپر عمل کیا ہے اوسی غیر صحیح جانے اور ہم یہہ نہین کہتی بلکہ وہ ٹہیک ہی بظاہر اور غیر کو خطا پر جاننا سو یہہ امر تکلیف
دادہ نہین یو نہین ہمارے شیخ نے ابو سعود کی قول سدید مختصر کیا ہے جو کہ عبارت طحطاوی کی سلف اور یہہ مراد نہین کہ جس مسئلہ مین مقلد کسی مجتہد کی
قول پر عمل کرے اوسمین وہ اعتقاد کرے کیونکہ یہہ ایسی بات مین تقلید کرنا ہی جسکی حاجت نہین ہے اور اسطرح منع ہے چنانچہ پہلی گذر چکا کہ تقلید
بقدر ضرورت روا ہے اور وہ وہ ہی جسکی عمل مین حاجت ہو سو ضرور ہوا کہ تقلید ہی وہ حاصل ہو اور یہہ عقیدہ کہ جسپر میرے عمل کیا صحیح ہے
اور جو اوسکی سوا ہے وہ غیر صحیح ہے سو اسکی تکلیف نہین دی گئے اور اگر کوئی کہے کہ وہ بہی تکلیف مین داخل ہے اسلئے
باوجود عقیدہ بے صحتی کے ادائے تکلیف لازم ہو ویگی تو مین جواب دونگا کہ یہہ امر لازم نہین آتا مگر اوس صورت مین
کہ جسپر عمل کیا ہے اوسکو غیر صحیح جانے اور ہم یہہ نہین کہتے بلکہ وہ بظاہر ٹہیک ادا ہے اسلئے کہ جو کہ اوسکی
تکلیف تہی ادا کر چکا اور وہ عمل کرنا ہے کسی مجتہد کے قول پر رہا اوروں کا خطا پر جاننا سو یہہ تکلیف مین داخل نہین

الرسول جانتے ہی نہیں بنا بر قول علامہ نسفی کے تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو موجب ترک ما آتی بہ الرسول کا
ہو نہیں بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کی فافہم وتشکر اور اسجگہہ سے کوئی یہہ نسمجہے کہ اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کے
واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض ما آتی بہ الرسول کا لازم آویگا سو کہ یہہ دلیل اوس
مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو اقسام تقلید سے اختیار کرے اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کی بطور قسم
ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقۃً تارک بعض ما اتی بہ الرسول کا نہین ہے بلکہ عامل بمقتضاے عموم نص کے ہے اسلئے کہ تخصیص
اوسکی یا بنظر عدم استطاعت کے ہوگی یا بنظر اسکے ہوگی کہ نص سے عموماً اتباع ما آتی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہی پہر اگر حنفی
مذہب کے مسئلہ کی ضمن مین اخذ ما اتی بہ الرسول کر لیا تو یہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا ہوا نظیر اسکی یہہ ہے
مثلاً عموم آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن سے فرضیۃ قراءۃ کی نماز مین بدون تعین کی ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی
شخص نے بنظر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد مین ہوجاتا ہے یا بنظر اسکے کہ مجہے تمام قرآن کی حفظ پر قدرت نہین
پارہ عم کو واسطے قراءۃ کی نماز مین خاص کر رکہا تو اوس شخص نے باقی قرآن کی قراۃ کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ
عم کو باوجود قدرت کی تمام قرآن پر اس نظر سے کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین واجب ہے اور باقی قرآن پڑہنا درست نہین
خاص کر لے تو بیشک اوسنے باقی قرآن کو ترک کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد بتقلید قسم ثالث باوجود علم ایک
مسئلہ کے موجب مذہب دوسرے امام کے اس نظر سے کہ ہمکو سواے اتباع اپنے امام کے کسیکی پیروی درست نہین اوس مسئلہ کو
عمل مین نہین لاتا تو بیشک ترک کیا اسنے بعض ما اتی بہ الرسول کو بخلاف مقلد مخصص بتقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص اوسکے
بنظر کفایت یا عدم استطاعت عملاً بعموم النص ہے تو ثابت ہوا کہ ایسے مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور انپر
تقلید ہر مذہب کے ہر مسئلہ کی واجب نہین فافہم دوسرے دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود سے قال قال عبد اللہ لا
یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلعم کثیرا ینصرف عن یسارہ [۵]
روایت کی اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبد اللہ بن مسعود صحابی جلیل الشان نے کہ جو کوئی امام یہہ التزام
کرلے کہ بعد فراغت کی نماز سے دہنے ہی طرف کو پہر کر بیٹہے اور بائین طرف نہ بیٹہے تو اوسنے اپنے نماز مین سے شیطان کا
حصہ ٹہیرا دیا اسواسطے کہ مینے رسول اللہ کو بہت دفعہ بائین طرف کو پہرتے ہوئے دیکہا ہے شیخ الاسلام عینی حنفی نے فرمایا ہے
کہ یہہ حدیث ابن مسعود کی اوسکی حق مین ہے جو دہنے طرف ہی کی پہرنی کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب
نہ جانے تو دونون طرف برابر ہین لاکن دہنی طرف اولی ہے چنانچہ شرح بخاری مین فرماتی ہین ما تحت ہی حدیث کے
فکان یری حتمہ ووجوبہ اما اذا لم یتوخ ذلک فیستوی فیہ الامران ولکن جہۃ الیمین اولی انتہی اور طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث سے

ف ۵۱ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ کوئی آدمی بعد نماز کی سیدہی طرف پہر کر بیٹہنے کو ضروری جانکر اپنے نماز مین شیطان کا حصہ نہ لگا دے البتہ مینے
آنحضرت صلعم کو دیکہا کہ آپ اکثر بائین طرف پہر کر بیٹہتے تہے ف ۵۲ سو گویا کہ وہ اوسکو ضروری اور واجب جانتا اور اگر یون نہو تو دونوں برابر ہین لیکن

معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب پر یعنی جیسا کہ اسمعام میں اختیار کرنا جانب یمین کا ہے خوب اصرار کر رکھے
اسطرح کہ کبھو اوسکو نہ چھوڑے تو اوسکو شیطان کی حصہ یا اضلال کا پہر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر
ہو رہی چنانچہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں تحت اوسی حدیث کے وفیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصۃ
اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہے اور اسی جگہسے ہی جو فقہانے لکہا ہے کہ سجدہ شکر
کا فی نفسہ مستحب ہے لاکن بعد نماز کے مکروہ ہے اس جہت سے کہ عوام دیکہکر واجب جانینگے یا سنت سمجہینگے چنانچہ
در المختار میں فرماتے ہیں وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل
مباح یؤدی الیہ فمکروہ انتہی وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نے کہا ہے کہ یہہ مکروہ تحریمی ہے تو اس حدیث کے فحوا کے
سے مطابق تصریحات اون محدثین اور فقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور اوسپر اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور
مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار رکہنا اور واجب ایک مجتہد کی مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کی اور مخالف قرآن کے ہے
کیونکر بدعت ہوگا تیسری دلیل اجماع صحابہ کا جو غزالی نے نقل کیا ہے واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکر
وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب مسلم الثبوت نے حاشیہ منہیہ میں نقل
کیا ہے اور فاضل قندہاری نے ناقلا عن التقریر مغتنم الحصول میں نقل کیا ہے اور مولانا عبد العلی نے شرح مسلم میں
نقل کرکے اوسپر تفریعات کے ہیں اور عبد الوہاب شعرانی نے میزان میں نقل کیا ہے اور تمام کتب اصول میں
مذکور ہے فالاقوی اجماع الصحابۃ یعنی قوی تر اجماع صحابہ کا ہے خلاف اس اجماع کا مقبول نہین
بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون اولی میں چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ سے
بوجہ بسط پہلے معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ رضہ اور تمام مومنین کا قرون اولی میں اسپر اجماع ثابت ہوا کہ کبھی ایک مجتہد کی
تقلید کرتے اور کبھی دوسرے مجتہد کی پہر اب ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے
گمراہ جاننا اور لامذہب نام رکھنا اور لایق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود الشہادۃ کہنا پہر نسبت ایسے عقیدے
والے کے بدعت ضلالۃ اور حرام نہین تو کیا ہے اور معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیۂ کریمہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین کا
کیونکر نہوگا اور مصداق من شذ شذ فی النار کا اس حدیث کی اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار کسطرح نہوگا چوتھی دلیل

---

۱ اور اس حدیث میں یہہ ہی کہ جو کوئی اصرار کرے ایک امر نفل پر اور اوسکو ضروری ٹہرالے اور رخصت جو اوسکی مقابلہ میں ہے اوسپر عمل
نکرے تو اوسکو شیطان گمراہی میں ڈالتا ہے پہر خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص بدعت پر اصرار کرے اوسکا کیا حال ہے ۲ اور سجدہ شکر
کا مستحب ہے اسپر فتوا دیا گیا ہے لیکن بعد نماز کی مکروہ ہے تاکہ انجان اوسکو سنت اور واجب نہ ٹہرالین کیونکہ جو مباح اسسبب
پہونچ جاوے تو وہ مکروہ ہے ۳ اور جمع ہوگئی ہیں صحابہ اسپر کہ جو شخص ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سے فتوا پوچہے
اور انکی قول پر عمل کرے اوسی روا ہے کہ فتوا پوچہے ابو ہریرۃ اور معاذ بن جبل رضہ سے

قیاس مجتہد معین کا ائمہ اربعہ مین سی مجتہدین پر خلفا اربعہ مین ہی تصویر اسکی یہہ ہے کہ جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جنکے
اجتہاد سی کسیکو انکار نہین اور فضایل اون کے اظہر من الشمس ہین باجماع اہل سنت کی تقلید بالتخصیص اون کی واجب
نہوئی اور کوئی مذہب اون کا خاص کر التزام نہین کرتا تہا تو اب مثلا ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی تقلید بالتخصیص بطریق اولی
واجب اور لازم ہر مسئلہ مین نہوگی پس قول اسکی وجوب ہونیکا حرام ہوگا بحکم آیۃ کریمہ ولا تقولوا لما تصف السنتکم
الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی الله الکذب اور اس استدلال سی ہمارے کسیکو یہہ شبہ
نہو کہ غیر مجتہد ہوکر قیاس کیون کیا اسلئے کہ یہہ وہ قیاس نہین جو کہ مستنبط علیہ سی ہوا اور مختص ساتہہ مجتہد کے ہوتا ہے
بلکہ یہہ دلالۃ النص ہے کما فی قولہ تعالی ولا تقل لهما اف دلالۃ علی نہی الضرب اور دلالۃ النص کو عوام بہی سمجہتے ہین چنانچہ
شیخ ابن الہمام تحریر مین فرماتے ہین دلالۃ النص یخالف القیاس فان القیاس یختص بالمجتہد ودلالۃ النص
یفهمها العوام انتہے اور قیاس کہنا اسکو مذہب امام رازی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم مین کہا ہے
وجمهور الحنفیۃ والشافعیۃ علی انہ نعنی به دلالۃ النص لیس بقیاس وقیل قیاس جلی واختاره الامام الرازی
انتہے وکذا فی منتہی الحصول تنبیہ جناب مؤلف نے دعوے وجوب تعین پر یہی دلیل فرمائی تہی کہ جبکہ چار مذہب کے تعین
واجب ہوئے تو ایک کی تقلید بہی ہوگئی کیونکہ یہہ ایک بہی تو انہین چار مین سی ہے تو اسکے مثال ایسی ہوئی کہ جبکہ چار جفت
ہوئی تو ایک بہی جفت ہوگیا سو یہہ تو ایسی دلیل ہے کہ آجتک کسی جاہل محض سے بہی صادر نہین ہوئی چہ جاے علما اور اسی
ہرگز وجوب ثابت نہین ہوتا اور اس ہیچمدان نے عدم التزام مذہب معین کو باستدلال چار دلیلون کے اور باستشہاد
پینتیس روایات سلف اور خلف کی جو ہر ایک اونمین سی مدلل بدلایل ہے بعض روایتو نمین اجماع امت کو حجۃ ٹہیرایا ہے
اور بعض مین عدم وجود دلیل وجوب تعین کو سند پکڑا ہے اور بعض مین عموم آیۃ قرآنی کو دلیل گردانا ہے اور کسی مین
قواعد اصولیہ اجماعیہ کو حجت ٹہیرایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو مصداق ہی ومن شذ شذ فی النار کا بلا دلیل
کسطرح مقابل دلایل اور روایات مدللہ کے ہوسکتا ہے اور جو ایک دو قول ضعیف جناب مولف نے اخیر مین اس باب کے
نقل کئے ہین کیونکر معارض ایسے حصن حصین دلایل اور روایات کے ہوسکتی ہین اسیواسطے بعد اسقدر تحقیق کے
حاجت رد کرنے اون اقوال ضعیف مولف کی نہین رہی لاکن چونکہ بعض طبایع کو جو کہ اصول فقہ سی واقف نہین ہوا ہے
اوسکی باقی کلام سی وہم کہا ہوجائیگا اسلئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو مع اون روایات کے رد کیا جاوے فلنشرع به قال

---

۱ اور نہ کہو اوس چیز کو جسے تمہارے زبانین جہوٹ کہتی ہین کہ یہہ حلال ہے اور یہہ حرام تا کہ بنا نہ ہو اللہ پر جہوٹ
۲ سو نہ کہو ان باپ کو اف ۳ دلالۃ النص قیاس سے جدا ہے اسبات مین کہ قیاس مجتہد کے ساتہہ
خاص ہے اور دلالۃ النص کو سب عام لوگ سمجہتے ہین ۴ اور گروہ حنفیون اور شافعیون کا اسپر ہے کہ
کہ دلالۃ النص قیاس نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ قیاس جلی ہی اور اسکو امام رازی نے پسند کیا ہے

طریق اول یہہ ہی کہ جب تقلید ثابت ہوئی اس آیہ سی فاسئلوا اہل الذکر وغیرہا سے تو مقتضا اسکا یہہ ہوا کہ اسپر عمل کرکر بری الذمہ ہو جاتین ہم بالیقین عہدہ تکلیف تقلید کیسی **قال** سو یہہ بات حاصل ہوتی ہے تقلید مذہب معین مین سا تہہ تین وجہون کے وجہ اول یہہ ہے کہ بہین احتمال ہے پڑنیکا خلاف اجماع مین یعنی ایسی بات کریگا کہ واسطے کسی نزدیک عمل باطل ہو جیسے ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب امام مالک رح کی کہ وضو کیا قلتین سے کم سے کہ اوسمین نجاست پڑی ہی اور مسح کیا بموجب مذہب شافعی کی چند بالو نپر بہر نماز پڑہے تو یہہ نماز کسی اماموں مین کیسکے نزدیک جایز نہوئی **اقول** غرض مولف کی وجہ اول سی یہہ ہے کہ عدم تعین مذہب مین احتمال ہے پڑنیکا ان صورتون مین جو باطل ہین باجماع مرکب آئمہ اربعہ کی جیسا کہ صورت مذکورہ مین گذرا اور جبکہ تقلید غیر معین مین ایسا احتمال ہوا تو تقلید معین واجب ہوئے پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ قول مولف کا باطل ہے اور یہہ وجہ اول ہرگز مفید اور مثبت وجوب تقلید معین کو نہین ہو سکتی اسلئے کہ ایسے صورتین ترکیب اجماع مرکب کا ممنوع ہے اسواسطے کہ اجماع مرکب مین اتحاد مسئلہ کا شرط ہے اور اسجگہ مسائل متعدد فیہا مختلف ہین مسئلہ پانیکا علیحدہ ہے اور مسح کا علیحدہ اسی جگہہ سی ہے کہ محققین اصولیین نی صورۃ نکاح بلا مہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل باجماع مرکب ہونا نہیں تسلیم کیا چنانچہ کہا ہے مسلم مین وما اورد انہ ربما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق ولا شہود ولا ولی فاقول ممنوع بعدم اتحاد المسئلۃ ولا لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ انتہی اور کہا شرح بحر العلوم مین وما اورد انہ علی تقدیر جواز الاخذ بکل مذہب احتمال وقوع الخلاف المجمع علیہ اذ ربما یکون المجموع الذی یعمل مما لم یقل احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق للاکتفاء بقول الامامین ای ابی حنیفۃ والشافعی رحمہما اللہ ولا شہود اتباعا بقول الامام مالک رح ولا ولی علی قول امامنا ابی حنیفۃ فہذا النکاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء الشہود اما عند غیرنا فلانتفاء الولی فاقول ممنوع بعدم اتحاد المسئلۃ

سلہ اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ اکثر ملا جل کر ایسے صورت ہو جاتی ہے جسکا کوئی بہی قائل نہین تو بالاجماع ایسے صورت باطل ٹہریگی جیسے کہ ایک آدمی نی نکاح بغیر مہر کے اور بغیر گواہ اور ولی کی کر لیا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک نہونے مسئلہ کے اور یہہ بہی ہے کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہو جاوے تو لازم آویگا کہ ایک ہی مفتی سی فتوا پوچہا جاوے

سلہ اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ بر تقدیر جایز ہونے عمل جملہ مذہب کے احتمال ہے کہ کبہے کسی امر اجماعی کی مخالفت پڑجاوے اس سبب سے کہ کبہی مل جل کر ایسی صورت ہو جاتی ہے جسکا کوئی بہی قائل نہین تو بالاجماع باطل ٹہریگا جیسے ایک شخص نے بغیر مہر کی بموجب مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی رح کی نکاح کر لیا اور بموجب مذہب امام مالک کے گواہ بہی نہ کیئے اور بموجب قول امام ابو حنیفہ کے ولی بہی نہ کیا سو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ٹہریگا حنفیو کی نزدیک تو بسبب نہونے گواہون کے اور اوروں کے نزدیک بسبب نہونی ولی کے تو مین جواب دیتا ہون کہ یہہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک نہونے مسئلہ کے

وقد دل الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکون اذا اتحدت المسئلۃ حقیقۃ او حکما فتدبر ولانہ لو تم
لزم استفتاء مفت بعینہ والا احتمل الوقوع انتہی اس عبارت مین خیال کرو کہ وجہ اول کو لفظاً لفظاً رد کر رہی ہے اور کسطرح سے
احتمال کو بیان کر کر رد کر دیا ہے اور لکھا ہے مختصر الحصول مین ثم ما یتعلق بہ بعض المتفقہۃ فی المنع بین المذہبین ولو
فی مسئلتین من انہ خلاف الاجماع المرکب مردود بان شرط ترکب الاجماع اتحاد المسئلۃ وایضاً لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ فی جمیع
المسائل وقد عرفت بطلانہ بالاجماع کذا فی المسلم انتہی اور اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اور بطلان ایسی صورت کا
ہو سکتا ہے اس تصویر سے کہ بمذہب امام مالک کے کم ہونا مقدار مسح کا یعنی ایک دو بال کا مانع صحت وضو ہے کمی
مقدار پانی کی یعنی کم ہونا قلتین سے اور بمذہب امام ابو حنیفہ کے دونو مقداروں کی کمی مانع ہے صحت وضو سے
اور نزدیک امام احمد کے اور امام شافعی کے قلت مقدار پانی کی قلتین سے مانع صحت وضو ہے نہ مقدار مسح کی
تو جو کوئی اسطرح کا وضو کریگا تو اسنے یہہ سمجھا کہ ان مین سے کوئی چیز بہی مانع صحت وضو نہین ہے یعنے شمول عدم کہ ہے
جیسا کہ توضیح مین ایسی صورت لکہی ہے اور اسکو شمول عدم سے تعبیر کیا ہے اور یہہ شمول عدم باطل ہے باجماع
مرکب ائمہ اربعہ کی تو یہہ وضو بہی باطل ہوا اجماع مرکب سے اور اسی سے تو عدم التزام مذہب معین باطل ہوا کیونکہ اسمین
احتمال ہے پڑنیکا ایسی صورتون کا فلہذا باطل ہین تو اب جواب اسکی چار ہین اول یہہ ہے کہ اسیطرح بعض اور صورتون مین بہی
شمول عدم متحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتین تمہارے نزدیک بہی مسلم الصحۃ ہین جیسا کہ ایک شخص نے پانی بقدر قلتین سے
جسمین کچہہ نجاست بہی امام مالک کا مقلد ہوکر وضو کیا اسلئے کہ جبکہ مذہب انکی مین قلتین سے کم پانی نجس نہین ہوتا تو بقدر
قلتین کے بطریق اولی نجس نہوگا اور مسح ربع سر کا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوکر کیا تو ظاہر ہے کہ تجویز مین صحت وضو کی بہی
شمول عدم موجود ہے اسطرح کہ امام مالک کے مذہب مین کمی ربع مسح کی مانع صحت وضو کو نہی اور امام ابو حنیفہ کی مذہب مین
کمی قدر پانیکی مانع نہی تو گویا مجوز اس وضو کی نے کہا کہ دونو امر مانع نہین ہین تو شمول عدم بوجہ ظہر اس صورت مین
متحقق ہوگیا اور باوجود اسکی یہہ صورت تمہارے نزدیک صحیح ہے پہر کیا وجہ اسکی کہ صورت اپنی بیان کئے کو فاسد کہو اور اس
صورت کو جو کہ ہمنی بیان کی ہے صحیح کہو باآنکہ شمول عدم دونو صورتون مین متحقق ہے بلکہ پہلی صورت مین اہل خلاف
ایک عنصر مین ہین اور صورت ثانی مین اہل اختلاف کا ایک زمانہ مین اختلاف ہوا ہے فلیس ذلک الا
ترجیح المرجوح اور اگر کہو کہ یہہ صورت بہی باطل اور فاسد ہے تو اور آفت اور مصیبت پڑیگی کہ تخفیص ایک علت

اور یہہ پہلی گذر چکا کہ تیسرے قول کی باطل ہونی مین حقیقۃً یا حکماً مسئلہ ایک ہونا چاہیے سمجہ لے تو اور یہہ بہی سمجہے اگر یہہ اعتراض
پورا ہو جاوے تو لازم آویگا کہ ایک ہی مفتی سے فتوا پوچہا جاوے ورنہ وہی خرابی پیش آویگی سلہ پہر بعضے فقیہہ دو مسئلون مین
بہی خلاف اجماع مرکب کی دلیل ٹہرا کر دو مذہبون پر عمل کرنیکو منع کرتے ہین تو یہہ بات مردود ہے اسطرح پر کہ اجماع مرکب مین مسئلہ کا
ایک ہونا چاہیے اور یہہ بہی ہے کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہو جاوے تو لازم آویگا کہ سب مسئلون مین ایک ہی مفتی سے پوچہا جاوے اور اسکا باطل ہونا بالاجماع تو جان چکا ہے

کی ثابت کرتے کرتے مذہب اربعہ کو ہاتھ سے دے بیٹھو گے کیونکہ یہہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی کا اور امام احمد کی اوسکے
باطل کر اونکی مذہب مین کمی مقدار پانی اور کمی مقدار مسح کی دونو مانع صحت وضو ہین ہین پس اگر یہہ وضو اونکو فاسد
ہوگی تو مذہب شافعی اور احمد کا باطل ہو جائیگا اور انحصار مذہب اہل سنت کا مذاہب اربعہ مین نرہیگا بلکہ مذہب
مین امام مالک اور امام اعظم کے مذہب اہلسنت منحصر ہونگی دوسرا یہہ کہ صورت شمول عدم مقلد کو بالاجماع درست ہے
تصویر اسکی یہہ ہے کہ جبکہ ایک شخص نے قلتین سے کم پانی نجاست افتادہ مین سے وضو کیا امام مالک کا مقلد ہوکر تو اوس
پانی کی وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابوحنیفہ ہرگز فاسد نہین جانتے بنا بر اس بات کی کہ اوس شخص متوضی نے
اس مسئلہ مین تقلید امام مالک کی کی ہے اگرچہ وہ ائمہ اوس پانی کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین نجس
جانتے ہین اور ایسا ہی جبکہ اوس شخص نے مسح کیا دو بال پر امام شافعی کا مقلد ہوکر تو اس مسح کو امام مالک اور امام اعظم
اونکی حق مین ناقض نہین جانتے اس نظر سے کہ وہ شخص اس مسح مین مقلد ہی امام شافعی کا اگرچہ امام اعظم اور امام
مالک اوس مسح کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین ناقص جانتے ہین تو یہہ وضو باجماع ائمہ اربعہ کی درست
ہوا اسیواسطے اور یہہ طور پر بعضے محققین فی صورت نکاح بلا صداق و بلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے
بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کی یہی درست کہا ہے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر مین فرماتے ہین واعترض علیہ بان بطلان الصورۃ
المذکورۃ عندھما غیر مسلم فان مالکا مثلا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان نکاحہ باطل ولم
یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم الشہود ان نکاحہ باطل انتہی واورد علیہ ان عدم قولہما بالبطلان فی
حق من قلد احدھما وراعی مذھبہ فی جمیع ما یتوقف علیہ صحۃ العمل ولکن فیہ من قلدھما وخالف کلا منہما
فی شئ وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم القول بہ فی ھذا وقد یجاب عنہ بان الفارق بینہما لیس الا ان کلا واحد
من المجتہدین لا یجد فی صورۃ التلفیق جمیع ما شرط فی صحتہا بل یجد بعضہا دون بعض وھذا الفارق لا یسلم ان یکون
موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والمخالفۃ فی بعض الشروط اھون من المخالفۃ فی الجمیع فیکون الحکم فی الصحۃ

سلہ اور یہہ اعتراض کیا گیا ہے سلسلہ کہ باطل ہونا صورت مذکورہ کا اون دونو کی نزدیک مسلم نہین ہے کیونکہ امام مالک مثلاً یہہ نہین
کہتے کہ جسنے مہر کے نہوانے مین امام شافعی کی پیروی کرے تو اوسکا نکاح باطل ہوگیا اور امام شافعی یہہ نہین کہتے کہ جسنے
گواہونکی نہلینے مین امام مالک کے پیروی کرے تو نکاح اوسکا باطل ہے اور اس تقریر پر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونو کا باطل
نہ کہنا اوسکی حق مین ہی جسنے ایک کے پیروی کی اور اپنے امام کی سارے باتونکی رعایت رکھی اور یہہ جسبات کی در پے بحث ہین
اوسکی حق مین کہ جسنے دونونکی پیروی کی اور بعض بات مین ہر ایک کی مخالف ہوا اور پہلی صورت کو باطل نہ کہنا اسکی باطل کہنے کو لازم
نہین کرتا اور کبھی اسکا جواب یون دیا جاتا ہے کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہے کہ کوئی مجتہد تلفیق کی صورت مین
ساری شرطین صحت عمل کی نہین پاتا

فی الاهون بالطریق الاولی ومن یدعی وجود فارق اخر ووجود دلیل اخر علی بطلان صورة التلفیق علی خلاف الصورة الاولی
فعلیه بالبرهان فان قلت لانسلم کون المخالفة فی البعض اهون من المخالفة فی الکل لان المخالف فی الکل یتبع مجتهدا واحدا
فی جمیع ما یتوقف علیه صحة العمل وهنا لم یتبع واحدا قلت هذا انما یتم لک اذا کان معک دلیل من نص واجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل
اذا کان له شروط یجب علی المقلد اتباع مجتهد واحد فی جمیع ما یتوقف علیه ذلک فابرز ان کنت من الصادقین والله اعلم انتهی کلام السید بادشاه
رحمه الله علی ما نقل الملا حسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید وما اورد علیه فسنجیب عنه ان شاء الله تعالی فی مبحث التلفیق
اور علامہ الحمل صاحب غایہ تقریر میں فرماتے ہیں وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بضار لان مالکا لم یقل ببطلان نکاح الشافعیۃ
ولا الشافعی ببطلان نکاح المالکیۃ بلا شہود ولکن فیہ نظر ظاهر علی ما نقل الفندهاری فی مغتنم الحصول اقول وجہ النظر ما مر فی کلام السید بادشاہ من ان رد وقد تقدم جوابہ
تیسرا یہہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کی مقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور شمول عدم مقلد کو درست نہیں لیکن اٰل
اور مبنی اس عدم جواز شمول عدم کا تو یہی ہے کہ خلاف ائمہ اربعہ کا مستلزم بطلان شق مخالف کا ہوتا ہے اور اسکا بطلان
مبحث میں اجماع مرکب کے بوجہ بسط معلوم ہو چکا چوتہا یہہ کہ فرض کیا کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا بہی درست ہو سکتا ہے
اور یہہ صورت وضو کی باطل ہے تو بہی اتنے یہہ نہیں لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی ہر مسئلہ میں واجب ہو جاوے
بلکہ ہو سکتا ہے کہ مقلد ایسی صورتونسے جنمیں جمع بین المذاہب لازم آوے پرہیز رکہے اور باوجود اسکی التزام ایک مذہب کا
نکرے مثلا کوئی شخص اسطرح کرے کہ فجر کے وضو میں امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسطور پر کہ جتنی شرائط
اور ارکان اور سنن اور مستحبات اونکی مذہب میں ہیں سبکو ادا کرے اور کوئی امر ایسا نکرے کہ جسسے امام مالک کے مذہب میں
وہ وضو فاسد ہو جاتا ہے اور ظہر کے وضو میں امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اوسی کیفیت سے کہ امام
مالک کے مذہب کے عمل میں گذرے ہے اور عصر کے وضو میں امام احمد کی تقلید کرے اوسی کیفیت سے اور مغرب کی وضو میں
بلکہ بعضے شرطیں پاتا ہے اور یہہ نہیں مانتے کہ فقط اتنا فرق باطل ہونیکی وجہ پڑ سکتا ہے اور کیونکر یہہ امر مذکور نا جائز حالانکہ مخالفت
بعضے باتوں میں بہ نسبت ساری باتونکی سہل ہے تو حکم صحت کا سہل میں بطریق اولی دیا جاویگا اور جسکو اور فرق کا دعوا اور تطبیق
کے باطل ہونیکی اور دلیل اوسکی پاس ہے تو وہ پیش کرے پہر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے باتوں میں مخالفت کا سہل ہونا بہ نسبت
ساری باتونکی ہمیں مسلم نہیں ہے کیونکہ مخالفت کرنیوالا ساری باتوں میں ایک مجتہد کی پوری پیروی کرتا ہے اور یہاں یوں نہیں ہے
میں جواب دونگا کہ یہہ بات جب پوری ہوگی کہ تیرے پاس کوئی دلیل آیۃ یا اجماع یا قیاس قوی سے ہووے کہ دلالت کرے اسپر کہ
کسی عمل کے جب شرطیں ہوویں تو مقلد پر واجب ہے ایک مجتہد کا اتباع سب شرطوں میں اگر وہ دلیل ہے تو لا اگر تو سچا ہے یہہ ہو چکی عبارت
سید بادشاہ کی جو ملا حسن شرنبلالی نے عقد الفرید میں نقل کی ہے اور اسپر اعتراض جو کیا گیا ہے اوسکا جواب انشاء اللہ تعالی ہم بحث تلفیق میں دینگے
اور تعقب اول کا یوں کیا گیا ہے کہ جمع مذکور مضر نہیں کیونکہ مالک نے شافعیوں کی نکاح باطل ہونیکو نہیں کہا اور نہ شافعی نے مالکیوں کے نکاح باطل
ہونیکو جو بلا شہود ہو کہا ولیکن اسمیں اعتراض ظاہر ہے جیسا کہ نقل کیا قندہاری نے مغتنم الحصول میں میں کہتا ہوں کہ وجہ اعتراض کی وہی ہے

امام ابوحنیفہ کی تقلید کرے اوسی کیفیت اور شرائط سے جو کہ بیچ حق مین تو اس شخص کے حق مین مولف کی وجہ اول کیونکر باطل ہوگی اور اوسپر تقلید شخص معین کی اوس دلیل سے کیونکر واجب ہوگی اسیطرح کہا ہی ملا حسن شرنبلالی نی عقد الفرید مین
تحصل مما ذکرنا انہ لیس علی الانسان التزام مذھب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذھب مقلدا فیہ غیر امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری انتھی کا نقل سابقا
قال اوس دوسری وجہ یہہ ہے کہ جب مذہب غیر معین پر عمل کریگا تو احتمال ہی پڑنیکا خیر تو اب مین نزدیک امامون کے جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا موجب مذہب شافعی کی کہ پڑہا نماز مین ساتھہ جہر بسم اللہ کے اور عمل کیا موجب مذہب امام اعظم اور امام مالک کے کہ ترک کیا جہر آمین کو تو نماز جاری نہ کی نزدیک خراب ہوئی **اقول** بہت ظاہر ہے کہ حال اور حکم اس وجہ کا طرف وجہ اول ہی کی ہے تو جبکہ اوس وجہ کی خاک اوڑا دی گئی تو اسکا کیا ذکر باقی رہا تو چاہیے کہ جواب وجہ اول کو اسپر منطبق کرلین **قال** تیسری وجہ یہہ ہے کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے ممنوع ہے بالاتفاق کہا یہہ شیخ ابن حاجب نے بیچ مختصر الاصول کے اور **قاضی عضد الدین** نے بیچ شرح اوسکی مین اور شیخ ابن ہمام حنفی نے بیچ تحریر الاصول کے اور صاحب در المختار نے بیچ در مختار کے اور سوا انکے اور علمانی رحمہم اللہ مثل آمدی وغیرہ نے اور عبارت تحریر کی یہہ ہے لا یرجع عما قلد ای عمل بہ اتفاقا انتہے اور کہا صاحب بحر الرائق نے بیچ رسائل زینیہ کی نقل الشیخ فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہے یعنے نقل کیا شیخ قاسم نے بیچ تصحیح اپنے کے جمیع اہل تحریر کہ بلاشبہ نہین صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق مثلا ایک شخص نماز پڑہے بتقلید امام اعظم کے تو نہین درست ہی کہ نماز پڑہے اور کسی طور پر اور یاد اور نگاہ رکھنا اعمال کا کہ ہمنے فلانے مذہب پر عمل کیا ہے فلانی قسم اب اوسکی خلاف نکرین مشکل ہے بسبب کم ہونے دینداری کے اور سستی ہونیکی امور دین مین پس جبکہ یاد نرہا سطور تو پڑیگا اوسمین رجوع ممنوع ہے بالاتفاق یعنے بالاجماع پس اسلئے تعین مذہب ضرور ہوئی **اقول** جواب اسکی دو ہین اول جواب ساتہہ اثبات اختلاف کی رجوع بعد العمل مین اور ساتہہ توڑ دینے دعوے اجماع کے اسکے ممنوع ہونے پر تو کہتے ہین ہم کہ اولا دعوے اس اتفاق کا ابن الحاجب اور آمدی نے کیا ہے اور باقی صاحبون کا مولف نے ذکر کیا ہے اور سوائے اونکی سب اتباع ہین ابن الحاجب اور آمدی کے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ دعوے اجماع کا منع ہونے پر رجوع بعد العمل کے

جو سید بادشاہ کی کلام مین گذرا اور لیستہ اوسکا جواب ہی ہوچکا ط جو ہمنے ذکر کیا اوسکا حاصل کلام یہہ ہے کہ انسان پر لازم نہین کہ ایک مذہب التزام کرے اور یہہ کہ روا ہے اوسکو عمل کرنا مخالف اوسکی جسپر عمل کرچکا مع لحاظ شرائط کی اور عمل کرے دو امر متضادہ پر ایسے دو حادثہ مین کہ ایک کو دوسرے سے تعلق نہین یہہ عبارت ہوچکی جیسا کہ پہلی گذر چکی ط نہ پہرے اوس مسئلہ سے جسپر عمل کرچکا بالاتفاق ط نقل کیا شیخ نے اپنے تصحیح مین سارے اصولیون سے کہ بالاتفاق بعد عمل کے نہ پہرنا تقلید سے

محققین نے رد کر دیا ہے اور قائل ہوئی ہین خلاف کی اس مسئلہ مین چنانچہ زرکشی نے کہا ہی کہ جو کہ ابن الحاجب اور آمدی نے کہا ہے یہہ غلط ہے یعنے دعوی اجماع کا ٹہیک نہین اسلئے کہ ان دونوں کے غیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع بعد العمل مین خلاف ہے یعنے بعضے کہتے ہین کہ رجوع بعد العمل درست ہے اور بعضے کہتے ہین کہ درست نہین پس ہمکو جایز ہے کہ اتباع کرین اوس شخص کا جو قائل ہے جواز کا چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی نافلا شیخ تحریر سے فرماتی ہین قال الزرکشی لیس کما قالا یعنے الامدی وابن الحاجب ففی کلام غیرهما ما یقتضی جریان الخلاف ای قلنا اتباع القائل بجواز التقلید بعد العمل بقول غیر من قلده وعمل به انتہے کلام الشرنبلالی اور فاضل بہاری صاحب مسلم مین ارشاد کرتے ہین قال الزرکشی الاتفاق ذکره الامدی وابن الحاجب ولیس کما قالاه ففی کلام غیرهما ما یقتضی جریان الخلاف بعد العمل ایضا انتہے ما فی الحاشیة المنهیة فاضل اکمل صاحب عنایہ نے تقریر مین کلام کو زرکشی کے نقل کرکے اوسکی تائید کی ہے اور کہا کہ رجوع کرنا کیونکر ممنوع ہوگا جس حالت مین کہ غیر کی مذہب کو صحیح جانے چنانچہ فاضل تنوری نے منتخب الحصول مین کہا ہے وفی التقریر الاتفاق ذکره الامدی وابن الحاجب وتعقبه الزرکشی بان کلام غیرهما یقتضی الخلاف بعد العمل ایضا وکیف یمتنع الرجوع اذا اعتقد صحة غیره انتہے اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی نے بہی دعوے اجماع کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن الحاجب اور آمدی کے اوروں کے کلام سے رجوع بعد العمل مین اختلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کسطرح سے رجوع ممنوع ہوگا جبکہ صحت مذہب غیر کے معلوم ہوگی چنانچہ سید شریف علی السمہودی عقد الفرید فی احکام التقلید مین فرماتے ہین ثم رایت فی فتاوی السبکی انه سئل عن ذلك فی ضمن مسائل الی ان قال السبکی ودعوی الاتفاق فیها نظر وفی کلام غیرهما ما یشعر باثبات الخلاف بعد العمل ایضا وکیف یمتنع اذا اعتقد صحته انتہی کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی اور ایسا ہی سید محقق شامی نے بہی کہا ہے کہ دعوے اجماع مین نظر ہے اسلئے کہ خلاف مروی ہے پس جایز ہے اتباع قول بالجواز کا چنانچہ رد المحتار مین فرماتے ہین علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد حکی الاختلاف

سلہ زرکشی نے کہا ہی کہ آمدی اور ابن حاجب نے جیسا کہا ہے ویسا نہین ہے کیونکہ اون دونوں کی سوا اوروں کی کلام مین وہ عبارت ہی کہ جس سے خلاف کا جاری ہونا پایا جاتا ہے یعنی ہمکو جایز ہی اتباع اوسکا جو یہہ کہتا ہے کہ بعد عمل کے بہی اور کی تقلید روا ہی سلہ کہا زرکشی نے آمدی اور ابن حاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور جیسا اونہون نے کہا ہے یون نہین ہے کیونکہ اوروں کی کلام مین بعد عمل کی بہی خلاف جاری ہے سلہ اور تقریر مین ہی کہ آمدی اور ابن حاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور اوس پر زرکشی نے یون اعتراض کیا کہ اوروں کا کلام بعد عمل کے بہی خلاف کو چاہتا ہے اور بہلا رجوع کیونکر منع ہوگا جب غیر کی مذہب کے صحیح ہونیکا اعتقاد جم جائیگا سلہ پہر مینے دیکہا فتوی سبکی مین کہ اوسکے مسائل کے شامل کرنیکے رجوع کا مسئلہ پوچہا تو سبکی نے کہا کہ دعوے اتفاق مین بحث ہے کیونکہ آمدی اور ابن حاجب کے سوا اوروں کی کلام مین وہ عبارت ہے جس سے بعد عمل کی بہی خلاف سمجہا جاتا ہے اور کیونکر رجوع منع ہوگا جب غیر کی صحت کا اعتقاد جم جائیگا یونہین ہے شرنبلالی کی عقد الفرید مین سلہ علاوہ یہہ کہ دعوے اتفاق مین بحث ہے کیونکہ خلاف نقل کیا گیا ہے

فيجوز اتباع القائل بالجواز انتہے بلکہ خود شیخ ابن الہمام نے اگرچہ تحریر مین موافق ابن الحاجب کے کہا، لاکن فتح القدیر مین ابن حاجب کے اتباع کو طاق پر رکھکر رجوع کو اختیار کیا ہے اور قائل خلاف کی ہوئی ہین چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم مین فرماتے ہین لا یرجع المقلد فما عمل به من حكم جزئی اتفاقا كذا فی المختصر والتحرير للشيخ فان ذكر هٰهنا موافقا للمختصر تنزلا على رايه لكن كلامه فی فتح القدير مشعر بالخلاف بعد العمل انتہے بلکہ جمہور کے کلام سے اختلاف رجوع بعد العمل مین معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ لزوم تقلید مین بعد التزام کی جمہور کے نزدیک تین قول ہین قيل يلزم وقيل لا وهو الاصح وقيل كن هو لم يلتزم مذہب کما سابق مین نودس کتابونکے عبارتسی معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ جبکہ لزوم بعد الالتزام مین تین قول ہوئی تو منع رجوع مین جو فرع ہے لزوم کے کیونکر خلاف نہو گا چنانچہ مسلم میں کہا ہے وقيل مختلف فيه يعنى الرجوع بعد العمل اقول يدل عليه التشبث فی الالتزام فان وجوده ليس اولى من عدمه ضرورة اور شرح مین بحر العلوم نے کہا ہے اقول يدل عليه التشبث فی المذاهب فی الالتزام رای مجتهد فان وجوده ای الالتزام ليس اولى من عدمه ضرورة ولا معنى الاتفاق عند وجوده والاختلاف عند عدمه تدبر انتہے پس جبکہ کلام زرکشی کے اور شیخ تقی الدین سبکی کے بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ کلام سے تمام قائلین بالتثلیث کی ثابت ہوا کہ دعوے اجماع کا منع ہونے رجوع بعد العمل پر غلط ہے تو یہ امر مختلف فیہ ٹہرا سو ہمنی بقول ملا حسن شرنبلالی حنفی کے جواز کو اختیار کیا بسبب اسکے کہ جواز رجوع مدلل ہے بعینہا اون دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گذر چکین ہین اور امتناع رجوع پر کوئی دلیل ادلۂ شرعیہ سے نہین ہے ما انزل الله بها من سلطان دوسرا جواب یہہ کہ اگر فرض بہی کیا جاوی کہ دعوے اجماع کا ثابث ہے تو بہی اس سے تقلید معین نہین ہوتی اسلیے کہ محققین نے مراد معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہہ کرتے ہین کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ مین کسی مجتہد کے تقلید کرلے تو اوسکو درست نہین کہ اوس حادثہ خاص مین اوس تقلید سی رجوع کرے مثلا ایک شخص نے ظہر کا وضو کیا ساتہہ مسح ربع سر کے امام ابوحنیفہ کا مقلد ہوکر تو اب اسکو درست نہین کہ اس وضو خاص مین تقلید سی امام ابوحنیفہ کی رجوع کرے اور اس مسح کو باطل کہے اور مسح تمام سر کا بنا بر مذہب امام مالک کے اوسی وضو مین واجب جانی اور اعتقاد

تو جو جواز کا قائل ہے اوسکی پیروی ہوسکتی ہے [1] نہین پہری مقلد اوس مسئلہ سی جسپر بطور حکم جزئی کی عمل کر چکا بالاتفاق یونہین ہے مختصر اور تحریر ابن ہمام مین اور یہان موافق مختصر کی مذکور ہوا لیکن کلام اونکا فتح القدیر مین خبر دیتا ہے کہ بعد عمل کے بہی اختلاف ہے [2] بعضون نے کہا ہے کہ لازم ہوجاتا اور بعضون نے کہا ہے کہ نہین اور یہہ بہت صحیح ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام کرنا اور نہ کرنا یکسان ہے [3] بعضون نے کہا ہے کہ رجوع کرنا بعد عمل کی اختلافی ہی مین کہتا ہون کہ دلالت کرتی ہین اس اختلاف پر تین قول بلا شک التزام اور بلا التزام دونوں ایک سا ہین سو چنانچہ ہو چکی عبارت مسلم کی [4] مین کہتا ہون کہ دلالت کرتی ہے اسکی اوپر تین قول مذہبون مین جو دربابِ التزام ایک مذہب کے ہین کیونکہ التزام کرنا نہ کرنے سی اولی نہین ہوسکتا اور التزام کی وقت اتفاق

رجوع بعد العمل کے یہہ معنی نہین کہ جبکہ اوس شخص نے مثلاً بیچ فرض ظہر کے دن جمعہ کے مسح ربع سر مین تقلید ابو حنیفہ
کی اختیار کی تو اب اوسکو دوسرے وضو مین مثلاً ہفتہ کے ظہر کے وضو مین یا جمعہ ہی کے عصر کی وضو مین بہی ربع سر کی
مسح سے رجوع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت مولف سمجہی ہین اور بعض محققین اوس امتناع کو اس محل مین جاری کرتی
ہین جسجگہہ کسے کا ضرر لازم آدمی جیسے کہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود و بنا بر مذہب مالک رحمہ کی اور جبکہ عورت نے
مہر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالک سے رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین حنفی مذہب کا مقلد ہوکر اس نکاح کو ناجائز
ٹہراکر مہر دینی سے بچ جاؤن تو اوس محل مین رجوع کرنا اوسکا مذہب مالک سے باعث ضرر اوس عورت کا ہی اور
بعض کے نزدیک یہہ امتناع رجوع محمول ہے صورۃ تلفیق پر لاکن یہہ محل خلاف تحقیق کی ہے چنانچہ بحث تلفیق آوےگا
اسلئے اسانید پہلی دونون معنی کی نقل کئیے جاتی ہین تو سنو کہ کہا محقق شامی نے رد المحتار مین بعد قول عدم جواز
رجوع کے ای هو محمول علی منع التقلید فی تلك الحادثة بعینها لا مثلها کما صرح به الامام
السبکی وتبعه علیه جماعة وذلك کما لو صلی ظهرا بمسح ربع الراس مقلدا للحنفی فلیس له ابطالها
باعتقاده لزوم مسح الکل مقلدا للمالکی واما لو صلی یوما علی مذهب واراد ان یصلی
یوما اخر علی غیره فلا یمنع منه علی ان فی دعوی الاتفاق نظرا فقد حکی الخلاف فیجوز اتباع
القائل بالجواز کذا افاده العلامة الشرنبلالی فی العقد الفرید ثم قال بعد ذکر فروع من اهل المذهب
صریحة بالجواز وکلام طویل فتحصل مما ذکرناه انه لیس علی الانسان التزام مذهب معین وانه یجوز له العمل
بخلاف ما عمله علی مذهبه مقلدا فیه غیره مستجمعا شروطه والعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدة منهما بالاخری
انتہے اور کہا طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین قوله وان الرجوع الخ کان قلد الحنفی مالکا مثلا فی نکاح بغیر شهود

اور عدم التزام کی وقت خلاف ہونا اسکی کوئی وجہہ نہین ہے ؎ یا وہ حمل کیا گیا ہے منع تقلید پر جو بعینہ اوسی مسئلہ مین ہو نہ اوسکی
مثل اور دوسرے مسئلہ مین چنانچہ امام سبکی نے اسکی تصریح کی ہی اور ایک جماعت نے سبکی کی پیروی کی ہی چنانچہ ایک شخص نے بموجب قول امام ابو حنیفہ کی
چوتہائی سر کا مسح کرکی ظہر کی نماز پڑہے تو اب یہہ نہین چاہئے کہ امام مالک رحمہ کے مذہب کا اعتقاد کرکے اوس نماز کو باطل ٹہراوی ہان اگر ایک دن
ایک مذہب کے موافق پڑہے اور دوسرے دن اور دوسرے مذہب کے موافق پڑہنے کا ارادہ کرے تو اوسی منع کیا جاوے علاوہ یہہ کہ اتفاق کی دعوی
مین بحث ہے کیونکہ اختلاف بہی یقینی نقل کیا گیا ہے تو جو علما رجوع بعد العمل کو جائز کہتے ہین انکی اتباع جائز ہے ایسا ہی فایدہ
بخشا ہے علامہ شرنبلالی نے عقد الفرید مین بہہ اصحاب مذہب کے جزئی مسئلہ ذکر کرکی جس سی صریح جواز رجوع کا نکلتا ہے
کہا ہے کہ جو ہمنے ذکر کیا اوسکا حاصل کلام یہہ ہوا کہ انسان پر التزام پکڑنا ایک مذہب معین کا ضرور نہین اور بشرط سبکے کہنے
شرایط کی اوسی بعد عمل کے ہے اور مذہب کے مسئلہ پر جو مسائل معمولہ کے مخالف ہین عمل کر رواہ ہے اور ایسے دو حادثون متضادہ
اوسی عمل یہو نچیا کہ ایک کو دوسرے لگاؤ ہو ؎ چنانچہ تقلید کرے حنفی امام مالک کے مثلاً بی گواہ کے نکاح مین

فاراد الرجوع عن التقليد اى ويحكم بمذهبه بان المهر لازم فليس له ذلك اهـ بزيادة واعلم انه ليس المراد نفى
جواز التقليد مطلقا بل فى نحو ما ذكرناه لان الرجوع هنا يلزم منه ضرر الغير واعلم ان تقليد الحنفى الشافعى مثلا فى مسئلة
عبارة عن الاخذ بقوله مع بقائه على مذهبه فى المسئلة حتى لو استفتى عن خصوص هذه المسئلة التى قلد فيها لا يجيب السائل
الا بطبق مذهب الامام ومعنى بقائه على مذهبه فيها ان يكون وقت العمل بمذهب الشافعى فى المسئلة التى قلد فيها باقيا
على اعتقاد متابعة الامام فى حكم المسئلة التى قلد الشافعى فيها اى بالنسبة لما عساه ان يقع له فى المستقبل فان قلت
ان بقاءه على مذهبه لا يجيب الا بقول امامه يتضمن الرجوع عما قلد فيه قلت الممتنع الرجوع عن عين تلك الواقعة المنقضية
لا ما يحدث بعدها من جنسها انتهى اور کہا فاضل قندہاری نے مفتنم میں ثم ان الشرنبلالی الحنفی قرر ان المنع
عن الرجوع بعد العمل انما هو فى تلك الحادثة بشخصها لا فى مثلها انتهى اور کہا سید شریف علی سمہودی نے عقد الفريد فى احكام التقليد
المختار ان كل مسئلة اتصل عمله بها فلا مانع من اتباع غير مذهبه الاول وبه يعلم ما فى
حكاية اطلاق الاتفاق على المنع ولعل المراد اتفاق الاصوليين ثم ان كان المراد من منع الرجوع
حيث عمل فى الواقعة عين تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر كحنفى سلم شفعة
بالجوار عملا بعقيدته ثم عن له تقليد الشافعى حين ينزع العقار من سلمه له فليس له ذلك كما انه لا يطالب بعد
تقليده للشافعى باعادة ما مضى من عباداته التى يقول الشافعى ببطلانها لمضيها على الصحة فى اعتقاده فيما مضى ولو شهد

پھر ارادہ کرے رجوع کا یعنی اپنے مذہب کے موافق کہے کہ مہر اس پر لازم نہیں تو یہ اوسکو نہیں چاہیے اور جان کہ بالکل غیر کی تقلید سے ممانعت
مراد نہیں ہے بلکہ ایسے صورتوں میں ہے جو ہمنے ذکر کرے ہیں کیونکہ ایسی رجوع میں ایک کا نقصان ہے اور جان رکھ کہ تقلید کرنا حنفی کا مثلاً امام
شافعی کی کسی مسئلہ میں یہہ ہے کہ شافعی مذہب کا قول لیکر اپنے مذہب پر باقی رہے اوس مسئلہ میں یہانتک کہ اوس خاص مسئلہ میں اگر کوئی
فتوا پوچھے تو اپنے امام کے قول کے موافق جواب دیوے اور معنی باقی رہنے اپنے مذہب کے یہہ ہیں کہ امام شافعی کی مذہب پر عمل کرینگے وقت
اوس مسئلہ میں تابعداری امام اپنے کا آگے کو معتقد رہے پھر اگر تو کہے کہ باقی رہنا اپنے مذہب پر اور جواب فتویٰ کا دینا اپنے امام کے موافق
مشتمل ہے رجوع کو اوس صورت سے جس پر عمل کر چکا تو میں جواب دونگا کہ ممتنع وہ رجوع ہے جو میں اوسی حادثہ میں ہونا او نہیں جو اوسکی
جنس سے پیدا ہوا ہی سلہ ۵ پھر شرنبلالی حنفی نے ٹھرایا کہ منع رجوع بعد عمل کے اوسی صورت میں ہے کہ جب اوسی مسئلہ خاص میں ہو اوسکی مثل میں
نہیں ہے سلہ ۵ مذہب مختار یہہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا اوسمیں اور مذہب کے موافق عمل کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے اور حکایت اتفاق
منع میں جو شبہ ہے وہ اوس اوپر کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے شاید اتفاق سے اصولیوں کا اتفاق مراد ہو پھر اگر منع رجوع سے یہی
مسئلہ خاص بعینہا مراد ہے نہ اوسکی جنس کا دوسرا تو ظاہر ہے جیسے ایک حنفی مذہب کے موافق اپنے عقیدہ کی حق شفع پڑوسی کو
دیا پھر اوسی امام شافعی کی تقلید کرکے وہ گھر چھین لیا تو اوسے یہہ روا نہیں جیسا کہ نہیں کہا جاتا اوس حنفی کو بعد تقلید مذہب
شافعی کے اون مسئلوں کی اعادہ کی لئے جنکو وہ کر چکا اسوجہ سے کہ وہ مذہب حنفی میں ٹھیک ہے اگرچہ موافق مذہب شافعی کی ٹھیک نہیں ہاں اگر

هذا الحنفي بعد ذلك عقارا اخر وقلد الشافعي في عدم القول بشفعة الجوار فلا يمنعه ما سبق من ان يقلده في ذلك
فله ان يمتنع من تسليم العقار الثاني فان قال الآمدي وابن الحاجب ومن تبعهما بالمنع في مثل هذا وعمموا ذلك في جميع
صور ما وقع العمل به اولا فهو غير مسلم ودعوى الاتفاق عليه ممنوعة ففي الخادم ان الامام الطرطوسي رحمه الله
حكى انه اقيمت صلوة الجمعة وهم القاضي ابو الطيب الطبري بالتكبير فاذا طائر قد ذرق عليه فقال انا
حنبلي ثم احرم ودخل في الصلوة انتهى قلت ومعلوم انه انما كان شافعيا يتجنب الصلوة بذرق الطائر فلم يمنعه
عمله السابق بمذهبه في ذلك من تقليد المخالف عند الحاجة اليه وفي الخادم ايضا ان القاضي اباعاصم العامري
الحنفي كان يفتي على باب مسجد القفال والمؤذن يؤذن المغرب فنزل ودخل المسجد فلما راه القفال امر
المؤذن ان يثني الاقامة وقدم القاضي فتقدم وجهر بالبسملة مع القراءة واتى بشعائر الشافعية في صلوته
انتهى ومعلوم ان القاضي اباعاصم انما يصلي قبل بشعار مذهبه فلم يمنعه سبق عمله بمذهبه في ذلك ايضا ثم
قال السيد السمهودي ثم رايت في فتاوى التقي السبكي انه سئل عن ذلك في ضمن مسائل الى ان قال السبكي
ودعوى الاتفاق فيها نظر وفي كلام غيرهما ما يشعر باثبات الخلاف بعد العمل ايضا وكيف يمنع اذا اعتقد صحته ولكن وجه
ما قاله انه بالتزامه مذهب امام مكلف به مالم يظهر له غيره والعامي لا يظهر له الغير بخلاف المجتهد حيث ينتقل من امارة الى امارة

پہر حنفی اسکے بعد کوئی اور گہر خریدے اور اوسکی شفعہ نہ ہوتی میں امام شافعی کی تقلید کرے تو اوسی یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب بہی حنفی کی موافق عمل کرے
سو وہی یہہ پہنچا ہی کہ دوسرا گہر اوسکو نہ دیوے سو اگر آمدی اور ابن حاجب اور اون دونوں کی پیروون نے ایسی صورت میں رجوع کو منع کہہ کر تمام صورتوں میں
یہہ حکم عام رکہا ہے تو یہہ امر غیر مسلم ہے اور دعوی اتفاق کا ماننی کی قابل نہیں ہے کیونکہ خادم میں ہے کہ امام طرطوسی نے حکایت کی کہ جمعہ کی نماز
جماعت کہڑی ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر تحریمہ کا ارادہ کیا یکایک ایک جانور نے اونپر بیٹ کر دی تو اونہوں نے کہا کہ میں حنبلی ہوں اور
اور نیت باندہ کر نماز میں داخل ہو گئی عبارت خادم کی میں کہتا ہوں کہ یہہ بات معلوم ہے کہ وہ شافعی تہی جانور بیٹ کر دی تو بغیر دہوئے
نماز نہیں پڑہتی تہی سو اونکی مذہب کے عمل درآمد سابق نے اونکو مخالف مذہب پر عمل کرنے سے وقت ضرورت کی باز نہ رکہا اور یہہ بہی خادم میں ہے کہ قاضی
ابو عاصم عامری حنفی قفال کے مسجد دروازہ پر فتوا دیتی تہی اور موذن مغرب کے اذان دیتی تو وہ دروازہ سے اوترکر مسجد میں آگئے سو قفال نے
جب اونکو دیکہا موذن سے کہدیا کہ اقامت کی لفظ دو دو دفعہ کہی اور قاضی کو امام بنایا سو قاضی امام بن گئی اور بسم اللہ اور قرات پکارکر پڑہی اور
باتیں موافق مذہب امام شافعی کے برتیں ہو چکی عبارت [illegible] اور یہہ بات معلوم ہے کہ پہلی قاضی ابو عاصم اپنے مذہب حنفی کی موافق عمل
کرتے تہے سو پہلی کی عمل درآمد نے اونکو [illegible] منع نکیا پہر سمہودی نے کہا کہ میں نے دیکہا تقی الدین سبکی کی فتوی میں کہ اونسے کسی نے اور
مسائل میں رجوع مذہب کا فتوا پوچہا تو سبکی نے اور جوابات دیکر اسی میں یہہ کہا کہ دعوی اتفاق میں بحث ہے کیونکہ اور وں کی کلام میں وہ عبارت ہے
جس سے خلاف سمجہا جاتا ہے عمل کے بعد بہی اور بہلا کیونکر رجوع منع ہوگا جب مخالف کی صحت کا عقیدہ جم جاوے لیکن وجہ اون دونوں کی کہنی کی
یہہ ہے کہ جب مسئلہ پر عمل کر چکا بالتزام مذہب ایک امام کی تو جبتک دوسری کی سوا اور نہ معلوم ہو اوسیکا مکلف رہیگا بخلاف مجتہد کی کہ دم بدم ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف

هذا وجه ما قاله الآمدي وابن الحاجب لا بأس به لكني أرى تقييده على خصوص العين فلا يبطل بين ما نعلم له فعل
جنسه خلافه انتهى عبارة السيد ملخصا نقلا عن العقد الفريد للعلامة الشرنبلالي الحنفي

اور خود ملا حسن الشرنبلالي الحنفي نے عقد الفرید میں منقول روایات صحیحہ معتمدہ کی ان سے کو ثابت کیا ہے جسکو قوت
ہو عقد الفرید کو ملاحظہ کرے ایسے مختصر میں نقل کرنا تمام کلام کا انکی دشوار ہے مگر قدرے قلیل تیمنا کہا جاتا ہی تو سنو کہ شرح
میں تحقیق منع رجوع بعد العمل کے فرماتی ہیں فان قلت كيف هذا مع قول العلامة الشيخ الامام كمال الدين ابن الهمام في تحريره
مسئلة لا يرجع فيما قلد فيه اي عمل به اتفاقا انتهى قلت لا يمنع ذلك ما قلته من صحة التقليد بحمل المنع على خصوص العامل
بالخصوص انتهى اور بعد اسکی چند رد ہیں معتمدہ مویدہ اپنی جواب کی نقل کیے ہیں پہر معنی ظاہری کلام ابن الحاجب کو اور کلام شیخ خالد
ازہری رحمۃ اللہ کو رد کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ولما فيه من رد ما يتوهم من ظاهر عبارة ابن الحاجب ومن رد ما صرح به في
شرح جمع الجوامع للشيخ خالد الازهري مستندا لذلك الايهام حيث قال واذا عمل العامي بقول مجتهد في حادثة فليس له
الرجوع عنه الى فتوى غيره في مثل تلك الواقعة اجماعا كما نقله ابن الحاجب وغيره انتهى عبارة الشيخ خالد رحمه الله انت ترى
انه ليس في كلام متن جمع الجوامع لا كلام ابن الحاجب التصريح بالمنع عن مثل ما قلد فيه بل الاحتمال لدولنا ان نمنع ذلك بل الاحتمال
ونقول ليس في كلام ابن الحاجب ولا جمع الجوامع الا المنع عن الرجوع عن عين ما قلد فيه وعمل به لان عبارة ابن الحاجب التقليد
العمل بقول الغير من غير حجة ثم قال ولا يرجع عنه بعد تقليده اتفاقا وفي حكم آخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ينكر ثم
لان قوله وفي حكم آخر يراد به حادثة اخرى اعم من ان تماثل ما قلد او تخالفه وان اريد به ما يخالفه فقط قلنا

یہی سبب ہے اور مثال کی جیسی آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہی اس میں مضائقہ نہیں ہے لیکن میرے عقیدہ میں اسکا اس مقولہ کا خاص مسئلہ معین
تو جو کچھ کر چکا ہے بعینہ اوسکو باطل نہ کرے اور دوسرا مسئلہ اوسی جنس کا جو ہے پس اوسمیں رجوع کرنا پہنچتا ہی جنکی عبارت سید کی
بعد تلخیص کے شرنبلالی کی عقد الفرید میں سے سلہ اگر کہی تو کیونکر ہوگا یہ باوجود کہنی ابن ہمام کے تحریر میں نہ رجوع کرے اوس مسئلہ میں جس پر عمل کر چکا
جنکی عبارت تحریر کی میں کہتا ہوں کہ رجوع کا منع کرنا خاص بعینہ اوس مسئلہ میں ہی نہ اوسکی جنس میں جنکی عبارت شرنبلالی کی ختم ہوئی اور
اس عبارت میں کہ اوسکا جو وہم ہوتا تھا ظاہر عبارت ابن حاجب سے اور رد ہی اوسکا جسکی تصریح کی ہی شیخ خالد ازہری نے شرح جمع الجوامع میں گمان کر
دلیل ٹہرا کر چنانچہ کہا اگر جس وقت عمل کرے عامی کسی مجتہد کی قول پر کسی مسئلہ میں تو اوسکو رجوع بالاجماع نہیں پہنچتا اور مجتہد کے
فتوی کیطرف اوس مسئلہ کی مثل اور مسائل میں چنانچہ نقل کیا اسکو ابن حاجب وغیرہ نے جنکی عبارات شیخ خالد کی اور تو خوب جانتا ہی کہ متن جمع الجوامع
اور کلام ابن حاجب میں تصریح مثل کی نہیں بلکہ احتمال بہی نہیں سکتا تو نہیں پہنچتا ہے کہ اس احتمال کو ہم مانیں اور کہدیں کہ نہیں ہے ابن حاجب کے کلام میں
اور جمع الجوامع میں مگر منع رجوع کرنے خاص مسئلہ بعینہ سے جس پر عمل کر چکا کیونکہ عبارت ابن حاجب کی تو یہی ہی کہ تقلید عمل کرنا غیر کی قول پر بغیر
دلیل کے پہر کہا کہ نہ رجوع کرے بعد تقلید کرنے کے بالاجماع اور دوسرے مسئلہ میں غیر کے قول پر عمل کرنا موافق مذہب مختار کی جائز ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ اگلی زمانہ میں
بڑے لوگوں میں جاری ہے جنکی عبارت ابن حاجب کی یہی قول دوسرے مسئلہ میں عام ہے خواہ وہ مسئلہ پہلی کے موافق ہو یا مخالف اور اگر کوئی فقط مخالف لیوے تو ہم

المنع وكذا الكلام على عبارة جمع الجوامع وسند كما يخفى هذا ان شاء الله تعالى فهذا قد علمت بجواز
التقليد بعد العمل في جنس ما عمل بخلافه انتهى كلام الشيخ شلال الحنفي حاصل کلام یہہ ہے کہ اگر دعوی اجماع کا تسلیم بھی کیا جاوے
تو معنی اسکے یہہ ہیں کہ جس حادثہ خاص میں تقلید کر چکا اوسمیں اوس سے رجوع نکرے اگرچہ دوسرے حادثہ میں جو مثل اوسکی ہو رجوع
درست ہے چنانچہ کلاموں میں انہی اکابر حنفیہ اور شافعیہ کی گذرا تو یہہ بھی تقلید معین ہر مسئلہ میں یا ہر حادثہ میں ثابت نہوئی
قال چوتھی وجہہ یہہ ہے کہ تلاش کرنا مذہب کے رخصتوں کا ممنوع ہے بالاجماع کہا ہے اسکو ابن عبد البر مالکی نے کہا یہہ بیچ مسلم کے
اور لوگوں کا یہہ حال ہے کہ جو کچھ اونکی نفسوں کے موافق ہے اوسکی طرف بہت دوڑتے ہیں بسبب کمی دین داری اور سستی کی امور
دین میں خصوصا اس زمانہ میں پس پڑینگے لوگ بیچ ممنوع کی کہ بالاجماع ہے پس کیونکر بری الذمہ ہونگے عہدہ تقلید کی سے
بالیقین اقول جناب مولف نے اس قول میں یہہ خیانت کی ہے کہ لا تقربوا الصلوة کو تو لے لیا ہے اور انتم سکاری کو
چھوڑ دیا ہے بطرح جیسے کہ کتاب مسلم میں سے اجماع ابن عبد البر کا لے لیا ہے اور جو کہ مسلم میں اسکا جواب لکھا ہے اوسکو چھوڑ دیا
خیر یہہ چالاکی اونسے کچھہ نئی نہیں ہے ہمکو اس چالاکی سے کچھہ تعرض نہیں اصل بات کا جواب دینا چاہیے تو سنو کہ اس
چوتھی وجہہ کی جواب دو ہیں اول جواب تو یہہ ہے کہ دعوی اجماع ابن عبد البر کا منقوض ہے ساتھہ اثبات خلاف امام احمد کے
اور ساتھہ ہونے اوسکی کے مخالف احادیث صحیحہ کی جو مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان اسکا یہہ ہے کہ امام احمد سے
روایت ہے کہ تلاش کرنیوالا رخصتوں مذہب کا فاسق نہیں تو تتبع رخص اونکی نزدیک ممنوع نہوا تو اجماع کہاں ہوا بنا بر
اس قاعدہ متفق علیہا کی کہ خلاف الواحد مانع كذا في جميع كتب الاصول اگرچہ ایک روایت میں انسے یہی آیا ہے کہ وہ فاسق ہے
لاکن قاضی ابو یعلی وغیرہ نے روایت مفسقہ اوس شخص کے حق میں محمول کی ہے جو غیر متاول ہو اور بعض علما نے کہا ہے کہ یہہ روایت
متساہل کے حق میں ہے اور روضة النووی میں بھی اسسے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہہ شخص فاسق نہیں ہے چنانچہ ہر ایک قول پر شاہد
نقل کیا جاویگا اور سوای اسکی اجماع کیواسطے کوئی سند چاہیے قرآن سے یا حدیث سے یا قیاس سے حالانکہ تتبع رخص کے ممنوع
ہونی پر کوئی سند و دلیل شرعی نہیں چنانچہ عنقریب جابجا نقل کی کلاموں سے معلوم ہوگا بلکہ چند احادیث صحیحہ مخالف اسکی جنسی تتبع
رخص جایز معلوم ہوتا ہے موجود ہیں چنانچہ عنقریب کلام میں شارح تحریر کے اونمیں کہا شیخ ابن الہمام نے تحریر میں و تخریج
منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا يمنع منه مانع شرعي اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له اليه سبيل
بان لم يكن عمل فيه باخر وكان عليه السلام يحب ما خفف عليهم انتهى اور کہا سید باد شاہ نے شرح تحریر میں و کان صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں مانی اوسے صلح کی گفتگو عبارت جمع الجوامع کی ہے بار ارشاد اللہ تعالی ہم قریب ہی تحقیق کو ذکر کرینگے یہاں اتنی بات تو تونے جان لی کہ بعد عمل کے تقلید
اور حنفی کی اور مسایل میں اور مجتہد کی تقلید جایز ہے ہو چکا کلام شیخ شلال الحنفی کا [illegible] ایک کا فقط یہی مانع اجماع ہے اور ان ہی سب اصول کی
کتابوں میں ہے [illegible] اور نکلتا ہے اس سے رخصتوں کی پیروی کا جایز ہونا اور نہیں منع کرتا ہے اوس سے کوئی مانع شرعی اسلئے کہ انسان کو پہونچتا ہے
کہ جو طریق پاوے تو وہ رستہ چلے جو اسپر سہل ہو اور وہ طریق یہہ ہے کہ عزیمت پر عمل کر چکا ہو اور تخفیف امت پر تخفیف کو دوست رکھتے تھے [illegible]

يحب ما خفف عليهم في صحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها بلفظ عنهم وفي رواية بلفظ ما يخفف عنهم اي امته
وذكروا عدة احاديث صحيحة دالة على هذا المعنى قلت وذلك لقوله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
وروى الشيخان وغيرهما حديث انما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين ولاحمد بسند صحيح خير دينكم ايسره وروى
الشيخ نصر المقدسي في كتاب الحجة مرفوعا اختلاف امتي رحمة ونقله ابن الاثير في مقدمة جامعه من قول مالك
وفي المدخل للبيهقي عن القاسم ابي محمد انه قال اختلاف امة محمد صلى الله عليه وسلم رحمة ويترجح ما قاله بعضهم على
حمله على الاختلاف في الاحكام بما في مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعا اختلاف اصحابي لكم رحمة لان في
المدخل للبيهقي عن عمر بن عبد العزيز قال ما يسرني ان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا
لم تكن رخصة واخرج البيهقي في حديث لابن عباس رضي الله عنهما قال فيه ان اصحابي بمنزلة النجوم فايما اخذتم
به اهتديتم واختلاف اصحابي لكم رحمة قلت واختلاف الصحابة هو منشاء اختلاف الامة
ولما اراد هارون الرشيد حمل الناس على موطاء الامام مالك كما حمل عثمان الناس على القران قال
له مالك ليس الى ذلك سبيل لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقوا بعده في الامصار
فحدثوا عند اهل كل مصر علمه وقد قال صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة وهذا كالصريح في ان المراد
الاختلاف في الاحكام قاله السيد علي السمهودي رحمه الله وقال الكمال في فتح القدير في باب الاعتكاف ان الله

دوست رکھتی ہی اون باتون کو جو ہلکی ہون امت پر صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رض سی روایت ہی کہ دوست رکھتی ہی ہلکی باتو کو
انسے اور ایک روایہ مین امت کی تخصیص بہی آئی ہے اور ذکر کیے ہین علمانے بہت حدیثین صحیح اس معنی مین کہتا ہون کہ اور یہی سبب قول الله تعالی کی
کہ الله ارادہ رکہتا ہے تمہاری حق مین آسانی اور نہین ارادہ رکہتا تمہاری حق مین سختی اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ان کے علاوہ نے حدیث
کہ بہیجی گئی ہو تم آسانی کرنیوالی اور سخت گیر نہین بہیجی گئے اور امام احمد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچہا دین تمہارا وہ ہے
جو سہل تر ہے اور روایت کیا شیخ نصر مقدسی نے کتاب الحجۃ مین مرفوع آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ اختلاف میری امت کا رحمت ہی اور نقل
کیا اسکو ابن اثیر نے امام مالک کا قول اپنے جامع کے مقدمہ مین اور بیہقی کی مدخل مین قاسم ابو محمد سی روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کی امت کا
اختلاف رحمت ہی اور بعضون نے یہہ جو کہا ہے کہ اس اختلاف سی احکام مین اختلاف مراد ہی اسکو غلبہ ہی بسبب اس روایت کی جو مرفوع
حضرت ابن عباس سے مسند فردوس مین آئی ہی کہ اختلاف میری اصحاب کا رحمت ہی کیونکہ بیہقی کی مدخل مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مجہی
یہہ بات اچہی نہین لگتی کہ آنحضرت صلعم کی اصحاب باہم اختلاف نکرتی بلکہ اگر وہ اختلاف نکرتی تو رخصت کہان سے آتی اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس کی
حدیث مین آنحضرت صلعم کی یہہ تقریر کہ آپنے فرمایا کہ میری اصحاب مثل تارونکی ہین جسکی قول پر تم عمل کروگی ہدایت پاؤگی اور میرے صحابہ کا اختلاف
تمہاری لئی رحمت ہی مین کہتا ہون کہ صحابہ کی ہی اختلاف سی امت کا اختلاف پیدا ہوا ہی اور جسوقت ہارون رشید نے لوگونکو امام مالک کے
موطا پر عمل کرانا چاہا جیساکہ حضرت عثمان رض نے لوگون کو قران کے عمل پر آمادہ کیا تو امام مالک نے ہارون رشید سی کہا کہ یہہ بات نہین ہوسکتی آنحضرت کے

يحب الاناة والرفق فی كل شئ حتی طلبه فی المشے الی الصلوة وان كان ذلك يفوت بعضها معه بالجماعة وكره الاسراع ونهی عنه وان كان محصلا لها كلها بالجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع اذ هو يذهب بالسرعة انتهی قلت وهو معنی حديث فی الجامع الصغير للسيوطی عن عمر مرفوعا افضل امتی الذين يعملون بالرخص انتهی اور کہا سيد بادشاہ شارح تحرير نے وما نقل عن ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوی الاجماع كيف وفی تفسيق متتبع الرخص روايتان عن احمد وحمل القاضی ابو يعلی الرواية المفسقة علی غير متاول ولا مقلد انتهی كذا فی العقد الفريد للعلامة الشرنبلالی اور کہا فاضل بہاری نے مسلّم میں وما عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجيب بالمنع اذ فی تفسيق متتبع الرخص عن احمد روايتان انتهی اور کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں اذ فی تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل رواية التفسيق انما هی فيما اذا قصد اللهو لا غير فقط انتہے اور کہا فاضل قندہاری نے مختصر میں قال ويتخرج منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا يمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له سبيل اليه بان لم يكن عمل باخر فيه وكان عليه وآله الصلوة والسلام يحب ما خفف عليهم فی التقريب اخرجه البخاری عن عائشة رض

کہ بعد آنحضرت صلعم کے آپکی صحابہ شہروں میں پھیل گئے اور ہر شہر والونکو ہر ایک نے اپنے علم کی روایت کی اور آنحضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہی تو یہ شہر الصیحر کی ہوگیا ہیا جمیں کہ مراد اختلاف سی احکام کا اختلاف ہی سید سمہودی حرنی اسکو کہا ہا اور کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر کی باب اعتکاف میں کہا کہ اللہ تعالیٰ جی کو ہر کام میں پسند کرتا ہے یہانتک کہ وہ سکو نماز کی طرف جانے میں بھی پسند کیا ہے اگرچہ اوس سے جماعت وغیرہ میں ہیچ پڑ جاوی تو خیر دے جلدی کو مکروہ ہی اور اوس سے منع کی ہے اگرچہ اوس جلد جانے والے فضیلت پوری نماز کی حاصل کیوں نہو اور یہ حضور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلد میں نہیں ہوتا ہو چکی عبارت فتح القدیر کی میں کہتا ہوں کہ یہی معنی ہیں اوس حدیث کی جو جامع صغیر سیوطی میں عمر رض سے مرفوع آئی ہے کہ اچھے لوگ میرے امت کے وہ ہیں کہ رخصتوں پر عمل کرتے ہیں ہو چکی عبارت شرح تحریر کی صہ اور وہ جو ابن عبد البر سی نقل کیا گیا ہے کہ عامی کی لئی رخصتونکا ڈھونڈنا بالاجماع جائز نہیں ہے تو اول تو اس نقل کو صحیح ہم نہیں مانتے اور اگر صحیح مان بھی لیویں تو دعوی اجماع کا نہیں مانتے کسلئے کہ امام احمد سے رخصتوں کی ڈھونڈنے والے کی فاسق ہونے کی باب میں دو روایتیں ہیں اور ابو یعلی نے روایت فسق کو غیر متاول اور پابند تقلید پر حمل کیا ہے شرنبلالی کی عقد الفرید میں یونہیں ہے صہ اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے کہ عامی کی لئی جائز نہیں ہے رخصتونکا ڈھونڈنا بالاجماع تو اسکا جواب یا گیا ہی کہ ہم دعوے اجماع کو نہیں مانتے اسلئی کہ فاسق ہونے میں رخصتوں کے ڈھونڈنے والیکی امام احمد سی دو روایتیں ہیں ہو چکی عبارت مسلم کی صہ اسلئی کہ رخصتوں کی ڈھونڈنے والیکی فاسق ہونے میں امام احمد سی دو روایتیں ہیں تو اجماع نرہا اور شاید کہ روایت فاسق بتانیکی اوس صورت میں ہے جب لہو و لعب کا محض قصد ہو ہو چکی عبارت شرح مسلم کی صہ کہا فاضل قندہاری نے کہ نکلتا ہے اس سے جائز ہونا مذاہب کے رخصتوں پر چلنا اور اس سے کوئی مانع شرعی منع نہیں کرتا کیونکہ آدمی کو روا ہے کہ اپنے اوپر سہل طریقہ کو اختیار کرے جو ممکن ہو سکی اور ممکن ہونا اسطرح ہے کہ عزیمت پر عمل نکر چکا ہو اور آنحضرت صلعم اس پر لکی بات کو دوست رکھتے تھے تقریر میں ہے روایت کی بخاری نے عائشہ رض

يحب ما خفف عليهم في صحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها بلفظ عنهم وفي رواية بلفظ ما يخفف عنهم اى امته
وذكروا عدة احاديث صحيحة دالة على هذا المعنى قلت وذلك لقوله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
وروى الشيخان وغيرهما حديث انما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين ولاحمد بسند صحيح خير دينكم ايسره وروى
الشيخ نصر المقدسي في كتاب الحجة مرفوعا اختلاف امتي رحمة ونقله ابن الاثير في مقدمة جامعه من قول مالك
وفي المدخل للبيهقي عن القاسم ابي محمد انه قال اختلاف امة محمد صلى الله عليه وسلم رحمة ويترجح ما قاله بعضهم على
حمله على الاختلاف في الاحكام بما في مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعا اختلاف اصحابي لكم رحمة لان في
المدخل للبيهقي عن عمر بن عبد العزيز قال ما يسرني ان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا
لم تكن رخصة واخرج البيهقي في حديث لابن عباس رضي الله عنهما قال فيه ان اصحابي بمنزلة النجوم فايما اخذ بقوله
به اهتديتم واختلاف اصحابي لكم رحمة قلت واختلاف الصحابة هو منشاء اختلاف الامة
ولما اراد هارون الرشيد حمل الناس على مؤطاء الامام مالك كما حمل عثمان الناس على القران قال
له مالك ليس الى ذلك سبيل لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقوا بعده في الامصار
فحدثوا عند اهل كل مصر علمهم وقد قال صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة وهذا كالصريح في ان المراد
الاختلاف في الاحكام قال السيد علي السمهودي رحمه الله وقال الكمال في فتح القدير في باب الاعتكاف ان الله

دوست رکھتی تھی اون باتون کو جو ہلکی ہوں امت پر صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ دوست رکھتی تھی ہلکی بات کو
امت کے اور ایک روایۃ مین امت کی تفصیل ہے آئی ہے اور ذکر کیے ہین علما نے بہت حدیثین جنمین یہ ہی کہتا ہون کہ اور یہی سبب قول الٰہی کی
ہے کہ اللہ ارادہ رکھتا ہے تمہارے حق مین آسانی اور نہین ارادہ رکھتا تمہارے حق مین سختی اور روایت کی بخاری اور مسلم اور اہل حدیث نے
کہ بھیجے گئے ہو تم آسانی کرنیوالے اور سخت گیر نہین بھیجے گئے اور امام احمد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچھا دین تمہارا وہ ہے
جو سہل تر ہے اور روایت کیا شیخ نصر مقدسی نے کتاب الحجۃ مین مرفوع آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ اختلاف میری امت کا رحمت ہے اور نقل
کیا اسکو ابن اثیر نے امام مالک کا قول اپنے جامع کے مقدمہ مین اور بیہقی کی مدخل مین قاسم ابو محمد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت
کا اختلاف رحمت ہے اور بعضون نے یہہ جو لکھا ہے کہ اس اختلاف سے احکام مین اختلاف مراد ہے اسکو غلبہ ہے بسبب اس روایت کی جو مرفوع
حضرت ابن عباس سے مسند فردوس مین آئی ہے کہ اختلاف میری صحابہ کا رحمت ہے کیونکہ بیہقی کی مدخل مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا مجھے
یہہ بات اچھی نہین لگتی ہے کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب باہم اختلاف نکرتے اسلیے کہ اگر وہ اختلاف نکرتے تو رخصت کہان سے آتی اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس کی
حدیث مین آنحضرت صلعم کی یہہ تقریر کہ آپنے فرمایا کہ میرے اصحاب مثل تارونکی ہین جسکی قول پر تم عمل کروگے ہدایت پاؤگے اور میرے صحابہ کا اختلاف
تمہارے لیے رحمت ہے مین کہتا ہون کہ صحابہ کی ہی اختلاف سے امت کا اختلاف پیدا ہوا ہے اور جسوقت ہارون رشید نے لوگونکو امام مالک کے
مؤطا پر عمل کرانا چاہا جیساکہ حضرت عثمان رضی نے لوگون کو قرآن کے عمل پر آمادہ کیا تو امام مالک نے ہارون رشید سے کہا کہ یہہ بات نہین ہوسکتی ہے اسلیے

يحب الاناة والرفق فی کل شیٔ حتی طلبه فی المشی الی الصلوة وان کان ذلک یفوت بعضها معه بالجماعة وکره الاسراع ونهی عنه وان کان قصد الطاکلها بالجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع اذ هو يذهب بالسرعة انتهے قلت وهو معنے حديث فی الجامع الصغير للسيوطی عن عمر مرفوعا افضل امتی الذين يعملون بالرخص انتهے اور کہا سید بادشاہ شارح تحریر نے وما نقل عن ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوی الاجماع کيف وفی تفسيق متتبع الرخص روايتان عن احمد وحمل القاضی ابو يعلی الرواية المفسقة علی غير متاول ولا مقلد انتهی کذا فی العقد الفريد للعلامة الشرنبلالی اور کہا فاضل بہاری نے مسلم میں وما عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجيب بالمنع اذ فی تفسيق متتبع الرخص عن احمد روايتان انتهی اور کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں اذ فی تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل رواية التفسيق انما هی فيما اذا قصد التلهی فقط لا غير انتہے اور کہا فاضل قندھاری نے منتقم میں قال ويتخرج منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا يمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا کان له سبيل اليه بان لم يکن عمل باخر فيه وکان عليه وآله الصلوة والسلام يحب ما خفف عليهم فی التقرير اخرجه البخاری عن عائشة رض

کہ بعد آنحضرت صلعم کے انکی صحابہ شہروں میں پھیل گئے اور ہر شہر والوں کو ہر ایک نے اپنے علم کی روایت کی اور آنحضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہی تو یہہ منزلہ صریح کی ہوگیا ایسا ہین کہ مراد اختلاف سے احکام کا اختلاف ہی سید سمہودی نے اسکو کہا اور کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر کی باب اعتکاف مین کہا کہ اللہ تعالے نرمی کو ہر کام مین پسند کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو نماز کی طرف جانے مین بھی پسند کیا ہے اگرچہ اوس سبب سے جماعت وغیرہ مین بیچ پڑجاوی تو خیر اور جلدی مکروہ ہی اور اوس سے نہی آئی ہے اگرچہ اوس جلدی سے وہ جانے والے فضیلت پوری نماز کی حاصل کیوں نہو اور یہہ بحضور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلدی مین نہین ہوتا ہو چکی عبارت فتح القدیر کی مین کہتا ہوں کہ یہی معنی ہین اوس حدیث کی جو جامع صغیر سیوطی مین عمر رض سے مرفوع آئی ہے کہ اچھے لوگ میرے امت کے وہ ہین کہ رخصتوں پر عمل کرتے ہین ہو چکی عبارت شرح تحریر کی ۵ اور وہ جو ابن عبد البر سے نقل کیا گیا ہے کہ عامی کی لئے رخصتوں کا ڈھونڈھنا بالاجماع جائز نہین ہے تو اول تو اس نقل کو صحیح ہم نہیں مانتے اور اگر صحیح مان بھی لیوین تو دعوی اجماع کا نہین مانتے کسلئے کہ امام احمد سے رخصتوں کی ڈھونڈنی والیکی فاسق ہونی کی باب مین دو روایتین ہین اور ابو یعلی نے روایت فسق کو غیر متاول اور بے پابند تقلید پر حمل کیا ہے شرنبلالی کی عقد الفرید مین یونہین ہے ۵ اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے کہ عامی کی لئے جائز نہین ہے رخصتوں کا ڈھونڈھنا بالاجماع تو اسکا جواب یہ دیا گیا ہی کہ ہم دعوی اجماع کو نہین مانتے اسلئے کہ فاسق ہونے میں رخصتوں کے ڈھونڈنی والیکی امام احمد سی دو روایتین ہین ہو چکی عبارت مسلم کی ۵ اسلئے کہ رخصتوں کی ڈھونڈنیوالیکی فاسق ہونے مین امام احمد سے دو روایتین ہین تو اجماع نرہا اور شاید کہ روایت فاسق بتانیکی اوس صورت مین ہے جب لہو ولعب کا محض قصد ہو ہو چکی عبارت شرح مسلم کی ۵ کہا فاضل قندھاری نے کہ نکلتا ہے اس سے جائز ہونا مذہبوں کے رخصتوں پر چلنا اور اس سے کوئی مانع شرعی منع نہین کرتا کیونکہ آدمی کو روا ہے کہ اپنے اوپر سہل طریقہ کو اختیار کرے جو ممکن ہوسکی اور یہان ممکن ہونا اس طرح ہے کہ عزیمت پر عمل نکر چکا ہو اور آنحضرت صلعم امت پر ہلکی بات کو دوست رکھتے تھے تقریر مین یہی روایت کی بخاری نے عائشہ رض سے

سلفنا عليهم وفى لفظ ما يخفف عنهم اى عن امته ويدل عليه عدة احاديث صحيحة لكن ما عن ابن عبد البر لا يجوز
للعامى تتبع الرخص اجماعا ان صح احتاج الى جواب ويمكن ان يمنع صحة دعوى الاجماع اذ فى تفسيق متتبع الرخص
عن احمد روايتان وحمل القاضى ابو يعلى الرواية المفسقة على غير متاول ولا مقلد وفى روضة النووى انه لا تفسيق
اور ابن امیر حاج مقابل میں روایتی کی جو اونکی تتبع رخص سے منع کیا ہے فرماتے ہیں وتعقب هذا اى منع الرويانى من تتبع
الرخص بانه ان اراد بالرخص ما ينقض فيه قضاء القاضى وهو ربعة ما خالف الاجماع او القواعد او النص او القياس الجلى
فهو حسن متعين فان ما لم نقره مع تاكده بحكم الحاكم فاولى ان لا نقره قبل ذلك وان اراد بالرخص ما فيه
سهولة على المكلف كيف ما كان يلزمه ان يكون من قلد الامام مالكا فى المياه والارواث وترك الالفاظ فى العقود مخالفا لتقوى الله
وليس كذلك انتهى ما قال ابن امير الحاج فى شرح التحرير كذا فى العقد الفريد للشرنبلالى اور ایسا ہی قرافی نے بھی مقابل رویانی کی ہو کہ اونکی
منع کو تتبع رخص سے رد کردیا ہے چنانچہ تقریر میں مقاصد یہ نے فرمایا ہے وتعقب القرافى الاخير بانه ان اراد بالرخص ما
ينقض فيه قضاء القاضى فحسن متعين وان اراد ما فيه سهولة على المكلف كيف ما كان يلزم ان يكون من قلد
مالكا فى المياه والارواث مخالفا لتقوى الله تعالى وليس كذلك انتهى كذا نقله الفاضل القندهارى فى المغتنم دوسرا جواب یہ ہے
کہ ہمنے فرض کیا کہ تتبع رخص ممنوع ہے لاکن اس سے یہہ کہاں لازم آتا ہے کہ تقلید مجتہد معین کی وجوب ہوجاوے کیا عدم تعیین مذہب کو تتبع
رخص لازم ہی اور احتمال اور ظن جیسا کہ مؤلف کہتا ہے اوس سے وجوب تعیین ثابت نہیں ہوجاتا مثلاً ایسے شخص کے حق میں جو ایک مذہب میں کہ

کہ بہت سہولت پاتا کو دوست رکھتے تھے اور ایک روایت میں بہت سی آیا ہے اور اسی مضمون پر چند حدیثیں صحیح دلالت کرتی ہیں لیکن وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے
کہ باجماع عامی کو رخصتوں کا ڈھونڈھنا نہیں جایز ہے اگر یہہ بات درجہ صحت کو پہونچ جاتی تو جواب دینے کی احتیاج پڑتی تو ممکن ہے کہ دعوی اجماع کی
صحیح ہونیکو منع کیا جاوے اسلیے کہ فاسق بتانے میں رخصتوں کی ڈھونڈھنے والے کی امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور حمل کیا ہے قاضی ابو یعلی نے
روایت فاسق بتانیکو اوس شخص پر جو تاویل کرنے والا ہو یا مجتہد کی تقلید کا نہو اور روضہ نووی میں ہے کہ فاسق بتانا ثابت نہیں ہے ۱۵ اور رویانی نے
نے رخصتوں کی ڈھونڈھنے پر مخالفت جو کی ہے اوسپر یوں اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اوسنے رخصتوں سے وہ مسائل ارادہ کیے ہیں جنمیں قاضی
قضا ٹوٹ جاتی ہی اور وہ چار موقع ہیں یا تو مخالف اجماع کی ہو یا قواعد شرعیہ کی یا نص کے یا قیاس جلی کی تو یہہ خوب ٹہری ہوئی بات ہے
کیونکہ جس چیز کا باوجود مضبوط ہوجانے حکم حاکم کی ہم اقرار نہیں کرتے تو اوس سے پہلے اولی ہے کہ ہم اقرار نکریں اور اگر رخصتوں سے مکلف کی آسانیت
ارادہ کیا ہے جسطرح سے ہو تو اوسپر لازم آتا ہے کہ جسنے پانی اور لید وغیرہ میں امام مالک کی تقلید کرلی اور الفاظ مشہور کو عقود میں برتا تو مخالف
اللہ کے خوف کی ہوگیا اور ہرگز یوں نہیں ہی ہوسکتی وہ عبارت جو ابن امیر حاج نے شرح تحریر میں کہا یونہیں ہے عقد الفرید میں ۱۲ اور ایسا ہی
کہا ہے قرافی نے اخیر میں اسطرح کہ اگر ارادہ کیا ہے رخصتوں سے وہ مسائل جنمیں قاضی کی قضا ٹوٹتی ہی تو یہہ خوب ٹہری ہوئی بات ہے اور اگر
سہولت کو ارادہ کیا ہے تو کیونکر لازم آتا ہے کہ جسنے پانی اور لید کی طہارت وغیرہ میں امام مالک کی تقلید کرلی تو اللہ کی خوف کی مخالف ہوگیا
ہرگز یوں نہیں ہے، ہو چکی عبارت تقریر کے اسیطرح مغتنم میں فاضل قندہاری نے نقل کیا ہے ؛

تقلید تو نہین کرتا اور چارون مذہب کی عزائم مسائل کو حوادث مختلفہ مین عمل مین لاتا ہے یہہ وجہ چوتہی جو مبنی احتمال پر ہے
اسطرح جاری ہوگی فتدبر **قال** **پانچوین وجہ** یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین کی جائز ہے بالاجماع اور تقلید بدون
تعین کے مختلف ہے درمیان علمار کی **اقول** غرض آپکی اس قول سے یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین جسکا جواز مجمع علیہ ہے
ایسے بری الذمہ ہوسکتی ہین نہ غیر معین کہ وہ مختلف فیہ ہی تو جواب اسکا بہت ظاہر ہے اسلئے کہ کلام اوس تعین تقلید مین ہے
جو بنظر وجوب کے ہو جیساکہ مولف دعوی کرتا ہے اور اسکی جواز پر اجماع ہونے کی کیا معنی جبکہ باعتبار عقیدہ اور کبہی وجوب اسکا شرک
بدعت ہونا اوسکا سابق مین چارون دلیلون اور بہتیری روایتون سی ثابت ہوچکا ہے **قال** **اور وجہ چہٹی** یہہ ہے
کہ تقلید بدون تعین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے دین مین اور بند کرنا دروازہ فساد کا واجب ہے بالاجماع **اقول** مقدمہ اولی اسکا
مردود ہے بلکہ تقلید بدون تعین کی عین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظا ایمان ہے ساتہہ خدا اور رسول کی اور بالغ ہی اشراک
فی الحکم سی اور تقلید بطریق تعین کی بزعم وجوب ماس المفاسد ہے اور منجر ہوتی ہے طرف شرک کی جیساکہ آج کل کے بعضے لوگ
اسی تقلید معین کے التزام سے مشرک ہورہے ہین کہ مقابل مین روایت کیا انکی اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہین مانتے بعضے توجیہ
عذر کرتے ہین کہ ہمارا منصب یہہ نہین کہ حدیث کو سمجہین حلوا خوردن را روئی باید باوجود اسکی کہ یہہ لوگ اپنے مذہب کے موافق
حدیثون کو سمجہتے ہین اور حدیث کی کتابوں کا ترجمہ کرتے ہین اور بعضی تاویلین کرتے ہین اور شرک ہونا ایسی تقلید کا سابق مین
مدلل بدلائل بیان ہوچکا ہے وہان پر دیکہنا چاہیے تو کہو کہ تقلید بدون تعین مذہب معین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے
یا تقلید بتعین ایک مذہب کے بزعم وجوب متضمن فساد ہے اور اختیار کرنے مین تقلید غیر معین کی دروازہ فساد کا بند ہوتا ہے
یا تقلید معین مین **قال** اور چوتہی دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی تقلید غیر معین ایسے جو اوپر گذر گئی تو اقل مرتبہ یہہ ہے کہ ہوگی
مرجوح **اقول** جبکہ تقلید معین وجوباً کا بدعت ہونا ثابت ہوگیا تو اسکی راجح ہونے کی اور غیر معین کی مرجوح ہونے کے کیا معنی
یہہ بات تو ظاہر ہے ہی لیکن اسمقام مین قابل اعلام اور تنبیہ کے یہہ بات ہے کہ اس دلیل کے قبل کوئی دلیل پہلی اور دوسری اور تیسری نہین
گذری ہے اسلئے کہ مولف نے پہلی اس سے تین باتین اپنے دعوی اجماع سی استنباط کرکے بیان کین ٹہرادی اور تیسری بات اگرچہ
ان معنی پر متضمن ہے لاکن وہ ایک ہے نہ تین پہر اس دلیل کو جو حضرت مولف دلیل چوتہی فرماتی ہین اس سی معلوم ہوا کہ یا تو
ایسے جاہل ہین کہ ایک دو تین چار کی گنتی سے ناواقف ہین اور یہہ نہین جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے احاد اعداد کے
ہی ہوا کرتی ہین اور یا جہوٹہہ کہہ دیا کہ چوتہی دلیل تاکہ عوام معلوم کرین کہ اس سے پہلے تین دلیلین گذر چکی ہین اور تعداد دلائل ثابت ہو
قال اور پانچوین دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی یہہ تقلید غیر معین مرجوح تو ترک کرنا اوسکا واجب ہوا ساتہہ قول اللہ تعالی کے
ولکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات[1] اور ساتہہ قول اللہ تعالی کے ويسارعون في الخيرات[2] **اقول** جواب اسکا بہی ظاہر ہے کہ تقلید بطریق عدم تعین
کے یہی ہی سبیل مومنین کی یعنی صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کے اور تقلید معین بزعم وجوب بدعت ہے اور مخالف کتاب اللہ کے اور حدیث

---

[1] اور ہر کسی کی ایک طرف ہے کہ وہ اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہے سو تم بہلائی کی طرف دوڑو [2] دوڑ دوڑ لیتے ہین بہلائیان

رسالے مین کیا ہے صرح ان وقت پس کی فرماد سکا ہم منوا دلیلنسکی ترک کریگا دیر منوا کیونکر ہوسکتا کہ لاکن ایک ہیلو ہے حق قابل تنبیہ ہے کہ بنا جناب مولف نے

ترک امر مشروع کو غیر مباہ کر دیا اب کہا اور ایہ سی جو گذری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب مولف کی نزدیک جو غیر ہے خواہ

وہ سنت ہو خواہ مستحب ہو مطلب ہے بحکم اس آیہ کے اور مستحب اور واجب مین فرق کرنا بیسا کہ اجماع امت کا ہی یہہ سبب

سنے ہے حالانکہ یہہ بات زمانہ رسول اللہ کے سے لیکر آجتک کسی مسلمان نے خواہ وہ جاہل ہو خواہ عالم نہین کہے ایسی جر

سمجھنے ہمیں سبات کو سنا تو وہی سوائی تہمت کی کچھ جواب نہین دیا تو ناظرین **تنویر الحق** کے اگر اس دلیل پر جناب مولف کے

ہی مطلع ہو کر اوسکی لیاقت سی مطلع نہوں تو بعد امانت **قال** چھٹی دلیل ہے الی آخرہ **اقول** مدار اس دلیل کا استقدمہ

سے کہ تقلید غیر معین سے عہدہ التکلیف سی براءۃ نہین ہوتی اور تم خوب دیکھ چکے ہو کہ تقلید غیر معین ہی سبیل مومنین کی

راہ ہے صحابہ سے لیکر زمانہ صاحب مذہب تک اور خلاف اسکا بدعت ہی پہر کسطرح عہدہ برائی نہوگی تقلید غیر معین سی **قال** الرابع

طریقہ دوسرا الخ **اقول** مدار اس کا اس مقدمہ پر ہے کہ اپنا اپنا مذہب غلبہ ظن سے احسن ہوتا ہے مذہب غیر سے جیسا کہ کہا ہی علامہ نسفی نے

تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قول نسفی کا منقول ہے لیکن ظاہر معنی اور ہر متعلد کے یہہ شان نہین کہ اپنے مذہب کو غیر مذہب سے بہتر سمجھ رکھی بلکہ

اہل نزدیک سب ائمہ حق مین برابر ہین چنانچہ تحقیق اسکی بوجہ بسط مقدمہ سیادسہ مین متعلقات دلیل اول ہی اور ہر بطلان تقلید معین

جرم وجوب کی گذر چکی ہی شایق کو چاہیے کہ وہان پر دیکھی **قال** طریق تیسرا الخ **اقول** اس طریق کا مبنی کئی امرون پر ہے ایک تو

بطلان حکم مخالف ملائیۃ الاربعۃ ہے اور ایک امتناع رجوع بعد العمل اور ایک امتناع تتبع رخص سو ان تینون امرون کی تحقیق ہو چکی

بسط علیحدہ علیحدہ گذر چکی ہے اور ثابت ہو چکا ہی کہ یہہ امور اولاً تو باطل ہین اور ثانیاً باوجود تسلیم صحت انکی کی مستلزم وجوب تعیین

مذہب معین کی نہیں ہوتی اور ایک معنی جدید اس طریق کا یہہ ہے کہ حکم ملفق باطل ہے بالاجماع تو بنا بر اس معنی کی تقریر اس

طریق کی قطع نظر صحت اور غلطی سی یہہ ہوگی کہ تلفیق باطل ہے بالاجماع پس تقلید ایک مذہب کی متعین ہو گئی تو جواب اسکی دو ہین

اول یہہ کہ تلفیق امر مختلف فیہ ہے بعضی کہتے ہین جایز ہے اور بعضون کی نزدیک باطل ہے تو جسنی کہ بالاجماع باطل کہا ہی دعوی

اوسکا مردود ہے سیوطی **الطحطاوی** نے کہا ہے قولہ باطل بالاجماع لعلہ لم یعتبر القول بجوازہ انتہے یعنی شاید کہ

اجماع کی بیچ قول جواز کو خیال نہین کیا اور کہا **وهو باطل خلافا لابن الهمام افاده ابو السعود** انتہے اور جبکہ دعوی مدعی اجماع کا

مردود ہوا اور حکم ملفق مختلف فیہ ہوا تو اب ہم دعوی کرتے ہین کہ جواز ہے تلفیق کا محقق ہے اور یہی مدلل بدلائل ہے اور

مختار ہے محقق ابن الہمام کا اور سید **بادشاہ شارح تحریر** کا اور خاتم المتاخرین ابن نجیم صاحب بحر کا اور بعض ائمہ کا علما خوارزم سے

اور اون سب علما کا جو فتوا دیتے علی الغایب بصحۃ النکاح بعبارۃ النساء تجویز کرتے ہین بلکہ ثابت ہے جواز اسکا امام ابو یوسف

کے فعل سے کہا ساحب بحر نے رسالہ بیع الوقف لاملی وجہ الاستبدال مین **ویمکن ان یوخذ صحۃ الاستبدال من قول ابی یوسف**

وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین قال فی الفتاوی البزازیۃ من کتاب الصلوۃ

لہ اور ہو سکتا ہے کہ صحت ستبدال قول امام ابو یوسف سے لیا جاوے اور صحت بیع غبن فاحش سے کا امام ابو حنیفہ کی قول پر تلفیق جائز ہے کی بنا پر اور فتاوی مین کہا ہے

من فصل زلة القارئ ومن علماء خوارزم من اختار عدم الفساد بالخطاء في القراءة اخذا بمذهب الامام الشافعي فقال
الباقوجي مذهبه من غير الفاتحة فقال للباقوجي اخذت من مذهبه الاطلاق وتركت القيد لما تقرر في كلام محمد ان المجتهد يتبع
الدليل لا القائل حتى صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء على الغائب انتهى وما وقع في آخر التحرير من منع التلفيق فانما عزاه
الى بعض المتأخرين وليس هذا المذهب انتهى كلام صاحب البحر الرائق اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں واعترض عليه بان بطلان الصورة
المذكورة عندهما غير مسلم فان مالكا لم يقل ان من قلد الشافعي في عدم الصداق ان نكاحه باطل ولم يقل الشافعي ان من قلد مالكا في عدم الشهود
ان نكاحه باطل انتهى واورد عليه ان عدم قولهما بالبطلان في حق من قلد احدهما وراعى مذهبه في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل وما
نحن فيه من قلدهما وخالف كلا منهما في شيء وعدم القول بالبطلان في ذلك لا يستلزم عدم القول به في هذا وقد يجاب عنه بان
الفارق بينهما ليس الا ان كل واحد من المجتهدين لا يجد في صورة التلفيق جميع ما شرط في صحتها بل يجد بعضها دون بعض وهذا
الفارق لا يصلح ان يكون موجبا للحكم بالبطلان وكيف يسلم المخالفة في بعض الشروط اهون من المخالفة في الجميع فيلزم الحكم بالصحة
بالاهون بالطريق الاولى ومن ادعى وجود فارق آخر ووجود دليل آخر على بطلان صورة التلفيق على خلاف الصورة الاولى فعليه
بالبرهان فان قلت لا نسلم كون المخالفة في البعض اهون من المخالفة في الكل لان المخالف في الكل يتبع مجتهدا واحدا في جميع ما يتوقف
عليه صحة العمل وههنا لم يتبع واحدا قلت هذا انما يتم لك اذا كان معك دليل من نص او اجماع او قياس قوي يدل على ان العمل اذا كان لم

زلة القارئ کی فصل میں اور علماء خوارزم میں سے وہ علما بعضے ہیں جنہوں نے اختیار کیا ہے عدم فساد نماز کا قراءة کی خطا سے امام شافعی کے
مذہب کا عملدرآمد کرکے تو ایسے عالم سے باقوجی نے کہا کہ مذہب شافعی کا فاتحہ کی سوا میں ہے تو اونہے باقوجی کو جواب دیا کہ میں نے
امام شافعی کے مذہب کو مطلق لیا ہے اور فاتحہ کی قید چھوڑ دے ہے چنانچہ ٹھہر گیا ہے امام محمد کی قول میں کہ مجتہد دلیل کا پیرو
ہوتا ہے نہ کہنے والے کا یہانتک کہ صحیح ہے حکم صحت نکاح کا غائب پر بموجب بیان عورتوں کی اور وہ جو آخر تحریر میں منع تلفیق
کی بحث واقع ہوئی ہے تو وہ بعضے متاخرین کی طرف صاحب تحریر نے منسوب کی ہے اور یہہ مذہب نہیں ہے ہو چکا کلام بحر الرائق کا
۵ اور اعتراض کیا گیا ہے اسپر سطر سے کہ باطل ہونا صورت مذکور کا اون دونوں کے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ امام مالک نے
نہیں کہا کہ جسنے امام شافعی کی تقلید کرکے بلا مہر کے نکاح کر لیا تو نکاح اوسکا باطل ہے اور امام شافعی نے نہیں کہا کہ جو امام
مالک کی تقلید کرکے بے گواہوں کے نکاح کر لیا تو نکاح اوسکا باطل ہے ہو چکی عبارت اعتراض شرح تحریر کی اور اعتراض کیا گیا ہے اسپر یوں
کہ اون دونوں کا باطل نہ کہنا اوسکی حق میں ہے جو ایک کی تقلید کرکے مذہب کے تمام ضروری باتوں کی رعایت رکھی اور اس صورت
میں ہمارے تمہارے بحث ہے باطل نہ کہنا لازم نہیں اور کبھی جواب اس اعتراض کا یوں دیا جاتا ہے کہ ان دونوں میں فرق فقط اتنا ہے
کہ کوئی مجتہد صورت تلفیق میں اپنے مذہب کے صحت کے سارے شرطیں نہیں پاتا بلکہ بعضے پاتا ہے بعضے نہیں اور یہہ فرق ہم نہیں مانتے
کہ باطل ہونیکا سبب ہو سکی اور کیونکر یا مانا جاوے حالانکہ مخالفت بعض شرطوں میں سہل ہے پوری مخالفت سے تو لازم آئیگا حکم صحت کا دینا سہل پر بطریق اولیٰ اور جو
شخص دعوے رکھتا ہے کہ اور بھی فرق ہے تو اوسپر دلیل لازم ہے پھر اگر کوئی کہے ہم نہیں مانتے کہ بعضی باتوں کی مخالفت پوری مخالفت سے سہل ہے کیونکہ پوری

شروط يجب على المقلد ههنا اتباع مجتهد واحد فى جميع ما يتوقف على ذلك فات به ان كنت من الصادقين
انتهى كلامه. كما مر من قول الغير اعلم ان الملا حسن الشرنبلالى يدعى خلاف ما ادعاه السيد بادشاه فقد نقل
كلام السيد فى رسالته العقد الفريد ثم اورد عليه كلاما طويلا لكن مبنى جميع ذلك على الاجماع المركب للائمة
الاربعة وقد رايت فساده وما اورد على سند منهية بوجود الفارق من انه مع التلفيق لا نجد شيئا نحكم
عليه بالصحة او الفساد وادعاء اهونية التقليد فى البعض من الكل يستلزم وجود موصوف
ليقال بوصفه بالاهونية ولا وجود لشىء حالة التلفيق فانتفى ادعاء الاهونية فلا نحتاج لاقامة
دليل من نص او اجماع او قياس على منع التلفيق انتهى ايراده فلا يخفى انه باطل صريحا وبعيد من
شانه كل البعد ومصادرة على المطلوب اذ لا يخفى على من له ادنى مسكة ان مناط الايراد على انه لا وجود
لشىء حالة التلفيق وهو عين الدعوى اعنى بطلان التلفيق فكيف يصلح لكونه دليلا ومنع السيد رحمه الله ليس الا
اياه ولا يطلب السيد ح الدليل من نص واجماع او قياس قوى الا على هذا فكيف الاستغناء للمورد من
اقامة الدليل كما قال لا نحتاج لاقامة الدليل من نص او اجماع الخ فالقول قول السيد بادشاه من جواز
التلفيق والله اعلم بما هو التحقيق ، اور كہا مولانا المحقق ابن الملا فروخ المكى الحنفى نے قول سديد میں

مخالفت میں ایک مجتہد کی مذہب کے سارے شرطین ہیں اور یہان ایک کی بہی شرطین نہیں ہیں جواب دونگا کہ یہہ بات تو جب پوری ہو کہ
تیری پاس آیۃ یا اجماع یا قیاس قوی سی ایسی دلیل ہو کہ دلالت کرتی ہو اسپر کہ کسی عمل کیلئے جب شرطین ہوں تو مقلد پر واجب ہے کہ اون
سب شرطوں میں ایک مجتہد کی پیروی کرے اگر سچا ہے تو وہ دلیل لا ہو چکا کلام سید کا اور آمد یکا کلام بہی اسی مضمون کا گذر چکا ہی جان تو کہا ہے
کہ ملا حسن شرنبلالی سید کی خلاف کا مدعی ہے اسلیئے اپنے رسالہ عقد الفرید میں سید کا کلام نقل کیا پہر اوسپر بڑا لنبا اعتراض کیا ہے
لیکن بنا اوس سب کا ائمہ اربعہ کا اجماع مرکب ہے اور اوسکا فساد تجہی معلوم ہو چکا اور وہ جو حاشیہ کی سند پر اور فارق ہونیکا اعتراض کیا ہے
سو تلفیق میں کوئی چیز نہیں پاتے کہ اوسپر صحت اور فساد کا حکم لگایا جاوے اور یہہ دعوا کہ مخالفت بعض کے ساتہہ بہ نسبت مخالفت
پوری کی سہل ہے یہہ کسی موصوف کو چاہتا ہے تا کہ سہل ہونیکی صفت اوسکی متعلق کیجاوے اور حالت تلفیق میں کوئی چیز نہیں ہے اسواسطے
سہل ہونیکا دعوے جاتا رہا سو ہمیں کسی دلیل کی حاجت نہیں آیۃ اور اجماع سی تلفیق کے منع پر ہو چکا اعتراض سو پوشیدہ نہیں کہ یہہ صریح
باطل ہے اور معترض کی شان سی بہت بعید ہے اور مطلوب پر مصادرہ ہے کیونکہ جسے کچہہ بہی سمجہہ ہے اوسپر پوشیدہ نہیں کہ مدار اعتراض کا
اسپر ہے کہ حالت تلفیق میں کوئی چیز نہیں ہے اور وہ عین دعوے ہے یعنے باطل ہونا تلفیق کا سو یہہ کیونکر دلیل
ہوسکتا ہے اور منع کرنا سید کا اسی سی لگتا ہے اور اسپر آیۃ اور اجماع اور قیاس قوی سی سید نی دلیل طلب
کی ہے تو اب اعتراض کرنیوالے سے دلیل سے بے پروا کیونکر ہوسکتی ہے کہ اوسنی کہدیا کہ ہمیں دلیل قایم کرنیکی آیۃ اور
اجماع سے حاجت نہیں اخر مقولہ تک سو اب بات تو سید ہی کی بات ہے کہ تلفیق جائز ہے آگے اللہ جانی

قد استفاض عند فضلاء العصر منع التلفيق في التقليد وذلك بان يعمل مثلا في بعض اعمال الطهارة والصلوة
واحدهما بمذهب امام وفي البعض بمذهب امام آخر ولم اجد على امتناع ذلك برهانا بل قد
اشار الى عدم منعه المحقق ابن الهمام في التحرير وانه لم يدل ما يمنع منه ونقل منع التلفيق عن بعض
المتاخرين قال شارح تحريره العلامة ابن امير الحاج هو العلامة العراقي انتهى قلت وهو من فضلاء الاصوليين
من المالكية ولا علينا ان ناخذ بقوله خصوصا قد وجد عن بعض ائمتنا ما يدل على جوازه بل وقوعه وهو ما نقل
في البزازية ان من علماء خوارزم يعني من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوة بالخطاء في القرأة فيما اخذ بمذهب
الامام الشافعي فقيل له مذهبه في غير الفاتحة فقال اخترت من مذهبه الاطلاق وتركت القيد لما تقرر في كلام
محمد رح ان المجتهد يتبع الدليل لا القائل حتى صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء على الغائب انتهى نقله
عنها العلامة خاتم المتاخرين ابن نجيم في بعض رسائله في الوقف فانظر حيث لفق بان اخذ بمذهبه اي بمذهب نفسه الحنفي
في ان الفاتحة ليست بركن فلا يضر نقصان بعضها فيما اخطا فيه يعني اخطاء فاحشا بان قال مثلا اياك نفعل
واياك نستعين لسبق اللسان فاخطاء فان الفاتحة نقصت بلفظ نعبد فلم يجز صلوته على مذهب الشافعي ما لم يعد
قراءة نعبد فاذا اعادها صحت ولم تفسد صلوته عنده بهذه اللفظ لان عنده الكلام الخطاء لا يفسد اذا كان قليلا

ف۵ مشہور ہو گیا علماء زمانہ مین تقلید مین تلفیق کا منع ہونا اور اسکی صورت یہہ ہے کہ عمل کرے بعضے عملون وضو اور غسل مین اور
نماز مین یا انہین سی ایک مین ایک مذہب کے موافق اور اور بعضے چیزون مین دوسرے امام کے موافق اور مینے اسکی منع پر کوئی دلیل
نہین پائی بلکہ اوسکی منع نہونی پر تحریر مین ابن ہمام نے اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ دریافت نہین ہوتا کہ تلفیق سی کونسی چیز منع کرتی
ہے ہان بعضی متاخرون سے اوسکا منع ہونا نقل کیا ہے کہا علامہ ابن امیر حاج نے کہ وہ متاخر علامہ عراقی ہے مین کہتا ہون کہ وہ عراقی
مالکیون مین کا ایک فاضل اصولی ہے تو ہمپر ضرور نہین کہ اوسکا قول لین علی الخصوص جب ہم نے خصوصا اوس حالت مین کہ پایا ہے اپنے مذہب کے
بعضے اماموں سے وہ کلام جو دلالت رکھتا ہے اوسکی جائز ہونی بلکہ واقع ہونی پر اور وہ وہ ہے جو بزازیہ مین نقل کیا کہ خوارزم کی علمای حنفی
نے فساد نہ ہونا نماز کا پسند کیا ہے قرارت کی خطا سے امام شافعی رح کا مذہب اختیار کر کے سو جب اون سے کہا گیا کہ امام شافعی رح کا تو
یہہ مذہب الحمد کے سوائی قرات مین ہے تو جواب دیا کہ اختیار کیا ہے مینے اونکی مذہب کو بلا قید اور قید الحمد کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ امام محمد رح کے
کلام مین یہہ بات ٹھہر چکی ہے کہ مجتہد دلیل کا پیرو ہوتا ہے نہ کہنے والے کا یہانتک کہ عورتونکی بیان پر غائب پر نکاح صحیح ہوجاتا ہے
نقل کیا اسکو ابن نجیم نے اپنے بعض رسالہ مین سو دیکھہ کیسی تلفیق ہوئی کہ اپنے مذہب حنفی سی یہہ لیا کہ الحمد رکن نہین ہے تو ضرر نہین
پہونچاتا جبکہ اوسمین کچھہ نقصان پڑجائی مثلا تیزی زبان سی ایاک نفعد وایاک نستعین کہدے تو خطا کیا سوا الحمد کے لفظ
نعبد کے روسی گہٹ جاوی سے گے سو نماز ایسی شخص کی بموجب مذہب امام شافعی رح کے جائز نہوگی تا وقتیکہ لفظ
نعبد کو پہر نہ کہیگا ہان جب پہر کہیگا تو نماز درست ہو جاویگی اور اوسکی نماز فاسد نہوگی شافعی کے نزدیک کیونکہ موجب انکی مذہب کے چوک کا کلام نماز کو نہین توڑتا

وعندنا هو مفسد فاذا اعادها على الصحة لا يفيد لان الصلوة قد فسدت بهذا وقد قال بعدم الفساد بعض المشايخ
اذا اعادها على الصحة كما نقله الزاهدي ولكن ظاهرها في البزازية عن بعض علماء خوارزم انه لا يفسد ولو لم
يعد على الصحة اخذا بمذهب الشافعي في عدم الفساد بالخطاء وهو عين التلفيق وكذلك مسئلة النكاح
فانه لا يصح بعبارة النساء عند الشافعي ويصح عنده على الغائب وعندنا الحكم بالعكس في المسئلتين فاذا حكم
بصحة وقوعه بعبارة النساء على الغائب فقد لفق ومع هذا فقد حكموا بصحته الحكم الملفق من المذهبين وكذلك
مسئلة الامام ابي يوسف رحمه الله لما صلى بالناس الجمعة واخبر بوجود فارة ميتة في ماء الحمام الذي اغتسل منه
الجمعة فقال الاخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا قال في المحيط البرهاني والفتاوى الظهيرية ولم
يكن ذلك مذهبه وذكر المسئلة في الظهيرية وغيرها في كتاب النكاح مستشهدا بها في مسئلة من مسائل النكاح سيأتي ذكرها للحنفي
ان يعمل بغير مذهبه فهذا ابو يوسف امام المذهب وكبيره المجتهد الكامل قد قلد عند الضرورة ولم يكن ذلك مذهبا له بل مذهبه
نجس الماء القليل وان لم يتغير بوقوع ما ينجسه فيه ولا شك عند الظاهر انه فعل الطهارة وصلى الصلوة على مقتضى مذهبه وانما
قلد في خصوص الماء فقد حصل التلفيق منه وهو اوفى حجة انتهى

واضح ہو کہ یہہ روایات مستندہ الی الائمہ والجواز تلفیق پر محض الزاما نقل کی گئی ہیں اور دلائل تحقیقی ہماری نزدیک وہی ہیں

ہمارے نزدیک مفسد ہے اور جب اس لفظ کو ٹھیک ٹھیک کہہ لیا تو وہ فائدہ نہ دیگا کیونکہ نماز تو بگڑ چکی اور کہا ہے بعضے مشائخ نے
بلا شک نہیں مشائخوں نے یہہ کہا ہے کہ نماز نہیں بگڑتی ہماری نزدیک جب ٹھیک ٹھیک اس لفظ کو کہہ لی چنانچہ زاہدی نے نقل کیا ہے
لیکن ظاہر وہی ہی جو بزازیہ میں بعضے علماء خوارزم سے ہی کہ نماز نہیں بگڑتی اگرچہ ٹھیک ٹھیک اس لفظ کو پھر نکہی اور یہہ مقولہ
انہوں نے امام شافعی رح کا مذہب لیکر کہا ہے کہ خطا سے نماز نہیں بگڑتی اور یہہ عین تلفیق ہے اور اسیطرح ہے مسئلہ نکاح کا
کہ وہ عورتونکی بیان پر امام شافعی رح کی نزدیک صحیح نہیں ہوتا اور غائب پر صحیح ہو جاتا ہے اور ہمارے مذہب میں حکم اولٹا ہے دونو
مسئلونمیں سو پھر جب بیان عورتونکی جبکہ صحت نکاح کا حکم غائب پر دیا تو یہہ تلفیق ہوئی اور باوجود اسکی دونو مذہب کے تلفیقی مسئلہ کا
حکم صحت دیا گیا ہے اور اسیطرح یہہ مسئلہ ہے کہ امام ابو یوسف رح نے جب جمعہ کی نماز پڑھی اور پھر جس حمام کی پانی سے نہائی تہی اوسمیں مرا
ہوا چوہی کی ہونیکی خبر دی گئی تو کہا کہ ہم اپنے بہائیوں اہل مدینہ کے اس قول پر عمل کرتے ہیں کہ جب پانی دو قلونکو پہونچ جاوے تو ناپاک
نہیں ہوتا محیط برہانی اور فتاوے ظہیریہ میں کہا ہے کہ یہہ اونکا پہلی مذہب تہا اور ظہیریہ اور فقہ کی اور کتابونمیں یہہ مسئلہ بحث نکاح میں
بطور استشہاد کی مسائل نکاح پر مذکور ہے کہ حنفی مذہب کو غیر مذہب پر عمل کرنا پہونچتا ہے چنانچہ اسکا ذکر قریب آویگا سو دیکھنا چاہیے کہ یہہ
امام ابو یوسف کہ امام مذہب اور مجتہد کامل ہیں اور انہوں نے ضرورت کیوقت غیر کی تقلید کی اور یہہ اونکا مذہب نہ تہا بلکہ مذہب یہہ تہا
کہ تہوڑا پانی اگرچہ نجاست کی پڑنی سی بگڑی نہیں تبہی نجس ہو جاتا ہی اور اسمیں شک نہیں کہ انہوں نے پانی کو پاک جانا اور اپنے
مذہب کی موافق نماز پڑہی فقط پانی میں اور کی تقلید کی ہے سو اس سی تلفیق حاصل ہو گئی اور یہہ بڑی حجت ہے

جو بطلان پر تقلید شخص معین کی اور حقیقت پر تقلید بدون التزام کی نقل کی گئی ہین یا اُنہی کراون دلیل سے عموماً تخصیص ہو جیسا باطل ہے

ہے خواہ واحد ہو خواہ متعدد دھین ہو خواہ حوادث مختلفہ مین ہو دوسرا جواب فرض کیا کہ تعین باطل ہے لیکن اس سے وہ عدم تعین

جسمین تلفیق ہا ئی جاوے کیونکر باطل ہو گی کیا عدم التزام مستلزم تلفیق کو ہوتا ہے مثلاً ایک شخص ایک محل مین ابوحنیفہ کے

مذہب کی تقلید کرتا ہے ساتھ کہ دوسرے مذہب کی اسمین خلط نہین کرتا اور دوسرے محل مین شافعی کی تقلید کرتا ہی اوسیطرح پر تو اوس شخص کے

حقمین بطلان تلفیق کیا اثر کریگا اور اوسکی سلک کو کیونکر باطل کریگا **تنبیہ** ایک دلیل جناب مولف نے خاص اپنے طرف سے حقمین کو

اینجا مستند انہین مگر سوء فہم او نکا ہی ارشاد فرمائی ہے سو نقل کرنا اوسکا سوا تضییع اوقات کی کچھ نہین ہی اور رد مین اوسکی اسی قدر کافی ہے کہ مدار

اس دلیل کی تین امر ہین اجماع مرکب آئمہ اربعہ کا اور شمول منع رجوع بعد العمل کا معنی ظاہر اور منع ہونا متبع رخص کا بالاجماع اور بطلان تینون امر کا بوجہ بیشک جیسا کہ قال

او پر جو کلام کیا گیا تمیز نزدیک صاحب بحر الرائق اور شیخ ابن الہمام جایز ہے سو یہ بات اونکی صریح کلام سے نہین ثابت **اقول** مذہب صاحب بحر کا بہی کلام

اونکی سے معلوم ہوا اور مذہب ابن الہمام کا بہی کلام اونکی اور کلام بلاغت نظام سے **شاہ ولی اللہ** کی معلوم ہو چکا پہر اگر مؤلف استعداد

فہم کلام اونکی کے نرکہتا ہو تو صاحب بحر و ابن الہمام کا کیا قصور لیکن بسبب اسکے کہ تقلید مذموم کی پٹی آنکہہ اور دل پر باندہ رکہا

نظر آدمی تو ہمارا اسمین کیا چارہ انا للہ انا الیہ راجعون اور جن اقاویل سے ابن الہمام کے اور صاحب بحر کے مؤلف بطلان تلفیق نکالتا ہے

او نمین سے ہرگز بطلان تلفیق کے مفہوم نہین ہوتی اور چونکہ اخیر مین باب ثانی کی مؤلف قول ابن الہمام کا فتح القدیر

بوسطہ عالمگیر ہے کے اور صاحب بحر کا رسائل زمینیہ سے پہر مکرر لایا ہے اسلئے رد اوسکا وہان پر ہے ہو گا تو اوسجگہہ دیکہنا

معلوم ہو گا کہ ان قولون سے عدم التزام مذہب معین مطلقاً باطل نہین ہوتا چہ جائیکہ باطل ہونا تلفیق کا فانتظر **قال**

چوتہا طریق الخ **اقول** اس طریق مین یہہ خرافات کیا ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے مذہب کے مخالف حکم نہ دینا چاہئے جیسا کہ

کہا مسلم مین ولو حکم مجتہد بخلاف اجتہاده کان باطلا اتفاقا وان قلد غیرہ لانہ یجب علیہ العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید

مع اجتہاده اجماعا کذا فی شرح المختصر اور یہہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرکے کہا ہے کہ جبکہ مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر

عمل بچا ہے تو اوسکی مقلد کو بہی خلاف اپنے امام کے بچنا ہے انتہے حاصل کلامہ لاکن ہمنے ایسا غافل کہین

نہین دیکہا کہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرتا ہے حالانکہ مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کے حرام ہے اور مقلد کو وقت عدم علم

کے تقلید کسی مجتہد کی لا علی التعین واجب ہی ساتہہ قول اللہ تعالے کے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

پس رد کیا اس غافل نے اس قیاس کرنے سے اوس ادلہ اربعہ شرعیہ مذکورہ سابقہ کو جو تعین مذہب معین کا بزعم وجوب منع

کر رہے ہین اور سابق مین نقل کی گئی ہین اور رد کیا اقاویل ائمہ کو جو تینتیس[۳۵] ردہ متون کے ضمن مین گذر چکی ہین اور

تکمیع نظر اون ادلہ اور روایات سے بنفس **مختصر الاصول** مین خاص کر یہہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقلد مخالف

ملہ اور اگر حکم کیا اپنے اجتہاد کے خلاف تو باطل ٹہریگا بالاتفاق اگرچہ غیر کی تقلید سے کیون نکرے

کیونکہ اوسپر واجب ہے کہ اپنے گمان کی موافق عمل کری اور اوسکو تقلید نہین پہونچتی باوجود اوسکی اجتہاد کی بالاجماع شرح مختصر ابن الحاجب

اجتہاد امام اپنے کی تو حکم اوسکا جایز ہے چنانچہ کہا منتہی الحصول مین فی المختصر ولو حکم المقلد بخلاف اجتہاد
امامہ جری علی جواز تقلید غیرہ انتہی ای استناد الحکم علی ما یجیٔ من المقلد ہل یستقبل غیرہ انتہی یہہ مخالف دلایل اربعہ کی اور خبر
روایات سلف کی اور باوجود صاحب مختصر الاصول کے تصریح کی اوپر اس بات کی کہ اگر مقلد اپنے امام کے اجتہاد کی خلاف
حکم کرے تو حکم اوسکا جاری ہو جاویگا قیاس مع الفارق جناب مولف کا سوائی غفلت اور کم فہمی کے کیا
تصور کیا جاوے ذرہ اِس مقام مین غور کرنا چاہیئے **قال** نقل کیا حموی نے بیچ شرح اشباہ والنظائر کے
فن ثانی مین بیچ کتاب التعزیر کے وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذہب الی مذہب بالاجتہاد والبرہان آثم یستوجب
التعزیر فبلا اجتہاد وبرہان اولی انتہی **اقول** اس نقل مین فتح القدیر سے بہی وہی نقشہ ہوا ہے کہ لا
تقربوا الصلوة کو تو لے لیا ہے اور انتم سکاری کو چہوڑ دیا ہے اسلیئے کہ شیخ ابن الہمام نے یہ قول مشایخ کا
فتح القدیر مین نقل کرکے پہر اوسکو رد کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہہ تشدیدات محض الزامات ہین یعنی کوئی امر
شرعی نہین اور حجت دینی نہین چنانچہ ابن **امیر الحاج** شرح تحریر مین تمام کلام شیخ ابن الہمام کا نقل فرماتے
ہین جیسا کہ **ملا حسن شرنبلالی حنفی** کلام ابن امیر حاج کا نقل کرتے ہین وقال ابن امیر الحاج عقب کلام
المات ابن الہمام فی ہذا المحل ما نصہ وقال ایضا یعنے شیخہ ابن الہمام فی شرح الہدایة عقب ما قدمناہ
من بیان حقیقة الانتقال والغالب ان مثل ہذہ یعنے التشدیدات التی ذکروہا فقالوا المنتقل من مذہب الی
مذہب باجتہاد وبرہان آثم یستوجب التعزیر فبلا اجتہاد وبرہان اولی ولا بد ان یراد بہذا الاجتہاد معنی التحری
وتحکیم القلب لان العامی لیس لہ اجتہاد فتلک التشدیدات الزامات منہم ای من المشایخ لکف الناس عن تتبع الرخص
والا اخذ العامی فی کل مسئلة بقول مجتہد یکون قولہ اخف علیہ وانا لا ادری ما یمنع ہذا من العقل والسمع وکون الانسان
یتتبع ما ہو اخف علی نفسہ من قول مجتہد مسوغ لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمة علیہ انتہی

ف اور اگر حکم کری مقلد اپنے امام کی اجتہاد کی مخالف تو حکم اوسکا جاری ہوگا بنا بر جایز ہونی تقلید غیر کی یعنی بنایا ویگا یہہ حکم اوس تقریر پر جو آگی آویگی
کہ مقلد کو غیر کی تقلید بہی صحیح ہے یا نہین ف مشایخ نے کہا ہی کہ انتقال کرنیوالا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف کو اجتہاد اور دلیل سے گنہگار ہے
سو بغیر اجتہاد اور دلیل کے بدرجہ اولیٰ گنہگار ہوگا ف اور کہا ابن امیر حاج نے ماتن کی کلام کے پیچہے اسی جگہہ کہ شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ مین کہا ہی کہ غالب
یہہ ہے کہ مثل ایسی تشددات جو مشایخ نی ذکر کی ہین کہ انتقال کرنیوالا ایک مذہب سے دوسرے کیطرف کو اجتہاد اور دلیل سے گنہگار لایق تعزیر ہے سو بلا اجتہاد اور
دلیل کے بدرجہ اولی گنہگار ہوگا اور ضرور ہے کہ اس اجتہاد سے تحری کی معنی مراد لیں جاوین کیونکہ عامی کی لئی اجتہاد نہین ہوتا سو یہہ تشددات اونکی الزامات ہین تاکہ
لوگ رخصتین نہ ڈہونڈین اور نہین تو لیگا عامی ہر مسئلہ مین بموجب مذہب اوس مجتہد کے جو اوسپر سہل ہوا اور مین نہین جانتا کہ اسکو عقل
اور نقل سے کون مانع ہے اور انسان کا مجتہد کی قول مین سے سہل بات کو لینا بشرطیکہ وہ مجتہد جایز التقلید ہو مین شرع سے
اسپر کچہہ مذمت نہین جانتا ہون یہ وہ عبارت جو شرنبلالی نے عقد الفرید مین نقل کی ہے

ما نقلہ الشرنبلالی عن ابن امیر حاج فی العقد الفرید سو دیکھو تصرف حضرت ناقل کا کہ قالوا کی سرسی حرف ف کو اُڑا دیا
اور خبر سے فتلک التشدیدات الزامات منھم کو چھوڑ دیا نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ فی الدین اور جبکہ سرقہ اور خیانت
نقل کی فتح القدیر سے ثابت ہو چکی تو اب سنو نفس مسئلہ انتقال کے تحقیق سو ہرچند کہ بعد اثبات حقیقۃ تقلید بدون تعیین کے
اور ادلہ اربعہ سے اور پینتیس ۳۵ روایتوں سلف اور خلف سے جسنے یہہ معلوم ہوگیا ہے کہ سبیل مومنین کا یہی ہے کہ بدون التزام
ایک مذہب معین کے اتباع مجتہدین کیا کریں حاجت اسکی نہیں رہی کہ جواز انتقال کو علیحدہ ثابت کریں لاکن چونکہ عند القوم
والعلماء الاصولیین یہہ مسئلہ مستقل ہوکر مندرج کتب اصول میں ہے اسلئے ہم بہی علیحدہ بیان کرتے ہیں تو معلوم کرنا
چاہیئے کہ انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے درست ہے بلا ارتیاب و ہمین دلایل سے جنسے تقلید بطور عدم
تعیین کے ثابت ہو چکی ہے اور علماء مذہب میں سے بہت لوگوں سے جواز پر روایتیں ہیں اور سب محقق لوگ جواز انتقال کے
قایل ہیں اگرچہ بعضے متاخرین جیسے صاحب قنیہ و قہستانی وغیرہ کہ جو حدیث و قرآن سے بے بہرہ ہیں منتقل کے حق میں
اوسکی تعزیر مروے ہے تو صاحب مذہب اور اونکی شاگردون کاملین سے منقول نہیں اور ملا علی قاری
بیچ رسالہ اپنے سم القوارض کے لکہتے ہیں وفی الظہیریۃ روی عن ابی حنیفۃ انہ قال لایحل لاحد ان یفتی
بقولنا مالم یعلم من این قلنا انتہی فاذا کان لایجوز تقلید الامام من غیر دلیل فی الاحکام فکیف یجوز
تقلید المقلدین الذین ما وصلوا الی مقام المجتہدین نعم یجوز للعامی ان یقلد العالم
ولو مقلدا للضرورۃ امر الدین انتہی کلامہ پس عبارت میں ملا علی قاری کی نظر کرو غور سے کہ قول قنیہ وغیرہ بیچ
حق منتقل کے تجویز تعزیر کے کیونکر مقبول ہو بلا دلیل شرعی و بغیر نقل کے مجتہدین سابقین سے اور کلام شیخ ابن الہمام
اور شارح ابن امیر حاج کا جسمین ہا تعیین انتقال پر رد کیے ہے وہ تو عبارت سے شرح ابن امیر حاج کی جو ملا حسن شرنبلالی نے نقل کی ہے
معلوم ہوگیا ہے اب سنو کہ کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں فان ارادوا یعنی المشایخ القائلین
من الحنفیۃ بان المنتقل من مذہب الی مذہب آخر یستوجب التعزیر بالارادۃ وهذا الالتزام فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتہد
المعین بالتزام نفسہ ذلک قولا او نیۃ شرعا انتہی کما نقلہ الشرنبلالی فی العقد الفرید اور امام نوادی اور رافعی سے بہی یہی منقول ہے کہ
انتقال جایز ہے اور کہا نوادی نے روضہ میں کہ جب کہ مذاہب مدون ہوگئی تو اب مقلد کو درست ہے انتقال کرنا ایک
مذہب سے طرف دوسرے کے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی جزیل المواہب میں فرماتے ہیں الانتقال من مذہب الی مذہب

سلہ ظہیریہ میں امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ اونہوں نے کہا کہ کسیکو روا نہیں کہ ہمارے قول پر فتویٰ دیوے جبتک یہ نہ جان لیوے کہ ہم نے کہاں سے
کہا ہے ہو چکا مقولہ امام کا سو جبکہ امام کی تقلید جائز نہیں احکام شرعی میں بے دلیل کے تو اون مقلدوں کی تقلید جو مقام اجتہاد تک نہیں پہونچے کیونکر جائز
ہوسکتی ہے ہاں نادان اوسکو یہہ جائز ہے کہ ضرورت دینی کیلئے کسی عالم کی تقلید کرلے اگرچہ وہ عالم مقلد ہو سلہ پہر اگر مشایخ حنفیہ نے منتقل مذہب کو قابل تعزیر کے
کہکر التزام ارادہ کیا ہے تو پیروی مجتہد معین کی کوئی دلیل شرعی نہیں کہ اولی زبان یا جی سے التزام کرکے ایک مجتہد کی پیروی کرے سلہ انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف

هو جائز کما جزم به الرافعی وتبعه النووی وقال فی الروضة اذا دونت المذاهب فهل یجوز للمقلد ان ینتقل من مذهب الی مذهب ان قلنا یلزمه الاجتهاد فی طلب الاعلم وغلب علی ظنه ان الثانی اعلم ینبغی ان یجوز بل یجب وان خیرناه فینبغی ان یجوز ایضا

اس کلام مین سیوطی کی غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جواز انتقال کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی کا بعض مالکیون کے قول کو جو متضمن ہو منع انتقال پر جیسا کہ مولف نے نقل کیا ہے اگر تسلیم ہی کیا جاوے تو بطور طعن اور تعریض کے اوس مالکی پر ہوگا کما لا یخفی اور کہا مولانا بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم مین لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد به ولکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلهی فان التلهی حرام قطعا فی التمذهب کان او غیره انتہے اور قبل اس عبارت کی فرمایا ہے حتے شدد بعض المتاخرین المتکلفین وقال الحنفی اذا صار شافعیا یعزر وهذا تشریع من عند انفسهم انتہے پس ان روایات سی جواب آون روایات کا جنمین منتقل کے حق مین تعزیر کا حکم دیا ہے اور جناب مولف نی وہ روایتین نقل کی ہین بہی ہوگیا اب باعث تخصیص تعزیر کا مشایخ سے معلوم کرنا چاہیے وہ یہہ ہے کہ انتقال منتقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہو بلکہ واسطے اتباع نفس کے ہو جیسا کہ ایک شخص سے عہد مین ابو بکر جوزجانی کے واقع ہوا تہا چنانچہ محقق شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مین نقل کیا ہے قوله ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر ای اذا کان ارتحاله لا لغرض محمود شرعا کما فی التتارخانیة حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذهبه فیقرء خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط ونحو ذلک فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ما سئل عن هذه واطرق راسه النکاح جائز

جائز ہے جیسا کہ یقین کیا اوسکا رافعی نی اور پیرو ہوا اوسکا نووی اور روضہ مین کہا ہے جب مدون ہوگئی مذہب تو کیا جائز ہے مقلد کو کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف انتقال کرے اگر ہم کہین کہ زیادہ علم والیکا تجسس مقلد پر ضرور ہے اور گمان غالب ہو اوسکو کہ دوسرا عالم زیادہ ہے تو انتقال جائز کیا بلکہ وجب ہوگا اور اگر مقلد کو مخیر کرین تو بہی جائز ہے ہو چکی عبارت بحر العلوم کے ۱۲ نہین جاوے لازم ہمیشگی اور صحیح ہے انتقال اور یہی وہ حق ہے کہ سزاوار ہے یہہ کہ اوسکا ایمان اور اعتقاد کیا جاوے لیکن لائق یہہ ہے کہ انتقال بطور لہو ولعب کے نہو کیونکہ لہو ولعب حرام ہے یقینی مذہب کے باب مین ہو یا اور مین ۱۲ یہانتک کہ سختی کی ہے بعضے متاخرین نی اور کہا ہی کہ حنفی جب شافعی ہو جاوے تو تعزیر دیجاوے اور یہہ شرع ہے اپنے خواہش کی ۱۲ جو قت کہ منتقل ہوا مذہب شافعی کیطرف تعزیر دیا جاویگا یعنے جو قت کہ انتقال اچہی غرض سی ہنو شرع کی طور پر جیسا کہ تاتارخانیہ مین ہے حکایت کی گئی کہ ایک شخص حنفی نی ایک شخص اہل حدیث کی ہان پیام نکاح کا اوسکی بیٹی سی بہیجا ابو بکر جوزجانی کی زمانہ مین سو اوسنی یہہ شرط ٹہرائی کہ اپنا مذہب چہوڑ کر امام کے پیچہے الحمد پڑہا کرے اور رفع الیدین کیا کرے ہو اور باتین کیا کرے اوسنی قبول کر لیا سو اوسنی نکاح کر دیا شیخ نی جبکہ کسی نے یہہ تذکرہ کیا تو

ولکن اخاف علیہ ان یذہب ایمانہ وقت النزع لانہ استخف بمذہبہ الذی ہو حق عندہ وترکہ لاجل جیفۃ منتنۃ ولو ان رجلا برء من مذہبہ باجتہاد وضح لہ کان محمودا ماجورا انتہی اقول خذ ما صفی من ہذا النقل ودع ما کدر واعلم ان معنی الاجتہاد فی کلام الشامی ہو الذی قالہ العلامۃ ابن امیر الحاج فی شرح التحریر للشیخ ابن الہمام کما مر فی العقد الفرید اعنی بہ التحری وتحکیم القلب لان العامی این لہ الاجتہاد

اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض ائمہ نے اس انتقال مذہب مین بعض شروط بھی بیان کیئے ہین چنانچہ رویانی نے کہا ہے کہ جواز انتقال مین تین شرطین ہین اول یہہ کہ منتقل تلفیق نکرے اور دوسرے یہہ کہ تتبع رخص نکرے اور تیسرے یہہ کہ جسکی طرف انتقال کرتا ہے اوسکو اہل فضل وعلم سے اعتقاد کرے پس اوسکی تقلید نکرے جسکو جاہل جانتا ہے اور **ابن دقیق العید** نے کہا ہے کہ منتقل تلفیق نکرے اور وہ مسئلہ جسمین مقلد تہا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنے جو کہ مخالف اجماع کی اور قواعد کے اور نص کے اور قیاس جلی کے ہو اور **شیخ عزالدین** بن عبدالسلام نے ایک ہی شرط کو اختیار کیا ہے یعنے یہہ کہ وہ مسئلہ کہ جسمین مقلد تہا اوس قبیل سے ہو جو منقوض بحکم ہو سکی اور بعضے نقل کرتے ہین کہ الشراح صدر بہی اونکی شرط ہی اور امام **صلاح الدین العلائی** نے کہا ہے کہ دو صورتین انتقال صحیح ہے اول یہہ کہ مقلد بمذہب ثانی مین تشدد سوالیے ہوا اور دوسرے یہہ کہ مذہب اول کی معارض کوئی حدیث صحیح معلوم ہووے اور **فاضل قندہاری** کہتے ہین کہ دوسرے صورت مین مرجح کیا بلکہ واجب ہے تمام یہہ تحقیق کتاب **تقریر** مین بہی ہے اور شرح ابن امیر حاج مین بہی ہے مگر شرح ابن امیر حاج مین بہت طوالت سے ہی اصلی عبارت تقریر کے نقل کے جاتی ہے کہا التقریر مین وقال الرویانی یجوز الانتقال بثلثۃ شروط ان لا یجمع بین مذہبین علی صورۃ تخالف الاجماع کمن تزوج بغیر صداق ولا ولی ولا شہود وان یعتقد فیمن قلدہ الفضل بوصول اخبارہ الیہ فلا یقلد امیا فی عمایۃ وان لا یتتبع الرخص وتعقب القرافی الاخیر بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ قضاء القاضی فحسن متعین وان اراد ما فیہ سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد مالکا فی المیاہ والارواث مخالفا لتقوی اللہ تعالی

لیکن مین ڈرتا ہون اوسپر کہ نزع کیوقت اوسکا ایمان نجاتا رہے کیونکہ اوسنے اپنی اوس مذہب کو ہلکا ٹہرایا اور چہوڑا جسکی حق جانتا تہا بسبب ایک سڑے ہوے جیفہ کی اور اگر کوئی ادمی بیزار ہوا اپنی مذہب سے بسبب دلیکی گواہی کی کہ اوسکو ظاہر ہوئی ہی تو یہہ اچہا اور باعث اجر کا ہوگا میں کہتا ہون کہ صاف بات اس عبارتمین سی لیلی اور گدلی چہوڑ دی اور جان لے کہ معنی اجتہاد کی شامی کی عبارت مین وہی ہین جو علامہ ابن امیر حاج نے ابن ہمام کے تحریر کی شرح مین کہی ہین چنانچہ اوپر گذرا جسکی معنی دلکی گواہی ورنہ انجان کی لئے اجتہاد کہاں آسکے ۵ اور رویانی نے کہا ہے کہ انتقال تین شرطون کیساتھ جائز ہے اول یہہ کہ دو مذہبون کو اسطرح جمع نکرے کہ اجماع کی مخالف پڑجائے جیسے کہ ایک شخص نے بغیر مہر کی اور بغیر ولی کی اور بلا گواہ کے نکاح کیا اور جسکی تقلید کرے اوسکی بزرگی کا اعتقاد رکہے سوامی کی تقلید نکرے اور رخصتونکو نہ ڈہونڈہی اور قرافی نے اخیر پر اعتراض کیا ہے اسطرح پر کہ اگر رخصتون سے وہ مسئلے مراد لیئی ہین جسکی انتقاض کا حکم نہ چلی تو ٹہیک بات ہے اور اگر وہ مسئلی مراد لیئی ہین جسمین سہولت ہو تو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسنے امام مالک کی

ولیس کذلک وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بضلال لان مالکا لم یقل ببطلان انکحۃ الشافعیۃ بلا صداق ولا الشافعی
انکحۃ المالکیۃ بلا شہود لکن فیہ نظر ظاہر ووافق ابن دقیق العید الرویانی علی الشرط الاول وابدل الثانی بان لا یکون ما قلد فیہ مما ینقض
فیہ الحکم لو وقع واقتصر الشیخ عز الدین بن عبد السلام علی اشتراط ھذا وذکر الامام العلائی انہ یترجح القول بالانتقال فی صورتین
احدھما اذا کان مذہب غیر امامہ یقتضی تشدیدا واخذا بالاحتیاط والثانیۃ اذا رای لخلاف مذہب امامہ دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد فی
مذہب امامہ جوابا قویا منہ ولا معارضا راجحا علیہ اذ لا وجہ لھجر الحدیث الصحیح محافظۃ علی مذہب التزمہ قلت وھذا موافق لما نص علیہ
احمد والقدوری الحنفی ومشی علیہ ابن الصلاح وغیرہ انتہی ما فی التقریر نقلہ الفاضل القندھاری ثم قال اقول یجب الفرق بین الصورتین
بان الانتقال فی الاولی احتیاط وفی الثانیۃ واجب کما ھو ظاہر کلام العلائی ثم ان فی المقتنم توظاہر ہے کہ شروط سی رویانی کے دو شرطین اول تو بوجہ
انہر باطل ہین جیسا کہ عبارت سی تقریر کے گذرا اور قبل اسکی مقامات متعددہ مین شرح تحریر وغیرہ کی بہی ذکر ہو لیا اور شرط
ثالث بیشک مسلم الثبوت ہے ظاہر ہے کہ اسکے تقلید کیونکر درست ہوا ہی جگہ سے شرط اول ابن دقیق العید کی بہی باطل
ہوگی اور شرط ثانی اوسکی جسمین شیخ ابن عبد السلام موافق ہین باعتبار مفہوم موافق کے تو صحیح ہے اور مسلم لاکن باعتبار
مفہوم مخالف کی وہ بہی باطل ہے بعض کلام سی ابن عبد السلام کی جو روایات نمبر ۷ مین گذری ہی بلکہ یہہ شرط باعتبار
مفہوم مخالف کی مخالف ہے اون پینتیس ۳۵ روایات کے اور اولیا علماء اربعہ کے اور انشراح صدر جو بعض روایات سی شرط
ابن عبد السلام کے معلوم ہوتے ہے راجح ہے طرف ثالث شرط رویانی کے اور ہمارے موافق ہے اب رہین دونون
شرطین امام علائی کے سو وہ شرطین جواز کی نہین بلکہ ترجیح انتقال کی ہین الحاصل ان شرطون سی جو کہ حق ہین
بہی انتقال مذہب ممنوع نہین ہوتا اور تقلید مذہب معین واجب نہین ہوتی فافہم قال اور کہا ملا علی قاری نے مبیح

الی اور ولید وغیرہ کی باب مین تقلید کرلی تو اسکی تقوے کی مخالف ہوجاوے ہرگز یون نہین ہے اور پہلی صورت پر یون اعتراض کیا گیا کہ جمع
کرنا اوسکا ضرر پر مضر نہین ہے کیونکہ امام مالک نے نہین کہا ہے کہ نکاح شافعی مذہب والونکی بغیر مہر کی باطل ہین اور شافعی نے نہ کہا ہے
کہ مالکیونکی نکاح بغیر گواہونکی باطل ہین لیکن اسمین ظاہر بحث ہے اور ابن دقیق العید رویانی کی موافق ہوا ہی پہلی شرط مین اور دوسری کو بدلا
اسطرح کہ جسمین تقلید کی ہے وہ ایسا مسئلہ نہو کہ قاضی کا حکم اوسمین واقع ہوکی تاہم ٹوٹی اور شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے پہلی شرط پر کفایت
کی ہے اور امام علائی نے ذکر کیا ہے کہ غالب ہوتا ہے منقولا انتقال مذہب کا دو صورتون مین ایک تو یہہ کہ اوسکی امام کی غیر کا مذہب
احتیاط کو چاہتا ہے دوسرے یہہ کہ غیر کی مذہب کے دلیل حدیث صحیح سے ہو اور اپنے امام کی مذہب مین جواب قوی نپاوے
اور نہ کوئی معارض راجح پاوی کیونکہ التزام مذہب کے لئے حدیث چھوڑنیکی کوئی وجہ نہین مین کہتا ہون کہ یہہ موافق ہے اوس
منقولہ کے کہ جسپر احمد اور قدوری حنفی اور ابن صلاح وغیرہ ہین ہوچکی وہ عبارت تقریر کی جسکو فاضل قندھاری نے
نقل کیا ہے پہر کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ واجب ہے یہہ بات کہ دونو صورتونمین اسطرح پر فرق کیا جاوے کہ پہلی صورت مین انتقال
درجہ احتیاط کا ہے اور دوسری صورت مین واجب چنانچہ یہہ ہے ظاہر کلام علائی کا ہوچکی وہ عبارت مقتنم کی

شرح عین العلم کے فلو التزم احد مذھبا کابی حنیفۃ او الشافعی رحمہما اللہ فلزم علیہ الاستمرار فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل انتھے ا **اقول** اسکی دو جواب ہین اول یہہ کہ ملا علی قاری نے اسی شرح عین العلم مین یہہ بہی کہا ہے ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا الی اخر ما نقلناہ سابقا تو دیکہو کہ یہان تو یہہ اعتراف ہے کہ اللہ نے کسے پر واجب نہین کی تقلید ابو حنیفہ کی خاص کر اور مولف کی روایت مین اگر تسلیم کی جاوے قول بالوجوب ہے بسبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام حجت شرعی موجب وجوب کے نہین تو دونون کلام اوسکی متعارض ہوئی واذا تعارضا تساقطا دوسرا یہہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کی ابو حنیفہ اور شافعی کا نہین مانتی اونکو اسکے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کی مخالف پیش روایات آئمہ سلف اور خلف کی ملا علی قاری کا پیش کرنا سوا مضحکہ کے کیا تصور کیا جاوے جاسے القضا ہے کہ تمام جہان کی مقابل اکیلا ملا علی قاری کسطرح ہوسکتا ہے مثل مشہور ہی کہ نقار خانہ مین طوطی کے کون سنتا ہے **قال** اور کہا صاحب **بحر الرائق** نے بیچ رسائل زینیہ کی فیجب علی مقلد ابی حنیفۃ ان یعمل بہ ولا یجوز لہ العمل بقول غیرہ انتھی ا **اقول** یہہ قول صاحب بحر کا مطلق تقلید ابو حنیفہ مین نہین ہے بلکہ ایک مسئلہ خاص مین یعنی وقت عصر مین جو اونکی نزدیک اوس مسئلہ مین مذہب ابی حنیفہ کا قوی اور مدلل ہے یہہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہہ کلام صاحب بحر کا اوسی رسالہ کی اخیر مین اس امر پر تصریح کر رہا ہے فرماتی ہین فاذا ظھر لنا مذھب الامام الاعظم ابی حنیفۃ فی ھذین الوقتین وظھر لنا دلیلہ وقوتہ وصحتہ وانہ اقوی من دلیلھما وجب علینا اتباعہ والعمل بہ والاختیار بہ انتھے کلامہ سو دیکہو جالاکی حضرت مولف کی کہ قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ مین دلیل ٹہرا لیا ہے وجوب اتباع کے ہر مسئلہ مین فافہم فان قلت ان تعلیلہ بقولہ لما نقلہ القاسم فی تصحیحہ الخ نص علی کون التزام التقلید علۃ لوجوب الاتباع مع قطع النظر عن کون مذھبہ قویا وصحیحا قلت قد دریت ان الرجوع الممتنع انما ھو فی عین الحادثۃ التی قلدہ فیھا فالتعلیل بہ لا یفید الا وجوب الاتباع فی حادثۃ خاصۃ قلدہ فیھا

سلہ پہر اگر التزام کرے کوئی کسی مذہب کا مثلا جیسے مذہب ابو حنیفہ اور شافعی رح تو اوسکو چاہئے لازم ہی سو کسی اور کی تقلید کسی مسئلہ مین نکرے سلہ یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکو تکلیف نہین دی کہ حنفی یا مالکی ہو اور پوری عبارت وہ ہے جو پہلے ہمنے نقل کی سلہ سو واجب ہے مقلد ابو حنیفہ پر یہہ کہ عمل کرے اونکی قول پر اور غیر کی قول پر عمل کرنا اوسکو روا نہین سلہ سو جب ظاہر ہوا ہمین مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کا ان دونو وقتون مین اور اونکی دلیل اور اوسکی قوت اور صحت بہی ظاہر ہوئی اور یہہ بات کہ صاحبین کی دلیل سے اونکی دلیل قوی ہے تو ہمین اونہین کی پیروی اور اونکی قول پر عمل کرنا اور اوسکو اختیار کرنا واجب ٹہرا سلہ پہر اگر یون اعتراض کیا جاوے کہ جس قول کو قاسم نے اپنے تصحیح مین نقل کیا ہے اوسکو اس اوپر کی قول کی علت ٹہرانا صریح دلالت کرتا ہے کہ التزام ہی تقلید واجب ہو جاتی ہی خواہ وہ مذہب قوی اور صحیح ہو یا نہو تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ رجوع وہی منع ہے جو خاص اوس مسئلہ مین ہو

فاذالم یکن قول فوجب الجزم بصافی وجوب الاتباع فی جمیع الحوادث بل فی حادثة ترجزم فیه حقیة الامام ابی حنیفة وقلده فیها فحصل المطلوب
من انہ لم یحکم بوجوب الاتباع فی کل مسئلة بل فی مسئلة وقتنا العصر هذا مفاد تعلیلنا بتقویة الدلیل ولم یحکم بلزومه فی کل الحوادث بل
بحادثة خاصة قلده فیها وهذا مفاد تعلیله بقوله لما نقل الخ **قال** اور کہا تفسیر احمدی کے مؤلف جو اوستاذ ہین عالمگیر بادشاہ کی بیچ تفسیر احمدی کے
اذا التزم مذهبا یجب علیه ان یدوم علی مذهب التزمه لاینتقل الی مذهب اخر انتهی **اقول** اسکا جواب بھی وہی ہے جو کہ
ملا علی قاری کی قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ یہہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہان ہے کہ مقابل مین اقوال
علما و اصول کے بیان کیا جاوے یہہ تو ایسے حضرت ہین کہ تفسیر احمدی مین صاف فرماتی ہین کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور
اجماع پر عمل کریگا تو وہ بھی ابوحنیفہ ہے کا مقلد ہو جاویگا یعنی کہ قرآن و حدیث و اجماع پر عمل کرنا ابوحنیفہ ہی کی بنا ہے
تو گویا سب صحابہ اور تابعین کو ابوحنیفہ کا مقلد بناتی ہین اور ایسا ہی شیخ سدو کی بکری کو حلال طیب فرماتی ہین
اور سوائے اسکی اوسی تفسیر مین جابجا ایسی خرافات ارشاد فرماتی ہین کہ دیکھہ کر ہنسی آتی ہے تو ایسی شخص کا کلام بہ دلیل کسطرح
مقابل ادلہ اربعہ اور جمہور مسلمین کی ہوسکیگا **قال** اور مولنا عبدالعلی شرح تحریر مین لکھتے ہین وکذا للعامی الانتقال
فی الحکم من مذهب الی مذهب فی زماننا لایجوز لظهور الخیانة انتهی **اقول** سابق مین تم خوب دیکھہ چکے ہو کلام مولنا عبدالعلی کا
شرح تحریر سے بھی اور شرح مسلم سے بھی کہ کسطرح باعلی ندا منادی ہے کہ مولنا عبدالعلی بحرالعلوم ایک مذہب کے تخصیص
تو کہان مذاہب اربعہ کی تخصیص کی بھی کچھہ حقیقت نہین سمجھتی مگر بعض وقت جو نقل صحیح نہ ملی مذہب غیر کی اور تتبع رخص اور
رجوع بعد العمل کو وہموم و اوہام سے جایز لکھتے ہین اور یا تعین کی حق مین فرماتی ہین کہ منع کرنا ونکا اور تشدد پیدا کرنا ونکی بیجا
کہ کے شرح ہی غرض کہ ہر امر مین ہمارے موافق اور شاہد ہین اور محل اس قول کا تلہی کی حق مین ہے جیسے کہ شرح
مسلم مین فرماتی ہین لاکن ینبغی ان لایکون الانتقال للتلهی فان التلهی حرام کذا فی شرح المسلم بلکہ تعلیل ونکی ساتھہ اس
قول کے بظهور الخیانة شاہد بین ہے کہ یہہ منع کرنا ونکا اوسی شخص کے حق مین ہے جو مظنون خیانة اور تلہی کا ہو کما لایخفی

جسپر عمل کر چکا تو وہ علت ٹہرانا ہے فائدہ فقط دیگا کہ اوس مسئلہ خاص مین جسپر عمل کر چکا تقلید واجب ہے یہہ سبب اوسکا واجب کہنا
وجوب تقلید جملہ مسائل مین صریح ہوا بلکہ اوسی مسئلہ مین ہوا جسمین امام ابوحنیفہ کا حق ہونا یقین کر کے عمل کر چکا ہے تو یہہ بات
حاصل ہوئی کہ اوسنے ہر مسئلہ مین وجوب تقلید کا حکم نہین کیا بلکہ مسئلہ وقت حصر مین کیا ہے اور یہی فائدہ ہمارے بات سے ہے
کہ تقویت دلیل کو جسنے علت ٹہرایا ہے اور اوسی مسئلہ خاص مین وجوب تقلید کا حکم لگایا ہے تو یہی فائدہ اوسکو قاسم کی تعلیل
ہوا ه جو وقت کہ التزام کیا ایک مذہب کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ رہے اوسی پر اور نہ پہرے اوس طرف دوسر
ے کے ه اور اسیطرح اختیار کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف
ہمارے زمانہ مین بسبب ظہور خیانت کے جائز نہین ه لیکن یہہ چاہیے
کہ انتقال لہو کے طور پر نہو کہ لہو حرام ہے یونہین ہے شرح مسلم مین :

قال اور کہا بیچ فتاوی عالمگیری کے هذا کله فی القاضی المجتهد اما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة مثلا فلا
یملک المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی ذلک الحکم هکذا فی فتح القدیر انتهی **اقول** معزول ہونا قاضی حنفی مقلد کا اوس
حکم مین جو برخلاف مذہب ابو حنیفہ کی ہو اس جہتہ سی نہین کہ اوسپر تقلید ابو حنیفہ کی واجب تہی تو کہ مفید مدعا مولف کے
ہو بلکہ اوس جہتہ سی ہی جو خود کلام ابن الہمام مین موجود ہے یعنے مخالفت ولایۃ خاصتہ کی جہتہ سی اور اوسمین کسی کی تاویل کو
دخل نہین اسلی کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان آوردہ خود فرماتی ہین فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة اور اسی پر تفریع کرتی ہین
فیکون معزولا کو اور یہہ بات ایسی ہے کہ اس سی کوئی ادنی طالب علم بہی انکار نکریگا جیسا کہ کوئی بادشاہ کی طرف سے
قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پہر وہ قاضی اوس شہر کا دوسرے شہر کے قضایا مین حکم دے تو بہی معزول ہوگا
بہ نسبت اوس حکم کے بسبب مخالفت کی ولایۃ خاصہ ہے تو اس سے یہہ تہوڑا ہی لازم آتا ہے کہ اوس شہر کی تخصیص اوسکو شرعًا قطعی
ولایہ سمع واجب ہو جاوی یہہ تو کوئی اہل عقل نہین کہیگا اور لکہا ہے اشباہ و نظائر وغیرہ مین کہ اگر حکم سلطان روم کا اسطرح پر صادر ہوا
کہ قضاۃ ممالک محروسہ سلطانیہ کے دعوی کسیکا بعد پندرہ برس کے نہ سنا کرین بلکہ بعد پندرہ برس کے اوسکی دعوی کو باطل سمجہین
تو واجب ہے اوپر اوسکی دعوے کو نہ سنین تو دیکہو کہ قضاۃ خلاف حکم سلطانی حکم نہین دے سکتی اس امر خاص مین تو اتنی
اگر کوئی یہہ سمجہی کہ یہہ حکم شرع کا ہی کہ قضاۃ اپنے فرمان اور کاغذ مین اس حکم کو نافذ فرماتی ہین محض نادانی ہے اوسکی لو
امر السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خمسة عشر سنة فلا تسمع ویجب علیه عدم سماعها کذا فی الاشباه پہر جو کوئی اس وجوب کے
وجوب شرعی سمجہی اوسکی ہوتوفی ہی حنفی اشباہ کا کیا قصور **قال** اور کہا در المختار مین بیچ کتاب القضا کی وفی الوہبانیة
للشرنبلالی یفتی من لیس بمجتهد الحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدا فلا ینفذ اتفاقا انتهی یعنی اور وہبانیہ مین ہے کہ جو شرنبلالی
کی تالیف ہے فتوے ہے وہ شخص کہ نہین مجتہد مانند حنفی زمانہ ہمارے کے بخلاف مذہب اپنے کے قضا اوسکی جاری کیا جاوے حکم اوسکا
اتفاقا **اقول** مستعیذا باللہ من المحرفین الضالین المضلین الذین یحرفون الکلم عن مواضعه لا یخافون
لیوم الدین شرنبلالی کی کلام مین یفتی کا لفظ نہین ہے جیسا کہ مؤلف نے نقل کیا ہی یفتی من لیس الخ اور ترجمہ بہی
یفتی کا ہے کیا ہے کہ فتوے ہے بلکہ اونکی کلام مین لفظ قضا کا واقع ہی چنانچہ در مختار مین موجود ہے وفی شرح الوہبانیة
للشرنبلالی قضی من لیس مجتهد الحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذا ناسیا عندهما الی اخر ما فی الدر المختار
سو جبکہ لفظ قضی کا ہوا تو معنی یہہ ہوئے کہ قضا اپنی مذہب کے خلاف عمدًا نافذ نہوگی تو سبب اسکا وہی ہی جو شیخ ابن الہمام کے

سلہ یہہ سب باتین قاضی مجتہد کی بابت مین ہین اور مقلد تو اوسکو ولایت قضا اس شرط پر دی گئی ہی کہ مثلا
امام ابو حنیفہ کی مذہب پر حکم کرے تو مخالفت کا اختیار نہین رکہتا ورنہ معزول ہو جاویگا بہ نسبت اوس حکم خلاف
شرط کے یونہین ہے فتح القدیر مین سلہ اگر بادشاہ حکم کرے کہ دعوے پندرہ برس کے بعد نہ سنا جاوے تو قاضی
پر واجب ہے کہ نہ سنے اسیطرح ہی اشباہ مین سلہ فتوا دیوی بخلاف مذہب کے جا مگر وہ شخص جو مجتہد نہین جیسے مثلا ہمارے زمانہ کے حنفی تو

نور محمدی ۱۲۶۶

علام مین گذر چکا یعنی مخالفت دلالۃ خاصہ کی تو ہمکو یہہ روایت کسیطرح سمجھ نہوئی لاکن مولف رئیس المحرفین کی چالاکی
کو دیکھو کر قضی کو نفتی بناکر ترجمہ اوسکا یہہ کردیا ہے کہ فتوی ہے اسیواسطی کر جو کہ قضا علی خلاف المذہب کے عدم نفاذ
وجوب تقلید مذہب معین کا ثابت کیا تہا اوسکا جواب تو صریح کلام ابن الہمام سے وضح ہی تہا تو سمجہا کہ شاید
کوئی مطلع ہو جائیگا اسواسطی اس عبارت مین قضی کو نفتی بنادیا تو کہ عدم نفاد فتوی خلاف المذہب کا بہی ثابت
ہو اور التزام مذہب معین واجب ہو لاکن یہہ نہ سمجہا کہ کوئی در المختار کو دیکہہ سکتا ہے یا نہین مصرع برین عقل و
دانش بباید گریست ۔ تو اگر ناظرین باوجود اطلاع کی اس تحریف صریح پر پہر بہی اوسکی خیانت پر متنبہ نہون تو خدا حافظ
واضح ہو مسئلہ قضاء علی خلاف المذہب ہر چند کہ قابل تحقیق کے تہا لاکن چونکہ اس محل سی کچہہ تعلق نرکہتا تہا
اسلئے اوس سے سکوت واقع ہوا تنبیہ پس اب دلائل واہیہ مولف کی تمام ہوئی اور جیسی کہ ردکی حرفا حرفا ہوگئی ہے
وہ بہی علماء کو معلوم ہوگئی اب آگی اوسکی آخر بات تک جو خرافات کیا ہے تو وہ ہماری بعض تولیفون سی جواب پاتا
پہلی روایت عالمگیریکا جواب دیا ہے دو وجہ سی سو جواب اون دونون وجہونکا ہم وے چکے بعد نقل کرنے
اوس روایت کی اور پہر تخلیف شہود پر مذہب ابن ابی لیلے سے جواب دیا ہے دو وجہ سی سو وجہ اول کا جواب بہی
اوسی مقام مین دیدیا ہے کہ جہان روایت نقل کی ہے اور وجہ ثانی کا جواب اب دیتے ہین **قال** اور وجہہ دوسری
یہہ ہے کہ قسم کہلانا گواہون کا ایک قسم ہے تزکیہ کا اور تزکیہ گواہون کا آئمہ اربعہ کا مذہب ہے **اقول** اگر اسطرحکا
اتحاد اقوال و مذہب مین معتبر ہو تو کوئی صورت مخالف آئمہ اربعہ کی جہان مین نہین نکلی گی مثلا وہی صورت جو
مولف نی وجہ اول مین طریق اول سی بیان کی تہی اور کہا تہا کہ یہہ نماز چار ودان کی نزدیک باطل ہے اس دلیل سی باطل
ہوگی کہ یہہ نماز شق آخر ہے مذہب آئمہ اربعہ سی اسلئی کہ جواب مولف کا اوسمین بہی جاری ہوسکتا ہے اسطرح
کہ یہہ بہی ایک نماز ہے اور نماز کی چار ون آئمہ قایل ہین غرض کہ جتنی صورتین جامع مرکب کے قایل نکالتی ہین جیسا کہ
توضیح مین بیان کی گئی ہین سب واہی ہو جائینگین اسلئے کہ اسطرحکا اتحاد سب صورتون مین پیدا ہوسکتا ہی فقط اور یہہ
قاضی ابی عاصم عامری کی روایت سی جواب دیا ہی دو وجہ سی سو جواب اون دونون وجہون کا ہم پہلی مقام
مین دی چکی ہین پہر آخیر مین قرافی کی اجماع سی جواب دیتا ہی حیث قال اور بعضی لوگ شبہہ کرتے ہین اس عبارت سے کہ نقل کیا
اوسکو قرافی نی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر انتہے پس جواب اسکا یہہ ہے
کہ عبارت مقید ہے ساتہہ نو مسلم ہونیکی یعنے جو نیا مسلمان ہو اوسکو اختیار ہے کہ اختیار کری تقلید کسی عالم مجتہد کی آئمہ اربعہ
مین سی سو اس مین کسیکو کلام نہین اور مراد علماء سی آئمہ اربعہ ہین اسواسطی کہ اجماع منعقد ہوا ہے اوپر نکیر نے اس عمل
کے مخالف ہوا آئمہ اربعہ کے اور کلمہ من کا تبعیضیہ ہے پس معنی اس کی یہہ ہوئی کہ جو شخص نو مسلم ہو پس اوسکو لازم ہے
یہہ کہ تقلید کرے ایک عالم کی آئمہ اربعہ مین سی **اقول** یہہ اخیر تلبیس ہے جناب مولف کی باب ثانی مین عضمنا تہدمنہ

پس پہلی تمام کلام قرافی کا جسکا مولف نے جواب دیا ہی عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم سی سننا چاہیی کہ اسکی مولف کی
خیانت ظاہر ہوجائیگی کہا مسلم مین اور شرح بحر العلوم مین فرع قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید
اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین فان اقوالہم قد تحتاج فی استخراج الحکم منہا الی تنقیۃ کما فی السنۃ ولا یقدر
العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا و بوبوا ای وردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ
کل باب و نقحوا کل مسئلۃ عن غیرہا وجمعوا بجامع و فرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا الکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ و فصلوا تفصیلا
یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا لاعیان الصحابۃ وعلیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ
ہم الامام الہمام امام الائمۃ ابوحنیفۃ الکوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالے وجزاہم عنا
احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدل فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد
من شاء من العلماء من غیر نکیر و اجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتی اباہریرۃ و
معاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم بغیر نکیر فمن ادعی رفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی فقد بطل بہذین الاجماعین
قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ہو حجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون مختارا
عند احد و یکون الجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلا م اخل اخر وہو ان التبویب لا دخل لہ فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد
لو فہم مراد الصحابی علی الاستعلام ... (لو) عجز یسئل اخر فافہم وقد بطل بہذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلامہ خلل اخر اذ المجتہدون الاخرون لیسوا بادون منزلۃ من الائمۃ الاربعۃ وانکارہ مکابرۃ

ف امام الحرمین نے کہا ہی کہ محقق اسپر جمع ہوگئی ہین کہ عام لوگ صحابہ کی پیروی نکرین کیونکہ اونکی قول بعینہ حدیث کی طرح بدقت حکم
نکلتا ہے اور عام لوگ ایسے قدرت نہین رکہتی بلکہ حاصل کلام یہہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیی صحابہ رضہ کی نہین اور ابن صلاح نے اسپر بنا رکہہ کر
سوائی ائمہ اربعہ کی اوروں کی تقلید سی منع کیا ہی یعنے امام والا ہمت ہمارے امام ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالی اونپر
رحمت کرے اور اونکو جزا دیوی کیونکہ اونکی سوا اوروں کی مذہبوں مین اونکی مذہبوں کی طرح مسئلہ صاف پائی نہین جاتی اور اسمین اعتراض ہی حاشیہ
مین ہی لکہا قرافی نے کہ اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ جو مسلمان ہوئے اوسکو روا ہے کہ علما مین سی جسکی چاہیی تقلید کرے اور صحابہ رضہ کا اجماع
ہوچکا ہے کہ جو امیر المؤمنین ابوبکر اور عمر سی فتوا پوچہی تو اوسی روا ہے کہ ابوہریرۃ اور معاذ بن جبل وغیرہ سی فتوا پوچہی اور بلا دغدغہ اونکی
قول پر عمل کرے پس جسکو ان دونو اجماعوں کی اوٹہہ جانیکا دعوی ہے تو اوسکی ذمہ پر دلیل ہے تو ان دونو اجماعوں سے امام الحرمین کا قول باطل ہوگیا
اور امام الحرمین کا یہہ کہنا کہ محقق جمع ہوگئی ہین اس سے وہ اجماع جو حجۃ ہے نہین سمجہا جاتا کہ یہہ کہا جاوے کہ دو اجماعوں مین مخالفت لازم آتی ہی بلکہ
جو امر کسیکا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہی اور ایک گروہ عامل اوسپر متفق ہوجاتا ہی تو یون کہدیتی ہین کہ اسبات پر محقق جمع ہوگئی ہین پہر اوسکی کلام
اور خرابی ہی کہ باب بنانیکو پیروی مین کیا دخل ہی کیونکہ اگر مقلد نی مراد صحابی کو سمجہہ لیا تو عمل کر لیگا اور نہین تو اور مجتہد سی پوچہہ لیگا اور اس سے
ابن صلاح کا قول بہی باطل ہوگیا پہر اوسکے کلام مین اور خلل ہے کہ مثل ائمہ اربعہ کے اور مجتہد دن نے
بہی کوششین کی ہین چنانچہ انکا انکار ہٹ دہرمی اور گستاخی ہے

وسوادب فالحق انہ انما منع من منع تقلید غیرہم لانہ لم یبق روایۃ مذہبہم محفوظۃ حتی لو یصح روایۃ صحیحۃ من
جتہد آخر یجوز العمل بہا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشہود اقامۃ لہ مقام التزکیۃ علی مذہب ابن ابی لیلی انتہی فافہم تو معلوم کرو کہ جناب
تلبیس آب بحضرت مولف نی اس جواب مین دو فریب بازیان کین ہین اول یہہ کہ جس اجماع قرافی کا یہہ مضمون ہی کہ
اجماع مسلمین کا قرون اولی سی لیکر اب تک منعقد ہے کہ جو مسلم ہو جسکی چاہے تقلید کری اسی اجماع سے
اکابر حنفیہ ناقلین اس اجماع کی اوسی کتابون مین تخصیص مذاہب اربعہ کو جو مختار ہی ابن صلاح کا باطل کرتے ہین جیسا کہ
عبارت مسلم اور شرح مسلم سی اور سابق مین عبارت تقریر اور مغتنم الحصول سی معلوم ہوا جناب مولف اوسی
اجماع مبطل ہے تخصیص مذاہب اربعہ مین فرماتی ہین کہ اسمین لفظ علما سی ائمہ اربعہ مراد ہین اور باعث اس تخصیص کی یہی
واہی اجماع مرکب مصنوعی جعلی بیدلیل کو ٹہراتی ہین جسکی قرار واقعی خاک اڑائی گئی ہے اور اتنا نہین سمجہتے کہ یہہ
اجماع زمانہ صحابہ اور تابعین سی منعقد ہے حالانکہ اوسوقت ائمہ اربعہ کا تولد بہی نہین ہوا تہا پہر قبل تولد کی اونکے واسطے
تقلید کی خاص کرنا معنی لفظ علما سی مراد رکہنا کیسی چالاکی اور جو شہہ دلیرانہ ہی ایسی توجیہ اور تاویل اور تلبیس اور تسویل
آجتک سوائی مولف کی کسی سی صادر نہین ہوئی دوسرے فریب بازی یہہ کہ دوسرے اجماع کو جو قرافی نی نقل کیا ہے
جسکا یہہ مضمون ہی کہ جو لوگ تقلید کرتے تہے ابوبکر اور عمر کی تو وہی تقلید کرلیتی تہی ابوہریرہ اور معاذ کی اور اوسی سے وجوب تخصیص ایک مذہب کا
باطل ہوتا ہی اوسکو جناب مولف نی اوڑا دیا اور کہا کہ من تبعیضیہ ہے تو معنی یہہ ہوئی کہ کسی ایک کی تقلید کری اور یہہ سمجہا
کہ من کے تبعیضیہ ہونسی تقلید بعض غیر معین کی انکو مقتضی ہی اور ایک مسئلہ مین تو بیشک ثابت ہوتی ہی لاکن یہہ کہان ثابت
ہوتا ہی کہ اوسی بعض معین کی تقلید بالتخصیص ہر مسئلہ اور ہر حادثہ مین واجب ہو جاوی کیا تبعیض مستلزم ہی تعیین کو باوجودیکہ خود اجماع سے
اس تعیین کو باطل کر رہا ہی پس مولف کی تخصیص سا ہر کسی عالم کی ایک ائمہ اربعہ مین سے بہی باطل ہوئی اور من تبعیضیہ کہکر یہہ اسکو ایک بعض مین
منحصر کہنا بہی غلط ہوا اور معنی اوس اجماع کی جو قرافی سی مولف نی نقل کیا ہے بانضمام اجماع ثانی کی جو ہمنی نقل کیا ہے
یہہ ہوئی کہ جو کوئی تو مسلم ہووی تو اوسکو جایز ہے تقلید کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ائمہ اربعہ مین سی ہوں خواہ
غیر اونکا اور اوسکو جایز ہے کہ کبہی کسی ایک عالم اہل حق کی تقلید کری اور کبہی دوسرے کی اور یہی ہے مقتضا کتاب اللہ کا اور
حدیث رسول اللہ کا اور قیاس کا اور تصریحات جمہور سلف اور محققین خلف کا جیسا کہ دلایل اور نقول عدم التزام مین پہلی
گذری پہر اب جو مخالف ہو اس سبیل کا اور طاعن ہووے تو وہ مخالف صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و علما مجتہدین
کا ہوگا اور جب ان لوگونسی مخالف ہوا تو متبع غیر سبیل المومنین کا ہوا اور ایسی مخالفت سی خدا تعالی ساری مسلمانونکو محفوظ رکہے

بلکہ حق تو یہہ ہے کہ سوائے ائمہ اربعہ کی اوروں کی تقلید سی جس سببی منع کیا ہے اوسنے یہہ وجہ ٹہرائی ہے کہ اوروں کی مذہبوں کی روایتیں
محفوظ نہین رہی ہین یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد سی روایت صحیح ثابت ہو تو اوسپر عمل جائز ہے کیا تو نی دیکہا نہین کہ متاخرین نی قایم مقام
تزکیہ کی ابن ابی لیلی کی مذہب کے موافق گواہوں کی قسم لانی پر فتوا دیدیا ہے ذرا سمجہہ سمجہا کہ موجکی عبارت مسلم اور اوسکی شرح کی

واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب تبصرہ اصل مطلب صاحب رسالہ تنویر الحق کا دوسرے باب مین یہہ ہے کہ تقلید ایک مجتہد خاص کے واجب ہے اور اسپر اجماع پایا گیا اور مخالف اسکا مردود اور لامذہب اور منکر اجماع کا ہے تو ہم کہتے ہین کہ یہہ دونو دعوے مؤلف رسالہ مذکورہ کا لغو اور پایۂ اعتبار شرعی سے ساقط ہے اسلیئے کہ اسمین نہ کوئی دلیل وجوب شرعی اور نہ دلیل اجماع شرعی کی پائی جاتی ہے کہ دعوے مؤلف کا نزدیک واقفان قواعد شرعیہ کی قابل حجت اور سماعت کی ہو اب حقیقت حال وجوب شرعی اور اجماع شرعی کی کان لگا کر سنو کہ بطلان اسکا ہر ادنی اور اعلی پر واضح ہوگا پس تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ وجوب ایک حکم ہے احکام شرعی مین سے اور حکم نزدیک اہل سنت و جماعت کے خطاب الہی ہے کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ فعل مکلف کی ازروی وجوب کے یا ازروئی اباحت کی حق تعالی فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے ان الحکم الا للہ الآیۃ الحکم عندنا خطاب اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقتضاءً او تخییرا کذا فی مسلم الثبوت وتحریر ابن الہمام وغیرہما من کتب الاصول اور دلایل قرآن و حدیث کی باعتبار ثبوت احکام شرعیہ کی چار طرح پر ہین دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کہ احتمال تاویل کا اوسمین نہین ہوسکتا جیسے آیات صریحہ اور احادیث متواترہ صریحہ اور اس دلیل سی فرض قطعی اور حرام ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسرے قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسے کہ آیات و احادیث کہ جنمین تاویل کو دخل ہے اور اس دلیل سے فرض عملی ثابت ہوتا ہی اور تیسرے دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ چنانچہ اخبار احاد صریحہ کہ مجال تاویل کی اوسمین نہین ہوسکتی اور اس دلیل سی وجوب بالاطلاق اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتھی دلیل ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسے کہ اخبار احاد کہ جنمین احتمال تاویل کا پایا جاتا ہے اور اس سے سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے اعلم ان الادلۃ اربعۃ انواع الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کالآیات القرآنیۃ و الاحادیث المتواترۃ الصریحۃ التی لا تحتمل التاویل من وجہ الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات والاحادیث المؤولۃ الثالث ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ کالاخبار الاحاد الصریحۃ الرابع ظنی الثبوت والدلالۃ معا کالاخبار الاحاد المحتملۃ المعانی فالاول یفید القطع والثانی یفید الظن ای ہو الفرض العملی والثالث یفید الواجب والمکروہ تحریما والرابع یفید السنۃ والاستحباب ہکذا فی الطحطاوی وغیرہ من کتب الاصول والفروع الحنفیۃ اب علما حقانی بعد وضوح وبیان دلایل اربعہ شرعیہ کی راہ انصاف سی غور فرما کر ارشاد کرین کہ اگر کوئی بہی دلیل ان دلایل اربعہ مذکورہ بالا سی وجوب تقلید ایک مجتہد خاص کی

سلہ نہین ہے حکم مگر اللہ کے لئے آخر آیۃ تک حکم ہمارے نزدیک اللہ کا خطاب ہے مکلف کی کام سی تعلق رکہتا ہے وجوب یا مستحب کے طور پر یونہین ہے مسلم الثبوت مین اور اور اصول کی کتابون تحریر وغیرہ مین سلہ جان کہ دلالت چار طرح پر ہے پہلے ثبوت اور دلالۃ دونو مین قطعی جیسے آیات قرآنی اور حدیثین متواتر کہ جنمین کسیطرح کی تاویل کو دخل نہین دوسرے وہ کہ ثبوت مین قطعی اور دلالۃ مین ظنی جیسی آیتین اور حدیثین تاویل پذیر تیسرے وہ کہ ثبوت مین ظنی دلالۃ مین قطعی جیسی حدیثین صریح المعنی احاد چوتہی وہ کہ ثبوت اور دلالۃ دونو مین ظنی جیسے اخبار احاد محتمل المعنے سو پہلے قسم یقین قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور دوسرے قسم ظن کا یعنے فرض عملی کا اور تیسرے وجوب اور مکروہ تحریم کا اور چوتہی سنت اور استحباب کا طحطاوی وغیرہ مین یونہین ہے

پائی جاتی ہو تو صاف بیان کرین کہ حق ظاہر ہو جاوے اور یہی خدا کہ کتمان حق نکرین لیکن نہین لا سکینگی دلوں کا بعضہم لبعض ظہیرا

اسیواسطی سلف سی خلف تک کسی کو کوئی دلیل شرعی اس وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر قایم نہین کی گئی اگر ہو تو
مؤلف رسالہ کا بیان کری کہ حق و باطل مین امتیاز ہو جاوے اور بلا دلیل شرعی کی غلو کرنا دین مین سراسر مذموم ہے
جیسا کہ خدا تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم الآیۃ حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو چکا
اب آگے حکم اجماع شرعی کا حال سنو لیس اجماع شرعی کیواسطی دو امر ضرور ہین پہلا امر یہہ کہ اتفاق ساری مجتہدین
ہمعصر کا اس امت سی اوپر امر شرعی کی متحقق ہو اور دوسرا امر یہہ کہ سند اسکی قرآن اور حدیث سی پائی جاوی کیونکہ
نہ پایا جانا سند کا مستلزم خطا کو ہوگا اور حکم کرنا دین مین بلا دلیل خطا ہے پس اگر یہہ دو امر ثابت ہوون تو اجماع
شرعی متصور ہوگا اگرچہ ہزارون جمع ہو جاوین کسی کام دین پر مگر اہل اجتہاد سی ہوون اور سند اوسکی کتاب
اور سنت سی نہ پائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھ اعتبار نہین شرع مین اسواسطی کہ اجماع شرعی عبارت ہے
قول کل سے اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کی باطل ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بے سند کہ جسپر اتفاق
تمام مجتہدین ہمعصر کا نہ پایا جاوے اور نہ کوئی سند اسکی کتاب و سنت سی پائی جاوی باوجود اسکی ایسی اجماع کو منجملہ ادلہ شرعیہ
جاننا اور حکم اجماع شرعی مین شمار کرنا سراسر کجفہمی اور نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم مین ما وجدنا علیہ آباءنا کے شامل ہوگا
کہ جسپر خدا تعالی نے الزام دیا ہے اور غصہ فرمایا توضیح اور تلویح کی عبارت نقل کیجاتی ہے اما الخامس[1] ففی السند

والناقل جمعهما فی بحث واحد لانهما سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثانی سبب ظهوره
والجمهور على انه لا يجوز الاجماع الا عن سند من دليل او امارة لان عدم السند يستلزم الخطاء
اذ الحكم فی الدين بلا دليل خطاء انتهى ما فی التلويح مختصرا الاجماع وهو لغة العزم والاتفاق و
كلاهما من الجمع واصطلاحا اتفاق المجتهدين من هذه الامة فی عصر على امر شرعی ولا ينعقد باهل البيت وحدهم
خلافا للشيعة ولا بالشيخين عند الاكثر ولا بالخلفاء الاربعة خلافا لاحمد وعن مالك انه لا ينعقد
بالمدينة فقط الاجماع الا عن مستند على المختار لنا اولا الفتوى بلا دليل شرعی حرام الی آخر ما فی مسلم الثبوت [illegible]

---

[1] بحث پانچوین سند اور ناقل میں دونو ایک ہی بحث مین اسواسطی کہ دونو سبب ہین سو اول سبب ثبوت اجماع اور دوسرا اوسکی
ظہور کا سبب ہے اور جمہور اسپر ہین کہ اجماع جائز نہین بغیر دلیل اور قرینہ کی کیونکہ بغیر سند کی اجماع مین خطا لازم ہی کیونکہ حکم دین مین بغیر دلیل
خطا ہوگی تلویح کی عبارت جو تلویح مین ہے مختصر اجماع لغت کی طور پر قصد اور اتفاق کو کہتی ہین اور دونو جمع سی ماخوذ ہین اور اصطلاح مین اس امت کی
مجتہدوں کا متفق ہونا ایک امر شرعی پر ایک زمانہ مین اور فقط اہل بیت کی اجماع منعقد نہین ہوتا جیسی کہ اہل تشیع کہتی ہین اور نہ فقط شیخین کی
نزدیک اکثر لوگون کی اور نہ فقط خلفا اسی یہہ ہین کہ نزدیک مذہب ہے اور نہ فقط خلفا اربعہ سی جیسا کہ امام احمد کہتی ہین امام مالک سی روایت ہی کہ اہل مدینہ
کا اجماع ہے مگر مذہب مختار یہہ ہی کہ بغیر سند کی اجماع نہین ہوتا ہمارا دلیل پہلی یہہ ہے کہ فتوا بغیر دلیل کی حرام ہے جیسا کہ پوری عبارت مسلم الثبوت مین ہے کیونکہ محجب ہو

لیست الا اتفاق المجتهدین من حیث هم مجتهدون واذا کان الفتوی لا عن دلیل واجتهاد فلیس هو
قول المجتهد من حیث هو مجتهد نحوما قال العلامة عبد العلی الکهنوی مختصراً فی شرح مسلم الثبوت قال الشیخ
ابن الهمام فی التحریر الاجماع العزم والاتفاق لغة واصطلاحاً اتفاق مجتهدی عصر علی امر شرعی ولا
ینعقد باهل البیت وحدهم خلافاً للشیعة ولا ینعقد بمجتهدی المدینة الطیبة وحدهم خلافاً لمالک ولا
اجماع الا عن سند انتهی کلامه وبالجملة یلزم احد الامرین کون الباطل صواباً او کون الاجماع خطاء لان الاجماع قول کل
وقول کل بلا دلیل محرم فقول احد بلا دلیل باطل البتة کذا افاد العلامة عبد العلی الکهنوی فی شرح التحریر للشیخ ابن الهمام
اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ اتباع کرنا اجماع بغیر سند شرعی کا منجملہ
تحریفات دین کا ہوتا ہے ومنها اتباع الاجماع وحقیقته ان یتفق قوم من حملة الملة الذین اعتقد العامة فیهم الاصابة
غالباً او دائماً علی شیء فیظن ان ذلک دلیل قاطع علی ثبوت الحکم وذلک فیما لیس له اصل من الکتاب والسنة وهذا
غیر الاجماع الذی اجمعت الامة علیه فانهم اتفقوا علی القول بالاجماع الذی مستنده الکتاب او السنة او الاستنباط
من احدهما ولم یجوزوا القول بالاجماع الذی لیس مستنداً الی احدهما وهو قوله تعالی واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله
قالوا بل نتبع ما الفینا علیه اباءنا الآیة انتهی ما فی حجة الله البالغة للشیخ الاجل مولانا ولی الله المحدث الدهلوی
اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ بیچ رسالہ اصول فقہ کی کہ جو بنا بر فرمائش جناب مرزا جانجاناں پیر مرشد
اپنے کے وہ موسوم نام لکھا ہے آخر رسالہ میں فرماتے ہیں کسیکہ لازم گیرد بر خود مذہبی معین مثل مذہب ابی حنیفہ پس
بعضے گویند کہ جائز نیست آنرا تقلید دیگرے و بعضے گویند کہ در مسائلی کہ موافق فتوی ابی حنیفہ دران عمل کردہ است تقلید

پس موجب اسکے کہ وہ اتفاق مجتہدین کا ہے اس حیثیت سے کہ وہ مجتہد ہیں اور جس وقت کہ فتوی بغیر دلیل اور اجتہاد کے ہوا تو وہ مجتہد کا قول بحیثیت اجتہاد
نہ ہوگا جیسی عبارت جو مولوی عبد العلی لکھنوی نے شرح مسلم میں کہی ہے مختصراً کہا شیخ ابن ہمام نے تحریر میں اجماع لغت کی طور پر عزم اور اتفاق کے
معنی ہیں اور اصطلاح کی طور پر اتفاق کرنا مجتہدین کا ایک زمانہ میں ایک امر شرعی پر اور فقط اہل بیت سے اجماع نہیں ہوتا جیسا کہ
رافضی کہتے ہیں اور نہ اکیلے مجتہدین مدینہ سے جیسا کہ امام مالک کہتے ہیں البتہ اجماع بغیر سند کی نہیں ہوتا ہو چکی عبارت تحریر کی
حاصل کلام یہ ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات لازم آئیگی یا جھوٹ کا سچ ہونا یا اجماع کا خطا پر ہونا کیونکہ اجماع سبکی قول کو کہتے ہیں اور ایک بات کا
سبکو ملکر بغیر دلیل کے کہنا حرام ہے تو ایک کی بات بھی بے شک حرام ہے یوں ہی کہا ہے علامہ عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر میں
اور اونمیں سے ایک اتباع اجماع کا ہے اور حقیقت اوسکی یہہ ہے کہ متفق ہوں ایسی لوگ جنپر ظن غالب صواب کا ہے ایک امر پر اور گمان کیا جاوے کہ یہہ
ضرور ثبوت حکم کے لئے ایک دلیل قاطع ہے اور یہہ اون مسئلوں میں جنمیں آیۃ اور حدیث سے کوئی اصل نہیں ہی اور یہہ وہ نہیں جسپر امت نے
اتفاق کیا ہے کیونکہ اونہوں نے اوس اجماع پر اتفاق کیا ہے جسکے سند قرآن یا حدیث یا اون دونوں کا مستنبط پر ہوا ور وہ لوگ اوس اجماع کو
جائز نہیں رکھتے جسکی سند بطور مذکور نہو بلکہ وہ اس آیۃ کا مصداق ہے اور جب کہا جاوے اونکو کہ تابعداری کرو اوسکی جو اوتارا اللہ نے کہتے ہیں کہ ہم تو اوسکی پیروی کریں گے

دیگری جایز نیست ودرانچه عمل نکرده است هرکرا خواهد تقلید نماید وکسیکه برخود مذهبی لازم نگرفته است بر تمامه اقوال مذکوره درا
جایز است که تقلید هرکه خواهد بکند لیکن بعد ازان که در بعضے مسایل تقلید ابی حنیفه رح کرده ودر بعضے تقلید شافعی پس جایز نیست
او را که درانچه تقلید شافعی کرده تقلید ابی حنیفه رح بکند یا بالعکس بعضے گویند که مذهب لازم گرفته باشد یا نه وعمل نموده باشد یا نه جایز است
هر مقلد را تقلید هر مجتهد واین اقرب است بتحقیق چه حقتعالی درین باب هیچ لازم نکرده است وبدون التزام هیچ لازم نشود
قوله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون عام است مقید بهیچ یکی ازین قیود نیست ودر صدر اول عوام از خواص که صحابه است
استفتا مینمودند وعمل میکردند ومبالات ازین قیود مروی نیست تمام ہوا کلام قاضی صاحب مغفور ومرحوم کا بس قول مؤلف
تنویر الحق کا کہ آیۃ فاسئلوا اہل الذکر خاص ہے اور تقلید ایک مجتہد کی واجب ہوئی ہے بالاجماع رد ہو گیا ساتھ قول
قاضی صاحب قدس سرہ کی اور جاء الحق وزہق الباطل وضح ہوا الآن حصحص الحق حقا ایہا القائل برحق تک اب اوسکی تھوڑی سی
وصیت شیخ اکبر کبریت احمر کہ جنکو مولانا عبد العلی اور مولانا نظام الدین وغیرہ خاتم ولایت محمدیہ کی لکھتے ہیں آخر فتوحات
مکیہ سی نقل کی جاتی ہے وصیۃ الذی اوصیك به ان کنت عالما فحرام علیك ان تعمل بخلاف ما اعطاك الله دلیلك
ویحرم علیك تقلید غیرك مع تمکنك من حصول الدلیل فان لم تکن فی هذه الدرجة وکنت مقلدا فایاك ان تلتزم مذهبا
بعینه بل اعمل کما امرك الله وهو ان تسال اهل الذکر ان کنت لا تعلم واهل الذکر هم العلماء بالکتاب والسنة واطلب رفع الحرج فی دینك ما
استطعت واسال عن الرخصة فی ذلك حتی تجدها فان الله یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لك المفتی هذا
حکم الله او حکم رسوله فی مسئلتك فخذ به وان قال لك هذا رائی فلا تاخذ به وسل غیره انتهی ما قال ابن العربی المشتهر
بالشیخ الاکبر فی آخر الفتوحات المکیۃ اور ایک رسالہ جزء بھر کا قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ کا مہر کیا ہوا انکا بنایا ہوا ملا چنانچہ
اوس رسالہ سی تھوڑی سی عبارت اوسکی اس مقام میں نقل کی جاتی ہے اما من لم یکن اہلا له ففرضه ما قال الله تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون واذا جاز اعتماد المستفتی علی ما یکتب له المفتی من کلامه او کلام شیخه وان علا فلان یجوز اعتماد الرجل علی ما کتبه الثقات من کلام رسول الله

کر چکا پھر جبکہ لکھ دے سمجھو اسکو ایک مسئلہ ہ وہ وصیت جو میں تجھی کرتا ہوں یہہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھ پر حرام ہے کہ تو برخلاف اوس دلیل کے جو تجھی اللہ
دی ہی عمل کرے اور حرام ہے تجھپر تقلید غیر کی اس حالت میں کہ تجھے حصول دلیل پر قوت ہے اور اگر یہہ درجہ نہوا اور تو مقلد ہو تو اس سے بچیو کہ
تو ایک مذہب خاص کا التزام کرے بلکہ عمل کر جس طرح پر تجکو اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے وہ یہہ کہ اگر تو نہیں جانتا ہو تو اہل ذکر سی پوچھ لے
اہل ذکر قرآن اور حدیث کی جاننے والی علما ہیں سو تو اپنے ضرورت میں رفع حرج کی خواہش کر جہانتک قدرت ہو اور رخصت کو پوچھ جہانتک
تک تو پا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین میں تجھپر تنگی نہیں کی گئی اور اگر تجھے مفتی کہے کہ یہہ اللہ تعالیٰ یا اوسکے رسول کا حکم ہے تیری فلانے
مسئلہ میں تو تو اوسپر عمل کر اور اگر کہے کہ یہہ میری رای ہے تو اسکو مت لے اور دوسرے سے پوچھ لے ہو چکی وہ عبارت جسکو ابن عربی کہ جو مشہور
اکبر کی مشہور ہیں آخر فتوحات مکیہ میں کہا ہے ف خیر کسیکو اہلیت علم کی نہو تو اوسکی ذمہ پر یہہ بات ہے کہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل ذکر سے پوچھ
اگر تم نہیں جانتے اور جب کہ جائز ہے اعتماد مستفتی کا اوسپر جو مفتی لکھدے اوسکے کلام سے یا اوسکے شیخ کے کلام سے تو یہہ بات بدرجہ اولیٰ جائز ہے کہ ثقات نے جو حضرت صلعم کا کلام

صلی الله علیه وسلم اولی بالجواز واذا قدر انه لم یفهم الحدیث فکما لم یفهم فتوی المفتی فیسئل من یعرف معناه فکذلک الحدیث وان کان الرجل متبعا لابی حنیفة ومالک او الشافعی واحمد رضی الله عنهم ورأی فی بعض المسائل ان مذهب غیره اقوی منه فاتبعه کان قد احسن فی ذلک ولم یقدح ذلک فی دینه ولا فی عدالته بلا نزاع بل هذا اولی بالحق واحب الی الله تعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم فمن یتعصب بواحد معین غیر الرسول صلی الله علیه وسلم ویری ان قوله هو الصواب الذی یجب اتباعه دون الائمة الآخرین فهو ضال جاهل غایة ما یقال انه یسوغ او یجب علی العامی ان یقلد واحدا من الائمة من غیر تعیین زید او عمرو وانتهی ما اورہی اوسی رسالہ سی نقل کی جاتی ہے ومن تعصب بواحد بعینه من الائمة دون الباقین کالرافضی والناصبی والخارجی فهذه طریق اهل البدع والاهواء الذین ثبت بالکتاب والسنة والاجماع انهم مذمومون خارجون عن الشریعة انتهی ما فی الرسالة فی العمل بالحدیث للقاضی الاجل ثناء الله صاحب تفسیر المظهری فمن شاء فلیراجع الیها

قال مسئلہ پہلا بیچ بیان قلتین کے شبہ کرتے ہین بانیطور کر روایت کی گئی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے اذا کان الماء قلتین فانه لا ینجس رواه ابوداود اور روایت کی گئی ابن عمر کہ کہا سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل من الماء یکون فی الفلاة من الارض وما ینوبه من الدواب والسباع فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا بلغ الماء قلتین لم ینجسه شیء رواه ابوداود پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ جبکہ ہو پانی بقدر قلتین کی تو ناپاک نہوگا جیسا کہ مذہب امام شافعی کا ہے اور ہمین نہین معلوم ہوا کہ امام اعظم نی کس حدیث سی سند پکڑی ہے کہ یہہ پانی قلتین کا ناپاک ہو جاتا ہے

اوسپر اعتقاد کرنا چاہیے اور جو یون کہا جاوے کہ حدیث تو سمجہہ مین نہین آتی تو جسطرح مفتی کا فتوا سمجہہ مین نہین آتا اور کسی ماہر سی اوسکی معنے پوچہہ لیے جاتے ہین اسیطرح حدیث کا حال ہے اور اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رضی الله عنهم کا مقلد ہو اور دیکہی کہ مذہب غیر کا اوسکی مذہب سے قوی ہی اور اوسکا اتباع کرلے تو یہہ اوسنی اچہا کیا اور اوسکی دین مین کوئی قدح نہین ہوا اور نہ اوسکی عدالت مین اور ہمین کسی اہل علم کا نزاع نہین ہی بلکہ یہہ بنظر حق کی اولی ہے اور الله اور رسول کا پسندیدہ سو جس کسینے سوا رسول کی ایک معین کے مذہب پر تعصب کیا اور یہہ عقیدہ رکہا کہ یہی مذہب صواب اور واجب الاتباع ہے اور ائمہ کا نہین تو وہ گمراہ جاہل ہے انتہا یہہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ انپڑہ پر واجب ہے کہ بغیر تعین ایک کے ائمہ مین سی تقلید کرے اور کچہہ زید و عمرو کی تخصیص نکرے ہو چکی عبارت رسالہ کی اور جسنے رافضیون اور ناصبیون اور خارجیون کی طرح اور ائمہ کو چہوڑکر ایک مذہب کا تعصب کیا تو یہہ طریقہ اہل بدعت اور نفسانیت کا ہے جنکی حق مین قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہو چکا کہ وہ ملامتی شریعت سی خارج ہین ہو چکی وہ عبارت جو رسالہ عمل بالحدیث قاضی ثناء الله صاحب تفسیر مظہری مین ہے جو چاہے اوسمین دیکہہ لے ف جسوقت پہونچے پانی دو قلی کو تو وہ ناپاک نہین ہوتا روایت کی یہہ حدیث ابوداود نے ف سنا مینے رسول صلعم سے کہ آپ سے کسینے جنگل کے پانیکے باب مین پوچہا جسمین چوپایہ جیتے جاتے ہین تو آپنے فرمایا کہ جب پانی دو قلی کو پہونچ جاوے تو اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی روایت کی ابوداود نے

جواب اسکا یہ ہے کہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلہا ثلثا فانہ لایدری این باتت یدہ متفق علیہ کہا نووی نے بیچ شرح صحیح مسلم کے بیچ اس حدیث کی ان اہل الحجاز کانوا یستنجون بالاحجار فاذا ناموا احدہم عرق فلا یامن النائم من ان یطوف یدہ علی ذلک الموضع النجس فاذا وقع یدہ علی ذلک الموضع النجس تنجس یدہ فاذا یغمس یدہ تنجس ماؤہ انتہی اور روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لایبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لایجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات متفق علیہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات رواہ مسلم اور روایت ہے عطا سے ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فانزل الزبیر فنزف ماء زمزم قال فجعل الماء لاینقطع قال فنظر فاذا ہو عین تنبع من قبل الحجر الاسود قال ابن الزبیر حسبکم رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ اور روایت ہے ابن عباس سے ان زنجیا وقع فی زمزم فمات قال فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم قال للذی فی البیر ضع دلوک من قبل العین التی تلی البیت والرکن فانہا من عیون الجنۃ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ اور روایت ہے ابن عباس وابن الزبیر سے امرا بنزح ماء زمزم عند وقوع زنجی وموتہ فیہ رواہ الدارقطنی اور روایت ہے کہ ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیہا فامر ابن عباس وابن الزبیر ان اخرج وامر ان ینزح قال غلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوہا فالصحابۃ متوافرون من غیر نکیر ولم ینکر منہم احد وکان ذلک الافتاء بحضرۃ الصحابۃ ولم ینکر منہم احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم رواہ الطحاوی اور روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے خالد بن مسلمہ سی ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سئل عن بال فی قال انزح

ل جس وقت تم میں کا کوئی جاگ اٹھے تو بغیر تین دفعہ دہوئی ہوئی ہات اپنے پانیکی برتن میں نہ ڈال کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اوسکی ہات رات کو کہاں رہی روایت کی اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ٢ عرب کی لوگ ڈہیلوں سے استنجا کرتے تھے پہر جب اونمیں کی لوگ سوتی تو ضرور موضع نجاست پر ہاتہ پہونچتا تہا پہر وہ ہاتہ پانی میں پڑنے سے پانی ناپاک ہوجاتا تہا ٣ ہرگز نہ پیشاب کرے کوئی ٹہری پانی میں اور پہر اوس میں نہاوے متفق علیہ روایت ہے ٤ جس وقت کتا کسی برتن میں سونہہ ڈالدے تو اوسکو سات مرتبہ دہو ڈال متفق علیہ روایت ہے ٥ جس وقت کتا برتن میں مونہہ ڈالدے تو اوسکا پانی پہینککر سات دفعہ دہو ڈال مسلم کی روایت ہے ٦ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر پڑا اور مرگیا عطا کہتے ہیں کہ پہر ابن زبیر نے حکم دیا کہ پانی چاہ زمزم کا نکالا جاوی عطا کہتی ہیں کہ پانی ٹوٹ نسکا دیکہا تو ہیچ حجر اسود کی طرف سے ایک سوت ابل چلی آتی ہے تو ابن زبیر نے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اسقدر پانیکا نکل جانا کافی ہی ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کی ہی ٧ ایک حبشی زمزم میں گر کر مرگیا ابن عباس فرماتے ہیں کہ پہر ایک آدمی کنوئیں میں اوتارا گیا کہ اوسنی اوسکو نکالا پہر کہا سارا پانی نکالو پہر لوگوں نے سورہ پہر کہا اوس آدمی سے جو کنوئیں میں تہا کہ اوس کی طرف جو رکن کی پاس ہے اپنا ڈول رکہ یہی سوت جنت کی ہی یہہ روایت کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے ٨ امر کیا زمزم کی پانی نکالنی کا جب کہ حبشی اوسمیں گر کر مرگیا روایت کی دارقطنی

یعنی تحقیق علی رضی اللہ عنہ پوچھے گئے اوسکی حال سے کہ پیشاب کرے کوئی کوئیں میں فرمایا کہ کھینچا جاوے یعنی سارا پانی اوسکا پس کھے حدیثین صحیح کہ بعض اونکی متفق علیہ ہین اور بعض غیر متفق علیہ ہین صریح دلالت کرتے ہیں اسپر کہ پانی اور برتن پانیکا نجس ہوجاتا ہے نجاست کی پڑنے سے اور یہہ پانی عام ہے شامل ہے قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلتین سے یا زیادہ یا برابر پس ضرور ہوا تعارض درمیان حدیثون قلتین کی اور درمیان ان حدیثون صحیحون کی پس ضرور ہوا یہہ کہ ترجیح دینوین حدیثون صحیحہ کو اوپر ضعیفون کی اور عمل کیا جاوے ان حدیثون صحیحہ پر اقول بتوفیق اللہ وتوفیقہ کہ اول تو یہہ تمام حدیثین حدیث قلتین کے معارض ہے نہین حدیث اذا استیقظ اور حدیث اذا ولغ اسلئے معارض نہین کہ اونمین تو نقط حکم برتن کے پانی کا بیان کیا گیا ہے نہ پانی عام کا جیسا کہ مولف کو اشتباہ ہوا ہے پس پانی بقدر قلتین کے اگر حوض مین ہو تو وہ مورد اون دونون حدیثونکا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی مین برتن نہین کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کہا ہے تحت پہلی حدیث کی قولہ فی وضوئہ ای اناء الذی اعد للوضوء وفی روایۃ الکشمیہنی فی الاناء وہو روایۃ مسلم من طرق اخری ولابن خزیمۃ فی انائہ او وضوئہ علی الشک والظاہر اختصاص ذلک باناء الوضوء ویلحق بہ اناء الغسل لانہ وضوء وزیادۃ وکذا باقی الآنیۃ قیاسا لکن فی الاستحباب من غیر کراہۃ لعدم ورود النہی فیہا عن ذلک واللہ اعلم وخرج بذکر الاناء البرک والحیاض التی لا تفسد بغمس الید فیہا علی تقدیر نجاستہا فلا یتناولہا النہی انتہی اور اگر وہ پانی بقدر قلتین کے سوائے حوض کے کسی اور بڑے برتن مین ہو جیسا کہ مٹکا وغیرہ تو بھی حکم سے اون دونون حدیثون کے خارج ہے اسلئے کہ اونمین مراد وہ برتن ہین جو کہ اونکی عادت اور استعمال مین تھے اور وہ قلتین سے بہت چھوٹے ہوا کرتے تھے جیسا کہ امام نواوی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہے تحت اوسی حدیث کی وکانت عادتہم استعمال الاوانی الصغیرۃ التی تقصر عن القلتین بل لا تقاربہما انتہی

ف۵ تحقیق ایک حبشی گر پڑا زمزم کے کوئین مین اور مر گیا اوسمین پس حکم کیا ابن عباس اور ابن زبیر نے یہہ کہ نکالا جاوے زنگی اور حکم کیا اون دونون نے یہہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا راوی نے کہ وہ سوت جو رکن کی طرف سے آتی تھی اوسکا پانی غالب تھا سو اوس سوت مین باریک کپڑے ٹھونس کر پانی نکالا اور صحابہ جو تھے کسی نے انکار نہین کیا روایت کی طحاوی نے ف۱۰ حضرت علی سے کسی نے پوچھا کہ کوئی کوئین مین پیشاب کر دے تو کیا کرے کہا سارے پانی نکالے ف۱۱ یعنی وضو کا برتن اور کشمیہنی کی روایت مین برتن ہے اور مسلم مین بھی اور طریق سے یہی ہے اور ابن خزیمہ کے روایت مین وضو اور برتن شک کے طور پر آیا ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ یہہ وضو کی برتن کی ساتھہ تخصیص ہے اور غسل کا برتن اسکی ذیل مین آگیا کیونکہ غسل مین وضو مع بڑھوتری کی ہوتا ہے اور قیاساً اسیطرح اور برتن لیکن بطریق استحباب کے ہے کراہۃ نہین کیلئے کہ اسباب مین نہی نہین وارد ہوئی آگے اللہ جانے اور برتن کے ذکر کرنے سے وہ حوض وغیرہ جنمین ناپاک ہاتھہ ڈالنے کی نہی نہین فرمائی نکل گئے سو اونکو نہی شامل نہین ہوسکے عبارت فتح الباری تمام ہوئی ف۱۲ اون لوگونکی عادت تھی کہ قدر دو قلون سے چھوٹے برتن برتا کرتے تھے

فان قلت الاناء عام يشتمل الصغير والكبير وقد تقرر ان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص المورد فما وجه التخصيص
بالصغير قلنا لا نسلم عموم الاناء مع وجود العهد الخارجي وقد قال في مسلم الثبوت واسم الجنس كذلك حيث لا
عهد انتهى فان قلت ما القرينة على العهد الخارجي قلنا العهد الخارجي هو الاصل ما لم توجد قرينة على عدمه تقتضي
العموم كذا في التلويح والتوضيح والمحلى شرح الموطا للمحدث الشيخ سلام الله الحنفي وههنا ليست قرينة على نفي العهد
وجوه العموم وسيجئ تحقيق هذه المسئلة في الحديث الماء طهور لا ينجسه شئ ان شاء الله تعالى فانتظر على انه
على تقدير عموم الاناء هذا عليكم فان الاناء الذي يكون طوله عشرا وعرضه عشرا وجوده ليس بمحال
يكون داخلا في هذا الحكم فما هو جوابكم فهو جوابنا پس ثابت ہوا کہ پانی بقدر قلتین کی خواہ حوض مین ہو خواہ کسی بڑی باسن مین ہو
حکم اون دونون حدیثون کا نہین اور وہ حدیثین معارض حدیث قلتین کے نہین اور حدیث لا یبولن البتہ معارض
قلتین کی نہین کہ وہ حدیث اپنے عموم پر باقی نہین بلکہ محمول ہے اوس پانی پر جو قلیل ہو با جماع فریقین جیسا کہ
حضرت مولف نے بہی آگے چلکر کہا ہے کہ جبکہ منعقد ہوا اجماع امت کا اسپر کہ حکم پانی کثیر کا حکم پانی جاری کا ہے
پس حدیث لا یبولن الخ نہ باقی رہے اوپر اپنے عموم کے انتہی کلامہ اور جناب مترجم تنویر الحق کے یعنے مولوی قطب الدین
خانصاحب مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ مین تحت حدیث لا یبولن کے فرماتے ہین ف مراد پانی سے یہان پانی قلیل ہے
اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکہتا ہے اور نجس نہین ہوتا مثل تالاب وغیرہ کے اور نہانا اوسمین جائز ہے انتہی کلامہ اور
حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا ہے تحت حدیث لا یبولن کے وهذا كله محمول على الماء القليل عند اهل العلم
على اختلافهم في حد القليل وقد تقدم من لا يعتبر الا التغير وعدمه وهو قوي لكن الفصل بالقلتين
اقوى لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوي من الحنفية بذلك انتهى اور جبکہ عموم پر نہوئی تو قلتین کے معارض
کیونکر ہوئی اور حدیث نزح زمزم کی دو وجہ سے معارض قلتین کے نہین ہوسکتی وجہ اول یہہ کہ اس قصہ کی ثبوت ہی نہین

پہر اگر کوئی یون کہہ بیٹھے کہ برتن کا لفظ عام ہے بڑے چہوٹے برتنون سبکو شامل ہے اور یہہ بات ٹہر چکی ہے کہ
خصوصیت محل ورود کے نہین ہوتے بلکہ لفظونکی عموم کا اعتبار ہوتا ہے تو ہم جواب دینگے کہ یہہ امر مسلم نہین کہ باوجود
موجود ہونی عہد خارجی کے برتن عام رہے مسلم الثبوت مین کہا ہے اسم جنس عام ہے جہان عہد نہو پہر اگر کوئی یون کہے کہ
عہد خارجی پر کیا قرینہ ہے تو ہم کہینگے کہ عہد خارجی اصل ہے جبتک اوسکی نہونیکا قرینہ یا تقضاء عموم کی نہو دے یونہین ہے
توضیح تلویح اور محلی شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی مین اور یہان عہد کے نہونے پر کوئی قرینہ نہین ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی
حدیث الماء طہور مین انشاء اللہ تعالی آویگے منتظر رہنا علاوہ یہہ کہ جب برتن عام ہے تو تمہین مضر ہے کیونکہ وہ برتن
جو دہ در دہ ہو اس حکم مین داخل ہوگا سو جو جواب تمہارا ہوگا وہی ہمارا ہے ١٥ اور یہہ سبب لگایا گیا ہے تہوڑے پانی کا حکم مین علما کی نزدیک
خلاف حد قلیل کے اور پہلی اوس سبب ذکر ہو چکا ہے جسمین پانیکی تغیر اور عدم تغیر کا اعتبار ہی اور یہہ مذہب قوی ہے لیکن حد قلتین بہت

کلام ہے خاص کر اوس روایت مین جو کہ ابن عباس سے مروی ہے سلئی کہ کہا امام شافعی نے کہ ابن عباس سے یہہ
روایت معلوم نہین ہوئی اور ہم نے کبھی نہین سنا کہ زمزم کا پانی کھینچا گیا ہے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے
جیسا کہ بیہقی نے سنن کبریٰ مین کہا ہے قال الزعفرانی قال ابو عبد الله الشافعی لا نعرفه عن ابن عباس
وزمزم عندنا ما سمعنا بهذا انتہی اور محدث سلام الله نے محلی مین کہا ہے وقال الشافعی لا يعرف هذا عن ابن عباس انتہی
اور کہا سفیان بن عیینہ تابع تابعین جلیل الشان نے جنکا ابن حجر نے تقریب التہذیب مین یہہ ترجمہ کیا ہے
ثقة حافظ فقيه امام حجة کہ مین مکہ مین ستر برس رہا لاکن کبھو کسی چھوٹی یا بڑے سے یہہ حدیث نہ سنی اور نہ کسی سے
یہہ سنا کہ زمزم کا پانی کھینچا گیا تھا جیسا کہ بیہقی نے سنن کبریٰ مین کہا ہے واخبرنا ابو عبد الله الحافظ نا ابو الوليد
الفقيه حدثنا عبد الله بن شيرويه قال سمعت ابا قدامة يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول انا بمكة منذ سبعين سنة ولم ار احدا
صغيرا ولا كبيرا يعرف حديث الزنجي الذي قالوا انه وقع في زمزم وما سمعنا احدا يقول نزح زمزم انتہی اور محدث سلام الله حنفی نے محلی مین
کہا ہے ونقل عن ابن عيينة انا بمكة منذ سبعين سنة لم ار صغيرا ولا كبيرا يعرف حديث الزنجي وما سمعت احدا يقول نزحت زمزم انتہی اور ابن حجر
حنفی نے مجمع البحرين مین کہا ہے وما رواه ابن ابي شيبة ان زنجيا وقع في بئر زمزم فنزح فالمه ضعفها البيهقي وروي عن سفيان بن
عيينة قال انا بمكة سبعين سنة لم ار احدا صغيرا ولا كبيرا يعرف حديث الزنجي انتہی اور کہا ابو عبید نے کہ یہہ روایت
نزح زمزم کے لایق شان زمزم کے نہین ہے کہ اوسکی نعت مین حدیثین اس مضمون کی آئی ہین کہ وہ نہ کھینچا جاوے
جیسا کہ سنن کبریٰ مین کہا ہے قال ابو عبيد وكذلك لا ينبغي لان الآثار قد جاءت في نعتها انها لا تنزح انتہی
اور جو روایتین ابن عباس سے درباب نزح زمزم کے مولف نے مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے اور شرح معانی الآثار طحاوی
سے نقل کی ہین وہ سب نامقبول ہین اسلئی کہ وہ منقطع ہین کیونکہ راوی اونکا ابن عباس سے قتادہ ہے اور بعضے
روایتون مین ابن سیرین ہے اور ان دونو کو ابن عباس سے ملاقات نہین جیسا کہ بیہقی نے سنن کبریٰ مین بعد روایت

تو پھر کیونکہ یہہ روایت صحیح ہو گئی ہے اور طحاوی وحنفیہ نے بھی اوسکی صحت کا اقرار کیا ہے ۱ زعفرانی نے کہا ہے کہ ابو عبد الله شافعی نے کہا ہے کہ اس
قصہ کو ہم ابن عباس سے نہین جانتے حالانکہ زمزم ہمارے پاس ہے ہوچکی عبارت سنن کبریٰ کی ۲ شافعی نے کہا ابن عباس سے اس
قصہ کو نہین جانتے ہوچکی عبارت محلی کی ۳ روایت کی حافظ ابو عبد الله نے اور کہا کہ خبر دی ہمکو فقیہ ابو الولید نے کہا کہ روایت کی ہمین
عبد الله بن شیرویہ نے کہا کہ سنا مین نے [illegible] [illegible] سے کہا کہ سنا مین سفیان بن عیینہ سے کہ کہتے تھے کہ مین مکہ مین ستر برس سے ہون اور مین کسی چھوٹے بڑے کو
نہین جانتا کہ اس حدیث حبشی کو جانتا ہو وہ جو کہتے ہین کہ زمزم مین حبشی گرا اور مین پانی نکلوانا بھی نہین سنا ہوچکی عبارت
سنن کبریٰ کی ۴ اور نقل ہے ابن عیینہ سے کہ مین مکہ مین ستر برس سے ہون مینے کسی چھوٹے بڑے سے حبشی کا کوئی مین گرنا
اور پانی کا نکلوانا نہین سنا ۵ اور وہ جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبشی کوئی مین گرا اور پانی نکالا گیا اوسکو بیہقی نے ضعیف کیا ہے
اور سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین مکہ مین ستر برس سے ہون مینے کسی چھوٹے بڑے کو نہین دیکھا کہ حدیث حبشی کو جانتا ہو ہوچکی عبارت

ابن سیرین اور قتادہ کی ابن عباسؓ سے کہا ہے فانھما لم یلقیا ابن عباس ولم یسمعا منہ یہہ کہا اور رواہ جابر الجعفی عن ابی الطفیل عن
ابن عباس وعمرو عن ابی الطفیل تفسیرا انغلاما وقع فی زمزم فنزحت وجابر الجعفی لا یحتج بہ ورواہ ابن لہیعۃ عن عمرو بن دینار
عن ابن عباس وابن لہیعۃ لا یحتج بہ انتہی اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی مین کہا ہے وقد روی ابن ابی
شیبۃ عن قتادۃ عن ابن عباس ان حبشیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فاخرجہ ثم قال اخرجوا ما فیہا من ماء وھذا منقطع
انتہے اس انقطاع کی نظر سے مولف ان روایتون کی سرسری سے نام اوس راویکا جو ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے
اوڑا دیا ہے پر یہہ چالاکی کام نہ آئی کہ چوری پکڑی گئی وجہ ثانی نہ معارض ہونیکی حدیث زنجی کی حدیث قلتین کو یہہ ہی
جنے فرض کیا کہ یہہ روایت بجمیع طرق ثابت ہے لاکن آخر فعل صحابی کا ہے جسکو حدیث موقوف کہتی ہین اور ظاہر ہے
کہ حکم مین مرفوع کی جسکی یہہ پہچان ہی کہ اوسمین اجتہاد کو دخل نہو جیسا کہ خبر دینا امور ماضیہ کا یا آیندہ کا یا خبر دینا کہ فلانا
کام سی اتنا ثواب ہوتا ہے یا اسقدر عذاب ہوتا ہے نہین ہی اور حدیث قلتین کی مرفوع ہے یعنی قول پیغمبر کا ہے
اور صحیح موصول الاسناد جید جسپر کسیطرح کا غبار نہین چنانچہ عنقریب خوب ثابت کرینگے اور یہہ قاعدہ ہی اہل اصول دین کا
کہ حدیث موقوف حدیث مرفوع کی ہوتی حجت نہین ہوتی اور اوسکی معارض نہین ہوتی جیسا کہ ابن نجیم حنفی بحر الرائق مین فرماتے
ہین وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتہی وھکذا فی کتب الاصول اور حدیث اخیر جو محلی مین مروی ہے
وہ بھی اسی وجہ سی معارض قلتین کی نہین ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی اور حدیث قلتین کی مرفوع اور اگر بطور فرض محال کی
فرض ہی کیا جاوے کہ یہہ تمام حدیثین حدیث قلتین کی معارض ہین تو بھی تو یہہ نہین لازم آتا کہ حدیث قلتین کو ترک
کیجاوے اور ان حدیثون کو ترجیح دیکر اسلیے کہ حدیث قلتین کی ہی صحیح اور جید ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاویگا اور جمع
اور موافقت اوسکی ساتھ ان حدیثون کی ممکن ہے چنانچہ علی التفصیل بیان کیا جاویگا اور یہہ قاعدہ اصول حدیث کا ہی
کہ جبتک کہ احادیث صحیحہ متعارضہ مین جمع اور موافقت ہوسکی ترجیح کیطرف رجوع نہین کرتی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے
فتح الباری مین کہا ہے والترجیح لا یصار الیہ مع امکان الجمع انتہی اور نخبۃ الفکر مین کہا ہے وان عورض بمثلہ فان
یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف ولا فان امکن الجمع فھو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الخ

مجمع البحار سے ؎ ابو سعید کہا ہی یہہ روایت نہین چاہیے کیونکہ اگر زمین آیا ہے کہ وہ تو حجاز نجا انکا ؎ وہ دونو نہین ملی ابن عباسؓ سی اور نہین سنا
اونکا اون سی ؎ اور روایت کی جابر جعفی نی ابے الطفیل سے اور اونی ابن عباسؓ سی اور کہی ابی الطفیل سے کہ ایک لڑکا زمزم مین گرا اور پانی کھینچا گیا
حالانکہ جابر جعفی وہی جسکے روایت حجت نہین گنی جاتی اور روایت کیا اوسی ابن لہیعہ عمرو بن دینار سی اور اونی ابن عباسؓ سی اور ابن
لہیعہ کی روایت بھی حجت نہین گنی جاتی ؎ اور روایہ کی ابن ابی شیبہ نے قتادہ سی اور اونی ابن عباسؓ سی کہ ایک حبشی زمزم مین گر کر مرگیا
اور ایک آدمی نے اوتر کر اوسکو نکالا اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اسکا پانی نکالو یہہ روایت منقطع ہے ہونیکی عبارت محلی کی ؎ اور حدیث نبی علیہ السلام
مقدم ہے غیر کے کلام پر اور اسیطرح کتب اصول مین ہے ؎ جبتک دو حدیثون مین جمع ممکن ہو تو ترجیح ایک حدیث کیطرف رجوع نہین کیا جاتا ؎ اگر معارض ہو دو سے

فلا یخلو اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر فهو الناسخ [illegible] المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو اما

ان یمکن ترجیح احدهما بوجہ من وجوہ الترجیح المتعلق بالمتن او بالاسناد اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیہ

والا فلا انتہی مختصرا اور شیخ محمد اکرم حنفی کتاب امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں قال ملا الہداد

فی شرح البزدوی التوفیق مقدم علی الترجیح انتہی اور تفصیل موافقت ہرایک حدیث کی حدیث قلتین سے یہہ ہے کہ حدیث

لا یبولن کو معہ دونون حدیثون پہلیون کے بزعم مؤلف عام کہینگے اور حدیث قلتین کو اونکی حکم سے مخصوص ٹہراوینگے یعنی یون

کہینگے کہ قلتین کے ماسوائے ہر پانی پیشاب وغیرہ سے نجس ہوجاتا ہے اور جو بمقدار قلتین کی ہو وہ نجس نہین ہوتا

کذا قال الحافظ ابن حجر کما مر فی کلامہ عن فتح الباری اور حدیث زنجی کو یون موافق کرینگے کہ عادت عوام وخواص کیسے

ہے کہ جبکہ پینے کے پانی مین کوئی چیز مکروہ طبعی اگرچہ وہ شرعاً پاک ہی ہو جیسے خاک دہول گا وغیرہ پڑجاتی ہے تو ایسا

پانیکو بن صاف کئے نہین پیتے ہین واسطے جبکہ بزعم مخالف زنجی کوئی مین گرا اور جسکا خون اور اوسکی نجاست کوئی

مین پانی پر ظاہر ہوئی تو اوسکا ازراہ نظافت اور لطافت کی پانی کہنچوایا ایسا ہی امام مجدد حضرت امام شافعی

نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فی حجۃ اللہ البالغہ مین حدیث زنجی کی سے جواب دیا ہے جیسا کہ سنن کبری

مین کہا ہے قال الشافعی لمخالفیہ قد رویتم عن سماک بن حرب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الماء

لا ینجسہ شیء فتری ان ابن عباس روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبرا وترکہ ان کانت ہذہ روایتہ ویروون عنہ انہ توضا من

غدیر یدافع جیفۃ ویروون عنہ الماء لا ینجس فان کان شیء من ہذا صحیحا فہو یدل علی ان لم ینزح زمزم للنجاسۃ ولکن للتنظیف ان کان فعل وزمزم للشرب

وقد کان الدم ظہر علی الماء انتہی اور کہا محلی مین قال الشافعی لا یعرف ہذا عن ابن عباس ان کان قد فعل فلعلہ ظہرت علی الماء للتنظیف انتہی

کرینگے تو بلا تکلف دونو حدیثون مین جمع ممکن ہوگی یا نہین سو اگر جمع ممکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث ہے اور اگر جمع ممکن نہو تو اس سے

خالی نہین کہ تاریخ معلوم ہوگی یا نہین سو اگر تاریخ جانی جاوے اور پچھلی حدیث ثابت ہووے تو وہی ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تاریخ نجانی جاوے

تو اس سے خالی نہین کہ ایک کے ترجیح قوۃ سند یا صحت متن حدیث کی سبب سے ممکن ہوگی یا نہین سو اگر ترجیح ممکن ہے تو اوسکی طرف رجوع متعین ہوگا اور نہین تو

نہین ہوگی عبارت نخبہ کی بطور خلاصہ کے ۔ سنہ کہا ملا الہداد نی شرح بزدوی مین موافقت کرنا دو حدیثون مین مقدم ہے ترجیح

سے یہ نہین کہا ہے حافظ ابن حجر نی چنانچہ فتح الباری سے اونکا کلام نقل ہوچکا ۔ امام شافعی رحمہ نے اپنے مخالفون سے

کہا کہ تمنی سماک اور حرب اور عکرمہ کے وسطہ سے جو ابن عباس رض سے یہہ روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین

کرتی سو تمہین کیا یہہ گمان ہے کہ ابن عباس رض آنحضرت سے ایک حدیث روایت کرین اور باوجود اسکی کہ وہ اونکی روایت صحیحہ ہو پہر اوسکو

چہوڑدین اور اونہین سے یہ روایت کرتے ہو جسمین نجاست پڑی تہی اور اونہین سے یہہ کہ پانی نجس نہین ہے اگر

انہین سے کوئی روایت صحیح ہے تو وہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ زمزم کا پانی بسبب ناپاک ہونیکے نہین کہینچا گیا بلکہ اگر کہینچا گیا بہی ہو تو طاہر

صفا ہونے کے لئے کہینچا گیا ہے کیونکہ وہ پینے کا پانی تہا اور اوس حبشی کا خون اوسپر بہا گیا تہا ہوگی ترشگی کی

اور کہا جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں واما الآثار المنقولۃ عن الصحابۃ والتابعین کاثر ابن
الزبیر فی الزنجی وعلی رضی اللہ عنہ فی الفارۃ والنخعی والشعبی فی نحو السنور فلیست مما یشہد لہ المحدثون بالصحۃ ولا مما
اتفق علیہ جمہور اہل القرون الاولی وعلی تقدیر صحتہا یمکن ان یکون ذلک تطییبا للقلوب وتنظیفا للماء لا من جہۃ
الوجوب الشرعی کما ذکر فی کتب المالکیۃ ودون نفی ہذا الاحتمال خرط القتاد وبالجملۃ فلیس فی ہذا الباب
شیٔ یعتد بہ ویجب العمل علیہ وحدیث القلتین اثبت من ذلک کلہ بغیر شبہۃ ومن المحال ان یکون اللہ تعالیٰ شرع فی
ہذہ المسائل لعبادہ شیئا زیادۃ علی ما لا ینفکون عنہ من الارتفاقات وہی مما یکثر وقوعہ ویعم بہ البلوی ثم
لا ینص علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصا جلیا ولا یستفیض فی الصحابۃ ومن بعدہم ولا حدیث واحد فیہ
واللہ اعلم انتہی وقال بعضہم ان الفاء علی لفظ نزح بعد لفظ مات فی حدیث الزنجی یقتضی ان علۃ الامر
بالنزح الموت لا امر آخر کما فی قولہ زنی ماعز فرجم وسہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسجد فاقول اولا ان
اطراد ہذا المعنی ممنوع لان فی حدیث ابی جحیفۃ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ بالبطحاء فتوضأ رواہ الشیخان
فلیس الخروج علۃ التوضی والا فمقتضاہ انہ لو لم یخرج الی البطحاء فی الہاجرۃ لم یتوضأ للصلوۃ وان کان وقت الظہر ولم یقل بہ عاقل
وثانیا انا سلمنا ان المعنی الظاہر کما قال ہذا القائل لکنا صرفنا الحدیث عن المعنی الظاہر الی المؤول جمعا بین

---

۵۵ کہا امام شافعی نے یہ ابن عباس سے نہیں پہنچا گیا ہے اور اگر کہا بھی ہو تو نجاست کی وجہ سے جو پانی پر ظاہر ہو گئی وہاں نکالا صحیح ملا
اور وہ آثار جو صحابہ رضی اور تابعین سے منقول ہیں جیسے اثر عبد اللہ بن زبیر کا زنجی کی باب میں اور اثر حضرت علی رض کا چوہے کی باب میں
اور اثر نخعی اور شعبی کا بلی کے باب میں سو یہ آثار ویسے نہیں جنکی صحت پر محدثوں کی گواہی دی ہو اور نہ پہلی قرن کے
لوگ اوپر متفق ہوئے ہیں اور بر تقدیر صحت ان آثار کی ہو سکتا ہے کہ وہ زمزم کا کھینچنا دل صفائی کی لئی اور پانی کے اوجلا
رہنے کے واسطے ہو وے نہ حکم شرعی کی طور پر چنانچہ یہی مالکی مذہب کے فقہ میں مذکور ہے اور سوا اس احتمال کے اور کچھ کہنا دشوار ہے
حاصل کلام کا ان بابوں میں کوئی ایسے روایت نہیں جس پر اعتماد کیا جاوے اور عمل کیا جاوے اور حدیث قلتین کی خوب ثابت ہے
بلا شبہ بہ نسبت ان سب آثار کے اور یہہ دشوار ہے کہ ایسے روزمرہ کی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم اپنے بندوں پر مقرر کیا ہو
اور آنحضرت صلعم نے اوسی کھول کر نہ بیان کیا اور صحابہ اور تابعین میں نہ پہیلا اور ایک حدیث بھی اوس میں نہ مروی ہوئی ہو گی
اللہ جانے ہر چکی عبارت حجۃ اللہ کی اور بعضی کہتے ہیں کہ حرف فا لفظ نزح پر بعد لفظ مات کی حبشی کی حدیث میں دلالت کرتی ہے
کہ سبب پانی نکالنے کے حکم کا موا حبشی کے بارے میں مرجانا ہے اور کوئی سبب نہیں جیسی کہ اس حدیث میں زنی ماعز فرجم
اور میں سہی رسول اللہ فسجد تو میں پہلے تو یہہ کہتا ہوں کہ اس بات کا کلی ہونا مسلم نہیں کیونکہ حدیث ابی جحیفہ میں جسے
شیخین نے روایت کیا خرج رسول اللہ بالہاجرۃ بالبطحاء فتوضأ اور یہاں آپکا نکلنا سبب وضو کا نہیں ورنہ یہہ ہوگا کہ جو آپ نکلتے تو اوپر
نماز کیوقت اپنی وضو کر لی اور یہہ تو کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا اور دوسرے یہہ کہ ہمنے مانا کہ ظاہر معنے ویسی ہی ہیں جیسی بعضی نے کہا لیکن

الدلائل ای جمعا بین هذا الحدیث للزنجی علی تقدیر صحتها وحدیث القلتین الصحیح الثابت کما ثبت صحتہ عنقریب و
حدیث بئر بضاعۃ الصحیح کما سیجیئ ذکرہ فافہم اور حضرت علی رضہ کی حدیث سی یون موافق کرینگے کہ حکم دینا حضرت علی کا
واسطی اخراج پانی اوس کنوئین کی جسمین کوئی پیشاب کردے اس نظر سی نہین تہا کہ کنوان پیشاب سی نجس ہو جاتا ہے
بلکہ اس نظر سے تہا کہ اگر اوس آدمی کی پیشاب کر دینے سے درگذر کیا جاویگا تو آیندہ کو اور کوئی پیشاب کر دیگا یہانتک
کہ رفتہ رفتہ پانی کے اوصاف مین تغیر واقع ہوگا اور یہہ طبع کی بہی مخالف ہی ایسا ہی جواب دیا ہے محققین شافعیہ نی علی رضہ
کے قول سے جیسا کہ کہا محلی مین واجاب الشافعیۃ عن حدیث النہی عن البول بانہ انما نہی عنہ لئلا یکون منجرا الی تنجس
الماء وتغیرہ باقتداء الناس بذلک الرجل ولئلا یتنفر عنہ طبعا لا شرعا انتہے اور ایسا ہی کہا ہی حضرت مولف
تنویر نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین درباب نجس ہونی پانی کثیر کے پیشاب وغیرہ سی چنانچہ بذیل حدیث لایبولن
احدکم فی الماء الدائم کے فرماتے ہین ف مراد پانی سی یہان پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکہتا ہے
اور نجس نہین ہوتا پیشاب وغیرہ سی اور نہانا اوسمین جایز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر کثیر بہی ہو اگرچہ وہ نجس نہین
ہوتا لیکن اوسمین پیشاب کرنا خوب نہین شاید کہ اوسکی دیکہا دیکہی اور بہی پیشاب کرین اور عادت اسکی پکڑین
اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جاوے یعنے رنگ اور مزہ اور بو بدل جاوے انتہے پس جبکہ ہماری نزدیک پانی کثیر
شہر کنوئین کا تو ہم کو کون مانع ہے اوس تاویل سے بیچ حدیث علی کی جو اختیار کی ہی مترجم صاحب نے حدیث لایبولن مین
اور اگر اس حدیث اور حدیث زنجی مین تاویلین نکرین تو سوائی بربادی حدیث صحیح قلتین کے ایک اور ایسی صحیح حدیث
جسکے صحت مین کسیکو کلام نہین یہانتک کہ حضرت مولف بہی اوسکی صحت کی مقر ہین یعنے حدیث بئر بضاعہ کے
باطل ہو جائیگی بیان اسکا یہہ ہے کہ ایک کنوان جسکو بئر بضاعہ کہتے ہین ایسا تہا کہ اوسمین حیض کی لتی اور کتی مری
ہوؤنکا گوشت اور ناپاکیان متعفن پڑجایا کرتی تہین پہر اوسکی پانی کا حال کسی نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا
تو حضرت نی فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی جیسا کہ روایت کی ہی ترمذی نی ساتہہ ایسی اسناد کی جسکے
سب راوی ثقہ ہین ابو سعید خدری سی قال قیل یا رسول اللہ انتوضا من بئر بضاعۃ وھی بئر یلقی فیہا الحیض ولحوم
الکلاب والنتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور لا ینجسہ شیٔ اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے

قول سی اوپر بیان ہوئی لیکن جبکہ دلیلونکی موافقت کرنیکے لئے معنے ظاہر سے تاویل کرلی اور دو دلیلین بر تقدیر صحت کے ایک تو
عشر فی عشر والی حدیث ہے اور دوسری حدیث قلتین کی جو ثابت اور صحیح ہے چنانچہ اوسکی صحت آگی مذکور ہوگی اور حدیث بئر بضاعہ کی جسکا ذکر آگی
آویگا سمجہہ لے تو اس مقام کو ٥ اور جواب دیا ہی شافعیون نے پانی مین پیشاب کرنیکی حدیث سی اسطرح کہ وہ نہی اسلئی ہی کہ رفتہ رفتہ
آخر کو پانی متغیر ہو کر نجس نہ ہو جاوے کیونکہ ایک کے دیکہا دیکہی اور لوگ بہی پیشاب کرینگی اور اسطرح کہ اس نہی مین نفرت طبعی ہے شرعی نہین
ہے جیسکی عبارت محلی کی ہے ٥ نہ پیشاب کری کوئی کہڑی پانی مین ٥ ابو سعید خدری کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے لوگون نے پوچہا کہ کیا ہم

ہیں اور کہا ترمذی نے ھذا حدیث حسن وفی الباب عن عائشۃ وابن عباس یعنے یہہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین
عائشہ اور ابن عباس سے بہی روایت ہے اور کہا امام احمد نے اور یحیے بن معین نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے جیساکہ
بحر الرائق مین لکہا ہے قال الامام احمد ھو حدیث صحیح انتہی اور محلی مین کہا ہے وصححہ احمد ابن معین انتہی اور دبا
مؤلف کا کلام جسمین اسکی صحت کا اقرار ہے آگے آویگا پہر اگر کہو کہ ابن عباس اور علی کی کنوین کو وقوع نجاست
نجس سمجہ کر تمام پانی نکالنے کا حکم دیا تہا تو مقتضائی اس حدیث مرفوع کا بہی باطل ہوتا ہے دہوکا تری اگر کہو کہ
بیر بضاعہ اس جہت سے پاک تہا کہ وہ جاری تہا طرف باغون کی پس وہ حکم مین نہر جاری کی ہوا تو حدیث زنجی وغیرہ
بظاہر معنی معارض بیر بضاعہ کی ہوئی اور حدیث بیر بضاعہ کی باعث تاویل کی حدیث زنجی مین نہوئی تو کہا جائیگا کہ
راوی اسکا کہ وہ بیر بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا واقدی ہے جیساکہ ذکر کیا ہے محلی مین ان ماءھا کانت طریقا
جاریا الی البساتین علی ما اخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الاثار عن جعفر بن ابی عمران عن محمد بن الشجاع البلخی بسندہ
الی الواقدی انتہی وکذا فی بحر الرائق اور یہہ واقدی متروک الحدیث ہی اور حدیثین وضع کیا کرتا تہا کہا یہہ نسائی
نے جیساکہ کہا ابن حجر نے تقریب مین محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع
علمہ من التاسعۃ اور کہا نور الدین علی بن عراق نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ کی محمد بن عمر الواقدی
الواقدی قال النسائی یضع الحدیث انتہے اور کہا بیہقی نے کہ واقدی کی حدیث سے حجت نہ پکڑنی چاہیے
خاص کر اس حدیث مین کہ مرسل ہے جیساکہ ذکر کیا ہے محلی مین ولکن قال البیہقی الواقدی لا یحتج بما ینفرد فضلا
عما یرسلہ انتہی کذا قال فی بحر الرائق وما قال بعد قلنا قد اثنی علیہ الدراوردی وابو بکر بن العربی وابن الجوزی فجوابہ ما قال الحلبی
من انہم لیسوا من ائمۃ الجرح والتعدیل وان سلم فالجرح مقدم علی التعدیل حیث عین الجارح السبب مثلا سبب الجرح ای وضعہ

دور کرین ہم کو کیونکہ وہ ایسا کنوان ہے جسمین ناپاک کپڑے اور مردار گوشت ڈالی جاتی ہین تو آپنے فرمایا کہ بلاشک پانی پاک ہے اسکو
کوئی چیز ناپاک نہین کرتی ۔ سلہ یہہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین حضرت عائشہ اور ابن عباس سے روایت ہے ۔ سلہ کہا امام احمد نے
یہہ حدیث صحیح ہے یہہ جسکی عبارت بحر الرائق کی ۔ سلہ اور صحیح کیا ہی اسکو امام احمد اور ابن معین نے یہہ جسکی عبارت محلی کی ۔ سلہ پانی بیر بضاعہ کا
باغون کیطرف جاری تہا بنا بر اس روایت کی جسکو طحاوی نے شرح معانی الاثار مین جعفر بن ابی عمران اور وہ محمد بن شجاع بلخی سے اور وہ
اپنے سلسلہ کو واقدی تک پہونچایا ہے یہہ جسکی عبارت محلی کی اور بحر الرائق مین بہی یونہین ہے ۔ سلہ محمد بن عمر بن واقد اسلمی
واقدی مدنی قاضی باشندہ بغداد کی روایت باوجود فراخی علم ہونی اوسکی کے ترک کردی گئی ہے اور وہ نوین طبقہ مین سی ہے ۔ سلہ
محمد بن عمر واقد واقدی نسائی نے کہا کہ حدیث بنا تا تہا یہہ جسکی عبارت مختصر نور الدین کی ۔ سلہ لیکن بیہقی نے کہا ہی کہ واقدی کی
حدیث سی حجت نہین پکڑی جاتی ہے وہ حدیث جو مرسل ہو یہہ جسکی عبارت محلی کی ۔ سلہ اور یونہین ہے بحر الرائق مین اور وہ جو یہہ
کہا ہے کہ دراوردی اور ابو بکر بن عربی اور ابن جوزی نے اوسکی تعریف کی ہے تو اسکا جواب وہی ہے جو محلی مین ہے کہ یہہ لوگ جرح اور تعدیل کے

الاحادیث ولم یبنف المعدلون ذلک السبب الخاص ولا یکفی مجرد الثناء وسیجی عنقریب تحقیق تقدیم الجرح علی التعدیل مع الشاهد الدلیل فافهم وانتظر اور نقل کیا ہی ابن طاہر حنفی نی کہ واقدی بڑا جہوٹا ہے اور اپنے رای کی خاطر حدیثون کی ابطال کرنیمین حیلہ سازیان کیا کرتا تہا جیسا کہ مجمع البحار مین فرماتی ہین قیل کذاب احتال فی ابطال الحدیث نصرة للرای فان بیر بضاعة مشهود فی الحجاز بخلاف ما حکی عن الواقدی انتہے پس ثابت ہوا کہ کوئی حدیث متفق علیہ غیر متفق علیہ حدیث قلتین کو ساقط اور متروک العمل نہین کرتی اگر صحت حدیث قلتین کی ثابت ہو جاوے لہذا اب حدیث قلتین کی صحت کیجاتی ہے اور مؤلف کی چارون وجہونکو نقل کرکے اونکی بخوبی جواب دیا جاتا ہی توسنو قال المؤلف پس کہتے ہین ہم کہ حدیث قلتین کے نہین ہے قابل سند کی اور قابل قبول کرنیکے ساتہہ چار وجہ کے وجہ اول یہہ ہے کہ بتحقیق حدیث قلتین کے ضعیف ہی کہ ضعف بیان کیا اسکا ایک جماعت نی محدثین مین سی جیسا کہ کہا زیلعی نے بیچ شرح کنز الدقایق کے ان حدیث قلتین ضعیف ضعفہ جماعة المحدثین قال البیہقی من الشافعیة انہ غیر قوی وترکہ الغزالی والرویانی مع شدة اتباعہما الشافعی رحمہم اللہ لضعفہ انتہی کلام الزیلعی اور کہا شیخ کمال الدین نے بیچ فتح القدیر کی ہذا الحدیث ضعیف ضعفہ الحافظ ابن عبد البر والقاضی اسمعیل بن ابی اسحاق وابوبکر بن العربی المالکیون انتہی کلام ابن الہمام اور کہا صاحب قاموس نے کہ وہ شافعی مذہب ہے بیچ سفر سعادت کی کہ حاصل اسکا یہہ ہے ضعفہ بعض المحدثین وصححہ بعضہم انتہی اور کہا بیچ کتاب تمہید کی ما ذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتان مذہب ضعیف انتہی اور کہا دبوسی نی اپنے کتاب اسرار مین وہو حدیث ضعیف انتہی اور کہا صاحب حلیہ نی بیچ حلیہ کی انہ ضعیف ضعفہ ابو داؤد اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ امام ہے اماموں حدیث کی سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا انہ لم یثبت ہذا الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقلہ الشیخ عبد الحق فی شرح المشکوة

امام نہین ہین اور اگر یہہ امر مان بہی لیا جاوے تو جرح تعدیل پر مقدم ہے جہان کہ جرح کرنیوالا سبب جرح کا بیان کردی مثلا یہان نسائی نے سبب جرح حدیث کا بنا نا بتا دیا ہے اور تعدیل کرنیوالون نے اسکی نفی نہین کی اور فقط یونہین تعریف کرنا کفایت نہین کرسکتا اور عنقریب تحقیق اسکی آویگی کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اسکی دلیل بیان ہوگی اور نظیر پیش کیجاویگی سمجہہ لے اور منتظر رہ ۱ کہا گیا ہے کہ بڑا جہوٹا اپنے رای کے مددگاری کی لئی حدیثون کو جہٹلانیمین حیلہ کیا کرتا تہا کیونکہ بیر بضاعة لوگونکا عرب مین دیکہا ہوا ہے اور وہ اوسکی خلاف روایت کرتا ہے ہو چکی عبارت مجمع البحار کے ۲ حدیث قلتین کے ضعیف ہے ایک جماعت محدثون نی اوسکو ضعیف کہا ہے یہانتک کہ بیہقی نے کہ گروہ شافعیہ مین سی ہی کہا ہے کہ وہ حدیث قوی نہین ہے اور امام غزالی نی اوسکو ضعیف کی سبب کی چہوڑ دیا ہے اور رویانی نے بہی باوجودیکہ وہ بڑے پیرو شافعی کے ہین ہو چکا کلام زیلعی کا ۳ یہہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسماعیل بن ابی اسحاق اور ابوبکر بن عربی مالکیون نے ضعیف کہا ہے ہوچکا کلام ابن ہمام کا ۴ ضعیف کیا ہے اوسکو بعضے محدثون نی اور بعضون نے صحیح کہا ہے ہوچکی عبارت سفر السعادت کے ۵ وہ قلتین کے حدیث جو حضرت شافعی گئے ہین مذہب ضعیف ہے ہوچکی عبارت تمہید کے ۶ وہ حدیث ضعیف ہے ۷ وہ ضعیف ہے ابوداؤد نے

العربی والفارسی اور حاصل کلام کا یہہ ہے کہ تحقیق حنفیہ اور مالکیہ متفق ہوئی ہیں اور مصنف اس حدیث قلتین کی اگرچہ مختلف ہیں بیچ بیان کرنے وجہ ضعف کی **اقول** یہہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اسکو بوجہ معقول اور بلا دلیل نامقبول ہے بلکہ صحت حدیث کی ثابت کیجاتی ہے بلکہ سکی مضعفین کے کلام سی جواب پایا جاویگا تو سنو کہ روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور سکی اسانید قوی اور جید ہیں ترمذی کی یہہ اسناد ہی حدثنا هناد نا عبدة عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث اور راوی اسکی سب ثقہ اور صادق ہیں اما الاول فهو ثقة واما الثاني فهو ثقة ثبت والثالث صدوق والرابع ثقة والخامس ثقة والسادس هو ابن عمر وهو احد المكثرين من الصحابة كل ذلك في تقريب التهذيب اور ابو داؤد کی ایک اسناد تو یہہ ہے حدثنا ابن العلاء وعثمان بن ابي شيبة والحسن بن علي وغيرهم قالوا حدثنا ابو اسامة عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه الحديث اسکی بھی سب راوی ثقات ہیں اما الاول فهو ثقة حافظ والثاني اي في المذكور دون المرتبة ثقة حافظ والثالث ثقة حافظ له تصانيف والرابع اسمه حماد بن اسامة ومشهور بابي اسامة وهو ثقة ثبت والخامس صدوق والباقون مر ذكرهم في رجال الترمذي اور دوسری اسناد اسکی یہہ ہے حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا حماد ح وحدثنا ابو كامل ثنا يزيد يعني ابن زريع عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو كامل بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه نحوه اسکی راوی بھی سب ثقہ ہیں اما الاول فهو ثقة ثبت قال العسقلاني ثم قال ولا التفات الى قول ابن خراش تكلم الناس فيه انتهى والثاني هو ابو اسامة

ف روایت کی ہمین ہناد نے کہا روایت کی ہمین عبدہ نے محمد بن اسحق سے انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر انہوں نے ابن عمر سے کہا کہ سنا مینے آنحضرت صلعم سے آخر حدیث تک ف پہلا شخص اور چوتھا اور پانچوان ثقہ ہے اور دوسرا ثقہ اور ثبت اور تیسرا صدوق ہے اور چھٹا ابن عمر اور وہ ایک کثرت صحابہ مین ہین یہہ سب تقریب التہذیب میں ہے ف روایت کی ہمین ابن علا اور عثمان بن ابی شیبہ اور حسن بن علی وغیرہ نی اور کہا کہ روایت کی ہمکو ابو اسامہ نے ولید بن کثیر سے انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سی انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک ف پہلا شخص ثقہ حافظ ہے اور دوسرے جگہ جو شخص مذکور ہی وہ ثقہ حافظ ہے اور تیسرا بھی حافظ ثقہ ہے اور صاحب تصانیف بھی اور چوتھے کا نام حماد بن اسامہ ہے اور ابی اسامہ کر کی مشہور ہے وہ ثقہ اور ثبت ہے اور پانچوان صدوق ہے اور باقی ماندون کا ذکر ترمذی کے راویوں کے ذیل مین گذر چکا ف روایت کی ہمکو موسی بن اسماعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمین حماد نے ح اور کہا روایت کی ہمین ابو کامل نے کہا روایت کی ہمکو یزید یعنی ابن زریع نے محمد بن اسحاق سی انہوں نے محمد بن جعفر سے کہا ابو کامل نے بن زبیر اور انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ سی مثل گذشتہ کی ف پہلا شخص ثقہ اور ثبت ہی ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے پھر کہا ہے نہین خیال کرنا چاہیے اسطرف وہ جو ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگون نے اس شخص کے باب مین کلام کیا ہے اور دوسرا وہ ابو اسامہ

حماد بن اسامة ثقة ثبت والثالث وهو فضيل بن حسين ابو کامل ثقة حافظ والرابع ثقة ثبت و
الباقون مر ذکرهم اور تیسری اسناد یہہ ہے ثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا حماد قال انا عاصم بن المنذر عن عبید الله
ابن عبد الله بن عمر قال حدثنی ابی الحدیث اِسکے راوی بہی وہی ہین جنکا ذکر گذرا مگر ایک عاصم بن المنذر سو وہ بہی
صدوق ہین کل ذلک فی التقریب للعسقلانی اور نسائی کی اسناد یہہ ہے اخبرنا هناد بن السری والحسین بن حریث
عن ابی اسامة عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر عن عبید الله بن عبد الله بن عمر عن ابیه الحدیث اسکی راوی بہی
وہی ہین مگر ایک حسین بن حریث سو وہ بہی ثقہ ہین قاله فی تقریب التہذیب ایسا ہی ابن خزیمہ اور ابن ماجہ کی اسناد کو
سمجہا چاہیئے حاصل یہہ کہ یہہ حدیث جتنی طریقون سی مروی ہی اسکی راوی ثقات ہین اور اگر بالفرض کسی ایک راوی مین
کچہہ عیب نکالوگی تو اسکی تقویت دوسرے راوی سی قائم مقام اوسکی ہوجاویگی غرض کہ روایت کی جہت سی حدیث قلتین مین
ضعف کا نام نہ لے سکوگی اور حالانکہ مدار صحت اور سقم اور قوت اور ضعف حدیث کی راوی ہوتی ہین پس اسیقدر تعدیل رواۃ کی
سی صحیح ہونا حدیث قلتین کا ثابت ہوگیا اور با اینہمہ اقوال ائمہ جرح اور تعدیل کے متضمن صحت اس حدیث کی سننی چاہیئے تو واضح
ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام احمد بن محمد بن حنبل کا اور امام اسحق کا اور امام ابو عبید کا اور امام ابو ثور کا
اور ایک جماعت کا محدثین مین سے اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوا ئے غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا محلی مین وقال الشافعی
واحمد ما بلغ القلتین فهو کثیر لا ینجس بوقوع النجاسة وبه قال اسحاق وابو عبید وابو ثور وجماعة من اهل الحدیث
منهم ابن خزیمة اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائی غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے اور ردالمحتار مین لکہا ہے ان المجتهد
اذا استدل بحدیث کان تصحیحا له کما فی التحریر وغیره انتهی یعنے عمل کسی مجتہد کا اوپر کسی حدیث کی تصحیح ہے اوس
حدیث کی پس امام شافعی اور امام احمد اور اسحق اور ابو ثور اور جماعت دیگر سے تصحیح ہوئی اس حدیث کی اور تصحیح کی ہے اس حدیث کی
ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور دار قطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا محلی مین وصححه ابن خزیمة وابن حبان والدار قطنی انتهی

حماد بن اسامہ ثقہ اور ثبت ہی اور تیسرا وہ فضیل بن حسین ابو کامل ثقہ حافظ ہے اور چوتہا ثقہ ثبت ہی اور باقی کا ذکر گذر چکا ؁ روایت
ہمکو موسی بن اسماعیل نے اور کہا روایت کی ہمین حماد نے اور کہا روایت کی ہمین عاصم بن منذر نی عبید الله بن عبد الله بن عمر سے اور کہا مجہی
میرے باپ نے آخر حدیث تک ؁ یہہ سب عسقلانی کی تقریب مین ہے ؁ روایت کی ہمین هناد بن سری اور حسین بن حریث نی ابی
اسامہ سے اور اونہون نے ولید بن کثیر سے اونہون نے محمد بن جعفر سے اونہون نے عبید الله بن عبد الله بن عمر سی اونہون نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک
؁ اور کہا شافعی اور امام احمد نے جو پانی حد قلتین تک پہونچ جاوے تو وہ کثیر ہے نجاست کی گرنی سی ناپاک نہین ہوتا اور ایسا ہی
کہا ہے اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ایک جماعت اہل حدیث نی اونہین ہی سی ابن خزیمہ ہین ؁ بلاشک جو قوت دلیل پکڑنی کو
مجتہد کے حدیث سی تو وہ اوس حدیث کا باعث صحت ہوجاتا ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ مین ہے، ہو چکی عبارت ردالمحتار کی ؁
اور صحت کی ہے اسکے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور دار قطنے نے ہوجیسکے عبارت ہے محلے کے

اور کہا بلوغ المرام مین وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم انتہی اور کہا حاکم نی یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے
اوسکی روایت نہین کی کہ اہین ولید سی اسناد مین کچہ خلاف واقع ہوگیا ہے جیسا کہ کہا محلی مین وقال الحاکم
صحیح الاسناد ولم یخرجاہ لخلاف فیہ عن الولید بن کثیر انتہی اقول اس اختلاف کا جواب ہم دینگی عنقریب اور کہا
یحیی بن معین نی کہ یہہ حدیث خوب پختہ ہے اور کہا بیہقی نے یہہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا منذری
نے اوسکی اسناد جید ہے اور اوسپر کسیطرح کا غبار نہین جیسا کہ کہا محلی مین وقال ابن معین جید قال البیہقی
موصول صحیح وقال المنذری اسنادہ جید لاغبار علیہ انتہی اور کہا ابن ماجہ نی کہ یہہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ بحر الرائق
مین ضمن مین ایک اعتراض کی کہ جسکا جواب بی دلیل ہے قد صححہ ابن ماجۃ وابن خزیمۃ والحاکم وجماعۃ من اہل
الحدیث انتہی بلکہ حضرت طحاوی حنفی نی جنہنے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر واجب کرلی ہی اور جہانتک
بن آتی ہے حنفی مذہب کی مددگاری کرتا ہی جسکی حق مین شاہ عبدالعزیز قدس سرہ بستان المحدثین مین فرماتی ہین
بہرحال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ
انتہی لاچار ہوکر اقرار کرلیا ہے کہ حدیث قلتین کی صحیح ہے اور ثابت اگرچہ عذر اضطراب معنی قلتین کا بیچ
لایا ہے لاکن ہم اس کا بہی جواب دینگی انشاء اللہ تعالی اور یہہ ہی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار مین حدیث
القلتین صحیح واسنادہ ثابت لاکن انما ترکناہ لانا لانعلم ما القلتان انتہی اور کہا محلی مین و
اعترف الطحاوی بصحتہ انتہی اور کہا فتح الباری مین القول بالقلتین اقوی بصحۃ الحدیث فیہ وقد
اعترف الطحاوی من الحنفیۃ بذلک انتہی اقول اعتراف طحاوی حنفی کا سخت حجت ہی حنفیہ پر الحاصل حدیث قلتین
صحیح اور ثابت اور اسناد اوسکی جید اور راوی اوسکی ثقات اور یہی وجہ اور اسی نظر سی صحیح کہا ہے اسکو امام شافعی نے
اور امام احمد بن حنبل نے اور امام اسحق نی اور امام ابو عبید نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نی اور ابن حبان نے
اور ابن ماجہ نی اور دارقطنی نی اور بیہقی نی اور حاکم نی اور یحیی بن معین نی اور علامہ منذری نی اور طحاوی نے بس

سلہ اور صحت کی اسکی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نی ہو چکی عبارت بلوغ المرام کی سلہ اور حاکم نی کہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد
ہے اور شیخین نی بسبب اوس اختلاف کی جو ولید بن کثیر سے ہے اسکو روایت نہین کیا ہو چکی عبارت محلی کی سلہ اور کہا ابن
معین نے یہہ اسناد جید ہے اور بیہقی نے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نی کہا جید ہے اسپر کچہ غبار نہین ہو چکی عبارت محلی کی سلہ
بلاشک صحت کی ہی اوسکی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور ایک جماعت اہل حدیث نی سلہ حدیث قلتین کی صحیح ہی اور
اسناد اوسکی ثابت ہی لیکن ہمنے اسلئے اوسپر عمل نہین کیا کہ ہم قلتین کے معنے نہین پہچانتے سلہ اور اقرار کیا طحاوی نے اوسکی صحت کا ہو چکی عبارت
محلی کی سلہ مذہب قائل قلتین کے بہت قوی ہے بسبب صحیح ہو جانے حدیث کے اسباب مین اور حنفیون
مین سے طحاوی نے بلاشک اوسکی صحت کا مقر ہے ہو چکی عبارت فتح القدیر کی ؛

اب کلام سی اون لوگون کے جو اِن حدیثوں کو ضعیف کہتے ہین جواب دینا چاہیے تو واضح ہو کہ جنکا مولف نی ذکر کیا ہے
اون میہون کی کلام سے ضعف حدیث قلتین کا ثابت نہین ہوتا اصلی کہ بیہقی کی اوس قول کی جو زیلعی نی نقل کیا ہے
یہہ معنی ہین کہ یہہ حدیث الیس قوی نہین کہ علی شرط الشیخین ہے نہ یہہ معنی کہ ضعیف ہی ورنہ وہ کلام بیہقی کا جو محلی
مین منقول ہو چکا ہے بی معنی ہو جاویگا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور رویانی کا اور دبوسی کا اور مصنف ہدایہ کا اور شیخ
ابن الہمام کا اور بعضی مالکیون کا حدیث کو ضعیف نہین کر دیتا کیونکہ یہہ لوگ مقلدین ہین ائمہ جرح اور تعدیل سے نہین
نہین ہین ایسے ایسے سیکڑون علما شافعی اسکی تصحیح کر رہے ہین تو جیسا کہ ہمنے ان سب کے تصحیح پر اعتماد نہین کیا ایسا ہے
اون علما کی جرح کا جنکا مولف نی شمار کیا ہے یہی خیال رکھنا چاہیے اب رہا ضعیف کہنا ابن عبد البر کا اور ابو داود کا اور
علی بن المدینی کا سو البتہ جرح لکھا بایہ اعتبار نہین ہے لاکن اگر بابیان سبب اور بادلیل ہو تو معتبر ہے ورنہ بے بیان سبب انکا
جرح یہی مقبول نہین ہوئیگا جیسا کہ وجیہ الدین علوی اس ابن عبد البر سی حاشیہ شرح نخبہ مین نقل کرتے ہین اور فرماتی ہین
وقد عقد ابن عبد البر فی کتاب العلم بابا لکلام المعاصرین بعضہم فی بعض ورای ان اہل العلم لا یقبل جرحہم الا ببیان واضح انتہی
اور سوائی انکی اورون کا بھی یہی مذہب ہے کہ جرح کیکا بی بیان سبب کے قبول نہین کیا جاتا جیسا کہ کہا ہی شرح نخبہ اور
حاشیہ علوی مین والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ لکن محلہ التفصیل وھو انہ مقدم ان صدر مبینا سببہ من عارف
باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یبین سببہ مثل قولہم فلان ضعیف وفلان لیس بشیء او نحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقدح
فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح ومالا یجرح فیطلق احدہم الجرح بناء علی امر اعتقدہ جرحا لیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من
بیان سببہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا وھو ظاہر انتہی اور کہا شرح نخبہ مین قبل اس کلام کے قال الذہبی وھو من اہل الاستقراء التام فی نقد
الرجال لم یجتمع اثنان من علماء ھذا الشان قط علی توثیق ضعیف ولا علی تضعیف ثقۃ انتہی ولہذا کان مذہب النسائی ان لا یترک حدیث الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکہ

ف اور بلاشک ابن عبد البر نے اپنے ہمعصر لوگون کے کلام کرنے مین ایک باب منعقد کر کی کہا کہ اہل علم ان ہمعصرونکی جرح بغیر بیان کے قبول نہین کرتی ف اور جرح مقدم
تعدیل پر اگرچہ ایک جماعت نے علی الاطلاق یہی کہا لیکن یہہ بات تفصیل طلب ہے وہ یہہ ہے کہ جرح جب مقدم ہے کہ کوئی جرح کی سببونکا جاننی والا مع سبب کے
جرح کرے کیونکہ اگر سبب جرح کا بیان نکیا مثلا کہدیا کہ فلانہ ضعیف ہی یا فلانہ ہیچ پوچ ہے یا اور کوئی ایسا لفظ کہدیا تو کسی شخص ثابت العدالت کو یہہ
کہنا مضر نہوگا کیونکہ لوگ اون باتونمین جو جرح کرتی ہین یا اونہین کرتین مختلف ہین سو بعضون نے وہ باتین جو اونکی اعتقاد مین جرح ہین یہہ جان جرح
ٹہرا رکہی ہین حالانکہ حقیقت مین وہ جرح نہین ہے سو اس بنا پر جرح کا بیان ضرور ہے اور اگر انجان سی جرح ہو گے
تو اوسکا اعتبار نہوگا اور یہہ امر ظاہر ہے ہو چکے عبارت شرح نخبہ کی ف ذہبی نے کہ جو پورا اہل استقرا مین سے ہے
نقد الرجال مین کہا ہے کہ اصول حدیث کے علما مین سے دو عالم ہرگز نہ ضعیف کے ثقہ بتانی پر جمع ہوئی ہین
نہ ثقہ کے ضعیف بتانے پر ہو چکے عبارت نقد الرجال کی اور اسی سبب سے نسائی کا مذہب یہہ تہا کہ کسی
راوی کی حدیث نچہوڑی جاوی جبتک کہ سب اوسکی چھوڑنی پر جمع نہو جاوین۔

لیجتنب المتکلم فی هذا الفن فان ان علی بغیر تثبت لیجتنب عن التساهل کان کالمثبت حکما لیس بثابت فیخشی علیه ان یدخل فی زمرة من روی حدیثا وهو یظن انه کذب وان جرح بغیر تحرز اقدم علی الطعن فی مسلم بریٔ من ذلک ووسمه بمیسم سوء یبقی علیه عارا ابدا والآفة یدخل فی هذا تارة من الهوی والغرض الفاسد وکلام المتقدمین سالم من هذا الجرح غالبا وتارة من المخالفة فی العقائد وهو موجود کثیرا قدیما وحدیثا انتهی کلام الحافظ فی شرح النخبة اور ظاہر ہے کہ کسی جارح متعنت کا کلام متضمن وجہ ضعف کا اور سبب جرح کا نہین ہے پس کیونکر مجرد اقوال بے دلیل سے حدیث صحیح ثابت کو جسکو جماعت محدثین کی اور خود وہ امام حدیث کی المامون جنکا ذکر گذرا صحیح کہتے ہین ضعیف مانا جاوے جائی انصاف کی ہے اور مقام داد کا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ضعیف کہنا انکا باوجہ ہے اور وجہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہی الفاظ مین اور معنون مین جیسا کہ حضرت مولف آگی ذکر کرینگے اور مضطرب ہی اسناد مین جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین ووجهه انه اختلف فی سنده عن ابی اسامة فمرة یقول عن الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر ومرة عن محمد بن جعفر بن الزبیر ومرة یروی عن عبد الله بن عبد الله بن عمر ومرة عن عبید الله بن عبد الله بن عمر انتهی وکذا ذکره فی البحر الرائق یعنے اسکی اسناد مین اختلاف ہی کیونکہ ولید کی روایت کبھی تو محمد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سی اور انکی روایت کبھو ہے عبد اللہ بن عبد اللہ سے اور کبھو عبید اللہ بن عبد اللہ سے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ جرح بھی کالعدم ہے کیونکہ اس حدیث مین تینون مین سی کوئی بھی اضطراب نہین ہے نہونا اضطراب لفظی اور معنوی کا تو وہین پر بیان کیا جاویگا جہان پر مولف اوسکو ذکر کرینگی دو جگہہ کیا ضرور ہی پر اضطراب اسنادیکو بیان رفع کیا جاتا ہے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ اضطراب اس اختلاف کا نام ہی جسمین توفیق یعنی جمع یا ترجیح بعض روایات پر بعض کی ممکن نہو اور جہان کہین جمع یا ترجیح ہوسکی تو اوس محل مین اضطراب نہین پایا جاتا جیسا کہ کہا علامہ علی قاری نی حاشیہ شرح نخبہ مین قال ابن الصلاح هو ما اختلف الرواة فیه فیرویه بعضهم علی وجه وبعضهم علی وجه آخر مخالف له والاتیان بحرف احدی الروایتین علی الاخری ولا یمکن الجمع بینهما فان ترجحت فالحکم للراجح فلا یکون الحدیث حینئذ مضطربا وکذا ان امکن الجمع انتهی مختصرا

اور اس فن مین بولنی والی کو ڈرنا چاہیئے کیونکہ اگر بغیر دلیل کسیکو ثقہ بتاویگا تو ایک امر غیر ثابت کا گویا ثبوت کیا تو خوف ہی ایسا نہو کہ کہین انکی گروہ مین داخل ہوجاوے جو جھوٹی بات کسی روایت کی پہر اوسکو روایت کرتے ہین داخل ہوجاوے اور اگر بیدلیل کسیکو غیر ثقہ بتا دیا اور رد کیا تو کسی بری کو برا اوسکا وبال ہمیشہ اوسپر رہیگا اور آفت اس فن مین کبھی نفسانیت اور کسی بری غرض سے ہوتی ہے اور اگلی لوگون کا کلام اکثر اسطرحکی جرح سی خالی تہا اور کبھی یہ آفت عقیدہ کے اختلاف سی ہوتی ہے یہہ بات پہلی سی اب تک موجود رہی ہے یہہ کلام حافظ کا شرح نخبہ مین ختم ہوچکا ۵۱ اور سبب اسکا یہہ ہے کہ اسکی سند مین اسامہ سے اختلاف کیا گیا ہے سو کبھی تو کہتا ہے روایت کی ولید بن کثیر نے محمد بن عباد بن جعفر سی اور کبھی محمد بن جعفر بن زبیر سی اور کبھی روایت کرتا ہے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور کبھی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی ہو چکی عبارت محلی کی اور یون ہی بحر الرائق مین ہے ۵ کہا ابن صلاح نے مضطرب وہ ہی کہ مختلف ہو روایت اوسکی بعضی راوی کسیطرح بیان کرین اور بعضی ایسی دوسری طرح جو کہ اوسکی مخالف ہو اور ایک کو ان دونون روایتون مین سے ترجیح نہو اور ان دونو مین باہم بھی کچہ نہو اگر ایک کو ترجیح ہو جاوے تو وہی حکم اوسکا ہے اوسوقت حدیث مضطرب کہلاویگی اور اسیطرح جبکہ ان دونو مین جمع ممکن ہو یہہ عبارت شرح نخبہ کی مختصر ہوئی

اور اس سناد مین ولیکی ترجیح بہی ممکن ہے اور جمع بہی ہوسکتا ہے پہر کہان ہوا اضطراب تو صورت ترجیح کی یہہ ہے کہ جو روایت
ولید بن کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیر کی اور اوسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کی ہی وہ مرجح ہے اور شاہد ہے اسپر روایت محمد
بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیر سے اور اوسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے جیسا کہ اول روایت مین ترمذی کی اور دوسرے
روایت مین ابو داود کی گذرا اور اختیار کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین واجاب عنہ[ل] الخطابی بان ہذا اختلاف
من قبل ابی اسامۃ حماد بن اسامۃ القرشی رواہ عن محمد بن اسحاق بن یسار عن محمد بن جعفر بن الزبیر فالخطاء فی
احدی روایتیہ متروک والصواب معمول بہ ولیس فی ذلک ما یوجب توہین الحدیث انتہی
اور صورت جمع کی یہہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ولید نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے بہی روایت کی ہو اور محمد بن عباد بن جعفر سے
بہی کی ہو ایسا ہی عبید اللہ سے یہہ دونو بہی روایت ہوا اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے بہی روایت ہوا اور یہہ سب ثقات ہین
اما[ل] الاول فہو ثقۃ من السادسۃ والثانی ایضا ثقۃ من الثالثۃ والثالث ایضا کذلک وہکذا الرابع
کذا فی تقریب التہذیب اور اختیار کیا اسکو امام نواوی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے بحر الرائق مین واجاب النووی عن
ہذا بان لیس اضطرابا لان الولید رواہ عن کل من المحدثین فحدث مرۃ عن احدہما ومرۃ عن الاخر ورواہ ایضا
عبد اللہ وعبید اللہ ابنا عبد اللہ بن عمر عن ابیہما وہما ایضا ثقتان انتہی وکذا فی المحلی علاوہ یہہ کہ ترمذی کی
روایت مین اور ابو داود کی دوسرے روایت مین نہ ابو اسامہ واسطہ ہی اور نہ ولید بن کثیر بس اونمین اتنا دہو کہا ظاہری بہی نہین ہوا
اور انہین اضطراب کی بو بہی نہین آتی تو ثابت ہوا کہ اس اسناد مین اضطراب نہین ہے ایسا ہی نہونا اضطراب کا متن مین اور
معنون مین بہی ثابت کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی بس جب جرح مضعفین کی ثابت نہوئی اور جرح اونکا بلا وجہ باقی رہا تو پہر اسکو کون
قبول کرتا ہے تا انکہ صحت حدیث کی ثابت ہو وبہذا[ل] التحقیق اندفع ما قال بعض قاصری الانظار المعتدین فی بعض
الحواشی علی بعض الکتب ولا یخفی ان الجرح مقدم علی التعدیل فلا یذ فعہ تصحیح بعض المحدثین لمن ذکرہ ابن حجر وغیرہ

[ل] اور جواب دیا ہے اوس خطا کا نے اسطرح کہ یہہ خلاف جانب ابی اسامہ حماد بن اسامہ قرشی کی ہی جیسا کہ روایت کیا ہے اوسکو محمد بن اسحاق بن یسار نے
محمد بن جعفر بن زبیر سے تو خطا ایک روایت میں چہوڑ دیگئی اور ٹہیک بات پر عمل کیا گیا اب اسمین یہہ نہین رہا کہ حدیث کو ضعیف کرے ہو چکی عبارت
محلی کی [ل] پہلا شخص طبقہ چہٹے مین کا ثقہ ہے اور دوسرا اسی طبقہ تیسری مین کا ثقہ ہے اور تیسرا بہی اور اسیطرح چوتہا بہی یونہین ہے
تقریب التہذیب مین [ل] اور جواب دیا ہے نووی نے اس سے اسطرح کہ یہہ اضطراب نہین کیونکہ ولید نے سب اوستادون سے روایت کی ہی سو
ایکدفعہ ایک اپنے اوستاد سے روایت کی ہی اور دوسرے دفعہ دوسرے سے اور روایت کی ہی اسیطرح عبید اللہ اور عبد اللہ دونو بیٹون
ابن عمر نے اپنے باپ سے اور وہ دونو ثقہ ہین ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یونہین ہے محلی مین [ل] اور اس تحقیق سے
اوٹہ گیا وہ شبہہ جو بعضے کوتاہ نظر دل معتمدون نے لیعنی حاشیون مین بعضے کتابونکی کیا ہے کہ جرح
مقدم ہے تعدیل پر تو اب اس جرح کو بعضے محدثونکا صحیح کہنا نہین اوٹہا سکتا کہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کردیا

ووجه كالانه فاع لايخفى عليك بعد التامل الصادق الازى ان تقديم الجرح على التعديل فرع لوجود الجرح وقد نفيناه لعدم وجود وجه وجعلناه هباء منثورا فاين المقدم واين التقديم وان سلمنا ان وجه الاضطراب فى الاسناد والمتن والمعنى فقد نفينا الاضطراب فى الافراد وستنفى الاخيرين وقد قال فى المسلم اذا تعارض الجرح والتعديل فالتقديم للجرح مطلقا وقيل بل للتعديل عند زيادة المعدلين ومحل الخلاف اذا اطلقا وعين الجارح سببا لم ينفه المعدل او نفاه لا بيقين واما اذا نفاه بيقينا فالمصير الى الترجيح اتفاقا انتهى وقال العلوى فى حاشيته على شرح النخبة نعم ان عين سببا نفاه المعدل بطريق معتبر فانهما يتعارضان انتهى فثبت صلوح معارضة الجرح للتعديل ثم الترجيح للتعديل لجودة الاسانيد من حيث ثقاة الرواة ومن الله التائيد فافهم

اب دارہ یہ رہا کہ اضطراب معنوی اور متن سی جواب دیا جاویگا سو مؤلف کی وجہ ثانی کی جواب کی بعد اس جواب بھی دیا جاویگا **قال** اور وجہ دوسری یہ ہے کہ یہ حدیث قلتین کی مخالف ہے اجماع صحابہ کی جیسا کہ کہا شیخ عبد الحق نی بیچ شرح مشکوۃ وغیرہ کے

قال علی بن مدینی وھو امام ائمۃ الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابۃ فان الزنجی وقع فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد انتہی اور کہا لمعات والے وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد انتہی اور کہا شیخ نے بیچ لمعات شرح مشکوۃ کی وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم یعلم من احدہم الانکار فیکون حدیث قلتین مخالف الاجماع انتہی **اقول** اس مقدمہ کی تین جواب ہیں اول یہ ہے کہ اس

اور وجہ دوسرا یہ ہے کہ بعد تامل صادق کی پوشیدہ نہیں ہے کہ کیا تجھ سو جھتا نہیں کہ مقدم ہونا جرح کا تعدیل پر اس کی ایک شاخ ہے کہ جرح موجود ہو تو ہم نی اسکو بسبب نہ ہونے وجہ جرح کی اور اسکو بالکل اڑا کر دیا میل کر دیا تو اب تقدیم اور مقدم کہاں رہا اور اگر وجہ اضطراب کو ہم متن حدیث یا معنی حدیث میں مان لیوین تو اسناد کی اضطراب کو تو ہم اڑا چکی اور دو اخیر اضطراب باقی اسکو بھی عنقریب بحث کرینگی اور بیچ مسلم میں کہا ہے کہ جب جرح کو تعدیل معارض ہو تو تقدیم جرح کو ہی پر ہاں لیکن اور بعض وں نی کہا ہے کہ تقدیم تعدیل کو ہی جس وقت کہ تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں اور موقع خلاف کا جب ہے کہ یہ تو جرح اور تعدیل دونو بلا سبب ہی ان یا جرح کرنے والا کوئی سبب بتایا ہو اور اسکو تعدیل کرنے والا اوٹھا لیکا ہو یا اوٹھایا ہو مگر مضبوط نہ ہو اور جس وقت کہ اچھے طرح اوٹھا دے تو بالاتفاق تعدیل کی طرف رجوع کرنا ہے ہو چکی عبارت مسلم کی اور علوی نی اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ہے کہا ہے کہ ہاں اگر معین کر دی جرح کرنے والا سبب اور اوٹھا دی اسکو تعدیل کرنے والا معتبر طور پر تو وہ دونو باہم متعارض ٹھہرینگی ہو چکی عبارت حاشیہ کی تو ثابت ہو گیا قابل ہونا جرح کا معارضہ تعدیل کی اسی پر ترجیح تعدیل کو ہی بسبب قوت سند کے جہاں تک راوی ثقہ ہوں اور اللہ ہی سی مدد ہی تو سمجھ لے کہا علی بن مدینی نے اور وہ حدیث کی اماموں کے امام ہیں اور بخاری کی استاد کہ یہ حدیث قلتین کی حدیث اجماع کی مخالف ہے کیونکہ حبشی زمزم میں گرا اور ابن عباس اور ابن زبیر نے حکم دیا تمام صحابہ کی مجمع میں کہ اسکا سارا پانی نکالا جاوے اور کسی نے انکار نکیا ہو چکی عبارت شرح مشکوۃ کی اور یہ فتویٰ صحابہ کی روبرو تھا اور کسی نے انکار نکیا ہو چکی عبارت لمعات کی اور یہ فتویٰ صحابہ کی مجمع میں ہوا اور کسی سے انکار ظاہر نہیں ہوا تو حدیث قلتین کی اجماع کی خلاف ہو گئی ہو چکی عبارت

اور اجماع کی ثبوت ہی مین کلام ہے جیسا کہ سابق ذیل مین حدیث زنجی کی انکار امام شافعی کا اور انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار ابو عبید کا اس قصّے کی وقوع سی بضمن عبارت سنن کبری اور محلی کی گذرا اور حسب روایت سی حنفی اس قصہ کو ثابت کہتی ہین اور روایت کا منقطع ہونا عبارت سی سنن کبری اور محلی کے ثابت کیا گیا دوسرا جواب یہہ ہے کہ ہمنے فرض کیا کہ یہہ قصہ ثابت ہے اور اجماع پایا گیا لیکن پہر بہی اجماع سکوتی ہوا اور اجماع سکوتی امام شافعی بلکہ بعضے حنفی حجۃ شرعی نہین جانتی جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین بعد بیان مسئلہ اجماع سکوتی کے ومختار الآمدی والکرخی ظنّی وعن الشافعی رحمہ اللہ لیس بحجۃ وعلیہ ابن ابان والبا قلانی انتہی قلت وذہب اکثر الشافعیۃ الی ان ہذا ہو مذہب الشافعی کذا فی منہیۃ المسلم فلا تغتر بما ذکرہ ابن الحاجب عن الشافعی من روایتہ علی خلافہ ایضا فان صاحب البیت ادری بما فی البیت من غیرہ پہر کسطرح یہہ اجماع سکوتی تمہارا شافعی پر حجت ہوگا تیسرا جواب یہہ ہے کہ فرض کیا کہ یہہ اجماع سکوتی بہی حجت ہی لیکن یہہ اجماع پانی کے نکالنی پر بسبب درنجس ہو جانے نجاسات کا کہان ہوتا ہی کہ پانی کو نجس جانکر وجوبًا نکالا تہا بلکہ بلحاظ حدیث الماء طہور کے جو بیر بضاعہ کی جواب مین وارد ہوا اور خود ابن عباس سے مروی ہے اور صحت اوسکی سابق مین ثابت کی گئی ہی اور بلحاظ ثبوت اس امر کی کہ ابن عباس نے ایسے حوض مین سی وضو کیا جسمین کچہہ مردار پڑا ہوا تہا جیسا کہ ضمن مین عبارت سنن کبرے کے گذرا اور بلحاظ حدیث قلتین کے یہی کہینگے کہ نکالنا صحابہ کا پانی کو زمزم کی اس سبب سے تہا کہ گرنے سے زنجی کے پانی پر خون کی نجاست ظاہر ہو گئی تہی اور زمزم پینے کا پانی تہا پس بطور نظافت اور لطافت کے پانی اوسکا نکلوا دیا تہا نہ بطور تطہیر نجاست کی پہر کہان مخالف ہوئی حدیث قلتین سے اجماع کذا قال الامام الہمام الشافعی کما مر سابقا فی عبارۃ المحلی وسنن کبرے

قال تیسری وجہہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے یعنے الفاظ اور معانے کے مختلف ہین سو بین ملی کہ ایک روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ کہا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث رواہ الترمذی والنسائی وابو بکر وابو داود واحمد بس یہہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثین نی دلالت کرتی ہے اسپر کہ جبکہ ہو پانی قدر قلتین کے نہ اوٹہا سکیگا نجاست کو یعنی نجس ہو جائیگا جیسا کہ مقتضا ہی ان حدیثون کا کہ اوپر مذکور ہوئین اسلیے کہ معنی حمل کے لغت مین اور قرآن شریف مین اوٹہانیکی ہین کہا ہے منتخب اللغات وغیرہ کے الحمل بر داشتن انتہی

۵۱ اور پسندیدہ آمدی اور کرخی کا یہہ ہے کہ اجماع سکوتی ظنی ہے اور امام شافعی سی منقول ہی کہ وہ اجماع حجت نہین ہے اور ابن ابان اور باقلانے اسیپر ہین چکی عبارت مسلم کی مین کہتا ہون کہ اکثر شافعیہ اسطرف گئی ہین کہ مذہب شافعی کا یہی ہے منہیہ مسلم مین یونہین ہے سو اب مت ہو کا ندگی وہ تقریر جو ابن حاجب نے اپنے روایت سی امام شافعی کا خلاف بہی اسمین ذکر کیا ہے کیونکہ گہر والا گہر کی موجودات غیر سی زیادہ جانتا ہے ۵۲ جیسا کہا امام شافعی نے جیسا کہ گذر چکا پہلے عبارت محلی اور سنن کبرے مین ۵۳ آنحضرت صلعم سے سوال کیا گیا اوس پانی کے حق مین جو جنگل مین ہوتا ہے اور اوسمین چوپائے پہرتے ہین تو آپنے فرمایا کہ جب پانی قلتین کے حد کو پہونچ جاوے تو ناپاکی اوسکی مضر نہین روایت کے ترمذی اور نسائی اور ابوبکر اور ابو داؤد اور احمد نے + + + + + + + + +

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وحملنٰہ وفضلنا ... مشہور لد ... اور فرمایا ہے مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل
اسفارا اور دوسری روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء قلتین لم
ینجسہ شیٔ رواہ ابن ماجہ ابو داؤد دمیں یہہ روایت دلالت کرتی ہی اسپر کہ جبکہ پانی قلتین مین کوئی نجس چیز تو ناپاک نہین
ہونیکا سو یہہ معنی مخالف ہین پہلی حدیث کی معنی کو باعتبار معنی و الفاظ کی اور تیسری روایت عبداللہ بن عمر کی یہہ ہے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا بلغ الماء قلتین او ثلثا لم ینجسہ شیٔ رواہ ابن ماجہ میں یہہ روایت شامل ہی شک پر کہ دو
قلی فرمائی ہین یا تین قلی پس یہہ روایت مخالف ہوئی دونون روایتون پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نے دو قلی فرمائی ہین
یا تین اور چوتھی روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا کان الماء اربعین قلۃ لم ینجسہ شیٔ
رواہ محمد بن المنکدر اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین قد وقع الاضطراب فی ذلک الحدیث ففی بعض الروایات لفظ قلتین وفی
بعضہا ثلث قلال وفی بعضہا اربعین قلۃ وفی بعضہا اربعین غربا انتہی اور مانند اسکی کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین
پس ثابت ہوا ان روایتون سے اضطراب اس حدیث کا **اقول** اس قول مین مولف نے بہت ابلہ فریبی کی ہے اصلی اسکی رد کو
توجہ تام سے سننا چاہیے تو پہلے سنو کہ جو خلاف ایسا ہو کہ اوسکی بعض وجوہ بعض پر مرجح ہون یا سب وجوہ اوسمین جمع اور
موافقت قبول کرلین تو ایسی اختلاف سے حدیث مین اضطراب نہین واقع ہوتا چنانچہ ضمن جواب وجہ ثانی کی قول ابن صلاح کا
عبارات حاشیہ حلوی مین مصدق آسمعن کا گذرا اب سنو کہ مؤلف نے دو وجہین اضطراب کی اس حدیث مین بیان کین ہین
وجہ اول یہہ کہ بعضے روایتون مین لم یحمل الخبث آیا ہے اور اسکی معنی یہہ ہین کہ نہ اوٹھا سکیگا نجاست کو یعنی نجس ہو جائیگا
اور دوسری روایت مین لم ینجسہ آیا ہے اور اسکی معنی یہہ ہین کہ نجس نہین کرتے اوسکو کوئی چیز یعنے نجس نہین ہوتا وجہ
دوسری یہہ کہ ایک روایت مین دو قلی آئی ہین اور ایک مین ساتہہ شک کے دو یا تین اور ایک مین چالیس قلہ اور کسی مین چالیس غرب
فقط تو جواب وجہ اول کا یہہ ہے کہ خلاف لم یحمل الخبث و لم ینجسہ کا حدیث مین اضطراب پیدا نہین کرتا اسلیے کہ معنی لم یحمل الخبث کی
وہی ہین جو کہ لم ینجسہ کے ہین یعنی لیتا اوپر نجاست نہین ... ہونی دیتا اور نجس نہین ہوتا اور جو معنی مولف نے لکھے ہین ہیچ
ہرگز نہین ساتہہ تین دلیلون کے دلیل اول یہہ کہ معنی لم یحمل الخبث کی لغت مین یہہ ہین کہ نہین اوٹھاتا نجاست کو جیسا کہ خود
مولف نے منتخب اللغات سے اور آیات قرآن سے ان معنی کو نقل کیا ہے پھر اس نے اوٹھانیکی دو معنی ہین ایک یہہ کہ اوٹھا کر

ف اور مدت حمل اور دودھ چھڑانا اوس کا اڑہائی برس ہین ۲۲ کہا ... توریت پھر نہ اوٹھایا اوسکو جیسے کتابت گدہی کی پیٹہہ پر
لدی جاتی ہے کتابین ۲۳ فرمایا رسول خدا صلعم کہ جسوقت پانی مقدار دو قلہ کو پہونچ جاوے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کی ابن ماجہ
وابوداؤد نے ۲۴ جسوقت پہونچ جاوے پانی بقدر دو قلی یا تین کے تو نہین نجس کرتے اوسکو کوئی چیز ۲۵ جسوقت پہونچ
جاوے پانی بقدر چالیس قلے کے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتے روایت کی محمد بن منکدر نے ۲۶ بلا شک واقع ہوگیا اضطراب
حدیث مین کسلیے کہ بعضے روایتون مین دو قلی کا لفظ ہے اور بعضے مین تین قلی کا اور بعضے مین چالیس کا اور بعضی مین چالیس ڈول ...

نجاست کی انکار کرتا ہے جیسے کہتے ہین کہ زید صندوق نہین اوٹھا تا یعنی اوٹھا تا ہی صندوق کی طاقت نہین رکہتا ہی اور ظاہر ہے کہ ایسا معنے اوٹھانا حدیث قلتین مین متصور بہی نہین اور ایک یہہ معنی ہین کہ نجاست کو اپنی اوپر آنی اور ظاہر ہونی نہین دیتا جیسے کہتے ہین کہ زید پیدل چلنی مین تکلیف نہین اوٹھاتا یعنے پیدل چلنی ہوئی اوسپر تکلیف نہین طاری ہوتی اور وہ اسمین تکلیف نہین پاتا اور یہی معنی متصور اور محقق اور متعین ہین حدیث قلتین مین اور خود مولانا قطب الدین خانصاحب مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین لکہتے ہین کہ جسوقت کہ ہووی پانی دو قلہ نہین اوٹھاتا ناپاکی کو یعنی پلید نہین ہوتا پلیدی پڑنیسے انتہی کلامہ اور نزدیک امام ابو یوسف رح کی بہی یہی معنی متعین اور محقق ہے قال فی البزازیۃ اندروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ صلی الجمعۃ مغتسلا من الحمام ثم اخبر بفارۃ میتۃ فی بیر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اہل المدینۃ اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا انتہی ما فی رد المحتار ہکذا فی الطحطاوی وغیرہما اور جو معنی مؤلف نے بیان کیے ہین یعنے نہین اوٹھا سکیگا وہ معنی لم یحمل کے نہین ہوسکتی بلکہ وہ معنی لم یحتمل کے ہین جو تحمل سے مشتق ہی اور اس حدیث مین اسکا ذکر نہین ہی اسیواسطی خباب لغت ترجمہ حملہ کا حاشیہ مین یہہ کیا ہے یعنی اوٹھانا اوسکا انتہی اور یہہ ترجمہ نکیا کہ اوٹھا سکنا اور ترجمہ حملو کا یہہ کیا ہے اوٹھائی گئی انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ اوٹھا سکی گئی اور ترجمہ ثم لم یحملوہا کا یہہ کیا پہر نہ اوٹھایا اوسکو انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ نہ اوٹھا سکی غرض کہ حمل کے معنے اوٹھانا ہی اور اوٹھا سکتا نہین اور اوٹھا سکنا تحمل کے معنی ہین جسکا اس حدیث مین ذکر نہین اور ان دونو معنون مین ہزار دن کوسکا فرق ہی کیونکہ بنابر معنی اوٹھانیکی معنی لم یحمل کے ہماری موافق ہوتی ہین جیسا کہ بیان کیا گیا اور بنابر معنی اوٹھا سکنی کی معنی لم یحمل کے موافق مؤلف کی یعنی نہین اوٹھا سکیگا نجاست کو بلکہ نجس ہو جائیگا ہوتے ہین اور جبکہ معنی لم یحمل کے نہین اوٹھاتا مؤلف کی تراجم اور زبان سی ثابت ہوئی تو نہ اوٹھا سکی یعنی نجس ہو جانیکی معنے خود مؤلف کی تحریر اور اقرار سی باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث لم یحمل کے بہی وہی ہین جو معنی حدیث لم ینجسہ ہتی یعنی کہ نہین ہونے آنے اور طاری ہونی دیتا نجاست کو اپنے اوپر اور نہین نجس ہوتا دوسری دلیل یہہ کہ جبکہ حدیث صحیح ابوداؤد مین ذکر جو مؤلف کے کلام مین گذری ہی اور ابن ماجہ کے لفظ لم ینجسہ سے ثابت ہوگیا تو واجب ہوا کہ معنی لم یحمل الخبث کی بہی یہی کئے جاوین جو لم ینجسہ کے ہین اسلیے کہ علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ ایک حدیث سی دوسری اوس مضمون کی حدیث تفسیر کرنی چاہیے جیسا کہ کہا نووی نی شرح مہذب مین چنانچہ عنقریب آویگا اسیواسطی شیخ عبد الحق محدث حنفی نے شرح عربی مشکوۃ مین اقرار کیا ہے کہ معنی لم یحمل الخبث یہی ہین کہ اپنے اوپر نجاست نہین آنی دیتا اوسکو دفع کر دیتا ہے اور جو کہ بعضی حنفیون نے یہہ معنی لم یحمل الخبث کی کئی ہین کہ نجاست اوٹھا نہین سکتا بلکہ ضعیف ہوجاتا ہے صحیح نہین چنانچہ فرماتی ہین قولہ لم یحمل الخبث

سلہ بزازیہ مین کہا ہے کہ ابو یوسف سی مروی ہے کہ اونہون نے ایک حمام کے پانی سی نہا کر جمعہ کی نماز پڑہی پہر لوگون نے خبر دی کہ اوس حمام مین مرا ہوا چوہا نکلا تو ابو یوسف نے کہا کہ ہم اپنے بہائی اہل مدینہ کی قول پر عمل کر لیتی ہین کہ جسوقت پانی بقدر دو قلونکی پہونچ جاوے تو نجس نہین ہوتا ہو چکی وہ عبارت جو رد المحتار مین ہی اور طحطاوی وغیرہ مین بہی یونہین ہے سلہ نجاست نہین اوٹھاتا

ای لم یقبلہ بل یدفعہ وجاء روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس وھذہ الروایۃ ان صحت دلت علی ان تاویل لم یحمل خبثا بانہ لا یحملہ ولا یطیق حملہ لضعفہ بل ینجس کما قال بعض اصحابنا الحنفیۃ غیر صحیح انتھی کلام الشیخ اقول وصحۃ روایۃ ابی داؤد کالشمس فی نصف النہار کما حققناہ فافہم اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ میں واذکرہ صاحب الہدایۃ انہ لضعفہ لا یطیق حمل النجاسۃ یردہ ما وقع فی روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس انتھی مختصرا اسکی دلیل یہہ کہ اگر یہی معنی ہوں کہ جبکہ پانی قدر قلتین کو پہونچتا ہے تو نجس ہوجاتا ہے تو پہر یہہ کیوں حد مقرر کردی کہ جبکہ بقدر قلتین کے ہو تب نجس ہوجاتا ہی کیا جبکہ بقدر قلتین نہو تو نجس نہیں ہوتا یہہ تو کوئی عاقل نہیں کہتا جیسا کہ ابن نجیم حنفی نے بحر الرائق میں کہا ہی ذکر شمس الائمۃ السرخسی وتبعہ فی الھدایۃ ان معنی قولہ لم یحمل خبثا انہ یضعف ویتنجس وھذا مردود من وجھین ذکرھما النواوی فی شرح المھذب الاول انہ ثبت فی روایۃ صحیحۃ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس فتحمل الروایۃ الاخری علیھا فمعنی لم یحمل خبثا لم ینجس وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما جاء فی روایۃ اخری کذلک الحدیث الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل القلتین حدا فلو کان کما زعم ھذا القائل لکان التقیید بذلک باطلا فان مادون القلتین یساوی القلتین فی ھذا انتھی مختصرا اور کہا ملا علی قاری نے مرقات میں ان ما ذکرہ شمس الائمۃ السرخسی وتبعہ صاحب الھدایۃ ان معناہ انہ یضعف عن النجاسۃ یردہ روایۃ ابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس انتھی

جواب شبہ ثانی کا یہہ ہی کہ حدیث دو قلوں کی مروی ہی ساتھہ سند صحیح اور قوی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور سوا اسکے اور اقوال میں ایکے سب بے اصل ہیں یعنی تین قلوں کی بہی اور چالیس قلوں کی بہی اور چالیس غرب کی بہی سب نامقبول ہیں

یعنی نجاست کو قبول نہیں کرتا بلکہ دفع کرتا ہے اور ایک روایت ابوداؤد میں آیا ہی کہ نجس نہیں ہوتا یہہ روایت اگر صحیح ہوجاوے تو دلالت کرتی ہے اوپر کہ یہہ تاویل کہ پانی نجاست کو نہیں اوٹھاتا یعنے نجس ہوجاتا ہے جیسا کہ بعض ہمارے ساتہی حنفیوں نے کی ہی صحیح نہ ٹہریگی ہوچکی عبارت شیخ کی میں کہتا ہوں کہ صحت روایت ابی داؤد دوپہر کی سورج کی طرح چمکتی ہے جیسا کہ ہم اسکی تحقیق کر چکی ہیں سمجہہ لے اور دلیل صاحب ہدایہ کی کہ بسبب ضعف کے نجاست کو نہیں اوٹھاتا رد کرتا ہے وہ جو ابوداؤد کی روایت میں آیا کہ نجس نہیں ہوتا ۔ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا اور صاحب ہدایہ نے اسکی پیروی ہوا کہ معنے اسکی کہ پانی نجاست نہیں اوٹہاتا یہہ ہیں کہ نجاست سی دب کر ناپاک ہوجاتا ہے اور یہہ بات سرخسی کی دو وجہہ سے مردود ہے اور وہ دونو وجہیں وہ ہیں جو نووی نے شرح مہذب میں ذکر کی ہیں اول تو یہہ کہ روایت صحیح میں ابی داؤد کی ثابت ہوچکا کہ جب پانی بقدر دو قلی کی پہنچ جاوی تو ناپاک نہیں ہوتا سو اس روایت پر دوسری روایت بہی لگالیا دیگی تو اب اسکی معنی کہ پانی نجاست کو نہیں اوٹہاتا یہی ہونگی کہ نجس نہیں ہوتا اور علما نے کہا ہی کہ اچہی تفسیر حدیث کی نادر لفظونکی یہی ہی کہ دوسری روایت سی کیجاوے دوسرے یہہ کہ آنحضرت صلعم نے دو قلوں کو حد ٹہرایا ہی اس صورت میں اگر سرخسی کا کہنا ٹہیک ہو تو دو قلوں کی حد لگانا رائیگاں ہے کیونکہ اب وہ پانی جو دو قلوں کی حد کو پہونچ گیا ہی اور وہ پانی جو اس حد کی کم ہے ناپاک ہونی میں برابر ہیا ہوچکی عبارت بحر الرائق کی خلاصہ اسکی ۔ یہہ جو ذکر کیا سرخسی نے اور صاحب ہدایہ اسکا تابع ہوا کہ معنی اسکی کہ پانی نجاست کو نہیں اوٹہاتا یہہ ہیں کہ نجاست سی دب جاتا ہے رد کرتی ہی اسکو ابوداؤد کی وہ روایت کہ جب پانی بقدر دو قلوں کی ہو تو ناپاک نہیں ہوتا ہوچکی عبارت ملا علی کے

تو حدیث قلتین میں اضطراب ہوا اضطراب جب ہوتا جبکہ سب روایتیں برابر کی قوۃ کی ہیں مخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہوتیں جیسا کہ معنی میں اضطراب کے گذرا اس ایک ایک کو تفصیل وار سنئے جاؤ حدیث اول یعنی حسین یوں آیا کہ دو قلی یا تین قلے
تو شاذ ہے جیسا کہ کہا بحر الرائق میں واجاب النووی عن هذا الاضطراب[۵۱] اما عن الشك في قوله قلتين او ثلثا فهي رواية شاذة
وهي متروكة فوجودها كعدمها انتهى وهكذا في المحلى اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتوں صحیحہ میں یعنی ترمذی
اور ابو داؤد کی میں اور نسائی اور ابن خزیمہ کی بلکہ خود ابن ماجہ کی دو روایتوں میں یہی آیا ہی کہ اذا بلغ الماء قلتين یعنے
دو قلی اور سب ائمہ تعدیل نے اسیکو صحیح کیا ہے اور روایت شک والی کو اصحاب ستہ میں سے محض ابن ماجہ ہی نے تخریج کیا ہی اور اسکی
بعضے راویوں میں کلام ہے ازانجملہ حماد بن سلمہ کہ انکی حافظہ میں آخر عمر میں فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تقریب عسقلانی میں کہا ہے
حماد بن سلمة بن دينار ثقة عابد وتغير حفظه بآخره[۵۲] انتهى مختصرا اور ازانجملہ وکیع بن محرز کہ اوسکو اوہام بہت رہتے
ہتے جیسا کہ کہا تقریب میں وكيع بن محرز بن وكيع البصري صدوق له اوهام[۵۳] انتهى ملخصا اور ازانجملہ علی بن محمد کہ یہہ بھی بہولا کرتے
جیسا کہ کہا تقریب میں علي بن محمد بن ابي الخصيب صدوق ربما اخطأ[۵۴] انتهى مختصرا بس ظن غالب یہہ شک انہیں تینوں میں سے
کسی سے صادر ہوا ہے تو یہہ حدیث ضعیف مقابلہ میں احادیث صحیحہ کی حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا نخبۃ الفکر میں فان خولف[۵۵]
بارجح منه فالراجح المحفوظ ومقابله الشاذ وان مع الضعيف فالراجح المعروف ومقابله المنكر انتهى اور حدیث منکر
کیونکر مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب اضطراب کی ہوگی حدیث دوسرے جسکو مولف نے چوتھی مرتبہ لاکر کہا ہے رواہ محمد بن المنکدر
یہہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور نسبت کرنا مولف کا اس روایت کو طرف محمد بن المنکدر کی کذب صریح
اور بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر نے کونسی کتاب میں اس روایت کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جناب
مولف قیامت تک ثبوت نہ پہونچا سکیں گی نعوذ باللہ من الخیانۃ اصل حال یہہ ہے کہ حدیث اربعین قلہ کی روایت کیا
دارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھ سند قاسم بن عبداللہ عمری کے بواسطہ جابر کے رسول اللہ سے مرفوعا اور یہہ صحیح نہیں
کہا یہہ خود ان محدثوں نے جنہوں نے اوسکو روایت کیا ہے اسلئے کہ راوی اسکا قاسم جھوٹا ہے اور جھوٹی حدیثیں موضوع
کیا کرتا تہا اور متروک الحدیث ہی امام احمد بن حنبل نے اوسکو جھوٹا قرار دیا ہی جیسا کہ کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن

---

۵۱ اور جواب دیا نووی نے اس اضطراب سے کہ جو انہوں نے شک سے کہ بعضے روایتوں میں دو قلے آئے ہیں اور بعضے میں تین سو یہ جو کہ روایت شاذ متروک ہے
اوسکا ہونا نہ ہونا برابر ہے ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یونہیں ہے محلے میں ۔ ۵۲ حماد بن سلمہ بن دینار ثقہ اور عابد ہی اور
آخر عمر میں اوسکا حافظہ متغیر ہو گیا تہا ہو چکی عبارت تقریب کی بطور مختصر کے ۔ ۵۳ وکیع بن محرز بن وکیع بصری سچے ہیں
کچھ اوسی وہم رہتے ہیں ہو چکی عبارت تقریب کی ۔ ۵۴ علی بن محمد بن ابی الخصیب سچے ہیں کبھی چوک جاتا تہا ہو چکی
عبارت تقریب کی ۔ ۵۵ اگر مخالف پڑے بہت راجح حدیث ایک حدیث کی تو راجح کا نام محفوظ اور مقابل اوسکی شاذ اور اگر
اسطرحکی مقابلہ میں حدیث ضعیف ہو تو راجح کا نام معروف اور مقابل کا نام منکر ہے ہو چکی عبارت نخبہ کے ۔

اذا بلغ الماء اربعین قلة لم یحمل خبثا من حدیث جابر ولا یصح خلط فیه القاسم بن عبد الله العمری اور دوسری جگہ
اس کتاب میں کہا ہے قاسم بن عبد الله العمری یکذب ویضع اور کہا تقریب التہذیب میں القاسم بن عبد الله بن عمر
بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی متروک رماہ احمد بالکذب انتہی اور کہا ابن طاہر حنفی نے
تذکرہ موضوعات میں فی الوجیز عن جابر اذا بلغ الماء اربعین قلة لم یحمل الخبث خلط فیه القاسم بن عبد الله العمری انتہی
اور کہا قاضی شوکانی نے فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلة لم یحمل الخبث رواہ
ابن عدی عن جابر مرفوعا وقال لا یصح خلط فیه القاسم بن عبد الله العمری انتہی اور کہا بحر الرائق میں وروی
الدارقطنی وابن عدی والعقیلی فی کتابه عن القاسم باسناده الی النبی صلی الله علیه وسلم اذا بلغ الماء قلتین فانه لا یحمل الخبث وضعف
الدارقطنی بالقاسم انتہی البتہ حدیث چالیس قلوں کی روایت کی ہے دارقطنی نے اسناد صحیح سے بوسیلہ روح بن قاسم کے
محمد بن المنکدر سے لاکن نہ رسول الله ﷺ سے مرفوعا جیسا کہ مؤلف نے افترا کیا ہے نعوذ بالله منہ بلکہ ابن عمر سے موقوفا یعنی ابن عمر کا
قول نقل کیا ہے رسول الله کا قول نہیں نقل کیا جیسا کہ کہا بحر الرائق میں وروی الدارقطنی باسناد صحیح من جهة روح بن القاسم
عن ابن المنکدر عن ابن عمر رض قال اذا بلغ الماء اربعین قلة لم ینجسه شیء انتہی اور کہا زین الدین حنفی نے مختصر میں
ثم قال ای الدارقطنی کذا رواه القاسم عن ابن المنکدر عن جابر ووهم فی اسناده وکان ضعیفا
کثیر الخطاء وخالفه روح والثوری ومعمر رووه عن محمد بن المنکدر عن ابن عمر موقوفا اخرجه الدارقطنی انتہی

ف۱ جس وقت پہونچ جاوے پانی چالیس قلوں کو تو نجاست کو نہیں اوٹھاتا یہہ حدیث جابر کی معلول ہے اور درجہ صحت کو نہیں پہونچتی اسکی
وجہ قاسم بن عبد الله عمری نے خلط ملط کر دیا ہے ف۲ قاسم بن عبد الله عمری جھوٹا ہے اور حدیث کا بنانے والا ف۳ قاسم بن عبد الله
بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عمری مدنی متروک ہے امام احمد نے کہا ہے کہ یہہ جھوٹا تھا ہو چکی عبارت تقریب کی ف۴
وجیز میں جابر سے روایت ہے جس وقت پہونچ جاوے پانی چالیس قلوں کو تو نجاست نہیں اوٹھاتا اسمیں قاسم بن عبد الله عمری نے خلط
کر دیا ہے ہو چکی عبارت تذکرہ کی ف۵ جس وقت پہونچ جاوے پانی چالیس قلوں کو تو نجاست نہیں اوٹھاتا روایت کی ابن عدی نے جابر سے
مرفوعا اور کہا کہ درجہ صحت کو نہیں پہونچ سکتی کچھ ملا دیا ہے اسمیں قاسم بن عبد الله عمری نے ہو چکی عبارت فوائد المجموعہ کی ف۶ اور روایت
کی دارقطنی اور ابن عدی اور عقیلی نے اپنے کتاب میں قاسم کی اسناد سے حضرت تک کہ جس وقت پہونچ جاوے پانی دو قلوں کو تو وہ نجاست
نہیں اوٹھاتا اور دارقطنی نے اوسکو بسبب قاسم کے ضعیف کہا ہے ہو چکی عبارت بحر الرائق کی ف۷ اور روایت کی دارقطنی
نے سند صحیح سے کہ روایت کی روح بن قاسم نے ابن منکدر سے اور انہوں نے ابن عمر سے کہ جسوقت پانی بقدر چالیس قلوں کے
پہونچ جاوے تو ناپاک نہیں ہوتا ہو چکی عبارت بحر الرائق کی ف۸ پھر کہا یعنے دارقطنی نے اسیطرح روایت کی قاسم نے
ابن منکدر سے اور انہوں نے جابر سے اور اوسکی سند میں قاسم کو وہم پڑ گیا ہے اور اہل حدیث کی نزدیک ضعیف تھا بہت خطا کرنے والا
اور روح اور ثوری اور معمر نے اوسکی برخلاف روایت کیا کیونکہ انہوں نے روایت کی ہے محمد بن منکدر سے اور انہوں نے ابن عمر سے موقوف روایت کی

اور ایسا ہی روایت چالیس غرب کی جسکو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سی مؤلف نے نقل کیا ہی وہ بھی رسول اللہ کا قول نہیں بلکہ ابو ہریرہ کا قول ہی جیسا کہ کہا بحر الرائق مین وما رُوِیَ اربعین غربا ای دلوا عن ابی ہریرۃ انتہے وکذا فی الحلیہ الحاصل رسول اللہ سی ایت اربعین یعنی چالیس قلہ کی جابر کے واسطی سی یا ابن عمر کے واسطی سی ثابت نہین اور محمد بن المنکدر نی یہہ نہین کہا جیسا کہ مؤلف نی جو مونہہ کہدیا ہے اور ایسا ہی چالیس غرب کی روایت بہی رسول اللہ سی ثابت نہین بلکہ چالیس قلے عبد اللہ بن عمر سے مروی ہین اور چالیس غرب ابو ہریرہ سی اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو موقوف ہی جیسا کہا بحر الرائق مین وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ قال النووی وہذا ما نعتمد فی الجواب انتہی ما فی البحر وہکذا فی کتب الاصول پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا اضطراب نہین نہ تو اسناد مین اور نہ لفظون مین اور نہ معنون مین اب چوتہی وجہ کا مؤلف کی جواب دیا جاتا ہے **قال** اور چوتہی وجہ یہہ ہی کہ لفظ قلہ کا مشترک ہی درمیان معانی کثیرہ کی اسواسطی کہ کہا جاتا ہے قلہ واسطی اوس چہوٹے لکڑی کی کہ کہیلتے ہین ساتہہ اوسکی لڑکے ساتہہ ماری ایک لکڑی لمبی کے اوپر کر اوسکو کلی کہتی ہین اور کہا جاتا ہے قلہ واسطی اوس چیز کے کہ پانی پیتے ہین ساتہہ اوسکی اور کہا جاتا ہے قلہ اوس چیز کو کہ ملکا جانتا ہے اوسکو اونٹ اور کہا جاتا ہے قلہ حُب کو یعنی بڑے مٹکے کو اور کہا جاتا ہے قلہ جرہ کو یعنی ٹہلیا کو اور کہا جاتا ہی قلہ قربہ یعنی مشک کو پس یہہ معانی مختلف ہین آپسمین پس ہوئی یہہ حدیث مشترک درمیان معانی متغایرہ کی **اقول** لفظ قلہ کا بلحاظ اصل وضع کی بیشک مشترک ہی معنی ذکر کئے ہوئی مؤلف کی مین سوائی معنی گلی کے اسلئی کہ گلی کہیلنی کی معنی قُلّہ مخفف کی ہین نہ مشددہ کی کذا فی الرشیدی وغیرہ لاکن اس حدیث مین بقرینہ پانی کی سوائی متعلقات اور ظروف پانی کی کچہہ مراد نہین ہوسکتا جیسا کہ لفظ عین کا بیچ قول اللہ تعالی فیہا عین جاریۃ فی نفسہ تو مشترک تہا بولا جاتا تہا آنکہہ پر بہی اور چشمہ پانی کو بہی لاکن اس ایت مین بقرینہ لفظ جاریہ کی سوائی چشمہ کی کچہہ مراد نہین کہتے پس لغو ہوگیا نقل کرنا مؤلف کا قلی کے ان معنی کو کہ اونٹ کی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتی ہین اسلئی کہ اس چیز کو پانی کی تقدیر سی کیا علاقہ اب رہا اشتراک پانی پینے کی چیز اور چہوٹی ٹہلیا مین اور بڑی مٹکی مین اور مشک مین آیا انمین سی کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہین کہ ان سب معنون کی بڑا مٹکا موضع ہجر کا جو بقدر تخمیناً اڑہائی مشک حجازی کی ہوتا مراد اور متعین ہے اور اشتراک مرفوع ہے تین وجہ سی اول یہہ کہ حدیث نقل کی ہی امام شافعی نی اپنے مسند مین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلون کی ساتہہ قلون موضع ہجر کی تو وہ نجس نہین ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کی کہتے ہین کہ مین نی دیکہا قلال ہجر کو تو اوسمین سا دو مشکین اور کچہہ زیادہ پانی آتا تہا تو کہا امام شافعی نے کہ پس جتنا اسمین ہی کہ اڑہائی مشکین ایک قلہ ہجر کے مین مقرر کیا دین چنانچہ کہا بحر الرائق مین سمیہ فانہ ای الشافعی قال فی مسندہ اخبرنی مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج باسناد لا یحضرنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سلہ اور چالیس قول ابی ہریرہ کے روایت ہی ہو چکی عبارت بحر کی در سطر جو ہے محلی مین ص٢ اور حدیث آنحضرت صلعم مقدم ہے غیر پر ہو دیکہو یہہ وہ تقریر ہے کہ جسپر جواب من اعتبار کرتی ہین ہو چکی وہ عبارت جو بحر الرائق مین ہی اور کتب اصول مین بہی یونہی ہے ص٦ بلا شک شافعی نے اپنے مسند مین کہا کہ خبر دی مجہی مسلم بن خالد حبشی نی ابن جریج سے ایسی

قال اذا كان الماء قلتين لم يحمل خبثا وقال فى الحديث بقلال هجر قال ابن جريج رايت قلال هجر
فالقلة تسع فيه قربتين او قربتين وشيئا وقال الشافعى فالاحتياط ان تجعل قربتين ونصفا
فاذا كان خمس قرب كبار كقرب الحجاز لم ينجس انتهى وهكذا فى المحلى وقال ابن طاهر الحنفى
فى مجمع البحار فى تفسير القلة الجب العظيم وجمعه القلال وفى تفسير قلال هجر فهى قرية
بها القلال انتهى وقال الشيخ جلال الدين السيوطى فى الدر النثير والقلة الجب العظيم لانها تقل اى
ترفع وتحمل انتهى اور کہا شیخ عبد الحق حنفی نے شرح مشکوۃ میں القُلّة بضم القاف وتشديد اللام بمعنى
الجرة العظيمة اى الكوز الكبير الذى يجعل فيها الماء وتسميتها بالقلة اما من جهة علوها وارتفاعها
او لان الرجل العظيم يرفعها والقلة اسم لكل مرتفع منه قلة الجبل وجمع القلة قلال بكسر القاف
والمراد ههنا قلال هجر بفتحتين كما جاء صريحا فى بعض روايات هذا الحديث وايضا كان
المعروف فى ذلك الزمان فالظاهر وقوع التحديد به والهجر اسم قرية ينسب اليه القلال
وقال ابن جريج رايت قلال هجر كان كل قلة منها قربتين او قربتين وشيئا وقال الشافعى
كان ذلك الشيئ مبهما فاخذنا نصفا احتياطا وكان القلتان خمس قرب انتهى مختصرا اقول
وما قيل رواية الشافعى منقطع للجهالة ووجهه ما قال الشافعى باسناد لا يحضرنى

دریا کے برابر ہو جب ہیجم جاوے پانی بقدر دو قلوں کے تو نجاست نہیں اوٹھاتا اور حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے میں نے ہجر کی قلی دیکھی ہیں ہر ایک
ان ایک میں دو مشکیزہ سما سکتے ہیں یا کچھ اوپر دو اور امام شافعی نے کہا کہ احتیاط یہ ہے کہ ڈھائی مشکیزہ کی لی جاویں تو جب وقت پانچ مشکیزہ بڑی عرب جیسی میں پورے پانی
نا پاک نہو گا ہو جائے محلی ایسا ہی محلی میں ہے اور ابن طاہر حنفی نے مجمع البحار میں کہا ہے کہ بڑا مٹکا قلہ کی تفسیر ہے اور قلال جمع ہے اور ہجر ایک
گاؤں کا نام تھا یا ہے جس میں وہ بڑے مٹکے عرب کے بنتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے در نثیر میں کہا کہ قلہ بڑی مٹکی کو کہتے ہیں اسواسطے کہ اقلال کے معنی
اوٹھانا ہے ہیں اور مٹکا بھی اوٹھایا جاتا ہے ف قلہ قاف کی پیش اور لام کی تشدید سے بڑی ٹھلیا پانی کی ہے اور قلہ یا تو بلندی اوس ٹھلیا کی کے
وسکا نام رکھا گیا ہی یا یہ کہ بلند قد آدمی اوسکو اوٹھا سکتا ہے اور قلہ ہر بلند چیز کو کہتے ہیں جیسے کہ قلہ پہاڑ کا اور قلہ کی جمع قلال قاف کی زیر سے
ہے اور یہاں مراد ہجر گاؤں کی مٹکی ہیں چنانچہ بعضے روایتوں میں اس حدیث کی کہلا کہلایا آیا اور اوس زمانہ میں مشہور بھی وہیں کا مٹکا تھا سو ظاہر یہ ہے
کہ یہ مقدار پانی کثیر کے حد ہو گئی اور ہجر وہ گاؤں ہے جسکی طرف مٹکے عرب میں نسبت کئے جاتے ہیں اور ابن جریج نے کہا ہے
کہ میں نے وہ مٹکے دیکھے ہیں ہر ایک میں دو مشکیزہ سے یا کچھ اوپر دو سماتے ہیں اور امام شافعی نے کہا کچھ اوپر دو کہنا ایک
مبہم تھا اسلئے بنظر احتیاط ہمنے آدھا ایسکو ڈھائی کرلئے تو دو قلے پانچ مشکیزہ کی ہو گئے میں کہتا ہوں وہ جو کہا
گیا ہے کہ روایت شافعی کی منقطع ہے کیونکہ اوسکی راوی کا حال معلوم نہیں امام شافعی نے خود کہدیا ہے کہ مجھے یہ سند
بھی یاد نہیں سو معلوم نہوا کہ اوس سند کی لوگ ثقہ ہیں یا نہیں سو یہ کہنا ٹھیک نہیں اسطرح کہ اگرچہ امام شافعی نے یاد اوس سلسلے کی لوگوں کا نام نہیں لیا

بلا تسمية الرواة فلم يعلم ان رواته عدول اولا فهو مدفوع بان الشافعي وان ترك تسمية الرواة
لكنهم عدول عنده والشافعي معدل لهم بدليل العمل على روايتهم وقد صرح في رد المحتار نقلا عن
التحرير وغيره ان عمل المجتهد على رواية تصحيح لها واطال ان الشافعي من ائمة التعديل والجرح فكيف اجترء على
زعم جهالة رواة روايته فان قلتم ان تعديل الشافعي غير مسلم ورواته مجروحون فهذا يحتاج الى بيان واثبات
جرح رواتها والا فناهيك تعديل معدل واي معدل ل وجہ دوسرے کا دفع ہے وجود اشتراک کہ اس
حدیث میں درمیان چھوٹی ٹھلیا اور بڑی شکی کے یہہ بھی کہ اگر بڑا مشکا مراد نہیں تھا تو حاجت اختیار کرنے اور بولنی دو قلوں کے
کیا تھے ایک قلہ کبیر کہدینے میں وہ صغیر آسکتے ہیں جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں التفصيل بالقلتين قوي
لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوي من الحنفية بذلك لكنه اعتذر عن القول به بان القلة في العرف تطلق
على الكبيرة والصغيرة كالجرة ولم يثبت من الحديث تقديرهما فيكون مجملا فلا يعمل به وقواه ابن دقيق العيد
لكن استدل لتقديرهما فقال ابو عبيد القاسم بن سلام المراد القلة الكبيرة اذ لو اراد الصغيرة لم يحتج
لذكر العدد فان الصغيرتين قدر واحدة كبيرة ويرجع في الكبيرة الى العرف عند اهل الحجاز والظاهر ان الشارع تركهما على سبيل
التوسعة والعلم محيط بانه ما خاطب الصحابة الا بما يفهمون فانتفى الاجمال انتهى وجہ تیسری یہہ کہ جبکہ اس حد
قلہ کی چار معنوں کا احتمال ہوا یا پانی پینے کی چیز اور ٹھلیا صغیرہ اور مشکا اور بڑا مشکا تو اگر ہم اعتبار کریں پانی پینی کی چیز کو
جیسے پیالہ وغیرہ کو یا ٹھلیا کو یا مشک تو ہمیں شک رہتا ہے کہ شاید مشکا مراد ہوا اور اگر مشکا بڑا بھری مقدار اڑھائی مشک کا
کی معین کریں تو ہمیں پانی پینے کی چیز کا مقدار بھی آجاتا ہی اور ٹھلیا کا مقدار بھی موجود ہی اور مشک بھی اگلی غرضکہ مشکا بڑا

لیکن وہ لوگ انکی نزدیک ثقہ ہیں اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ امام شافعی نے انکی روایت پر عمل کیا ہے اور رد المحتار میں تحریر وغیرہ سے نقل کرکی تقریر کی ہے
کہ مجتہد کا کسی روایت پر عمل کرنا اوس روایت کو صحیح کردیتا ہے اور اسمیں بڑے طول کلامی کی ہے کہ امام شافعی اماموں جرح اور تعدیل میں سے ایک ہیں پھر
راویوں اونہوں نے روایت لی ہی وہ مستور الحال نہیں ہوسکتی پھر اگر تم کہو کہ تعدیل امام شافعی کی مسلم نہیں اور راوی اوسکی جرحی ہیں سو یہہ بات قابل
بیان اور لائق اثبات ہی ورنہ اتنے بڑے تعدیل کرنیوالے کی تعدیل کفایت کرتی ہے ۵ مدفاصل دو قلوں کی ساتھ بہت قوی ہی کیونکہ اوسکی
حدیث صحیح ہوچکے اور طحاوی نے حنفیوں میں سے اسکا اقرار کیا ہی لیکن اوسکی قایل ہونے سے یہہ عذر پیش کیا ہے کہ قلہ عرف عرب میں چھوٹی بڑے
مٹکے دونوں کو کہتے ہیں مثل ٹھلیا بڑی چھوٹی کے اور حدیث میں اونکا اندازہ ثابت نہیں ہوا پھر یہہ اندازہ مجمل ہا سو اوسپر عمل کیونکر ہو سکتا ہے
اور اسی تقریر کو ابن دقیق العید نے تقویت دی ہی لیکن اور لوگوں نے اوس حدیث سے استدلال کیا ہے سو کہا ابو عبید القاسم بن سلام نے کہ مراد
قلہ سے بڑا مشکا ہے اس سبب کہ اگر چھوٹا مراد ہوتا تو ذکر عدد کی حاجت نہ تھی کیونکہ دو چھوٹے ایک بڑے کی برابر ہوکر ایک
بڑا ہوجاتا عرف اہل عرب میں اور ظاہر یہہ ہے کہ شارع نے اون سے ایک حد بیان نکی ہے فراخی کی طور پر
اور یہہ بات معلوم ہے کہ آپ صحابہ کرام سے ایسے باتیں فرماتے تھے جو سمجھہ میں آویں تو اجمال اوٹھہ گیا

مراد کہنا بالیقین اختلاف سے نکالتا ہے اور بہ معانی لفظ مشترک کی کو محیط اور متضمن آ اصلی ہی نہین مراد فقہاء کی دلیلی
لیئے حلیہ دع مایریبک الی مالا یریبک اگر کہو کہ قلہ چوٹی پہاڑ کو بھی کہتی ہین اس معنی محیط اور متضمن سب معانی کو وہ بھی اور نیز
متضمن اسکا نہین تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اگرچہ قلہ پہاڑ کی چوٹی کو کہتی ہین لکن اس حدیث مین دریافت یہہ پانی کی بہہ
نہین ہو سکتی وسطے ثبوت حدیث بیر بضاعہ کی حالانکہ اسمین پانی اسقدر چوٹی پہاڑ کی نہہا اور با وجود اسکی آنحضرت نی اسکو
نجاست پڑنی سی بہی نجس نہین قرار دیا اور فرمایا کہ یہہ پاک ہی جیسا کہ سابق مین گذرا اور سوال بہی قلہ تو ادہر اکی پانی کی نہا
نہ چوٹی پہاڑ سے ؏ بریں عقل و دانش ببایدگریست پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین کی صحیح لو ثابت ہی از راہ کی
ہی اور بتصریحات آئمہ جرح اور تعدیل سی ہی اور ہی قابل ہے عمل کے اور سیطرح کا اسمین جرح اور خدشہ نہین و نہ مخالف جماع
اور نہ مضطرب الاسناد والالفاظ والمعنی اور نہ مشترک درمیان معنی کثیرہ کی فالحمد لله علی توفیقہ والہام الحق بتحقیقہ اب مولف کی ایک
وجہ کا جواب دیا جاتا ہی بعد اسکے عشر فی عشر کی خدمت گذاری سی شرف حاصل کیا جاویگا **قال** اور ایک وجہ اور قلتین کی
حدیث پر عمل نکرنی کی یہہ ہے کہ تحقیق یہہ حدیث ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال الماء طہور لا ینجسہ شیء صحیح تر ہی حدیث
قلتین کی سی یہانتک کہ منعقد کیا ہے بخاری نی صحیح بخاری میں باب بخلاف حدیث قلتین کی اور موافق حدیث الماء طہور
لا ینجسہ شیء کے کہ عبارت اوسکی یہہ ہی باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء وقال الزہری لا باس بالماء ما لم
یغیرہ طعم او ریح او لون انتہی اور یہی مذہب ہی امام مالک اور اتباع اونکی کا پس ہوگی حدیث قلتین کی معارض حدیث الماء طہور لا ینجسہ
شیء کی اور نہین ہی ممکن حمل کرنا حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء کا اوپر حدیث قلتین کی یعنی یون کہا جاوے کہ مراد حدیث الماء
طہور لا ینجسہ شیء سی قدر قلتین کی ہی سو یہہ نہین ممکن اسلیے کہ حدیث قلتین کی ضعیف ہی اور حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء
صحیح ہے اوس سی پس اگر مراد لیجاوی حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء سی قدر قلتین کی تو لازم آویگا باطل کر دینا عموم حدیث
قوی کا ساتہہ حدیث ضعیف کی اور یہہ باطل ہی بالاتفاق پس ہوگی حدیث قلتین کی متروک العمل ساتہہ حدیث الماء طہور
لا ینجسہ شیء کی **اقول** اولاً تو حدیث الماء طہور مین لفظ ماء کا عام ہی نہین بلکہ معہود بعہد خارجی ہے اسلیے کہ یہہ
اسم جنس معرف باللام اور اسم معرف باللام عام اوسوقت ہوتا ہی جبکہ عہد نہو جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین ومنہا الموصولات
والجمع المحلی والمضاف واسم الجنس کذلک حیث لا عہد انتہی اور کہا تحریر مین ومنہا ای الفاظ العام المفرد المحلی باللام اذا لم یکن للمعہود انتہی
اور ایسا ہی سب کتابوں مین اصول کی لکھا ہی اور ظاہر ہے کہ اسم معرف باللام مین اصل عہد خارجی ہی تو جبتک کوئی

؎ فرمایا رسول خدا صلعم نی چھوڑ دی وہ چیز جو تجہی شک مین ڈالی اور کر جو غیر مشکوک ہو ؏۲ آنحضرت صلعم نی فرمایا
پانی پاک ہے اوسے کوئی چیز ناپاک نہین کرتی ؏۳ یہہ باب ہی اوس بیان مین کہ جو نجاستین گہی اور پانی مین پڑین اور کہا زہری نی
اوسکا کچہہ خوف نہین جبتک کہ اوسکا مزا اور بو اور رنگ بدلی ہو چکی عبارت بخاری کی ؏۴ اور انہین سی موصولات والف لام
والی جمع اور مضاف اور اسم جنس بہی اسیطرح جہان عہد نہو ہو چکی عبارت مسلم کی ؏۵ لفظ عام کی ہی سو ہی مفرد والف لام الا جبکہ عہد کی الف لام

قرینہ مقتضی عموم کا متحقق نہوگا ہرگز اوس اسم کو عام نہین لینگی جیسا کہ کہا توضیح مین اعلم ان اللام للتعریف للعہد
الخارجی والذہنی واما للجنسیۃ ای الجنس واما التعریف الطبیعۃ لکن العہد ہو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبیعۃ
لان اللفظ الذی یدخل علیہ اللام دال علی الماہیۃ بدون اللام فحمل اللام علی الفائدۃ الجدیدۃ اولی من حملہ علی تعریف الطبیعۃ
والفائدۃ الجدیدۃ اما تعریف العہد او استغراق الجنس وتعریف العہد اولی من الاستغراق لانہ اذا ذکر بعض
افراد الجنس خارجا او ذہنا فحمل اللام علی ذلک البعض اولی من حملہ علی جمیع الافراد لان البعض متیقن والکل
محتمل انتہی اور کہا تلویح مین اذا تمہد ہذا فنقول الاصل ای الراجح ہو العہد الخارجی لانہ حقیقۃ التعیین
وکمال التمییز ثم الاستغراق الی آخر ما قال من تحقیق وتدقیق مع الجرح علی بعض کلام
صدر الشریعۃ غرض کہ عہد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہی اسم معرف باللام مین جبتک کوئی قرینہ عموم کا نہو
پس ہم کہتے ہین ساتہہ توفیق اللہ کی کہ الماء طہور اس حدیث مین یہہ معنی رکہتا ہے کہ وہ پانی جس سے تم سوال کرتی ہو یعنے
پانی بیر بضاعہ کا وہ پاک ہے اور ظاہر ہی کہ پانی بیر بضاعہ کا قدر قلتین سی کم نہین تہا پس اس الماء طہور سے پاکی اوس
پانی کی جو قلتین سی کم ہو ثابت نہوئی اور الماء طہور کا حدیث قلتین سی تعارض نہوا اور واضح ہو کہ بعض حنفیون کو بہی اسیر
اقرار ہے کہ الماء طہور مین عموم نہین بلکہ مراد اس سی پانی بیر بضاعہ کا ہے از انجملہ حضرت مولف ظاہری حضرت قطب الدین
خانصاحب دام اقبالہ کہ مقلد محمد شاہ کی ہین اپنی ترجمہ مشکوۃ مسمی بمظاہر حق مین فرماتی ہین تحت حدیث الماء طہور کے
بعد بیان معنی بیر بضاعہ کی پس پانی اوسکا بہت تہا اور چشمہ دار تہا بلکہ لکہا ہی علمانی کہ وہ جاری تہا اوسوقت مین کہ راہ
رکہتا تہا طرف باغ کی مثل نہر جاری کی اوسکا حکم حضرت سی پوچہا جواب مین اوسکی پانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکور ہوا حاصل
یہہ کہ اسکی ظاہر عبارت سی کوئی یہہ نسمجہلی کہ کوئی کا پانی پلید نہین ہوتا تہوڑا ہو یا بہت بلکہ یہہ جانی کہ یہہ حکم پانی کثیر کا ہے
اور بعضی روایت مین ہماری علما سی منقول ہے کہ کنوان چشمہ دار حکم پانی جاری کا رکہتا ہے الخ انتہی کلامہ بعینہ اور اوسی
مظاہر حق مین تحت حدیث قلتین کی فرماتی ہین اور یہہ جو حدیث بیر بضاعہ کی مین آیا ہی کہ الماء طہور لا ینجسہ شئی یعنی پانی پاک ہے
نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز اور اوسکو دلیل اپنے ٹہرایا ہے اصحاب ظواہر نی مراد تہہ اوسکی پانی کثیر ہی انتہی کلامہ اور از انجملہ ابراہیم

سلہ جان کہ لام تعریف کا یا تو عہد خارجی کی لئی ہے یا ذہنی کی لئے یا جنس کے لئے یا تعریف کی لئی لیکن عہد اصل ہے پہر استغراق ہے
پہر تعریف کیونکہ وہ لفظ جسپر لام داخل ہے بغیر لام کی بہی ماہیت پر دلالت کرتا ہی پہر حمل کرنا لام کا نئی فائدہ پر اچہا ہی تعریف پر
حمل کرنی سے اور نیا فائدہ یا تعریف عہدی ہی یا استغراق جنس کا اور تعریف عہدی استغراق سی اولی ہے اس سبب سے کہ جوقت
بعضے فرد جنس کے خارج یا ذہن کے طور پر ذکر کئی گئی تو حمل کرنا لام کا اون بعضو پر ساری افراد کی حمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ بعضے
یقینی ہین اور سب احتمالی سلہ جوقت یہہ تمہید ہو چکے تو کہتے ہین ہم راجح عہد خارجی ہے کیونکہ اوسمین یقین اور تمیز
پورے ہین پہر استغراق ہے آخر اوس عبارت تک جو تحقیق اور دقیقہ سنجی سی کہا ہی اور بعضی باتون صدر الشریعۃ پر اعتراض کیا ہے

حلبی حنفی ہین کہ شرح منیہ مین فرماتے ہین نعم انّ المراد بہ مورد النص وہو بئر بضاعۃ خاصۃ انتہی کلامہ مختصراً
پس افسوس کا مقام ہی کہ تنویر الحق کی ترجمہ مین اپنے پہلی تحریر کو خواب خرگوش کر دیا کیونکہ وہان تراس حدیث مین
عموم کو باطل کرتے ہین اور تنویر الحق مین تقلید محمد شاہ کی ثابت کرتی ہین انا للہ و انا الیہ راجعون و امّا تنجکہ مولوی
احمد علی سہارنپوری ہین کہ بعض حواشی ترمذی مین فرماتے ہین قولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء
الالف و اللام للعہد الخارجی فتاویلہ ان الماء الذی تسالون عنہ فالجواب مطابق لا عموم کلی
کما قالہ مالک انتہی و امّا تنجکہ طحاوی ہین کہ شرح معانی الآثار مین ایسا ہی کہتی ہین اور بہت علماء
حنفیہ نی یہ اقرار کیا ہی کہ یہہ حدیث عموم پر نہین اگرچہ انہون نی وجہ بالتخصیص پاک ہونی بئر بضاعہ کی حدیث قلتین
وہ نہین بیان کی جو ہمنی بیان کی ہی بلکہ کہا ہے کہ وہ بئر بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا تو حکم مین نہر جاری کی ہوا
لاکن ہمنی سابق مین بضمن تاویل حدیث زنجی کی ثابت کر دیا ہے کہ یہہ بات یعنی جاری ہونا اوسکا طرف باغون کی
غلط ہی اور راوی اسکا واقدی ہی کذاب اور متروک اور وضع حدیثون کا اور مستقل حدیثون کا نزدیک ائمہ حدیث کے
کما مرّ عن التقریب للعسقلانی والمختصر لنور الدین علی و مجمع البحار لابن طاہر الحنفی و بہذا التحقیق اندفع ما
اورد علی من قال بان المراد من الماء فی حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیء الماء الذی ورد عن السوال وہو ماء بئر
بضاعۃ من انہ مخالف لقولہم العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص المحل و وجہ الاندفاع غیر خفی علی من یعلم الفاظ
العام لانا اذا علمنا الفاظ العام تیقن ان الماء فی ہذا الحدیث لیس من الفاظ العام فان کونہ عاما موقوف علی عدم
کونہ للعہد الخارجی الذی ہو الاصل و عدم کونہ للعہد بلا قرینۃ العموم انتفاء الاصل وہو کما تری فاذا تیقن انہ
لیس من الفاظ العموم فی ہذا الحدیث جزم باندفاع الایراد لانہ بعد ثبوت عموم لفظ الماء فافہم ولا تغتر من تمثیل

سلے سو جانا گیا کہ مراد پانی سی موقع سوال ہے اور وہ خاص بئر بضاعہ ہی ہے ہوچکا کلام حلبی کا بطور مختصر ؎۲ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ پانی
پاک ہے یہان لفظ الماء پر جو الف لام ہے وہ عہد خارجی کی لئی ہی تو تاویل حدیث یہہ ہوئی کہ اسی لوگو جس پانی کو
تم پوچہتے ہو وہ پاک ہے تو اب جواب سوال کی مطابق ہے عام نہیں جسطرح مالک کہتی ہین ہوچکا کلام مولوی احمد علی کا ؎۳
جیسا کہ گذر چکا عسقلانی کے تقریب و مختصر نور الدین علی اور مجمع البحار ابن طاہر حنفی سی اور اس تحقیق سی اوٹہہ گیا وہ اعتراض
جو اون لوگو پر کیا گیا تہا کہ جو حدیث الماء طہور مین کہتے ہین کہ مراد پانی سے یہان بئر بضاعہ ہے اور وہ اعتراض یہہ تہا
کہ یہہ تہارا مقولہ اس مشہور مسئلہ کی مخالف ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے موقع کی خصوص کا نہین اور وجہ اوسکے
اوٹہہ جانیکی وجہ مخفی نہین اوسپر جو الفاظ عام کو جانتی ہین کیونکہ الفاظ عام کی تفصیل جاننے کے بعد یہان تو معلوم ہوگیا کہ اس حدیث مین
لفظ عام نہین کیونکہ لفظ عام ہونا موقوف تہا اسپر کہ یہان الف لام عہد خارجی کی لئی جو اصل ہے نہو اور بغیر قرینہ عموم کی یہہ کہنا اصل
کی نفی کرنا ہے اور یہہ ٹہیک نہین سو جسوقت یقین ہوگیا کہ حدیث مین لفظ الماء الفاظ عام سے نہین تو اوس اعتراض کی اوٹہنی کا بہی یقین ہوگیا

بعض الاعلام بقاعدة العبرة لعموم الالفاظ بحديث الماء طهور و بعد تحرير هذا التقريب رأيت ما في غنية المستملي
شرح منية المصلي لابراهيم الحلبي الحنفي في هذا التحرير فوجدته موافقا لي في التقرير وهكذا نصه
ولا يقال العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لانا نقول لا نسلم عموم اللفظ وانما يكون لو كانت اللام للجنس
او للاستغراق وهو ممنوع ولا دليل عليه بل هي للعهد فان الاصل انه اذا امكن جعل اللام للعهد
لا تجعل لغيره وقد امكن ههنا لذكره في السوال فان قول السائل انتوضأ من بير بضاعة المراد بمن
ما ئها قطعا ودعوى كونه صلى الله عليه وسلم استانف جوابا عاما يشتمل المسئول عنه وغيره لا بد له من دليل انتهى كلام الحلبي
اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ اس حدیث الماء طهور سے ہر پانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہی تو کہا جاویگا کہ اس حدیث کی یہ عام
وہ پانی جو کہ قلتین سی کم ہو مخصوص ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شیخ سلام اللہ حنفی نی بعض شافعیہ سی چنانچہ کہا ہی محلی مین
لہ عموم حدیث الماء طهور لا ینجسه شئ مخصوص بمفهوم حدیث القلتین عند الشافعیة انتهی تو حدیث الماء طهور کی یہ معنی
ہونگے کہ ہر پانی جو کہ قلتین سی کم نہو پاک ہی اور اسمین بطلان عموم قوی کا ساتھ حدیث ضعیف کی لازم نہین آتا جیسا کہ
مؤلف نی کہا ہے اسلئے کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا ضعف نہین اور یہہ حدیث بہی صحیح اور قوی اور جید ہی قابل عمل کے
تنقیح جبکہ ثابت ہوگیا کہ حدیث الماء طهور کی اور حدیث قلتین کی تعارض نہین اور دونو کا محل ایک ہی ہے تو وہ حدیثین
جو مؤلف نی اپنے سند مین پیش کی ہین یعنی حدیث ولوغ کلب اور حدیث اذا استیقظ اور حدیث نهی عن البول
فی الماء الدائم اور سوای اسکی اور بہی بکی روایتین جو دلالت کرتی ہین پانیکی نجس ہونی پر اون حدیثون مین اور
حدیث الماء طهور مین اوسیطرح موافقت اور جمع کیجاویگی جیسی کہ حدیث قلتین کو اس حدیث سی موافق اور جمع کیا تہا پس
باطل اور لغو ہوگیا مؤلف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطے اسقاط حدیث الماء طهور کی نقل کرنا اون دو وجہونکا اور رد کرنا ہمکا
موجب حرج اوقات ہی ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہوگئی یعنی ثابت ہوا کہ حدیث قلتین ہی کی سزاوار ہی عمل کے
اور اسمین کسیطرح کا نقصان نہین اور مؤلف نی جو پانچ وجہ سی اسکا متروک ہونا بیان کیا تہا وہ سب باطل ہوگیا جاء
الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا اب حضرت مؤلف کی عشر فی عشر کی نسبت گذارش کیجاتی ہی قال جبلہ ہو

کیونکہ وہ معترض جسنی یہ کہا کہ پہلی عموم یہان ثابت ہو جاوے سمجہے تو اور نہ دہوکا کہا یعنی لوگون کی اس خیال مین ہی کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہی
اور بعد لکہنی اس تقریر کی دیکہی مینی وہ عبارت جو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ابراہیم حلبی حنفی کی ہی تو اس مسئلہ مین مینی اونکی تقریر اپنی
موافق پائی اور وہ عبارت اونکی یہہ ہی کہ اعتراض نکیا جاوے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا نہین کیونکہ ہم جواب دینگی کہ ہم عموم لفظ کا
یہان نہین مانتی یہہ تب ہوتا کہ الف لام جنسی یا استغراقی ہوتا اور وہ ممنوع بلا دلیل ہی بلکہ یہان الف لام عہد خارجی کی لئی ہے کیونکہ اصل یہی ہی
کہ جبتک الف لام کو عہد خارجی کی لئی لینا ممکن ہو تو اور غیر کی واسطی نہین کیا جاتا اور یہان بسبب سوال کی وہ ممکن ہے کیونکہ سوال سائل کا
ہی کہ بیر بضاعہ کی پانیکا حکم فرماوے اور یہہ دعوی کرنا کہ آپنی نیا عام جواب دیا کہ بیر بضاعہ اور سب مقدار پانیونکو شامل ہی اسکی لئی کوئی دلیل نہیں ہے ہوچکا کلام حلبی کا

یا امام محمد کے حق ثابت نہین اور کوئی امام اسکا قایل نہین اور کچہہ اسپر دلیل نہین ما انزل الله بها من سلطان اسیواسطے
اکابر حنفیہ سی یہی مروی ہی کہ امام ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف کا مذہب اعتبار رای مبتلی بہ کی ہی نہ دہ در دہ اور اسیکی طرف
رجوع کیا ہی امام محمد نی جیساکہ کہا شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط مین کہ یہی ظاہر المذہب اور یہی صحیح ہی چنانچہ بحر الرائق مین
ذکر کیا ہے قال ابو حنیفة فی ظاهر الروایة عنه یعتبر فیه اکبر رای المبتلی ان غلب علی ظنه انه بحیث تصل
النجاسة الی الجانب الآخر لا یجوز الوضوء والا جاز وممن نص علی انه ظاهر المذهب شمس الائمة السرخسی
فی المبسوط وقال انه الاصح انتہے اور کہا امام ابو بکر رازی نے احکام القرآن فی سورة الفرقان مین ان مذهب اصحابنا ان کل
ما تیقنا فیه جزء من النجاسة او غلب فی الظن ذلک لا یجوز الوضوء به سواء کان جاریا او لا انتہے
اور کہا امام ابو الحسن کرخی نی اپنی مختصر مین وما کان من المیاه فی الغدران او فی مستنقع من الارض وقعت
فیه النجاسة نظر المستعمل فی ذلک فان کان فی غالب رایه ان النجاسة لم تختلط بجمیعه لکثرته توضأ من الجانب الذی
هو طاهر عنده فی غالب رایه فی اصابة الطاهر منه وما کان قلیلا یحیط العلم ان النجاسة قد وصلت الی
جمیعه او کان ذلک فی غالب الرای لم یتوضأ انتہی اور کہا رکن الاسلام ابو الفضل عبد الرحمن کرمانی نی شرح ایضاح مین واختلف
الروایات فی تحدید الکثیر والظاهر عن محمد انه عشر فی عشر والصحیح عن ابی حنیفة انه لم یوقت
فی ذلک بشیء فانما هو موکول الی غلبة الظن فی خلوص النجاسة انتہی اور کہا حاکم شہید نی اپنی کافی مین
فی الماء الذی هو جمع کلام محمد قال ابو عصمة کان محمد بن الحسن یوقت عشرة فی عشرة ثم رجع الی قول ابی حنیفة
لا وقت فیه شیئا انتہے اور کہا امام اسبیجابی نے شرح مختصر طحاوی مین ثم الحد الفاصل بین القلیل والکثیر عند اصحابنا

جو مولف

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

باطل اور لغو ہوگیا - ابو حنیفہ نے ظاہر روایت مین کہا ہی کہ اس باب مین برتنے والیکی ظن غالب کا اعتبار ہے اگر اوسکا گمان غالب ہو جائے
موجب حرکت اور قارورہ کی پلیدی دوسرے جانب تک پہونچ جاتی ہے تو وضو جایز نہین اور نہین تو جایز ہے اور جس شخص نے تصریح کیا کہ یہی ظاہر
اور یہین کسیطرح کا نقص شمس الائمہ سرخسی ہین کہ اونہون نے مبسوط مین بیان کر کے یہہ کہا کہ یہی بہت صحیح ہے ۱۲ مذہب ہمارے اصحاب کا
الحق وزهق الباطل ان البا مین نجاست کے مخلوط ہونیکا ہمین یقین ہو یا گمان غالب ہو تو وضو اوس سے جایز نہین برابر ہی کہ وہ پانی جاری
کیونکہ وہ مقرر ہے تہا کہ یہی عموم بیان - ماگرد ہو اور ان مین ہوا اور اسمین نجاست پڑ جاوے تو برتنے والا غور کرے اگر اوسکی گمان غالب مین یہہ
اور بعد لکہنی اس تقریر کے دیکہی ہین وہ عبارت جو عینیہ نہین ملی جو کہ اوسکی عندیہ مین نجاست سے بچا ہوا اوس سے وضو کری اور اگر پانی تہوڑا ہو تو اون
موافق پانی اور وہ عبارت اونکی یہہ ہے کہ عنہا ہی نکری کہ اعتبار عموم ہے وضو نکرے ہو جبکی عبارت مختصر کرخی کی ۱۲ مختلف ہوئین روایتین کثیر پانی کی
یہان نہین ناشی یہہ تو جب ہوتا کہ الف لام جنس یا استغراق کا ہوتا اور ہو تو بلا دلیل ابی حنیفہ سی یہہ ہے کہ اونہون نے کوئی حد مقرر نہین کی بلکہ اونہون نے ہر بنی وایکی گمان
رجہ سبب کہ الف لام کو عہد خارجی کی لیے لینا ممکن ہو تو اور غیر کی واسطی نہین کیا جاتا جمع ہی کلام امام محمد کی یہہ ہے کہ ابو عصمہ نے کہا کہ محمد بن حسن دہ در دہ مانتے
ہی بہر لیصاعد کی پانیکا حکم فرمایا اور یہہ دعوی کرنا کہ آیتین نیا عام جو ابدیا گیا ہے اور سب معتدل اکثر پانیکو شار ہو تکی عبارت کافی کی ۱۲ یہہ دہ حد جو یا کثیر اور قلیل

من الخلوص وهو ان يتخلص بعضه من جانب الى جانب ولم يفسر الخلوص فى رواية الاصول وسئل محمد عن
حد الحوض فقال مقدار مسجدى فذرع فوجد ثمانية فى ثمانية وبه اخذ محمد بن سلمة وقال بعضهم مسح مسجد
محمد وكان داخله ثمان وخارجه عشرا فى عشر ثم رجع محمد الى قول ابى حنيفة وقال لا اوقت فيه شيئا انتهى
اور معراج الدرایہ میں لکھا ہے الصحيح عن ابى حنيفة انه لم يقدر فى ذلك شيئا وانما قال هو موكول الى غلبة الظن فى خلوص
النجاسة من طرف الى طرف وهذا اقرب الى التحقيق لان المعتبر عدم وصول النجاسة وغلبة الظن فى ذلك تجرى
مجرى اليقين فى وجوب العمل كما اذا اخبر واحد بنجاسة الماء وجب العمل بقوله وذلك يختلف بحسب اجتهاد الرأى وظنه انتهى
اور ایسا ہی لکھا ہے شرح مجمع الجوامع اور مجتبی میں اور لکھا غایۃ البیان میں ظاهر الرواية عن ابى حنيفة اعتبار غلبة الظن وهو الاصح اور بنایہ میں لکھا ہے
قال ابو حنيفة الغدير العظيم هو الذى لا يتخلص بعضه الى بعض ولم يفسره فى ظاهر الرواية وفوضه الى رأى المبتلى به وهو الصحيح وبه
اخذ الكرخى انتهى خاتم المتاخرين ابن نجیم حنفی بعد نقل کرنے روایات مذکورہ کی بحر الرائق میں فرماتے ہیں وهكذا فى كثير من الكتب
المتنا فثبت بهذه النقول المعتبرة من مشائخنا المتقدمين مذهب امامنا الاعظم ابى حنيفة وابى يوسف
ومحمد رحمهم الله فتعين المصير اليه اما ما اختاره كثير من مشائخنا المتاخرين بل عامتهم كما نقله فى معراج
الدراية من اعتبار العشر فى العشر فقد علمت انه ليس مذهب اصحابنا فان قلت ان فى الهداية وكثير من الكتب ان

کرتی ہمارے سب اماموں کے نزدیک نجاست کا پھیلاؤ ہے اور وہ یہہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہونچ جاوے اور ظاہر
روایت میں پھیلاؤ کی تفسیر نہیں کی اور کسی نے پوچھا امام محمد حوض کی مقدار تو کہا کہ جتنی مقدار میری مسجد کی پھر لوگوں نے جو ناپا تو آٹھ گز
در عرض آٹھ گز پایا سو محمد بن سلمہ کا یہہ مذہب ٹہر گیا اور بعضوں نے کہا کہ مسجد جو ناپی تو اندر طول و عرض آٹھ گز تھا اور باہر دہ در دہ
پھر رجوع کیا امام محمد نے ابی حنیفہ کے قول کی طرف اور کہا کہ میں کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہوں جسکی عبارت شرح مختصر لکھی ہے ۵ روایت
صحیح امام ابی حنیفہ سے یہہ ہے کہ انہوں نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ گمان غالب پھیلاؤ نجاست پر سونپا ہے اور یہہ امر تحقیق کے
قریب ہے کیونکہ اعتبار نجاست کے نہ پہونچنے کا ہے اور گمان غالب یہاں بمنزلہ قائم مقام یقین کے ہی وجوب عمل میں
جیسا کہ ایک آدمی خبر دیوے پانی کی ناپاک ہونیکی تو اسکی قول پر عمل واجب ہو جاتا ہے اور یہہ گمان مقتضا لوگوں کے عقلوں کے مختلف
ہے ۵ ظاہر روایت امام ابی حنیفہ سے گمان غالب کا اعتبار ہے اور یہہ بہت صحیح ہے جسکی عبارت غایۃ البیان کی ہے ۵ امام ابی حنیفہ
نے کہا کہ بڑا تالاب وہی ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف نہ پہونچے اور ظاہر روایت میں اسکی تفسیر نہیں کی بلکہ مبتلی والے کی رای پر رکہا ہے
اور یہہ صحیح ہے اور کرخی کا معمول یہہ ہے جسکی عبارت بنایہ کی ہے ۵ اور اسیطرح ہے بہت سے کتابوں میں
کتابوں میں معتبر نقلوں سے پہلے مشائخوں کی مذہب ہمارے امام ابی حنیفہ اور ابی یوسف اور محمد کا ثابت ہوا پس اسیطرف رجوع کرنا
ٹہر گیا ہے اور وہ جو بہت سے مشائخ متاخرین نے اختیار کیا بلکہ عام متاخرین نے جیسے کہ معراج الدرایہ میں نقل کیا
کہ اعتبار دہ در دہ کا تو یہہ تو جان چکا کہ مذہب ہمارے اصحاب کا نہیں پھر اگر تو کہے کہ ہدایہ اور بہت کتابوں میں ہے

العشر على اعتبار العشر في العشر واختاره اصحاب المتون فكيف ساغ لهم ترجيح غير المذهب قلنا لما كان مذهب ابي حنيفة التفويض الى راى المبتلى به وكان الراى يختلف بل من الناس من لا راى له اعتبر المشائخ العشر في العشر توسعة وتيسيرا على الناس فان قلت هل يعمل بما صح من المذهب وبفتوى المشائخ قلت يعمل بما صح من المذهب فقد قال الامام ابو الليث في النوازل سئل ابو نصر في مسئلة وردت عليه ما تقول رحمك الله وقعت عندك كتب اربعة كتاب ابراهيم بن رستم وادب القاضي عن الخصاف وكتاب المجرد وكتاب النوادر من جهة هشام هل يجوز لنا ان نفتي منها اولا وهذه الكتب محمودة عندك فقال ما صح عن اصحابنا فذلك علم محبوب مرغوب فيه مرضي به واما الفتيا فاني لا ارى لاحد ان يفتي بشئ لا يفهمه ولا يحتمل اثقال الناس فان كانت مسائل قد اشتهرت وظهرت وانجلت عن اصحابنا رجوت ان يسع الاعتماد عليها في النوازل انتهى وعلى تقدير عدم رجوع محمد رح عن هذا التقدير فنما قدره لا يستلزم به تقديره به الا في نظره وهو لا يلزم غيره بل يختلف باختلاف ما يقع في قلب كل وليس هذا من قبيل الامور التي يجب فيها على العامي تقليد المجتهد اليه اشار في فتح القدير ويؤيده ما في شرح الزاهدي عن الحسن والاصح عنه ما لا يخلص بعض الماء الى بعض بظن المبتلى به واجتهاده ولا يناظر المجتهد فيه انتهى فعلم من هذا ان التقدير بعشر لا يرجع الى اصل شرعي يعتمد عليه كما قال محي السنة فان قلت قال في شرح الوقاية انما قدرنا على قوله

ده دردہ ہے اور فقہ کے متنوں میں اوسی کو پسند کیا ہے تو اونہوں نے غیر مذہب کی ترجیح کیونکر کی پہلا تو جواب یہہ ہے کہ جب امام ابی حنیفہ کا مذہب یہہ ہے کہ مبتلی کی راے سونپنا ٹھیرا اور راے مختلف ہوتی ہی بلکہ بعضی آدمیوں کو رائے ہی نہیں ہی تو مشائخ نے دہ دردہ کو لوگوں کی آسانی کے لئے معتبر کر لیا ہے پھر اگر تو کہوے کہ کیا عمل کیا جاوے اوسپر جو مذہب کے رو سے صحیح ہوا ہی یا مشائخ کی فتوی پر تو جواب یہہ ہے کہ عمل کیا جاوے اوسپر جو مذہب کی رو سے صحیح ہوا کیونکہ کہا ہے امام ابو لیث نے نوازل میں کسی نے پوچھا ابو نصر سے کہ کیا کہتے ہو تم ان چار کتابوں کی نسبت ایک کتاب ابراہیم بن رستم دوسرے ادب القاضی خصاف کی تیسری کتاب المجرد چوتھی کتاب النوادر ہشام کی کیا ہمیں جائز ہے کہ ہم فتوا دیویں ونمیں سے یا نہیں اور یہہ کتابیں تمہارے نزدیک اچھی ہیں اونہوں نے جواب دیا کہ جو ہمارے صحاب سے صحیح ہوگیا تو وہ مسئلہ نہایت پسندیدہ ہے رہا فتوا دینا سو میں کسیکے واسطے اعتقاد نہیں کرتا کہ بغیر سمجھے فتوا دیوے اور لوگوں کا بوجھ اپنے ذمہ لیوے ہاں اگر مسائل شہرت پکڑ جاویں اور ہمارے اصحاب سے ظاہر ہو جاویں تو مجھے امید ہے کہ نوازل میں بہروسا اونپر جائز ہو سکتا ہے اور بر تقدیر نہ رجوع کرنے امام محمد کی اس اندازہ سے خواہ مخواہ اونہوں نے اپنے راے ہی سے یہہ اندازہ کیا ہوگا سو غیر کو کچھ ضرور نہیں بلکہ ہر ایک اپنے اپنے جی میں پڑنے کے مختلف ہے اور یہہ کچھ اون امور میں سے نہیں ہے کہ اونمیں مجتہد کی تقلید ضروری ہو چنانچہ اسطرف فتح القدیر میں اشارہ کیا ہے اور اسکی تائید کرتا ہے وہ تقریر جو شرح زاہدی میں ہے حسن سے اور بہت صحیح حسن کے نزدیک کثیر پانی کا اندازہ یہی کہ یہہ والیکی ظن غالب میں ایک طرف کی نجاست دوسری طرف تک پہونچے اور ظنی مجتہد فیہ مسئلہ میں کچھ تکرار نہیں ہو سکتی سو اب اس سے معلوم ہوگیا کہ اندازہ دہ دردہ کا کسی ایسے اصل شرعی کیطرف نہیں رجوع کرتا جسپر اعتماد کیا جاوے چنانچہ محی السنہ نے کہا پھر اگر تو کہے کہ شرح وقایہ میں کہا ہے کہ یہہ اندازہ حضرت کے اوس قول کے

صلی اللہ علیہ وسلم من حفر بیرا فلہ حولھا اربعون ذراعا فیکون لہ حریمھا من کل جانب عشرۃ ففھم من ھذا انہ
اذا اراد اخر ان یحفر فی حریمھا بیرا یمنع لانہ یجذب الماء الیھا وینقض الماء الیھا وینقص الماء فی البیر
الاولی وان اراد ان یحفر بیرا بالوعۃ یمنع ایضا لسرایۃ النجاسۃ الی البیر الاولی وتنجس ماءھا ولا یمنع فیما وراء الحریم
وھو عشر فی عشر فعلم ان الشرع اعتبر العشر فی العشر فی عدم سرایۃ النجاسۃ حتی لو کانت النجاسۃ تسری یحکم بالمنع
قلنا ھو مردود من ثلثۃ اوجہ الاول ان یکون حریم البیر عشرۃ اذرع من کل جانب قول البعض والصحیح انہ اربعون
من کل جانب کما سیاتی ان شاء اللہ تعالی الثانی ان قوام الارض ضعف قوام الماء فقیاسہ علیھا فی مقدار عدم السرایۃ
غیر مستقیم الثالث ان المختار المعتمد فی البعد بین البالوعۃ والبیر نفوذ الرائحۃ فان تغیر لونہ او
ریحہ او طعمہ ینجس والا فلا کذا فی الخلاصۃ وفتاوی قاضی خان وغیرھما وصرح فی التاتارخانیۃ ان
اعتبار العشر فی العشر علی اعتبار حال اراضیھم والجواب یختلف باختلاف صلابۃ الارض ورخاوتھا انتھی
اور کہا اشباہ والنظائر میں ومنھا حد الماء الکثیر الملحق بالجاری الاصح تفویضہ الی رای المبتلی بہ لا التقدیر بشیء من
العشر فی العشر ونحوہ انتھی اور صاحب تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے کہ تقدیر عشر فی عشر کی محض اصل ہے اسکی دلیل شرع سے ثابت نہیں ہوتی
اور کہا مولنا بحر العلوم عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ میں ثم اختلفت الروایات فی تحدید الغدیر العظیم ففی ظاہر الروایۃ عن الامام

کہ جو کوئی کنواں کھودے تو اوسکی ہر گرد کی چالیس گز زمین ہی تو چار دیواری اوسکی ہر جانب سے دس گز ہوگی تو اسی سے سمجھا گیا کہ جس وقت دوسرا شخص
کھودنا چاہے پہلے شخص کے حریم کی اندر تو منع کیا جاویگا کیونکہ پانی دوسرے کنویکی طرف کھینچیگا پہلے کنویکا پانی گھٹ جاویگا اور اگر دوسرا شخص گندی نالی
یہ کھودنا چاہے تو بھی منع کیا جاویگا کہ نجاست کنویں میں سرایت نکری اور پانی ناپاک نہو اور یہ ہر چار دیوار کی ممانعت نہیں اور یہ
کی مقدار دہ در دہ ہوتی سو معلوم ہوگیا کہ شرع نے دہ در دہ کا اعتبار کیا ہے نجاست سرایت نکرنے میں کیونکہ اگر اس سے زیادہ مقدار میں بھی نجاست
سرایت کرتی تو ممانعت مذکورہ بالا ہوتی تو جواب یہہ ہے کہ یہ اعتراض تین طرح سے ساقط ہے اول یہہ کہ ہر طرف سے چار دیوار رکھنا دس گز
ہونا بعضو نکا قول ہی اور صحیح یہہ ہے کہ ہر طرف سے چالیس گز ہو چنانچہ انشاء اللہ تعالی آگے آتا ہے دوسرے یہہ کہ زمین پانی سے دو چند موٹی چیز ہے پانیکا
قیاس زمین پر کرنا ٹھیک نہیں ہے تیسرے یہہ کہ پسندیدہ اور معتمد علیہ کنویں اور نجاست کی جگہ میں اتنی دوری ہے
جسمیں بدبو پہونچے سو اگر پانیکا رنگ اور بو مزہ بدل جاویگا تو ناپاک ہو جاویگا اور نہیں تو نہیں
یونہیں ہے خلاصہ میں اور فتاوی قاضی خان میں اور اور کتابوں میں اور تاتارخانیہ میں تصریح
کی ہے کہ اعتبار دہ در دہ کا زمین کے حال پر ہے تو جواب یہہ ہے کہ کہیں زمین سخت ہے اور
کہیں نرم ہوتی ہے عبارت بحر الرائق کی ختم ہوئی اور حد پانی کثیر کی کہ جو حکم میں جاری کے ہے پانیکے ہے
صحیح یہی ہے برتنے والے کی رائے پر موقوف ہے اندازہ دہ در دہ کا نہیں ہی ہو سکتا
عبارت اشباہ کی ختم ہوئی پھر مختلف ہوئیں روایتیں بڑے تالاب کی حد میں سو ظاہر روایت میں امام

ابی حنیفة عدم التقدیر وحمل التفویض الی رای المبتلی به کما هو دابه الشریف فی امثال هذا فان غلب
علی الظن انه لا یقبل النجاسة توضأ والا لا وفی الروایات الاخر یعتبر التحریک وقدره المتاخرون
المساحة انتهی مختصرا اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوة مین وظاهر الروایة عن ابی حنیفة غلبة الظن ان
غلب الظن وصول النجاسة الطرف الآخر لم یتوضأ والا توضأ واعتبر ابو سلیمان الجوزجانی الکثیر بالمساحة
و اختاره المتاخرون فقوم اعتبروا ثمانیة فی ثمانیة وقوم بخمسة عشر فی خمسة عشر والاکثرون
بعشر فی عشر انتهی مختصرًا اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ فارسی مشکوة مین بہی ده دردہ کو مذہب متاخرین ہی کا
قرار دیا ہے اگرچہ امام کا مذہب تحریک کو ٹہرایا ہے لاکن ہمکو اسکی تحقیق منظور نہین کہ مذہب امام کا اعتبار تحریک ہے یا اعتبار
رای مبتلی بہ ہمارا مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب تحدید دہ دردہ کی نہین سو وہ اوس کلام شیخ کی جو ترجمہ
مشکوة مین ہے بہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتی ہین ونزد امام ابو حنیفہ واصحاب او اگر آب آن قدر بود کہ بجنبانیدن اجزاء او
از ہم جدا نگردد کثیر است والا قلیل ونزد متاخرین مشایخ بمساحت قرار یافتہ وبعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب شد وصول نجاست
بجانب دیگر است وضو نکند والا بکند انتہی مختصرًا اور ایسا ہی برہان الدین صاحب ہدایہ نے کہا ہے یعنے دہ دردہ کو قول بعض مشایخ کا
قرار دیا ہے نہ ابو حنیفہ کا اگرچہ فتوی دینا اسپر کہا ہے لاکن صاحب بحر نے اسکو بہی رد کر دیا ہے یعنے ثابت کیا ہے کہ ہمکو عمل کرنا اور
فتوا دینا اسپر بیجا ہے جیسا کہ عنقریب عبارت بحر الرائق مین گذرا علاوہ یہہ کہ ہمکو اس سے بحث نہین کہ فتوی حنفیون کا کس پر ہے
غرض یہی ہے کہ دہ دردہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین سو وہ ہدایہ سے صاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہدایہ مین والغدیر العظیم
الذی لا یتحرک احد طرفیه بتحریک الطرف الآخر اذا وقعت نجاسة فی احد جانبیه جاز الوضوء من الجانب
الآخر لان الظاهر ان النجاسة لا تصل الیه اذ اثر التحریک فی السرایة فوق اثر النجاسة ثم عن ابی حنیفة
رح انه یعتبر التحریک بالاغتسال وهو قول ابی یوسف رحمه الله وعنه بالتحریک بالید وعن
محمد رحمه الله بالتوضی ووجه الاول ان الحاجة الیه فی الحیاض اشد منها الی التوضی
وبعضهم قدروا بالمساحة عشرا فی عشر بذراع الکرباس توسعة للامر علی الناس وعلیه الفتوی انتهی
اور سب سے سخت حجت اور دلیل اوپر نہونے دہ دردہ کی مذہب ابو حنیفہ کا اقرار جناب مترجم تنویر مولف ظاہری کا یعنی نواب محمد قطب الدین خان صاحب

ابی حنیفہ سے یہی روایت ہی کہ اسکی حد معین نہین بلکہ دہنون نے اوس اپنے عادت کی موافق جو ایسے مسئلون مین اونکی ہے یہہ بتی والیکی رای پر سونپا ہے سو اوسکی اگر
گمان غالب ہو جاوے کہ یہہ پانی نجاست نہین قبول کرتا تو وضو کر لیوی اور نہین تو نہین اور اور روایتون مین پانیکی ہلانیکو لیا ہے اور متاخرون نے
پانیکی ناپ کو لیا ہے ہو چکی عبارت ارکان اربعہ کی بطور خلاصہ کی ۱۲ اور ظاہر روایت ابو حنیفہ سے گمان غالب کا ہے سو اگر گمان غالب ہے
نجاست کا پہونچنا دوسری طرف معلوم ہو تو وضو نکری اور اگر معلوم نہو تو وضو کر لے اور ابو سلیمان جوزجانی نے کثیر پانی کو ناپ سے اعتبار کر لیا ہے
اور اسکو متاخرین نے اختیار کر لیا سو ایک قوم نے ہشت در ہشت اور ایک قوم نے پانزدہ در پانزدہ اعتبار کیا اور اکثر لوگون نے دہ دردہ اختیار کیا ہو چکی عبارت شرح مشکوة

ترجمہ [illegible]

کاہی اوریہی کافی ہے دہلی والا امر کی تو سنو کہ آپ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین صاف اقرار کیا ہی کہ مذہب امام اعظم کا تحدید پانی کا نہین
تحریک سے جیسا کہ شیخ عبد الحق کی ترجمہ مین اور ہدایہ مین گذرا اور دہ در دہ کی تقدیر بعض متاخرین کی نزدیک ہے چنانچہ تحت حدیث
قلتین کے فرماتی ہین بیچ اسکی اختلاف کیا ہی ائمہ اربعہ نی بیچ مقدار قلیل و کثیر کی امام مالک تو کہتی ہین کہ جس پانی کا رنگ مزہ بو
متغیر نہو نجاست کی پڑنے سی وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جاوی وہ قلیل ہی اور امام شافعی اور احمد رح کہتی ہین کہ جو مقدار
قلتین کی ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام اعظم رح اور اونکی مذہب والی کہتی ہین کہ اگر پانی ہے اس قدر ہو کہ ایک طرف کی ہلانی سی
دوسری طرف نہ ہلی وہ کثیر ہے والا قلیل اور بعض متاخرین نی دہ در دہ کو کثیر کہا ہے انتہی کلام النواب مولانا قطب الدین نقلا عن مظاہر حق
اب اسمین غور کرو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا صریح کہدیا کہ دہ در دہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین بلکہ بعض متاخرین کا ہے
اور پہر تنویر الحق مین بتقلید محمد شاہ کی کہدیا کہ دہ در دہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ رح اور اونکی اتباع کا واللہ اعلم اس اختلاف اور تعارض
کا سبب معلوم نہین ہوتا آیا پہلی تحریر مظاہر حق سی اونکو سہو واقع ہوئی یا جان بوجہ کر ایسے تعصب مین گرفتار ہوی
یا مظاہر حق مین تقلید شیخ عبد الحق رح کی ہی اور تنویر الحق مین محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے پس جبکہ اسی ائمہ حنفیہ کی
تصریحات سی بلکہ خود مؤلف ظاہری یعنی مولوی قطب الدین خانصاحب کی مظاہر حق کی عبارت سی ثابت ہوا کہ دہ در دہ
کسی کے نزدیک متقدمین سی معتبر نہین اور ظاہر ہی کہ جو لوگ متاخرین اسکی قایل ہین اونکی پاس بہی کوئی دلیل شرعی میسر نہین ہے
اور یہہ دہ در دہ کسی اصل شرعی کیطرف رجوع نہین کرتا جیسا کہ کلام سی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کی جو بحر الرایق سی منقول ہوا
گذر چکا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ عالم ربانی حافظ قرآن محی سنت عالم نبیل مولانا مقتدانا محمد اسمعیل رضی اللہ عنہ کا کہ یہہ تحدید عشر فی عشر یعنی دہ در دہ کی بدعت حقیقیہ ہے ثابت اور مصدق ہوگیا اور رد قول مولوی محبوب علی
صاحب کا یہہ ہے جو ایضاح الحق مین فرماتی ہین مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر اصول بعضی منافع معتبرہ
و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از دلائل شرعیہ عبادت یا معاملات اختراع نمایند یا مستحب یا صلی از اصول دینیہ محدث
خامد احداث میکنند مثل تحدید کلمہ شاہین باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید ما الکثیر بعشر فی عشر ہمہ از قبیل بدعات حقیقت
است انتہی مختصرا غایۃ الاختصار و مر تمامہ فی جواب الباب الثانی جملۃ الروایات الدالۃ علی عدم الالتزام بمذہب معین
اور جو کہ مولف نی مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم دہ در دہ کی قائل تہی اسکے خود مولف کا اقرار ہے

سلہ بڑا تالاب دہ ہی کہ ایک کنارہ کا پانی دوسرے کنارہ کی پانی کو ہلانی سی نہ ہلی تو جو وقت ایک کنارہ پر نجاست پڑ جاوے
دوسرے کنارہ سی وضو جایز ہے کیونکہ ظاہر یہی ہی کہ وہانتک نجاست نہین پہونچی اسواسطی کہ حرکت پانی کی نجاست سے زیادہ دور تک ہی پہر
امام ابی حنیفہ سی روایت یہہ ہے کہ وہ پانی کی حرکت جو نہانی سی ہوتی ہی اوسکو اعتبار کرتے تہی اور یہی امام ابی یوسف کا قول ہے اور
ایک روایت ہاتہ کی حرکت بہی ہی اور امام محمد نے وضو کی حرکت کو لیا اور پہلی صورت کی وجہ یہہ ہے کہ حوضون مین وضو کی نسبت
نہانیکی زیادہ ضرورت پڑتی ہی بعضون نی دہ در دہ کا اندازہ فرا خی کے لیکر کیا اور اسپر فتوی ہے سلہ اور مر حواشی جابجا ہین باب ثانی کی بعض باب عدم التزام

ہوتا ہی کہ کسی عالم حنفی المذہب نے اپنے کتاب مین یہہ مذہب امام اعظم کا نقل نہین کیا ہی کہ اگر کسی کتاب حنفی مین یہہ مذہب امام اعظم کا منقول ہوتا تو جناب مؤلف انہی کتابون معتبرہ کو جیسے منیہ قنیہ شرح وقایہ ہدایہ کنز درمختار بحر الرائق وفتاوی قاضیخان فتاوی عالمگیری جسکو کالوحی من السماء جانتے ہین چہوڑکر اپنی مذہب ابی بکر کی کتاب سی جو حنفی مذہب سی بالتقیید واقف نہین بلکہ وہ ایک محدث ہی نہ حنفی نہ شافعی کیون نقل کرتے اسبات مین غور کرنا چاہیی اور اسکی سمجہہ لینا چاہیی کہ امام اعظم دہ در دہ کی قایل نہین اور منشاء لکہنی ابوبکر بن ابی شیبہ کا یہہ ہی کہ اوسکو التزام ہے رد اور طعن کرنیکا ابو حنیفہ کے اسی لیی اونکی بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قایل دیکہہ کر یہہ سمجہا کہ ابو حنیفہ بہی اسکی قایل ہونگی اسپر پہلی حدیث عکرمہ کے متضمن پاک ہونے مطلق حوضون کے جنہین کتی اور درندی پانی پی جاوین مخالف حنفی مذہب کے نقل کی بعد اسکی بطور طعن کے حنفیون کے مشہور مذہب کو امام اعظم کا مذہب سمجہہ کر نقل کر دیا اور در اصل یہہ طعن ابوبکر کا ابو حنیفہ رح پر درست نہین کیونکہ وہی عشر فی عشر کے قائل نہین جیسا کہ سب اکابر حنفیہ نقل کرتے چلے آتے ہین چنانچہ سابق مین عبارتین انکی گذرین اور جو کہ مؤلف نی اخیر مین کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا اور امام محمد کا اور کہا یہہ ہدایہ مین اسپر فتوی ہے انتہی اسمین بڑی فریب بازی کی ہے اور دروغگوئی اختیار کی اسلیے کہ ہدایہ مین تو اسقدر ہے کہ اسپر فتوے ہے اور اوسمین یہہ نہین کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس عشر فی عشر کو بعض مشایخ کا مذہب ٹہرایا ہے جیسا کہ عنقریب عبارت ہدایہ کی نقل کی گئی ہے تو مولف محمد شاہ کی دروغگوئی اور چالاکی کو دیکہو کہ دونون امر یعنے عشر فی عشر مذہب ہونا امام اعظم اور صاحبین کا اور فتوی ہونا اوسپر ہدایہ کی طرف نسبت کرتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ اور جو کہ مؤلف نی بعد اسکی کہا ہے کہ موافق مذہب امام اعظم کی مذہب ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کے اور اسکو نسبت کیا ہے طرف ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق کی اور ارکان اربعہ مولوی عبد العلی کی تو ظاہر ہے کہ غرض مولف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل بہی قائل ہین دہ در دہ کی بیچ نجاست رقیقہ کی اور یہہ محض غلط اور کذب صریح اور بہتان ہی مولانا عبد العلی پر اور شیخ عبد الحق پر کیونکہ مولوی عبد العلی نی اور شیخ نی ہرگز نہین کہا کہ امام اعظم اور احمد بن حنبل نجاست رقیقہ مین دہ در دہ کا مذہب رکہتی ہین بلکہ مولوی عبد العلی کی کلام سی جو ارکان اربعہ سی نقل کیا گیا اور شیخ کی کلام سی جو ترجمہ مشکوۃ سی اور شرح اونکی سی نقل کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دہ در دہ مذہب امام اعظم کا نہین چہ جائیکہ امام احمد بہی اونکی اس مذہب مین موافق ہون تو دیکہو کہ جناب مولف نی کسقدر جہوٹ لکہنا اختیار کیا ہے اور حوالی جہوٹے دیتے ہین اس مقام مین مولف کی دیانت سی مطلع ہونا چاہیے پس ثابت ہوا کہ یہہ دہ در دہ کی حد چارون اماموں کی خلاف ہی تو بزعم مولف جو قائل ہین اسبات کے کہ جو کچہہ مخالف ہے ائمہ اربعہ کی وہ باطل ہے بالاجماع یہہ تحدید عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی اسمعیل شہید کا کہ تحدید دہ در دہ کی بدعت حقیقی ہے خوب ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض بہی کیا جاوے کہ امام ابو حنیفہ اور اونکی صاحبین قایل ہین عشر فی عشر کی تو اونکا

قائل ہونا مقابل خصم کی کیا صحت ہے جس حالت مین کہ شافعی کی حدیث مرفوع پر مولف نے اتنی ال دی کی اور اوسکی مذہب کو
برعم خود ضعیف کر دیا کیا امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا قول اگرچہ بے دلیل ہو مثل قران کی ہی الہ دہ کیا ہی ہین کہ جناب نے اونکے
قول اور انکا بے دلیل نقل کر دیا قول صاحب ہدایہ کا کہ جسپر فتوی ہے مثل حدیث اور قران کی نقل کرکی خوش ہو گئی مردانگی تو
یہی کہ جسطرح حدیث کو رسول اللہ کی جسپر شافعی کا عمل ہے رد کر دیا تھا اسیطرح وہ دہ دردہ کو کسی حدیث سی یا قران سی یا اجماع
شرعی سی یا قیاس سی ثابت کرتے مجرد مذہب کا معرض استدلال اور محل ترجیح بالدلائل مین پیش کرنا شان اور شعار اہل علم کی
کی نہین کچھ تو شرم اور لحاظ چاہیے خیر ما مضی لاہم آئندہ یہہ جناب مولف کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ دردہ کو کسی دلیل شرعی
سی دو برس مین یا چار برس مین یا دس برس مین ثابت کر سکے ہم مشتاقون کو مسرور و ممتاز فرما دین الحمد للہ[1] اولا و آخرا
وظاہرا و باطنا علی ما ارانا الحق فی تحقیق حدیث القلتین الصحیح الثابت المروی عن رسول اللہ سید الثقلین صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحبہ الطالبین المحسنین **تنبیہ** جواب دینا آئندہ کلام مولف کا حرفا حرفا نقل کرکے موجب تضییع اوقات ہے اور
راقم کو اشتغال علمی سی کہان فرصت ہی کہ سب انکی توجیہات رکیکہ و ضعیفہ اور دلایل مرضیہ کو نقل کرے اسلیے
حاصل کلام کو اوسکی معہ تمام متمسکات اوسکی کے اپنے عبارت وجیزہ مختصر مین بیان کرکی ہر ایک کا انکا بخوبی جواب دیوین گی

قال مسئلہ دوسرا بیچ بیان وقت مستحب فجر کے **اقول** ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم سی یون ثابت ہے کہ آنحضرت اکثر نماز
فجر کی غلس مین پڑھا کرتے اور یہہ تغلیس مروی ہے بہت صحابہ سے جو رسول اللہ سے روایت کرتے ہین اونہین سی ہین ابن عمر اور انس
بن مالک اور جابر اور ابو برزہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ کما قال فی المحلی الجامع للترمذی
اور بہت طرق اور اسانید سی یہہ تغلیس ثابت ہے اور بہت حدیثین اس مضمون کی وارد ہین از انجملہ یہہ کہ روایت ہی عائشہ سے
کن نساء المؤمنات یشہدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر متلفعات بمروطہن ثم ینقلبن الی بیوتہن حین یقضین الصلوۃ لا
یعرفہن احد من الغلس[2] روایت کی یہہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے
ساتھہ اسانید صحیحہ کے باتفاق معانی کے اگرچہ لفظون مین بعض روایتین مختلف ہین مثلا بعضی روایتون مین ینقلبن ہے اور بعض
مین یرجعن اور بعض مین ینصرف النساء و علی ہذا القیاس غرضکہ اس حدیث مین کسیطرح کا ضعف نہین اور حاصل معنی اس
حدیث کی یہہ ہین کہ آنحضرت کی ساتھہ جو عورتین اپنے چادرون مین لپٹی ہوئین فجر کی نماز مین حاضر ہوتین تو وے ایسی غلس مین
نماز پڑھہ پڑھا کر اپنے گھرون کو چلتین کہ اوسوقت اتنی تمیز کسیکو نہوتی کہ یہہ عورتین ہین یا مرد اور یہی معنی حق ہین عدم امتیاز
مین جیسا کہ امام عینی حنفی نے شرح بخاری مین قیل[3] معنی لا یعرفہن احد ای لا یعرف اعیانہن وہذا بعید والاوجہ ان یقال

ف۱ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اوسپر کہ اوسنی ہمکو جو حدیث قلتین صحیح ثابت آنحضرت سردار دو جہان صلعم سی اوسمین حق تحقیق کی
دکھائی ف۲ مومنوں کی عورتین فجر کی نماز میں آنحضرت صلعم کی ساتھ اپنے کپڑے اوڑھی ہوئی آتی تھیں اور پھر نماز پڑھ کر اپنے گھر چلی جاتی تھین اور اندھیرے کی سبب
اونکو پہچان کوئی نہیں سکتے تھی ف۳ اور بعضون نے کہا ہے کہ معنی اسکی کہ اونکو پہچان نہین سکتا تھا یہہ ہین کہ اونکی صورتین کوئی نہین پہچانتا تھا اور یہہ بات

ما يعرفهن احد اي النساء هن ام رجال انتہی اور کہا امام نووی نے شرح مسلم مین معناه ما يعرفن النساء هن ام رجال وقيل ما يعرف اعيانهن
وهذا ضعيف انتہی وهكذا في المحلى وفتح الباري مع مالدو ماعليه اور سیاق حدیث سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ
حضور عورتون کا نماز فجر مین اور فارغ ہونا اونکا نماز سے اور پہرنا اونکا حالت غلس مین امر دامی تہا اور رسول اللہ
علیہ السلام ہمیشہ نماز فجر کی غلس ہی مین پڑہتے کما یدل علیه قولها كن يشهدن ثم ينقلبن او يرجعن لا سيما اسمية
الجملة المصدرة بان المخففة من المثقلة التي وردت في رواية من حلا الشيخين اعنى مالكا والترمذي و
ابا داود والنسائي وابن ماجة باآنکہ ایک روایت صحیحہ مین صاف آگیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر مین
ایک ہی مرتبہ فجر کی نماز اسفار کر کے ادا کی ہے اور باقی تمام عمر غلس مین پڑہتے رہے جیسا کہ روایت کیا ابو داؤد نے
سنن مین ابو مسعود سے انه صلى الله عليه وسلم صلى الصبح مرة بغلس ثم صلى مرة اخرى فاسفر بها ثم كانت صلوته بعد ذلك التغليس حتى
مات لم يعد الى ان يسفر پس سیاق کے سیاق سے حدیث عایشہ کی بہی مواظبت معلوم ہوتی ہے اور حدیث ابو مسعود کی سے ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرت نے تمام عمر سوائے ایک مرتبہ کی غلس ہے مین پڑہی ہی کہا فتح الباری مین وحديث عائشة تقدم في ابواب ستر العورة
ولفظه صريح في مراده في هذا الباب من جهة التغليس بالصبح ان سياقه يقتضي المواظبة على ذلك واصرح ما اخرجه ابو داود من حديث ابي
مسعود انه صلى الله عليه وسلم اسفر بالصبح مرة ثم كانت صلوته بعد بالغلس حتى مات لم يعد الى ان يسفر انتہی اگر اعتراض کرو کہ یہہ حدیث
ضعیف ہے اسلئے کہ ایک راوی اسکا یعنی اسامہ بن زید ضعیف ہے کہا نسائی نے اور دار قطنی نے کہ قوی نہین اور کہا احمد نے کہ کچھ چیز نہین
اور کہا ابو حاتم نے کہ اس سے احتجاج نہین چاہیے تو جواب اسکی دو ہین اول یہہ ہی کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہی ابن خزیمہ نے اور
سکوت کیا ہے اس پر جرح کرنے سے ابو داؤد نے جبکہ نقل کیا اوسنے اس حدیث کو اپنے سنن مین اور کہا بیہقی نے کہ اس حدیث کی
سب راوی ثقات ہین اور کہا خطابی نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے اسناداً اور راوی اسکا اسامہ بن زید ایسی ثقاہت سے متصف ہے
کہ بخاری کے راویون مین سے ہے اور تحقیق کہا ائمہ محدثین نے کہ جس راوے سے بخاری
اور مسلم روایت کرین یا بخاری اکیلا اسے روایت کرے تو اس راوی کی حق مین کسی طعن او جرح کرنیوالی کا قول مقبول نہین

کہ اونکی یہہ شناخت نہوتی تہی کہ وہ مرد ہین یا عورت ہین جیسی عبارت عینی کی ۵ معنی اوسکی یہہ ہین کہ اونکی شناخت نہوتی تہی کہ وہ
مرد ہین یا عورت اور بعضون نے کہا ہے کہ اونکی صورت نہین پہچانی جاتی تہی اور یہہ قول ضعیف ہے ہو چکی عبارت نووی کی اور یہی ہے
محلی اور فتح الباری مین مع عتراض اور جواب کے ۵ جیسا کہ دلالت کرتا ہی اوسپر یہہ قول حضرت عائشہ کا کہ عورتین اگر یہہ جانتی نہین خصوصا جبکہ
ہوتا الفاظ ان حنفیہ کے ساتہہ جو سوا امام بخاری اور مسلم کی مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہی ۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ایک دفعہ اندہیرے مین پڑہی تہی اور پہر دوسری دفعہ سویرے پڑہی پہر اندہیرے ہی مین پڑہتے رہے یہانتک کہ انتقال فرمایا ۵ اور عورتون کی
جواب مین حدیث عایشہ کی گذر چکی اور اوسکی تفصیل بالکل خوب کہلی ہوئی ہین اس مراد مین کہ صبح کی نماز اندہیرے مین ہوتی اور اوسکا طرز کلام ساتہہ
ہمیشگی کے جاتا ہے اور وہ حدیث بہت دانہ ہی جیسی ابو داؤد نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ سویرے نماز پڑہی پہر اندہیرے مین پڑہتے رہے

اگرچہ وہ طاعنین کتنے ہی ہوں جیسا کہ کہا محلی حنفی میں وقد اخرج ابو داؤد وصححہ ابن خزیمۃ من طریق اسامۃ بن
زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروۃ عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح بغلس ثم
صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر وقد سبق تخریجہ فان
قیل فیہ اسامۃ بن زید اللیثی وقد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشیء وقال
ابو حاتم لا یحتج بہ قلنا الحدیث مما صححہ ابن خزیمۃ وسکت علیہ ابو داؤد وما سکت ہو علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن قال البیہقی
رواتہ کلہم ثقات وخبر الاسفار مختلف فی اسنادہ ومتنہ وقال الخطابی ہو حدیث صحیح الاسناد واسامۃ من رجال البخاری وقد تقرر ان
من روی عنہ الشیخان اوا حدہما عدل لا ینظر للطاعنین فیہ ان کثروا انتہی بس جبکہ امام بخاری رئیس الناقدین نے اسامہ بن زید سے روایت کی
تو جرح کسیکا کیا ضرر کرتا ہے دوسرا یہہ کہ فرض کیا کہ بخاری کی رواۃ پر جرح مقبول ہے لاکن پہر بہی وہ جرح مقبول ہوتا ہی جو کہ بیان
سبب ہو جیسا کہ شرح نخبہ اور حاشیہ علوی میں کہا ہے لان الشان کان غیر مفسر ای لم یبین سببہ مثل قولہم فلان ضعیف
وفلان لیس بشیء ونحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح
وما لا یجرح فیطلق احدہم الجرح بناء علی امر اعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ انتہی اور کہا
مسلم الثبوت میں اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا ولو حکما کما عن علماء ہذا الشان بخلاف التعدیل انتہی
اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں لا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب
والا لا یقبل الجرح انتہی اور ظاہر ہے کہ جارحین اسامہ نے بیان سبب کا نہین کیا یہی کہا لیس بالقوی ولیس بشیء لا
یحتج انتہی اور یہہ معتبر نہین کما قالا پس ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت کا فعل یہی تہا کہ ہمیشہ غلس میں نماز پڑہی

یہانتک کہ انتقال فرمایا جیکی عبارت فتح الباری کی ۱۵ اور بلا شک ابو داؤد نے روایت کی اور ابن خزیمہ نے اوسکو صحیح بتایا اسامہ بن زید لیثی کی سلسلہ سے
کہ اونکو ابن شہاب کی روایت کی اللہ اونکو عروہ نے بشیر بن ابی مسعود سے اور اونکو اونکے باپ نے کہ آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ نماز اندہیری میں پڑہی پہر دوسری دفعہ
سویری پہر اندہیرے ہی میں پڑہتے رہے یہانتک کہ انتقال فرمایا اور یہہ روایت اگلی گذر چکی پہر اگر کہا جاوے کہ اسمین اسامہ بن زید لیثی ہے اور اوسکی بابت
نسائی اور دار قطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہین ہے اور احمد نے کہا ہے کہ نا چیز ہے ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسکی حدیث حجت نہین ہم کہینگے کہ یہہ حدیث
وہ ہی جسکی صحت ابن خزیمہ نے کی اور ابو داؤد نے اسپر سکوت کیا اور جسپر ابو داؤد سکوت کرے وہ درجہ حسن سے کم نہین بیہقی نے کہا کہ راوی اسکی
سب ثقہ ہین اور حدیث پر ہیکی حدیث کی سند میں اختلاف ہے اور خود متن حدیث میں بہی اور خطابی نے کہا کہ وہ حدیث اسناد کی طور پر صحیح ہے
اور اسامہ بخاری کی راویوں سے ہے اور اہل حدیث کا مقولہ ہے کہ جس شخص سے دونو شیخ یا ایک روایت کریں تو اوسمین گنجایش طعن کی نہین اگرچہ
طعن کرنیوالی کتنی ہی ہوں جیکی عبارت محلی کی ۲۳ اس سبب سے کہ اگر جرح بلا تفسیر ہو مثلا یون کہدینا کہ فلان شخص ضعیف ہی یا ناچیز ہی یا اور لفظ
مثل اسکے کہہ کر تفسیر نکرے تو یہہ جرح نہوگی اوس شخص کے حق میں جسکی عدالت ثابت ہو چکی کیونکہ لوگ جرح اور غیر جرح مین مختلف ہین بعضی اپنے
عقیدہ کی موافق کسی پر جرح کر دیتے ہین اور حقیقت میں وہ جرح نہیں ہوتی سو ضرور ہے کہ سبب کا بیان کرنا ہو جیکی عبارت شرح نخبہ کی ۲۳ اگر فقہا

اسفار مین فقط ایک ہی دفعہ پڑہی ہی کہ بعد اسکی تمام عمر کبہی اسفار مین نہین پڑہا اور یہی یہی مذہب بہت سی صحابہ کا اور تابعین کا جنمین سی ہین ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر و ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور اسحق اور جمہور ائمہ کا جیساکہ کہا ترمذی نی حدیث عائشہ حدیث حسن صحیح هو الذی اختاره غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم منهم ابو بکر و عمر و من بعدهم من التابعین وبه یقول الشافعی واحمد و اسحاق یستحبون التغلیس بصلوة الفجر انتهی اور کہا امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین وهو مذهب مالك والشافعی والجمهور انتهی اور کہا محلی مین وعن ابی موسی وابن الزبیر و عمر بن عبد العزیز انهم کانوا یغلسون انتهی اور جناب مولف کا یہہ دعوے ہے کہ حدیث غلس مین نماز پڑہنے کی منسوخ ہی اس حدیث ابن مسعود کی سی کہ ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی صلوة الا لمیقاتها الا صلوتین صلوة المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتها مع اون روایات ابن مسعود کی جو عبد الرحمن بن یزید سی اسمضمون کین مولف نی نقل کین ہین اور حدیث اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر سی وافی معناه اور روایات ابراہیم نخعی سے کہ کہا ما اجتمع اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم علی شئ ما اجتمعوا علی التنویر بالفجر پس جواب یہہ ہی کہ دعوی نسخ کا صریح البطلان ہی اسلیئی کہ ناسخ کا متاخر ہونا یقیناً ضرور چاہیے جیساکہ کہا مسلم الثبوت و نخبة الفکر وغیرہما مین حالانکہ یہان معاملہ برعکس ہے یعنے جسکو منسوخ کہتے ہو یعنے غلس اوسکا موخر ہونا اور اس پر مداومت رسول اللہ کی بسند صحیح ثابت ہی جیساکہ اوپر سنن ابی داود سی منقول ہو چکا اور جن حدیثون کو مولف نی سند پکڑا ہے اونسی ہرگز نسخ ثابت نہین ہوتا حدیث ابن مسعود سی اس لئی ثابت نہین ہوتا کہ جبکہ ثابت ہوئی مواظبت رسول اللہ صلعم کی تغلیس پر جیساکہ ثابت کیا گیا تو واجب ہوا حمل کرنا حدیث ابن مسعود کا جمعاً بین الدلیلین اسپر کہ اوسدن نماز مین داخل ہوئی ہونگی بعد طلوع فجر کے باوجودیکہ غلس دور نہین ہوئی ہو اسلیئی کہ غلس کے معنی تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی روشنی صبح سی ہین جیساکہ کہا محلی مین فالغلس بقایا ظلمة اللیل یخالطها بیاض الفجر نقله عیاض عن الازهری والخطابی انتهی وهکذا فی عمدة القاری شرح صحیح البخاری للعینی الحنفی

اور محدث نہین قبول کرتے جرح کو مگر وہ جرح کہ مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو اور نہین تو جرح مقبول نہوگی بخلاف تعدیل کی ہو چکی عبارت مسلم کی ؁ کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر اسکیونکہ جرح مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو تو مقبول ہی اگر نہین نا مقبول ہی ہو چکی عبارت مقدمہ شرح مسلم کی ؁ قوی نہین اور ناچیز ہی اور اوسکی روایت حجت کی لایق نہین ؁ حدیث عائشہ رض کی حدیث حسن صحیح ہے اور یہہ وہ مسئلہ ہی کہ اختیار کیا اسکو بہت ساری علمای صحابہ کرام نی جنمین سی ابو بکر اور عمر اور اونکی بعد کی لوگ تابعین ہین اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا مستحب جانتی ہین اندہیرے مین صبح کی نماز پڑہنی کو ہو چکی عبارت ترمذی کی ؁ اور یہہ مذہب مالک اور شافعی اور جمہور کا ہے ہو چکی عبارت شرح صحیح مسلم کی ؁ اور ابو موسی اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ غلس مین نماز پڑہتی تہی ہو چکی عبارت محلی کی ؁ نہین دیکہا مین آنحضرت صلعم کو نماز پڑہتی ہوئی مگر نماز کی وقت پر ان دو نمازین ایک مغرب اور دوسرے عشاء مزدلفہ مین اکٹہی وقت پڑہین اور صبح کی نماز اوسی روز وقت مقرر سی پہلی پڑہی ؁ اوجالا کر صبح کی نماز مین کیونکہ اسمین بڑا ثواب ہے نہین جمع ہوئی اصحاب رسول اللہ کسی چیز پر جیسکہ جمع ہوئی اوجالے مین صبح کی نماز پڑہنی پر ؁ غلس کے معنی پچہلی رات کی اندہیری ہین جسمین صبح کی سفیدی ملی ہوتی ہے

اور ظاہر ہے کہ وہ کچہہ آپنے اور قلیل ہی نہین تکت تا تنویر کامل وہ تاریکی باقی رہتی ہے اور اوسکی ہدایت بہی ہی اور نہایت بہی ہے
اور سمین تقدیم فعل بہی ممکن ہے تاخیر بہی ممکن ہی سیوطی کہا فتح الباری مین واما حدیث ابن مسعود الذی اخرجہ المصنف
وغیرہ انہ قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ فی غیر وقتہا غیر ذلک الیوم یعنی الفجر یوم المزدلفۃ فمحمول علی انہ دخل
فیہا مع طلوع الفجر من غیر تاخیر وان فی حدیث زید بن ثابت و سہل بن سعد ما یشعر بتاخیر یسیر لا انہ صلاہا قبل ان
یطلع الفجر انتہی اور کہا عینی حنفی مین واجاب عنہ الحافظ وغیرہ بانہ محمول علی انہ دخل فیہا مع اول طلوع الفجر وکان
المعتاد التاخیر منہ بحیث لا یفوت التغلیس واللہ اعلم انتہی اور موید ہی اس تاویل کو حدیث صحیح
بخاری کی عبد الرحمن بن یزید سی قال خرجت مع عبد اللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعا فصلی الصلوتین کل صلوۃ وحدہا باذان واقامۃ والعشاء
بینہما ثم صلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر الحدیث حاصل وہ غلس جسمین ابن مسعود کی مقام مزدلفہ مین
ایکدفعہ نماز پڑہی تہی اور کہا تہا کہ ایسا ہی ایکدفعہ سی مقام مین رسول اللہ نے پڑہی تہی اور سوا اسکی کبہو آپ ہی وقت معتاد سے
مجاوزت نہین کی وہ غلس ابتدائے ہتی اور ہمیشہ رسول اللہ کو مواظبت ہتی وہ غلس موخر غلس انتہی تہا پس کہان رہا
تعارض قول ابن مسعود مین اور احادیث غلس مین اور کیونکر ہی دلیل ناسخ ہوگا قول ابن مسعود کا حدیث تغلیس کو ایسا ہی حدیث
اسفروا بالفجر وما فی معناہ سی بہی نسخ حدیث تغلیس ثابت نہین ہوتا اصلی کہ جبکہ ثابت ہوئی حدیث غلس کی روایت شیخین وغیرہما
سے اور معارض ہوئی اوسکی حدیث اسفار کی جو شیخین نے نقل نہین کی اور قاعدہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثون کے
نزدیک اہل حدیث کی یہہ ہے کہ اولا تو انکو آپسمین جمع اور موافق کرین اور اگر موافق نہو سکین تو دیکہین کہ دونون مین کون
از راہ تاریخ موخر ہے پس موخر کو ناسخ سمجہہ کر اختیار کرین اور اگر تاریخ بہی معلوم نہو تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیوین اگر ترجیح بہی
ممکن نہو تو دونون پر عمل سے متوقف رہین اور رجوع کرین طرف اوس کی جیسا کہ کہا شرح نخبہ مین واعلم ان عمل بمعنیہ فلا یخلو اما ان یمکن
الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف اولا فان امکن الجمع فہو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلو اما ان
یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر بہ او باصرح منہ فہو الناسخ والاخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو

ـــــ

سلہ اور حدیث ابن مسعود کی جسی بخاری وغیرہ نے روایت کی ہی کہ مینے سوا اس کے اور نماز غیر وقت مین نبی صلعم کو پڑہتے نہین دیکہا یعنی فجر کی نماز مزدلفہ
سو وہ محمول ہی اسپر کہ بغیر تاخیر آپنے طلوع فجر ہوتی ہی نماز شروع کری جیسا کہ حدیث زید بن ثابت اور سہل بن سعد کے سمجہہ مین آتا ہے کہ آپنے طلوع فجر کے
کچہہ تہوڑی سی تاخیر کی اور اوسکی یہہ معنی نہین کہ فجر سی پہلی پڑہ لی ہو جسکی عبارت فتح الباری کی سلہ اور جواب دیا اسکا حافظ ابن حجر وغیرہ نے کہ وہ حدیث
محمول ہی اسپر کہ اول طلوع فجر مین آپنی نماز شروع کی اور روز مرہ کی نسبت کسی قدر دیر کی تہی کہ اس طرح کہ پچہلی رات کی اندہیری فوت نہوگی اسکی تائید ہوتی ہی حدیث
بخاری سے کہا عبد الرحمن بن یزید نے گیا مین عبد اللہ کے ساتہہ مکہ کو اور ہم دونو مزدلفہ کو پہنچی سو دو نمازین ادا کی دونون پڑہین ہر ایک جدا جدا اذان اور
تکبیر کے اور کہانا عشا کا درمیان اون دو نمازونکی پہر جب طلوع ہو فجر نماز پڑہی اسی وقت پڑہی کہ بعضی کہتی تہی صبح ہوگئی اور بعضی کہتی تہی کہ نہین ہوئی اور اگر
[illegible]

اما ان یمکن توجیہ احدہما بوجہ من وجوہ الترجیح اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیہ والا فلا فصار ما ظاہرہ التعارض واقعا علی ہذا الترتیب الجمع ان امکن فاعتبار الناسخ والمنسوخ فالترجیح ان تعین ثم التوقف عن العمل باحد الحدیثین انتہی پس بنا بر اس قاعدہ کی اگر دونوں حدیثوں میں سو تطبیق اور جمع کرو تو ممکن ہی کئی وجہ سی وجہ اول یہہ کہ مراد اسفار سی ظہور صبح کا ہے اس انداز پر کہ کسیکو شک نرہے باوجودیکہ تاریکی بہی باقی رہے جیسا کہ کہا فتح الباری میں و اما ما رواہ اصحاب السنن وصححہ غیر واحد من حدیث رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر فقد حملہ الشافعی وغیرہ علی ان المراد بذلک تیقن طلوع الفجر انتہی اور کہا ترمذی نی اپنی جامع میں بعد حکایت کی شافعی و احمد و اسحاق سی ان معنی الاسفار ان یضح الفجر فلا یشک فیہ ولم یروا ان معنی الاسفار تاخیر الصلوۃ انتہی پہر اس تاویل پر عینی اور شیخ ابن الہمام حنفیوں نی اعتراض کیا ہے کہ رفع شک اور تیقن صبح کا تو مدار ہی صحت نماز کا پہر کیا معنی ایسی اسفار کی اعظم للاجر ہو نیکی لاکن بعض منصف حنفیوں ہی نی جواب بہی دیا ہے کہ مدار صحت کا تو مطلق تیقن ہے خواہ چند آدمیونکو ہوا اور مدار بڑائی اجر کا اس حدیث میں نزدیک آئمہ کی یہہ ہے کہ ایسا ظہور صبح کا ہو کہ ایک شخص بے غور و تامل کے پہچان لی چنانچہ ابوداود کی الفاظ بابسی صاف واضح ہوا باب فی وقت الصبح حدثنا اسحق بن اسمعیل نا سفین عن ابن عجلان عن عاصم بن عمر بن قتادۃ بن النعمان عن محمود بن لبید عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلعم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم او اعظم للاجر انتہی ما رواہ ابو داود قولہ اصبحوا بالصبح قال فی النہایۃ ای صلوہا عند طلوع الصبح یقال اصبح الرجل اذا دخل فی الصبح قلت بہذا یعرف ان روایۃ من روا ہذا الحدیث بلفظ اسفروا بالفجر مرویۃ بالمعنی وانہ دلیل افضلیۃ التغلیس بہا علی التاخیر الی الاسفار کما فی المرقات

اور پچہلی تاریخ کی حدیث کی تاریخ ثابت ہو یا تاریخ نسخ صریح ہو تو ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تاریخ معلوم نہوئی تو اس سی خالی نہیں کہ یا تو وجہہ ترجیح ممکن ہوگی یا نہیں سو اگر ترجیح ممکن ہے تو اوسی طرف رجوع ٹہر جاویگا نہیں تو نہیں اور ظاہر میں جو دو حدیثوں میں متعارض ہوا کرتا ہے تو یہہ دفع اوس ترتیب پر کہ اول جمع کرنا ہے جو ممکن ہو پہر اعتبار ناسخ اور منسوخ کا پہر ترجیح اگر ہو سکی پہر توقف کرنا عمل سی ایک حدیث پر دونوں میں سے ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی ﴿۱﴾ اور وہ جو اہل سنن نی رافع بن خدیج سی روایت کی ہے اور بہت لوگوں نے اوسکو صحیح بتایا ہے کہ رسول اللہ صلعم نی فرمایا ہے فجر روشنی میں پڑہا کرو بڑا اجر ہے تو اسکو امام شافعی رحمہ اللہ نے یہہ حمل کیا ہے کہ فجر کا طلوع ہونا یقینی ہو جاوے تو مراد ہی ہو چکی عبارت فتح الباری کی ﴿۲﴾ معنی اسفار کی یہہ ہیں کہ صبح میں شک نرہے نہ یہہ کہ نماز میں تاخیر کرے ہو چکی عبارت ترمذی کی ﴿۳﴾ یہہ باب ہے بیان وقت صبح میں روایت کی ہمسی اسحاق بن اسمعیل نی اور کہا کہ روایت کی ہمکو سفیان نے ابن عجلان سے اور اونہوں نے عاصم بن عمر بن قتادہ بن النعمان سی اونہوں نی محمود بن لبید سے اونہوں نے رافع بن خدیج سے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے روشنی میں صبح کی نماز پڑہو اجر پاؤگی یا یہہ فرمایا کہ بڑا اجر ملیگا ہو چکی روایت ابی داود کی نہایہ میں کہا ہے معنے اسکے یہہ ہیں کہ صبح کی نماز طلوع صبح کی وقت پڑہو جب کہ صبح کو پہنچے آدمی اہل عرب اصبح الرجل بولتی ہیں میں کہتا ہوں کہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ روایت کہ لفظ اسفروا بالفجر کے ساتھ آئی ہی وہ روایت بالمعنی ہی بلا شک وہ دلیل ہے اندہیرے میں پڑہنیکی فضیلت ہونیکی بہ نسبت دیر میں پڑہنیکی سے

پس بنا برین روایت کی اجر عظیم تغلیس مین بہی ثابت ہوا اور نماز غلس ہی مین پڑہنی مرجح ہوئی اور کہا بیہقی ان نزول اسفار کا اس حدیث مین یعنی جو کہ مدار بڑائی اجر کا ہے یہی ہے کہ یقینًا معلوم ہوجاوے ورنہ نفس صحت تو قبل متین بیقین کے واسطی اوس شخص کے جو اپنے جانچ اور مہارت سی وقت پہچان لی بہی ہوسکتی ہی جیساکہ کہا محلی مین واجاب الاولون عن حدیث الاسفار باجوبۃ احدہا ماحکاہ الترمذی عن الشافعی واحمد واسحاق ان معنی الاسفار ان یضیئ الفجر فلا یشک فیہ ولم یروا ان معناہ تاخیر الصلوۃ ورد بانہ یاباہ تعلیلہ باعظمیۃ الاجر فان الصلوۃ قبل تیقن الوقت فاسدۃ لا اجر لہا اصلا قلت لعل مراد الائمۃ بیان الصبح وتیقنہ لکل واحد من غیر تعمق النظر فی الافق لا التیقن مطلقا فانہ لا صلوۃ عند الشک فی الوقت اجماعا قال عیاض فی تفسیر الحدیث ای صلوہا بعد تبیّن وقتہا وسطوع ضوء الفجر ولا تبادروا اول مبادی الفجر قبل تبیّنہ وقال البیہقی والطریق الصحیح ان یحمل حدیث الاسفار علی تبیین الفجر وان کان یجوز الدخول فیہا من القیم بالاجتہاد قبل التبیان انتہی اور حدیث طبرانی غیرہ نوّر یا بلال بالفجر قدر ما یبصر القوم مواقع نبلہم جو عینی نے شرح بخاری مین اور مولف نے بریں ہا محلی کے تنویر الحق مین نقل کی ہے یہہ حدیث بدون تصحیح کسی امام کے آئمہ حدیث مین سے حجت نہین اسلئی کہ نفس محلی کی مین جس سی مولف نے نقل کی ہی کہا ہی کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اسناد اخرجہ الطبرانی بسند ضعیف انتہی ما فی المحلی پس کسطرح بلا تصحیح کسی محدث کی اوسکو قبول کیا جاوے تو یہہ حدیث مانع اور مبطل نہوگی اوس محل کے جو بیان ہوا وجہ اولین وجہ ثانی یہ کہ حدیث اسفار مین یہہ مراد نہین کہ جسوقت روشنی ہو اوسوقت نماز شروع کرے بلکہ مراد اوس سی یہہ ہی کہ شروع نماز غلس ہی مین کری لاکن اتنی طول قراءت پڑہی کہ نمازی پڑہتی حالت اسفار مین ختتام اسکا ہووے جیساکہ کہا فتح الباری مین وحملہ الطحاوی علی ان المراد الامر بتطویل القراءۃ فیہا حتی یخرج من الصلوۃ مسفرا وابعد من زعم انہ ناسخ للصلوۃ فی الغلس انتہی اور کہا ہی طحاوی حنفی نی حدیث غلس میں والّا انہ ینبغی ان یبدأ بالغلس ویختم بالاسفار وہو قول ابی حنیفۃ ومحمد وابی یوسف نقل کیا اسکو محلی مین اور پہر کہا

٥١ اور حدیث دیر مین پڑہنیکی جو ہے اوس سے سویرے پڑہنے والونے کئی طرح جواب دیا ہے ایک وہ جو ترمذی نے امام شافعی سی حکایت کی ہی اور احمد اور اسحاق سی معنی اسفار مین پڑہنیکی یہہ ہین کہ فجر کی نماز پڑہے اسطرح کہ اوسمین صبح کی ہونیکا شک باقی نرہے اور یہہ اراد نہین کہ نماز مین دیر کی جاوی اور یہہ جواب اسطرح بگاڑا گیا ہی کہ اسفار کو افضل اجر ہی وجہ وہرایا اسی حدیث کے بگاڑتا ہے کیونکہ نماز بلا یقین وقت سی پہلی فاسد ہی اوسمین اجر ہرگز نہین مین کہتا ہون کہ شاید مراد اکابر کی یہہ ہے کہ صبح خوب روشن ہوجاوی اور بغیر غور کرنیکی ہر ایک یقین کرلیوی نہ کہ مطلق یقین کیونکہ بالاتفاق شک کیوقت نماز نہین ہوتی تفسیر حدیث مین عیاض نے کہا ہے کہ وقت کی کہلجانیکی بعد نماز پڑہو یعنی ایسے وقت کہ صبح ظاہر ہوجاوی اور صبح کی ظہور سے پہلے نماز مین جلدی مت کرو اور بیہقی نے کہا اور صحیح طریقہ یہہ ہے کہ حدیث اسفار صبح کی ظہور پر حمل کیجاوے اگرچہ صبح کی حال جاننی والیکا اجتہاد کی طور پر یقین سی پہلی بہی نماز شروع کرلینا جایز ہے ہوجکی عبارت محلی کی ٥٢ روشن کر صبح کو ای بلال اتنا کہ لوگ اپنی تیر پڑنیکی جگہہ دیکہ لیوین ٥٣ حدیث طبرانی کی سند ضعیف سے ہے ختم ہوئی عبارت محلی مین ٥٤ اور حمل کیا طحاوی نے اوسکو اسپر کہ مراد یہہ ہے کہ اتنی لمبی قرات پڑہے کہ نماز سے غلس مین فارغ ہو اور وہ شخص بہت بعید ہے جسنے یہہ گمان کیا

وهو احسن وجوه الجمع وبه يجمع الاحاديث والمذاهب ويؤيده ما للنسائي عن انس انه صلى الله عليه وسلم كان يصلي
الصبح الى ان ينفسح البصر وجہ تیسری یہہ کہ امر بالاسفار محمول ہو چاندنی راتوں پر کیونکہ ان راتوں میں اشتباہ رہتی صبح کا
ساتھہ روشنی چاندنی کی بہت ہوتا ہے نقل کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ کہا محلی نے الثاني ان الامر بالاسفار خاص في الليالي
المقمرة احتياطا لعدم تبين الصبح حكاها الخطابي انتهى اقول وما قيل من انه تخصيص بلا مخصص فمردود
بانه اي مخصص اقوى من احاديث الغلس المروية برواية اصحاب الستة وغيرهم المتعارضة للاسفار
فلا بد من الحمل على ما يصلح له ومنه الليالي المقمرة وما قيل من انه مخالف لما عن ابراهيم النخعي
من روايته اجماع الصحابة على التنوير فسيجيء وجوابه باثبات ان قول النخعي غير مستقيم على الظاهر
ولا يفيد تعامل جميع الصحابة او اكثرهم على الاسفار الحاصل ان وجوہ سے تعارض حدیث غلس کا اور اسفار کا
مرتفع ہو سکتا ہے یعنی دونوں قسم کی حدیثوں میں ان وجوہ سے جمع اور موافقت ہو سکتی ہے اور حدیث غلس کے معمول بہ رہتے
ہے اور اگر توفیق اور جمع بین الاحادیث نکرو اور بے دلیل اور خلاف قواعد اہل حدیث کی رجوع کرو طرف نسخ کی تو بھی غلس باقی رہتی ہے حق العمل
عمل کے کیونکہ موخر بھی یہی ہے نہ اسفار جیسا کہ روایت میں ابو داؤد کی گذرا تو حدیث غلس جو موخر ہے ناسخ ہو گی اور حدیث اسفار منسوخ
ہو گی اور اگر اسمیں بھی انحراف کرو تو تیسری وجہ کو اختیار کرو یعنی حدیث اسفار کی متروک العمل ہوا اور حدیث غلس کے معمول رہی اسلئے
کہ حدیث اسفار کو شیخین نے روایت نہیں کیا اور غلس کو شیخین نے اور امام مالک اور باقی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور یہہ قاعدہ ہے
کہ وقت ترجیح کے الیسی روایات میں سے روایت شیخین کی مقدم ہوتی ہے انکی غیر کی روایت پر جیسا کہ کہا شرح نخبہ میں ومن ثم اي
من هذه الجهة وهي ارجحية شرط البخاري على غيره قدم صحيح البخاري على غيره من الكتب المصنفة ثم صحيح
مسلم لمشاركته للبخاري في اتفاق العلماء على تلقي كتابه بالقبول ثم يقدم في الارجحية من حيث الاصحية
ما وافقه شرطهما انتهى وهكذا في حجة الله البالغة كما سيجيء اقول الامام روى الزهري عن سالم بن عبد الله

کہ یہہ اسفار کی حدیث اندھیرے میں پڑھنے کی حدیث کی ناسخ ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی اھ اور لائق یہہ ہے کہ شروع کیجائے نماز اندھیری میں اور ختم کیجاوے اجالے
اور یہہ قول امام ابی حنیفہ اور محمد ابی یوسف کا ہے اھ اور یہہ خوب ہے جو ہی موافقت کی اس سے جمع ہو جاتی ہیں حدیثیں اور مذہب اور تائید کرتی ہے اسکی
وہ روایت جو نسائی میں ہے انس سے کہ آنحضرت صلعم صبح کی نماز پڑھتے تھے روشنی تک اھ دوسری یہہ کہ حکم اجالے کا خاص ہے چاندنی راتوں میں بنظر
احتیاط کے بسبب عدم ظہور صبح کی حکایت کی یہہ توجیہ خطابی نے ہو چکی عبارت محلی کی میں کہتا ہوں کہ وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہہ توجیہ تخصیص بلا وجہ ہے
اسکا جواب یہہ ہے کہ حدیثوں اندھیرے کی حکم کی کہ جنہیں اصحاب ستہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور پڑھ کر کونسی وجہ آوے گی سو ضرور ہے محمول کرنا حدیث اسفار کا
مناسب معنے پر اور وہ چاندنی راتیں بھی ہو سکتی ہیں اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ یہہ توجیہ مخالف ہے اسکی جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اجماع صحابہ کا روشنی پر ہی
تو وہ آتا ہے اور جواب اسکا یہہ ثابت کر دینا ہے کہ وہ قول ٹھیک نہیں ہے اور سارے صحابہ یا اکثر کی تعامل کو مفید نہیں اھ اور اسی جگہہ سے یعنی اسی جہت سے
(یعنی ارجح ہونی شرط بخاری سے غیرہ سے) مقدم رکھی گئی بخاری اور کتابوں پر پھر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے بخاری کے ساتھ اس بات میں کہ بخاری کی طرح لوگوں نے اسکو بھی مقبول

ابن عمر عن ابیہ او محمد بن سیرین عن عبیدۃ بن عمرو عن علی او ابراھیم النخعی عن علقمۃ عن ابن مسعود او غیرہم
المتساوون لہم فی الرتبۃ ولا یخفی ان روایۃ الاسفار لیست بہذہ المثابۃ فیقدم علیہا ما رواہ الشیخان المحصل لنسخ غلس کا ثبوت
اسفر سے عاقل نہیں کہہ سکتا ہے باوجودیکہ جمع بین الاحادیث بھی ممکن ہے اور منسوخ ہونا حدیث غلس کا ازراہ تاریخ کے
ثابت ہے اور ترجیح حدیث غلس کے حدیث اسفار پر بھی متحقق ہے ایسا ہی قول ابراہیم نخعی کے سے کہ ما اجتمع اصحاب محمد علی شیئ
ما اجتمعوا علی التنویر بھی نسخ تغلیس کا ثابت نہیں ہوتا اسلئے کہ اگر کہو کہ مراد اصحاب مجتمعین علی التنویر سے جمیع کلام نخعی کے
کل صحابہ یا جمہور صحابہ ہیں تو قول اسکا منقطع ہوگا اسلئے کہ نخعی کو سب صحابہ سے یا جمہور سے ملاقات نہیں بلکہ فقط ایک دو صحابی سے
ملاقات ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں ابراھیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران
الکوفی الفقیہ ثقۃ الا انہ یرسل من الخامسۃ انتہی تو دیکھو حافظ ابن حجر نے نخعی کو پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور پانچویں
طبقہ والے وہ لوگ ہیں جنکو ایک دو صحابیوں سے ملاقات ہوئی ہے اور بعضوں کو انمیں سے سماع کسی صحابی سے ثابت نہیں
جیسا کہ خود ابن حجر مقدمہ تقریب میں فرماتے ہیں الخامسۃ الطبقۃ الصغری منہم الذین راوا الواحد والاثنین
ولم یثبت لبعضہم السماع من الصحابۃ کالاعمش اور شیخ الاسلام امام النقاد جنکو ابن حجر شرح نخبہ میں اور فاضل بہاری سلم الثبوت میں ان سے
نقل فرماتے ہیں کہ ہو من اہل الاستقراء التام فی نقد الرجال یعنی محمد بن احمد ذہبی ابراہیم نخعی کو انمیں ہی گنتے ہیں جنکو کسی صحابی سے
سماع حدیث ثابت نہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نخعی ابن مسعود وغیرہ سے بلا واسطہ کچھ نقل کریں تو نقل اسکی حجت نہیں میزان الاعتدال
میں فرماتے ہیں ابراھیم النخعی احد الاعلام یرسل عن جماعۃ لم یصح لہ سماع عن صحابی وکان لایحکم العربیۃ ربما لحن
ولکن الامر علی لذلک وانہ اذا ارسل عن ابن مسعود وغیرہ فلیس ذلک بحجۃ انتہی علی ما نقلہ العلامۃ المحقق محمد بن
یحیی سعد الدین التفتازانی فی المجموعۃ لہ المشہورۃ بالعقود العشرۃ یعنی بدہ عقد درہ علم میں ثابت ہوا کہ
نخعی کو ایک دو صحابی سے ملاقات بدون سماع ہے پس جماعتوں سے خبر دینا اوسکا کہ تمام اصحاب یا اکثر نے غلس کیا کرتے تھے اپنے
دیکھنے سے اوسکی تو دشوار ہے ہر خواہ مخواہ کسی اور سے سنا ہوگا حالانکہ اوس شخص کا ذکر نکیا تو قول اوسکا منقطع ہوا اور یہ قول

رکھا ہے پہر مقدم رکھی جاویگی وہ روایت جو اونکی شرط کی موافق ہو جیکی عبارت شرح نخبہ کی اور یونہیں ہی حجۃ اللہ میں چنانچہ اوگلی دیکھا میں ہوتا ہوں
ان وہ جو روایت کی ہو زہری نے سالم بن عبد اللہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے یا محمد بن سیرین نے عبیدہ بن عمرو سے اونہوں نے علی سے یا ابراہیم نخعی نے علقمہ سے اونہوں نے
ابن مسعود سے یا اسطرح اور ساتھ انکے جو لوگ اونکی ہیں اور یہ امر پوشیدہ نہیں کہ روایت اسفار کی ایسی نہیں تو اوسپر بخاری اور مسلم کی روایت مقدم ہوگی
ف نہیں ہم ہوئے ہمارے محمد صلعم کے کسی شی پر جیسا کہ جمع ہوئے اوجالے میں نماز کی پڑھنی پر ف ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی ابو عمران
کوفی فقیہ ثقہ ہے مگر مرسل روایت کرتا ہے پانچویں طبقہ میں سے ہے جنکی عبارت تقریب کی ف پانچواں طبقہ چھوٹا وہ جن لوگوں نے ایک یا دو صحابی
دیکھا بلکہ بعضوں کو صحابہ سے سماع بھی ثابت نہیں جیسا کہ اعمش ف کہ وہ لوگوں کی پرکھنے میں پوری تلاش کا آدمی ہے ف ابراہیم نخعی عالم دین
ہے ایک جماعت سے مرسل روایت کرتے ہیں اور اونکو کسی صحابی سے سماع نہیں اور زبان عربی میں محکم نہ تھے بارہا غلطی کرتے تھے مگر بات یہی ہے کہ اونکی

منطبع بمبئی میں کامر عن میزان الاعتدال وهكذا في كتب اصول الحديث۔ اور اگر کہو کہ مراد نخعی کی اون صحاب سے جو اسفار کرتی تہی ایک دو
اصحاب ہیں تو مسلم لاکن ایکدو صحابہ کے فعل سے وہ تغلیس جو رسول اللہ کی عمل میں تہی اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق جیسے صحابی جلیل الشان
کا عمر ہمیشہ جسپر عمل رہا کیونکر منسوخ ہو جاویگا وجہ یہہ تو کسی فہمی ہوش سے کی آجتک مروی نہیں ہاں البتہ اگر سب اصحابہ خلفا راشدین اربعہ وغیرہم بلا اختلاف
ایسہ کی اسفار پر اتفاق کرتی تو کہتا بانا کہ بیشک اتفاق انکا دلالت کرتا ہی منسوخ ہونی پر غلس کے اور جبکہ یہہ اتفاق کسی نے ثابت کیا اور نہ آئندہ
ثابت ہوگا پہر کس طرح بعض صحابہ کی فعل سے فعل دائمی رسول اللہ کا اور معتاد شیخین ابو بکر صدیق اور عمر وغیرہما رضی اللہ عنہم کا منسوخ
ہو سکتا ہے ولا يدلي بامكانه الا من اشرب في قلبه التعصب والجهل من قواعد الاصول ومن شروط النسخ وغيرها اسیواسطی بعض حنفیہ نے
دعوی نسخ غلس کا قول نخعی سے رد کر دیا جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ محدث دہلوی حنفی نے محلی میں والثاني بادعاء النسخ واستدل على
النسخ بما اخرجه الطحاوي عن ابراهيم ما اجتمع اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ما اجتمعوا على التنوير وهذا اسناد صحيح قالوا ولا يجوز
اجماعهم على خلاف ما فارقهم عليه النبي صلى الله عليه وسلم الا لعلمهم بنسخ التغليس المروي عن عائشة قلت كيف يدعى نسخ التغليس وقد
اخرج ابو داود وصححه ابن خزيمة من طريق اسامة بن زيد الليثي عن ابن شهاب عن عروة عن بشير بن ابي مسعود عن ابيه ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم صلى الصبح مرة بغلس ثم صلى مرة اخرى فاسفر بها ثم كانت صلاته بعد ذلك التغليس حتى مات لم يعد الى ان يسفر وقد
سبق تخريجه فان قيل فيه اسامة بن زيد الليثي وقد قال فيه النسائي والدارقطني ليس بالقوي وقال احمد ليس بشيء وقال ابو حاتم
لا يحتج به قلنا الحديث مما صححه ابن خزيمة وسكت عليه ابو داود وما سكت هو عليه لا ينزل عن درجة الحسن قال البيهقي رواته
كلهم ثقات وخبر الاسفار مختلف في اسناده ومتنه وقال الخطابي هو حديث صحيح الاسناد واسامة من رجال البخاري وقالوا من روى عنه الشيخان واحتجا به لا ينظر للطاعنين

حجت ہے اور حدیث ابن مسعود وغیرہ سے بسبیل روایت کی حجت نہیں ہو سکتی روایات جو نقل کی علامہ احمد بن ... سعد الدین تفتازانی نے مجموعہ میں جو عقود عشرہ کے نام سے مشہور ہے ... چنانچہ
لکہ چکا میزان الاعتدال سے اور یہی ہے اور کتب اصول حدیث میں ہے۔ اور اسکی امکان کا وہی اقرار کریگا جو متعصب ہے یا قواعد اصول سے جاہل اور شرائط نسخ وغیرہ سے
نسخ کا اور دوسرے دعوی نسخ کا اور دلیل پکڑی ہے اوپر نسخ کے اوس روایت سے جسکو روایت کی طحاوی نے ابراہیم سے کہ نہیں جمع ہوئے اصحاب آنحضرت صلعم کے جیسے کہ جمع ہوئے تنویر
نماز کی پر یعنی برابر سپیدہ صبح ہے اور یہہ اسناد صحیح ہے مشائخ نے کہا ہے کہ انکا اجماع اوسکے خلاف جس پر آنحضرت نے اونکو چہوڑا ہے ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اونکو وہ اندہیرے میں پڑہنے کی روایت جو حضرت عائشہ سے ہے
اوسکی منسوخ ہونیکا علم ہو میں کہتا ہوں کیونکر نسخ کا دعوی کیا جا سکتا ہے حالانکہ روایت کیا ہے ابو داود نے اور تصحیح کی اسکی ابن خزیمہ نے سلسلہ اسامہ بن زید لیثی سے
اور انہوں نے ابن شہاب سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے بشیر بن ابی مسعود سے اونہوں نے اپنے باپ سے یہہ کہ صبح کی نماز آنحضرت صلعم نے اندہیرے میں ایکدفعہ پڑہی پہر دوسری دفعہ روشنی میں
پڑہی پہر تا وفات اندہیرے میں پڑہتے رہے اور اوسکی روایت آگے گذر چکی اگر کہا جاوے کہ اس سند میں اسامہ بن زید لیثی ہے اور نسائی نے اور
دار قطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں اور احمد نے کہا ہے کہ ناچیز ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسکی روایت حجت نہیں ہے ہم کہینگے کہ یہہ حدیث
وہ ہے جسکی صحت ابن خزیمہ نے بیان کی اور ابو داود نے اوسپر سکوت کیا ہے اور جسپر ابو داود سکوت کرے وہ درجہ حسن سے گہٹتی نہیں ہے بیہقی نے کہا ہے
کہ راوی اوسکی سب ثقہ ہیں اور اسفار کے حدیث میں سند اور متن میں اختلاف ہے اور خطابی نے کہا ہے کہ وہ حدیث صحیح ہے سند کی طور پر اور اسامہ بخاری کی راویوں میں سے
ہے اور اہل اصول حدیث نے کہا ہے کہ جس سے دونو شیخ روایت کریں یا ایک تو پہر اوسکے طعن کرنیوالوں پر نظر نہ ہوگی

فیہ وان کثروا وما یقع بعدم النسخ کتابۃ عمر الی عمالہ والی موسی الاشعری ان صلوا الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ
کما سیجیئ فی الکتاب فلو کان التغلیس منسوخا لما خفی علی مثل عمر و ابی موسی ولانکر علیہ الصحابۃ ذلک وایضا سیجیئ فی
الکتاب ان ابا بکر الصدیق کان یقرء بالبقرۃ فی صلوۃ الصبح وھی تقتضی تغلیسہ بصلوۃ الصبح وکذلک
یحییٰ عن ابن عامر عن عمر انہ قرء فیھا بسورۃ یوسف والحج قرءۃ بطیئۃ قال فقلت واللہ اذا لقد کان
یقوم حین یطلع الفجر قال نعم واخرج ابن ماجۃ عن مغیث بن سمی قال صلیت مع عبد اللہ بن الزبیر
الصبح بغلس فلما سلمت اقبلت علی ابن عمر قلت ما ھذہ الصلوۃ قال کانت ھذہ صلوتنا مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما طعن عمر اسفر بھا عثمان انتھی وروی ابن ابی شیبۃ کان الناس یغلسون الفجر فی زمن
عثمان ما یعرف بعضھم بعضا وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انھم کانوا یغلسون فاذا ثبت التغلیس
من ھؤلاء الصحابۃ الکبار فما روی النخعی ما اجتمع اصحاب بہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا علی
التنویر لو صح محمول علی اجتماع من ادرکہ النخعی من الصحابۃ من اھل العراق لا علی جمیعھم
انتھی اور کہا فتح الباری میں وابعد من زعم انہ ناسخ للصلوۃ فی التغلیس انتھی پس ثابت ہوا کہ مولف کی کسی دلیل سے نسخ تغلیس کا ثابت
نہیں ہوا یعنی نہ حدیث ابن مسعود سے اور نہ اسفروا بالفجر سے اور نہ قول نخعی سے اور جو کہ مولف نے حدیث غلس سے اخیر میں مسلم
جواب دیا ہے کہ یہ غلس حدیث عائشہ والی محمول ہے اوپر اندھیری مسجد کی نہ اوپر اندھیری میدان کی نہیں ہے کا نام ہی ملا مخالف
جسکو مولوی عبد الحی صاحب حنفی نے لکھا ہے جیسا کہ باب ثانی کے جواب کی ضمن میں گذرا اور علی کرہ حدیث عائشہ میں
غلس حالت انقلاب میں مسجد سے گھروں کی طرف جانے کی ہے نہ حالت اقامت مسجد کی میں جیسا کہ فرمایا ہے ثم ینقلبن الی بیوتھن
حین یقضین الصلوۃ ما یعرفھن احد من الغلس پس دیکھو کہ اس قول سے تاریکی خاص مسجد میں کہاں سمجھی جاتی ہے

اگرچہ کتنی ہی ہوں۔ رد جو منسوخ ہونا اس حدیث کا ثابت کرتا ہے حضرت عمر کا خط لکھنا اپنے عاملوں کو اور ابو موسیٰ کو کہ پڑھو صبح کی نماز جبکہ تارے خوب کھلے ہوں جیسا کہ آگے موطا میں آتا ہے اندھیرے میں پڑھنا اگر منسوخ ہوتا تو حضرت عمر اور ابو موسیٰ پر مخفی نہ رہتا اور صحابہ انکار کرتے اور
نیز موطا میں آوے گا کہ حضرت ابو بکر صدیق سورۂ بقرہ صبح میں پڑھتے تھے سو یہ اندھیرے میں پڑھنا چاہتا ہے اسیطرح یحییٰ ابن عامر سے وہ عمر سے روایت کرتے ہیں
کہ سورہ یوسف اور سورہ حج ترتیل سے پڑھتے صبح میں ابن عامر کہا میں نے لوگوں سے پوچھا قسم ہے کیا صبح ہوتی کہنے لگے ہاں اور روایت کی
ابن ماجہ نے مغیث ابن سمی سے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ نماز پڑھی صبح کی تو اندھیرا تھا جب میں نے سلام پھیرا تو میں ابن عمر کے پاس گیا اور پوچھا
کہا یہ کیسی نماز ہے انہوں نے کہا کہ یہ ہماری نماز آنحضرت صلعم کے ساتھ تھی اور حضرت ابو بکر اور عمر کے ساتھ تھی جب حضرت عمر کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان
روشنی میں شروع کر دی یہ عبارت ابن ماجہ کی ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ لوگ حضرت عثمان کے زمانہ میں اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے کہ ایک دوسرے کو نہ
پہچانتا تھا اور ابی موسیٰ اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ وہ بھی اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے جب ان بڑے صحابیوں کا اندھیرے میں نماز
پڑھنا ثابت ہو گیا تو یہ جو نخعی نے روایت کیا کہ جسطرح صحابہ روشنی میں نماز پڑھنے پر مجتمع ہوئے ہیں اسطرح کسی بات پر نہیں ہوئے اگر وہ صحت کو پہنچ جاوے تو

علاوہ یہہ کہ سوائی عایشہ رض کی اور دن کی روایت مین اتنی تحریف کی گنجایش نہین اسیوطی شیخ سلام اللہ حنفی نی اس قول کو رد کردیا ہے جیسا کہا ہے محلی مین واجاب ابن الھمام عن حدیث عایشۃ بحملہ علی غلس داخل المسجد لان حجرتھا کانت فیہ وکان سقفہ مقاربا انتھی وفیہ مع کونہ بعیدا انہ لا یختص روایۃ التغلیس بعایشۃ بل رواھا جماعۃ من الصحابۃ کما سبق انتھی کلام المحلی بس رد ہوا کلام مولف کا بجمیع اجزاء اور باقی رہا معمول بہ ہونا حدیث غلس کا جیسا کہ ہمنی ثابت کیا ہے وللہ الحمد اولا واخرا وظاھرا وباطنا علی ما وفقنا لاثبات الغلس المروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعتاد لدمۃ عمرہ علیہ الصلوۃ والسلام قال مسئلہ تیسرا ہیج وقت مستحب ظہر کی اقول کئی حدیثون سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت شدت گرمیون مین بہی اول ہی وقت ظہر پڑہا کرتی اور اسکی رغبت دلاتی روایت کی بخاری اور مسلم نی ابو ہریرہ سی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا علیہ ولو یعلمون ما فی التھجیر لاستبقوا الیہ الحدیث اور روایت کی امام احمد اور ابو داود نی زید بن ثابت سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر بالھاجرۃ ولم یکن صلوۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ منھا الخ ھکذا فی المشکوۃ اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نی محمد بن عمرو بن الحسن رضی اللہ عنہم سی قال سالنا جابر بن عبد اللہ عن صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصلی الظھر بالھاجرۃ والعصر والشمس حیۃ الحدیث اور روایت کی بخاری مسلم نی سیار بن سلامہ قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الھجیرۃ التی تدعونھا الاولی حین تدحض الشمس الحدیث اور روایت کی مسلم نے جابر بن سمرہ سی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر اذا دحضت الشمس اور خباب سی قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ

اوسکی یہہ معنی ہونگی کہ جن صحابہ کو تحقیق پتہ پایا اونکا یہہ دستور ہوگا نہ سارے صحابہ کا ہوچکی عبارت محلی کی سلہ اور بہت دور ہے جیسے یہہ کہا کہ جو اسمین نماز صبح کی حدیث اندہیرے مین پڑہنے کی حکم کی ناسخ ہے سلہ پہر نماز پڑہکر اپنے گہر کو جاتی ہتین اور اندہیرے کے سبب سے شناخت نہوتی تہی سلہ اور جواب دیا ہی ابن ہمام نے حضرت عائشہ کی حدیث سی یون کہ اندہیرا مسجد کے اندر کا حال تہا اسوجہ سے کہ حضرت عائشہ کا حجرہ اندہی تہا اور اوسکی چہت نیچی تہی ہوچکا کلام ابن ہمام کا اور اسمین سوا اسکی کہ یہہ کلام بعید ہے یہہ ہے کہ یہہ روایت کچہہ حضرت عائشہ سے ہی مخصوص نہین بلکہ ایک جماعت صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے چنانچہ پہلی گذرچکا ہوچکی عبارت محلی کی سلہ اور اللہ کا شکر ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن کہ اوسنی ہمکو اوس اندہیرے مین نماز پڑہنے کی روایت کی ثابت کرنیکی توفیق دی ہی جو حضرت سے ثابت اور ہمیشہ کا برتاؤ تہا سلہ کہا آنحضرت صلعم نے اگر لوگ اذان اور صف اول کا ثواب جانتے اور قرعہ ڈالکر اوسکو پاتی تو اوسپر قرعہ ڈالتی اور اگر ظہر کے اول وقت کی ثواب کو جانتی تو اوسکی طرف دوڑتی آخر حدیث تک سلہ آنحضرت ظہر کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تہی اور کوئی نماز صحابہ پر اس نماز سے زیادہ سخت نہ تہی یونہین ہی مشکوۃ مین سلہ کہا محمد بن عمرو بن حسن نے کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سی آنحضرت صلعم کی نماز کا حال پوچہا تو انہون نے کہا کہ آپ ظہر اول وقت اور عصر آفتاب کی تیزی کی وقت پڑہتے تہے سلہ کہا سیار بن سلامہ نے کہ مین اور میرے باپ ابی برزہ اسلمی کے پاس گئے سو اونسی میرے باپ نے آنحضرت کی فرض نماز کا حال پوچہا تو انہون نے کہا کہ دوپہر کی ڈہلتی ہی جسی لوگ اول کہتی

فی الرمضاء فلم یشکنا پهر کها قال زهیر قلت لابی اسحق فی الظهر قال نعم قلت فی تعجیلها قال نعم اور انس سے روایت ہے کہا کنا نصلی مع رسول
الله صلی الله علیه وسلم فی شدة الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبهته من الارض بسط ثوبه فسجد علیه اور روایت کی ترمذی نے
عائشہ سے قالت ما رایت احدا اشد تعجیلا للظهر من رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا من ابی بکر ولا من عمر پهر کها وفی الباب
عن جابر بن عبدالله وخباب وابی برزة وابن مسعود وزید بن ثابت وانس وجابر بن سمرة قال ابو عیسی
حدیث عائشة حدیث حسن وهو الذی اختاره اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ومن بعدهم
قال علی قال یحیی بن سعید وقد تکلم شعبة فی حکیم بن جبیر من اجل الحدیث الذی روی عن ابن مسعود عن
النبی صلی الله علیه وسلم من سال الناس وله ما یغنیه قال یحیی وروی له سفیان وزائدة ولم
یر یحیی بن معین بحدیثه باسا قال محمد وقد روی عن حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن عائشة عن
النبی صلی الله علیه وسلم فی تعجیل الظهر انتهی اور روایت کی ہے نسائی نے خباب سے مثل روایت مسلم کے خباب سے جو گذری اور
روایت کی ابن ماجہ نے عبدالله بن مسعود سے قال شکونا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم حر الرمضاء فلم
یشکنا اور خباب سے مثل اسکی اور ابو برزہ سے قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی صلوة الهجیرة التی تدعونها
الظهر اذا دحضت الشمس اور روایت کی ابو داؤد نے جابر بن عبدالله سے کنت اصلی الظهر مع رسول الله صلی الله علیه وسلم
فاخذ قبضة من الحصا لتبرد فی کفی اضعها لجبهتی اسجد علیها لشدة الحر اور زید بن ثابت سے قال

کہتے ہیں یہ ہی آخر حدیث تک ۔ ف جابر بن سمرہ نے کہا کہ آنحضرت صلعم ظہر پڑھا کرتے تھے جب سورج کے ڈھلتی ہے ف کہا خباب نے کہ ہم نے شکایت کی
ہم نے آنحضرت صلعم سے مارے گرمی کے جلتی زمین میں تو آپنے وہ شکایت نہیں سنی ف زہیر نے کہا کہ میں نے ابی اسحاق سے پوچھا یہہ بات کیا ظہر کے
حق میں ہی کہا ہاں پھر پوچھا کہ کیا ظہر کے جلدی کی باب میں ہی کہا ہاں ف انس نے کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی گرمی میں
پڑھا کرتی تھی پھر جب ہم میں پیشانی نہیں ٹک سکتی تھی تو بعضے لوگ کپڑا بچھا لیا کرتے تھے اور اسپر سجدہ کیا کرتی تھی ف حضرت عائشہ نے
کہا کہ میں نے آنحضرت اور ابوبکر اور عمر سے زیادہ جلدی کرنیوالا ظہر میں نہیں دیکھا ف اور اس باب میں جابر بن عبداللہ اور خباب اور ابی برزہ اور ابن
مسعود اور زید بن ثابت اور انس اور جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہا ابو عیسی نے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن ہے اور یہہ مذہب ہے جسے اہل علم نے
پسند کیا صحابہ آنحضرت صلعم میں سے اور انکے بعد لوگوں نے کہا علی نے کہ یحیی بن سعید نے کہا کہ شعبہ نے حکیم بن جبیر میں اس حدیث کی سبب کلام کیا ہے
جسے روایت کی ابن مسعود نے وہ روایت کرتے ہیں آنحضرت سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لوگوں سے مانگے اور اسکے پاس اتنا مال ہو جو اسکی حاجت رفع کرسکے کہی یحیی نے
کہا کہ سفیان اور زائدہ نے اس سے روایت کی ہے اور ابن معین نے حکیم بن جبیر کی حدیث میں کچھہ حرج نہیں بتایا اور محمد نے کہا کہ بلاشک
روایت کی حکیم ابن جبیر نے سعید جبیر سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے اور انہوں نے آنحضرت صلعم سے تعجیل ظہر کی باب میں ہو چکی عبارت ترمذی کی
ف کہا ابن مسعود نے کہ شکایت کی ہم نے آنحضرت صلعم سے جلتی زمین کی گرمی کی سو آپنے شکایت نہ سنی ف کہا ابو برزہ نے آنحضرت صلعم ظہر جب سورج
ڈھلتی ہی پڑھا کرتے تھی ف جابر بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے ظہر آنحضرت صلعم کے ساتھ پڑھتی تھی ایک مٹھی کنکر اپنے ہاتھ میں کر لیکر سجدہ کی جگہ کے لیے لیا

کانؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ الحدیث پس یہہ روایتین صریح دلالت کرتی ہین اسپر کہ عمل مین
آنحضرت کی یہی تہا کہ بعد زوال کی نماز پڑہا کرتے اور بعضی روایتون مین جسکی مولف کو شک ہے خلاف اسکا ثابت ہے
جیسا کہ روایت کی ہی بخاری مسلم وغیرہما نی ابو ہریرہ وغیرہ سی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا اشتد الحر
فابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم اور روایت کی طحاوی نی ابی خلدہ سی کہ کہا کانؐ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا کان الشتاء بکر بصلوۃ الظہر واذا کان الصیف ابردہا اوریہی مضمون کی ابی مسعود ؎ اور روایت کی طحاوی نے
مغیرہ بن شعبہ سی کہا کنا نصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الظہر بالتہجیر ثم قال ابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم
اور ایسے ہے روایت ہی ابن ماجہ کی لیکن اوسمین لفظ ثم کی جگہہ پر لفظ ف کا ہی پس ابراد والی کہتی ہین کہ حدیثین تہجیر
کی منسوخ ہین ساتھہ حدیث مغیرہ کی اور تہجیر والی جواب دیتی ہین کہ جہانتک تاویل ہوسکی نسخ کی قایل نہونا چاہیئے جیسا
کہ کہا شرح نخبہ وغیرہ مین وان عورض بمثلہ فلا یخلوا اما ان یمکن الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف اولا فان امکن الجمع فہو
النوع المسمے بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلوا اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر بہ او باصرح منہ
فہو الناسخ والاخر المنسوخ انتہی مختصرا تو دیکہو کہ جمع کو نسخ پر مقدم رکہا اور کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین ان النسخ لا یصار
الیہ الا اذا عجزنا عن التاویل اوران احادیث مین جمع اور تاویل ہوسکتی ہے وہ یہہ کہ تہجیر جو عادت رسول اللہ صلعم
ہی اور شیخین کی یہہ فضل ہے اور امر ابراد کا حدیث ابو ہریرۃ اور انس اور مغیرہ مین از راہ رخصت کی شفقۃ ہی کیونکہ وجوب باتفاق
جمہور کی نہین جیسا کہ کہا عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری مین فانؐ قلت ظاہر الامر للوجوب قلت الاجماع علی عدم
وقال بعضہم وغفل الکرمانی فنقل الاجماع علی عدم الوجوب قلت لا یقال انہ غفل بل الذین نقل عنہم الایجاب
کانہم لم یعتبروا کلام من ادعی الوجوب فصار کالعدم پہر کہا عینی نی کانتؐ العلۃ فیہ دفع المشقۃ عن المصلی
لشدۃ الحر وکان ذلک للشفقۃ علیہ انتہی ایسا ہی نماز پڑہنا آنحضرت کا ابراد سی جیسا کہ روایت ابی خلدہ اور ابو مسعود مین آیا
یہہ اسپر محمول ہے کہ گاہی ابراد کیا واسطی اظہار جواز اور رخصت کی پس کیا حاجت ہے نسخ کی بلکہ کیونکر جایز ہو قول بالنسخ خلاف
قاعدہ اہل حدیث کی جو جمع کو نسخ پر ایک درجہ مقدم کہتے ہین کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین اختلف العلماء فی الجمع بین ہذین

؎ زید بن ثابت نی کہا کہ آنحضرت صلعم اول وقت ظہر پڑہا کرتے تہے ؎ جو وقت گرمی کی شدت ہووی تو ظہر کو ٹہنڈا کر کی پڑہو کیونکہ شدت گرمی کی
دوزخ کا سانس ہے ؎ آنحضرت صلعم جاڑے مین تو ظہر سویری پڑہا کرتی تہی اور جب گرمی ہوتی تو ٹہنڈا کر کی پڑہا کرتی تہی ؎ مغیرہ بن شعبہ نے
کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھہ ظہر سویری پڑہا کرتے تہی پہر آپنے فرمایا کہ ٹہنڈا کر کی پڑہا کرو کیونکہ شدت گرمی کی دوزخ کا سانس ہے ؎ اور اگر حدیثون مین
معارضہ پڑے تو اس سے خالی نہین یا تو ان دونوں کی مطلب مین موافقت کرنا ممکن ہوگا بغیر تکلف کی یا نہوگا اگر ہووی تو اسکا نام مختلف الحدیث ہی اور اگر
ناممکن ہو تو اس سی خالی نہین کہ یا تو تاریخ معلوم ہوگی یا نہوگی اگر تاریخ معلوم ہو اور پچہلی حدیث کا پیچہے ہونا تاریخ سے ثابت ہو یا کسی اور طرح کی تصریح سے ثابت ہو تاریخ زیادہ
تو وہ ناسخ ہے اور دوسری منسوخ ہوگی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور پر ؎ نسخ کیطرف رجوع نہین کیا جاتا مگر جب ہم عاجز ہون تاویل کرنی سی ؎ یہہ اگر

الحدیثین فقال بعضہم الابراد رخصۃ والتقدیم افضل واعتمد واحدیث خباب وحملوا حدیث الابراد علی الترخیص
والتخفیف فی التاخیر وبہذا قال بعض اصحابنا وغیرہم و قال جماعۃ حدیث خباب منسوخ باحادیث الابراد
اور کہا فتح الباری مین وجمع بعضہم بین الحدیثین بان الابراد رخصۃ والتعجیل افضل انتہی پس ظاہر ہی کہ ازروی دلیل کے
اور موافق قواعد اہل حدیث کی توجیح یہی ہے کہ گرمیون مین بہی ظہر آفتاب ڈہلتی کی ساتہہ ہی پڑہین لیکن اگر مشقت گرمی کی
برداشت نکر سکی اور تہجیر پکرنہ باندہی اور ابراد اختیار کرے تو اسکو لازم ہے کہ ایسا ابراد نکرے کہ وقت ظہر کا جو ایک مثل ہے نزدیک
تمام جہان کی ائمہ کی سوائی ابوحنیفہ کی خارج ہوجاوی یا قریب جاوی اور حد مین اس ابراد کی علماء قائلین بالابراد مین
آپس مین اختلاف ہی بعضی کہتے ہین کہ جب قریب ایک ہاتہہ کی سایہ دیوار دنکا ہوجاوی اسوقت ٹہنڈک ہوتی ہی اور بعض کے
نزدیک بعد ربع قامت سایہ کی ٹہنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ثلث قامت اور بعض کی نزدیک بعد نصف کے
اور سوا ان کے اور قول بہی ہین لاکن یہہ سب کے نزدیک شرط ہی کہ ابراد اس مرتبہ کا نکری کہ ظہر کی آخر وقت کو پہونچ جاوی کہا
فتح الباری مین فقد اختلف العلماء فی غایۃ الابراد فقیل حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال
وقیل ربع قامۃ وقیل ثلثہا وقیل نصفہا وقیل غیر ذلک ونزلہا المازری علی اختلاف الاوقات
والجاری علی القواعد انہ یختلف باختلاف الاحوال لکن یشترط ان لا یمتد الی آخر الوقت
انتہی اور کہا مجلی مین واختلف فی حد الابراد فقال النووی الابراد ان یؤخر
بحیث یحصل للحیطان فیئ یمشون فیہا و ہو المختار عند الحنفیۃ فی حدہ کما
فی الدر المختار و عند مالک الی ان یزید ظل کل شئ ربعہ و قالت
الحنابلۃ الی ان ینکسر الحر وعن ابن عمر اذا کان الفیئ ذراعا ونصفا
الی ذراعین وکان الجدار فی ذلک الزمان سبعۃ اذرع

کوئی کہی کہ ظاہر امر کا وجوب کی لئی ہوتا ہے تو جواب یہہ ہے کہ اجماع کی خلاف پر قائم ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ ان سی غفلت ہوگئی کہ اوسی اجماع نقل
کیا ہمارے وجوب کے لئی ہونی پر یون کہولنکہ یہہ کہنا جاوی کہ ان سی غفلت ہوگئی بلکہ جن لوگون نے دیوبکا دعوی منسوخ ہے اونکا کلام معتبر نہ ٹہرا تو
بند نہونی کی ہوگیا سا اور یہین سبب زیونی تکلیف کا دفع کرنا تہا اور بخیال شفقت کی یہہ ہوا سکا ان دونو حدیثون کی موافقت
کرنے مین لوگ مختلف ہین سو بعضون نے کہا کہ ٹہنڈا کر کی پڑہنا رخصت ہے اور سویری پڑہنا افضل ہے اور اعتماد کیا ہے حدیث خباب پر اور محمول کیا ہی ٹہنڈک
کی حدیثون کو رخصت پر اور یہی قائل ہوئی ہین بہت بعضے ہمارے یار اور لوگ اور ایک جماعت نے کہا کہ حدیث خباب کے ٹہنڈک کی حدیثون سی منسوخ
ہے اور موافقت کی ہے بعضون نے دو حدیثون مین اسطرح پر کہ ٹہنڈک کا حکم رخصت ہی اور جلدی پڑہنا افضل ہے یہہ تحقیق عبارت فتح الباری کی
سو بلا شک مختلف ہوئی ہین علما ٹہنڈک کی حد مین سو بعضون نے کہا کہ سایہ زوال کی بعد جب ہاتہہ بہر سایہ ہوجاوی اور بعضون کہا ہے کہ جب آدمی کی قد کی
چوتہائی ہوجاوی اور بعضون نے کہا ہی تہائی قد اور بعضون نے کہا ہے کہ آدہا قد اور بعضون نے سوا اسکی اور باتین کہی ہین اور مازری نے وقتونکی اختلاف

وقیل حتی یکون الظل ذراعا بعد فیٔ الزوال وقیل ربع القامۃ وقیل الثلث وقیل النصف وقیل
یختلف باختلاف الازمنۃ انتہی **اقول** وما فی الہدایۃ من ان اشتداد الحر فی تلک البلاد
یکون حین بلوغ ظل کل شیٔ مثلہ فتحقق الابراد فی التاخیر عنہ فہو باطل لا اصل لہ لانہ
لا یبقی حینئذ وقت الظہر کما ستحققہ عنقریب انشاء اللہ تعالی **قال** مسئلہ چوتھا بیان آخر وقت
ظہر کا **اقول** بتائید اللہ وتوفیقہ اولاً معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ مسئلہ چوتھا درحقیقت دو مسئلے ہیں ایک مسئلہ آخر وقت ظہر کا اور دوسرا
مسئلہ اول وقت عصر کا تو دلایل در نقول مذہب دونوں قسموں کین لائی جاوین گین اور جس دلیل سی آخر ظہر کا ثابت ہوگا اوسی
بعینہ اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اور جس دلیل سی اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اوسی سی یہہ بہی معلوم ہوجاویگا
کہ آخر وقت ظہر کا قبل اوسکی ہی ایسا ہی حال ہے نقول کا اب سنو کہ اس مسئلہ مین تمام امام مجتہد ایک طرف ہین اور اکیلی امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنا بر مذہب مشہور کی اکیطرف یہانتک کہ امام محمد اور ابو یوسف جو شاگرد اونکی ہین اس مسئلہ مین اون سی
الگ ہین اور موافق جمہور علماء کی یعنی جمہور علماء قایل ہین اس بات کی کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کی باقی نہین رہتا
بلکہ وقت عصر کا داخل ہوجاتا ہے اور اکیلے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سی یہہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا رہتا ہے
اور عصر داخل نہین ہوتی مگر بعد دو مثل کی کما قال قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی فی تفسیر مظہری مین واما آخر وقت الظہر
فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انہ یبقی بعد مصیر ظل کل شیٔ مثلہ ولذا خالف ابا حنیفۃ
فی ہذہ المسئلۃ صاحباہ ووافقا الجمہور انتہی وسیجیٔ الباقی اور کہا فتح الباری مین ولم ینقل عن احد من اہل العلم
مخالفۃ فی ذلک الا عن ابی حنیفۃ فی المشہور عنہ قال اول وقت العصر مصیر ظل کل شیٔ مثلیہ
قال القرطبی خالفہ الناس کلہم فی ذلک حتی یعنی الآخذین عنہ انتہی اور کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین تحت احادیث

اور قاعدہ پر جمہور کا لیکن اتنی شرط ہے کہ آخر وقت تک ٹہنڈک کا انتظار نہ ہو پہنچ جاوی ۱۲ اختلاف کیا گیا ہے ٹہنڈک کی حد مین سو نووی نے
کہا کہ ٹہنڈک یہہ ہے کہ دیوار ہو لگا اتنا سایہ ہوجاوے کہ اوسمین نمازی چلین اور حنفیوں کی نزدیک یہی بات پسندیدہ ہے چنانچہ در مختار مین ہے
اور امام مالک کے نزدیک یہانتک ہے کہ ہر چیز کا سایہ اوسکی چوتہائی بڑھجاوی اور حنبلیوں نے کہا ہے کہ گرمی کی شدت ٹوٹ جاوی اور ابن
عمر سی یہہ روایت ہی کہ جن روز و نمین دیر کر سایہ اصلی ہو دو نو دو گز تک ٹہنڈک کی حد ہے اور اوس زمانہ مین دیوارین سات گز کی ہوتے
تہین اور بعضون نے کہا ہے کہ سایہ اصلی کی سوا گز بہر سایہ ہوجاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ چوتہائی قد آدم اور بعضون نے کہا ہے تہائی اور بعضون نے
آدہا اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ ہر زمانہ مین مختلف ہے ۱۲ مین کہتا ہون کہ وہ جو ہدایہ مین ہی کہ اون شہرون مین گرمی کی شدت ایک
مثل تک رہتی ہے اور ٹہنڈک اوس سی بعد ہے سو یہہ بے اصل بات ہے اسوقت تو ظہر کا وقت ہی نہین رہتا چنانچہ عنقریب اسکی تحقیق ہم کرینگے ۱۲
اور آخر وقت ظہر سو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا کہ بعد ایک مثل کی باقی رہتا ہی سو اسلئے صاحبین نے اس مسئلہ مین امام ابی حنیفہ کی
مخالفت کی ہے جمہور کی موافقت کی ہی جیسی عبارت تفسیر مظہری کی اور عنقریب پوری عبارت اوسکی آویگی ۱۲ اور کسی اہل علم سی منقول نہین کہ اونہون نی

اول وقت عصر کی وفی هذه الاحادیث وما بعدها دلیل لمذهب مالک والشافعی واحمد وجمهور العلماء
ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شئ مثله وقال ابوحنیفة لایدخل حتی یصیر ظل الشئ مثلیه وهذه
الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حدیث ابن عباس رضی الله عنه فی بیان المواقیت وحدیث جابر وغیره انتهی
اور کہا ملا علی قاری نے شرح مسلم میں اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل شئ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر و
دخل وقت العصر وقال ابوحنیفة فی المشهور عنه انه لایخرج الظهر بمصیر الظل المثل ولا یدخل العصر بل یکون اول
وقت العصر بمصیر ظل کل شئ مثلیه قال القرطبی خالف الناس کلهم حتی اصحابه انتهی مختصرا وسیجئ تمامه اور کہا ملا علی قاری نے شرح
لطیفہ شرح مسند ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں ذیل میں اس حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابوحنیفة عن شیبان عن یحیی عن بریدة رضی الله
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بکروا بصلوة العصر اختلف العلماء فی دخول وقت العصر فالجمهور علی ان وقت العصر
یدخل بصیرورة ظل کل شئ مثله بالافراد بدلیل ما اخرجه البخاری الی اخر ما سیجئ فی الادلة
دلائل جمہور کے یہہ ہیں کہ روایت کی ہی نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبرنا عبید الله بن سعید اخبرنا عبد الله بن الحارث قال حدثنی سلیمان بن موسی
عن عطاء بن ابی رباح عن جابر قال سأل رجل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن مواقیت الصلوة فقال صل معی فصلی الظهر
حین زاغت الشمس والعصر حین کان فیء کل شئ مثله والمغرب حین غابت الشمس والعشاء حین غاب
الشفق قال ثم صلی الظهر حین کان فیء الانسان مثله والعصر حین کان فیء الانسان مثلیه والمغرب حین

یہیں مخالف کی ہو سکا امام ابی حنیفہ کے قول مشہور میں کہ اونہوں نے کہا ہی کہ اول وقت عصر کا دو مثل پر ہی کہا قرطبی نے کہا ہے سب لوگ ابی حنیفہ کے
مخالف ہیں یہانتک کہ اونکی شاگرد بھی ۱۲ اور ان حدیثوں میں اور اونکی مابعد کی حدیثوں میں امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کے
مذہب کی دلیل ہے کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور امام ابی حنیفہ نے کہا ہے کہ دو مثل پر داخل ہوتا ہی اور یہہ حدیثیں اونپر
حجت ہو سکتی ہیں مع اوس حدیث ابن عباس کے جو وقتوں کی بیان میں ہی اور حدیث جابر کے اور اور حدیثیں ہیں اونکی عبارت شرح مسلم کی ۱۲
جان کہ جمہور نے کہا ہے کہ سایہ اصلی کے بعد جب ایک مثل سایہ ہو تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور امام ابی حنیفہ نے
قول مشہور میں کہا ہے کہ ایک مثل پر ظہر کا وقت نہیں جاتا اور عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا بلکہ عصر کا اول وقت دو مثل پر ہوتا ہی اور
قرطبی نے کہا ہے کہ امام سب لوگوں کی مخالف ہیں یہانتک کہ اونکی شاگرد بھی ہو چکی عبارت ملا علی کی بطور مختصر اور اگلی آویگی ۱۲ روایت کی
ابوحنیفہ نے شیبان سے اونہوں نے یحیی سے اونہوں نے بریدہ رضی سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑہو اور دخول وقت
عصر میں علماء نے اختلاف کیا ہے تو جمہور تو اسپر ہیں کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے بدلیل اوس حدیث بخاری کی آخر تک اوسکو بیان
دلیلوں اونکی ۱۲ روایت کی ہمکو عبید اللہ بن سعید نے اور کہا کہ روایت کی ہمیں عبد اللہ بن حارث نے اور کہا کہ کہا تو رنے روایت کی مجھے سلیمان
بن موسی نے عطاء بن ابی رباح سے اور اونہوں نے جابر سے کہ کہا جابر نے کہ پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے نمازوں کی وقتوں کو تو فرمایا کہ تو میری ساتھ
نماز پڑہ تو ظہر پڑہی سورج ڈہلتی ہی پڑہی اور عصر ایک مثل پر اور مغرب سورج کی ڈوبتے ہی اور عشا شفق چہپتے پہر دوبارہ ظہر ایک مثل پر اور عصر دو مثل پر

کان قبل غیبوبۃ الشفق قال عبد اللہ بن الحارث ثم قال فی العشاء أری الی ثلث اللیل راوی اسکی سب
معتمد اور قابل سند کی ہین اما الاول فہو ابو قلابۃ البصری والثانی ابو محمد ثقۃ الثالث ایضا ثقۃ الرابع صدوق فقیہ الخامس
فقیہ فاضل والسادس صحابی جلیل الشان قال فی تقریب التہذیب اور معنی مختصر اسکی یہہ ہین کہ ایک شخص سائل مواقیت کے لئے
آنحضرت نے پہلے دن ظہر تو بمجرد زوال آفتاب کے پڑہی اور عصر جب پڑہی جبکہ ایک مثل سایہ آلیا اور دوسرے دن ظہر سے جبکہ
فارغ ہوئے اور عصر کو دو مثل پر جا پڑہا ایسا ہی کہا ہے معنی مین اس حدیث کی شیخ سلام اللہ محدث حنفی نے اور امام
نووی شافعی نے جیسا کہ کلام اونکا عنقریب آویگا اور یہہ معنی نہین ہین کہ ظہر پڑہنی شروع کی دوسرے دن اسی وقت مین
جسمین پہلے دن عصر پڑہی تہی اور کچہہ وقت بقدر چار رکعت کی دونون نماز و نمین مشترک ہے جیسا کہ مذہب ہے
بعض کا اور جیسا کہ جناب مولف نے پانچوین طریق مین کہا ہے دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اول کی یہہ ہے
کہ روایت کی ہے مسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا صلیتم الظہر فانہ وقت
الی ان یحضر العصر اور ایک روایت مین مسلم کی یون آیا ہے وقت الظہر ما لم یحضر العصر اور ایک مین یون آیا ہے
وقت صلوۃ الظہر اذا زالت الشمس عن بطن السماء ما لم یحضر العصر اور کہا اللہ تعالی نے ان الصلوۃ کانت علی
المؤمنین کتابا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علحدہ علحدہ ہے اسیواسطے فرمایا آنحضرت نے انما التفریط علی من لم
یصل حتی یجیئ وقت الصلوۃ الاخری رواہ مسلم وغیرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری مین کہا ہے قولہ تعالی ان
الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا یقتضی الکون لکل صلوۃ وقتا علحدۃ ولذا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما التفریط ان یؤخر الصلوۃ حتی یجیئ وقت الاخری انتہی بعضہ پس یہی تمامہ تو مقتضای ان
احادیث اور اس آیۃ کا یہی ہے کہ ایک نماز کی وقت مین دوسری نماز ادا نہین ہو سکتی پہر اگر حدیث جابر مین جو گذری معنی
ثم صلی الظہر حین کان فیئ الانسان مثلہ کے وہ کرین جو جنہنے کئی ہین یعنی یہ کہ پڑہ چکے ایک مثل مین بلکہ یہ کرین کہ پڑہنی شروع
جبکہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان اون احادیث کی جنسے امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث
جابر مین جس سے اشتراک نکالتے ہین اور عنقریب شرح نخبہ سے منقول ہو چکا کہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثون کی موافقت
اور جمع کرنے چاہیے اور صورت موافقت کی یہہ ہے جو ہمنے بیان کی ہے یعنی پہلے دن عصر شروع کی جبکہ ایک مثل سایہ آلیا اور

شفق نہین چہپی سے پہلے کہا عبد اللہ بن حارث نے کہ شاید فرمایا عشا کو تہائی رات تک کہا ہے سلسلہ پہلا ابو قلابہ بصری ہے اور دوسرا ابو محمد ابن عمید
اثبہیر ابہی ثقہ ہے اور چوتہا صدوق فقیہ ہے اور پانچوان فقیہ فاضل ہے اور چہٹا صحابی عالیقدر ہے یہہ سب تقریب التہذیب مین کہا ہے
ف۲ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب ظہر کی نماز پڑہ ہو تو اوسکا وقت ہی جب تک عصر کا وقت نہین آیا ف وقت ظہر کا جبتک ہے کہ عصر کا
وقت نہین آیا ف نماز ظہر کا وقت سورج کی ڈہلنے سے عصر کی آنے تک ہے ف سیسے اوسکی ہے کہ اوسنے ایک نماز نہین پڑہی اور دوسری
ازکا وقت آگیا ف ایۃ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا چاہتی ہے کہ ہر نماز کا وقت علحدہ ہے اور اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہستغفی

[illegible]

دوسرے دن ظہر سے فارغ ہوئی ایک مثل پر کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ
وقت الی ان یحضر العصر کے قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر معناہ وقت لاداء الظہر وفیہ
دلیل للشافعی وللاکثرین انہ لا اشتراک بین وقت الظہر ووقت العصر بل متی خرج وقت الظہر بمصیر ظل الشیء مثلہ غیر الظل
الذی یکون عند الزوال دخل وقت العصر واذا دخل وقت العصر لم یبق شیء من وقت الظہر وقال مالک رح
وطائفۃ من العلماء اذا صار ظل کل شیء مثلہ دخل وقت العصر ولم یخرج وقت الظہر بل یبقی بعد ذلک قدر اربع رکعات
صالح للظہر والعصر اداء واحتجوا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جبریل صلی بی الظہر فی یوم الثانی حین صار ظل کل شیء
مثلہ وصلی بی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیء مثلہ فظاہرہ اشتراکہما فی قدر اربع رکعات
واحتج الشافعی والاکثرون بظاہر الحدیث الذی نحن فیہ واجابوا عن حدیث جبریل بان معناہ فرغ من الظہر
حین صار ظل کل شیء مثلہ وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیء مثلہ فلا اشتراک بینہما فہذا التاویل
متعین للجمع بین الاحادیث وانہ اذا حمل علی الاشتراک یکون آخر وقت الظہر مجہولا لانہ اذا ابتداء بہا حین صار
ظل کل شیء مثلہ لم یعلم متی فرغ منہا وحینئذ یکون آخر وقت الظہر مجہولا ولا یحصل بیان حدود الاوقات واذا حمل علی ذلک التاویل
حصل معرفۃ آخر الوقت وانتظمت الاحادیث علی اتفاق وباللہ التوفیق انتہی اقول وجہ ما قال من انہ لم یعلم متی فرغ منہا وحینئذ یکون
آخر وقت الظہر مجہولا الخ انہ لیس وراء المثل حدا معینا من الشارع وتحدید المثلین لا اصل لہ وانما ہو تشریع من
عند الرای وما انزل اللہ بہا من سلطان ولذا قال القاضی الپانی پتی فی التفسیر المظہری واما آخر وقت الظہر فلم یرو

تحقیق
ایک نماز میں یہانتک تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے ہو چکی عبارت تفسیر مظہری کی اور پوری اسکی ادیگی شہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل پر
لہ یہہ فرمانا آنحضرت کا کہ جب تم نے ظہر پڑہی تو اوسکا وقت ہی یہانتک کہ عصر کا وقت آوے معنی اوسکی یہہ ہین کہ وہ وقت ظہر کی ادا کرنیکا ہے
اور اسمین امام شافعی رح اور اکثر کے لئے دلیل ہے ایسا کہ ظہر اور عصر کے نماز مین شرکت وقت کی نہین بلکہ سوا سایہ اصلی کی ایک مثل سایہ ہو کر جاتا رہا
ظہر کا وقت گیا عصر کا وقت آیا اور جب عصر کا وقت آیا ظہر کا وقت تو پہر باقی نہین رہتا اور امام مالک رح اور ایک گروہ علما کا کہتا ہے
کہ جہان ایک مثل سایہ ہوا تو عصر کا وقت آجاتا ہے اور ظہر کا وقت بہی باقی رہتا ہے بقدر چار رکعت کی اور دلیل لائی ہین یہہ لوگ جبریل
والی حدیث مین آنحضرت صلعم کے اس فرمانیکی کہ دوسرے دن جبریل نے نماز پڑہائی ظہر کی اوسوقت کہ سایہ ہر چیز کا ایک مثل تہا اور پہلے دن
عصر اوسوقت پڑہائی کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل تہا تو اس سے بظاہر یہہ معلوم ہوا کہ بقدر چار رکعت کی یہہ وقت مشترک ہی اور امام شافعی رح
اور اور علمانے اس پہلی ظاہر حدیث سے حجت پکڑی ہی اور حدیث جبریل سے یون جواب دیا کہ معنے اوسکی یہہ ہین کہ ظہر کی نماز سے ایک دن
فارغ ہوئی اور پہلے دن عصر ایک مثل پر شروع کی تو اب شرکت وقت کی نرہی تو یہہ تاویل بسبب جمع اور موافقت پیدا کردینے دونو حدیثون کی ٹہر چکی ہے
کیونکہ جب شرکت وقت کی ہوگی تو ظہر کا آخر وقت مجہول رہیگا کیونکہ جب اوسی ایک مثل پر شروع کیا تو یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوس سے فارغ کب ہوئی تب ظہر کا وقت
مجہول رہا اور وقتونکی حد نہ حاصل ہوگی اور جب ہمارا تاویل لیجاوے تو آخر وقت کی پہچان بہی معلوم ہوگئی اور حدیثین متفق ہوگئین وہ اللہ ہی توفیق

فی حدیث صحیح ولا ضعیف انه یبقی بعد مصیر ظل کل شئ مثله ولذا خالفا اباحنیفة فی هذه المسئلة صاحباه
ووافقا الجمهور انتهی وکذا قال غیره احد من العلماء فافهم ولا تغتر اور کہا محلی حنفی نے اعلم انه قال الجمهور اذا صار
ظل کل شئ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وقال طائفة لا یخرج وقت الظهر بل یبقی
قدر اربع رکعات صالح للظهر والعصر وینسب ذلك الی مالك واحتجوا بان جبریل صلی الظهر فی الیوم الثانی حین
ماصلی العصر فی الیوم الاول وهو حین ما صار ظل کل شئ مثله فظاهره یدل علی اشتراکهما فی قدر اربع رکعات واجابوا
عنه بان معناه فرغ من الظهر حین صار ظل کل شئ مثله فلا اشتراك وهذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث
انتهی جو جناب مولف نے دعوی نسخ سے دفع تعارض کیا ہے سو اول تو یہہ خلاف قاعدہ اہل اصول حدیث کی ہی کہ وہ جمع
کو نسخ پر مقدم کہتے ہیں اور دوسرے یہہ کہ حدیث نسائی کی جو ہمنی دلیل ٹہرائی ہی یہہ حدیث جبریل کی نہین کہ مقدم ہو سب احادیث
میقات پر بلکہ یہہ حدیث سایل کی اور اوسکی تقدیم اور تاخیر حدیث اذا صلیتم الظهر فانه وقت الی ان یحضر العصر سے معلوم نہین
حالانکہ ناسخ کا موخر ہونا از راہ تاریخ کی یقیناً معلوم ہونا چاہیے پس دعوی مولف کا باطل ہوا اور باطل ہوا جو کچہہ مولف نے
پانچوین طریق مین بزعم خود زور و شور سے حدیث جبریل کو مبطل تحدید ایک مثل کے اور مثبت مثلین کے قرار دیا ہی تو اوسکا بھی
اوسکا جواب دیا گیا دوبارہ بہی کہا جائیگا اور شاہد مقوی اس حدیث کی وہ حدیث جبریل کی ہی جو روایت کی ہی ترمذی اور ابوداؤد
اور ابن حبان اور حاکم نے اور تحسین کی ہی اوسکی ترمذی نے اور تصحیح کی ہی حاکم نے یعنی حدیث ابن عباس کہ ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الاولی منهما حین کان الفئ مثل الشراك ثم صلی العصر حین کان کل شئ مثل
ظله وصلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شئ مثله لوقت العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شئ مثلیه
انتهی مختصرا اور معنی اوسکی بہی وہی ہین جو حدیث نسائی کی بیان کئی گئی یعنے پہلی دن عصر شروع کی ایک مثل پر اور دوسرے دن
ظہر ختم ہے ہو چکی عبارت نووی کی مین کہتا ہون کہ وجہ اس قول کی کہ یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوس ہی فارغ کب ہوئی اور ظہر کا وقت مجہول رہیگا یہہ ہی کہ ایک
مثل کے اور کوئی حد معین نہین شارع کیطرف سے اور دو مثل کے کوئی اصل نہین بلکہ وہ ایک عقلی شرعی ہے کوئی دلیل اوسکی نہین نازل ہوئی ایسے علی قاری حنفی
پانی پتی نے تفسیر مظہری مین کہا ہے کہ آخر ظہر کا وقت ایک مثل کی بعد باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا اسلئے صاحبین نے اس مسئلہ مین
امام ابی حنیفہ سے مخالف ہوکر جمہور کی موافقت کی ہی ہو چکی عبارت مظہری کی اور اصطلاح اور علما کہا کے سمجھا درد ہو کا لکہا ملا ہ جان کہ جمہور نے یہہ کہا ہے
کہ سایہ اصلی کے سوا جب ایک مثل سایہ ہوا تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت آجاتا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہی کہ ظہر کا وقت نہین جاتا
بلکہ بقدر چار رکعت کی وقت مشترک باقی رہتا ہے اور یہہ مقولہ امام مالک کیطرف منسوب ہی اور دلیل ان لوگونکی یہہ ہے کہ جبریل نے دوسرے دن اوسی وقت
ظہر پڑہی کہ پہلی دن عصر پڑہی تہی یعنے ایک مثل پر تو ظاہر یہہ بات معلوم ہوئی کہ بقدر چار رکعت کی وقت مشترک ہی اور اس مقولہ کا جواب یون دیا
گیا ہے کہ معنے اوسکی یہہ ہین کہ ایک مثل پر ظہر سے فارغ ہوئی تو اب اشتراک نرہا اور یہہ تاویل موافقت احادیث کی لئے ٹہرگئی ہی ملا ہ آنحضرت نے
فرمایا امامت کی جبرئیل نے میرے دو دفعہ پہلی دن ظہر دوپہر ڈہلتے ہی پڑہی اور عصر ایک مثل پر اور دوسرے دن ظہر ایک مثل پر پڑہی پہلی دن کے عصر کے وقت اور

فارغ ہوئی تھیں ایک مثل تک علیٰ ہذا وہی دلیل ہی جو گذری حدیث نسائی میں اور روایت کی ہی بخاری نے عائشہ
سے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتہا اور ایک روایت مین بخاری کی یون ہے
ان رسول اللہ صلی العصر والشمس فی حجرتہا لم یظہر الفیء من حجرتہا اور ایک روایت مین یون ہی کان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یظہر الفیء بعد یہہ کہا بخاری نے قال ابو عبد اللہ وقال
مالک ویحیی بن سعید وشعیب وابن ابی حفصۃ والشمس قبل ان تظہر اور روایت کی ہی مسلم نے عائشہ سے کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یفیء الفیء بعد یہہ کہا مسلم نے وقال ابو بکر لم یظہر الفیء بعد اور
مسلم کی ایک روایت مین اس طرح ہے یصلی العصر والشمس واقعۃ فی حجرتی اور روایت کی ہی ترمذی نے صلی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتہا یہہ کہا وفی الباب عن انس وابی اروی وجابر ورافع بن خدیج
اور روایت کی ہی ابن ماجہ نے عائشہ سے اس طرح کہ صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتی لم یظہر الفیء بعد
اور نسائی نے اس طرح کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ العصر والشمس فی حجرتہا لم یظہر الفیء من حجرتہا
اور ابو داؤد نے اس طرح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر
اور ایسی ہی روایت کی ہی امام مالک نے عائشہ سے اور روایت کی ہی مالک نے نافع مولی ابن عمر سے ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ
ان اہم امورکم عندی الصلوۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع ثم
کتب ان صلوا الظہر حین کان الفیء ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ الحدیث قال ابن عبد البر تحت حدیث ابی ہریرۃ
الذی یجیء فی مسئلۃ المثلین لانہ موقوف فی الموطاء الا انہ فی حکم المرفوع فان المواقیت لا تؤخذ بالرای
کذا فی المحلی فکان ہذا الحدیث لعمر ایضا فی حکم المرفوع کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین

---

۱ کہا حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اور سورج میرے حجرے میں ہوا کرتا تہا ۲ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اور
سورج میرے حجرے سے نکلتا تہا اور حجرے کی دیوار کا سایہ ظاہر ہوتا تہا ۳ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اور سورج میرے حجرے مین چمکتا رہتا تہا اور دیوار کا
سایہ ظاہر نہوتا تہا ۴ کہا ابو عبد اللہ نے کہ کہا مالک اور یحیی بن سعید اور شعیب اور ابن ابی حفصہ نے کہ قبل نکلنے آفتاب کے حجرے سے ۵ آنحضرت
صلعم عصر کی نماز ایسی وقت پڑہتے تہے کہ سورج میرے حجرے میں رہتا تہا اور دیوار پر سایہ نچڑہتا تہا ۶ اور کہا ابو بکر نے کہا ہی ۷ نماز پڑہتے
اور سورج حجرے میں ہوتا تہا ۸ نماز عصر پڑہی اور آفتاب حجرے میں تہا ۹ اور اس باب میں انس اور ابی اروی اور جابر اور رافع بن خدیج سے روایت ہی ۱۰
نماز پڑہی نبی صلعم نے عصر کی ایسی وقت کہ سورج میرے حجرے میں ہوتا تہا اور دیوار پر سایہ نچڑہتا تہا ۱۱ آنحضرت نے عصر کی نماز پڑہی کہ سورج میرے حجرے میں تہا
اور دیوار پر سایہ آیا تہا ۱۲ آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑہتے تہے کہ سورج میرے حجرے میں تہا اور حجرے سے باہر نہوا تہا ۱۳ عمر بن خطاب نے اپنے
عاملوں کو خط لکہا کہ ضروری امر میرے نزدیک نماز ہے جسنے اوسکی حفاظت کی تو تمام دین کی اوسنے حفاظت کی اور جسنے اوسکو کہو دیا تو وہ کہتا بدین ہوا ہے پہر لکہا
کہ ظہر اوس وقت پڑہو کہ سایہ گز بہر ہو تا ایک مثل آخر حدیث تک کہا ابن عبد البر نے بیچ ذیل اوس حدیث ابی ہریرہ کے جو مثلین کی دلیلون مین ذکر ہوگی کہ یہہ موقوف ہے

قوله باب وقت العصر وقال ابو اسامة عن هشام فی قعر حجرتها کذا وقع هذا التعلیق فی روایة ابی ذر والاصیلی وکریمة والصواب تاخیره عن الاسناد الموصول کما جرت به عادة المصنف والحاصل ان انس بن عیاض وهو ابو ضمرة اللیثی وابا اسامة رویا الحدیث عن هشام وهو ابن عروة بن الزبیر عن ابیه عن عائشة وزاد ابو اسامة التقیید بقعر الحجرة وهو اوضح فی تعجیل العصر من الروایة المطلقة وقد وصل الاسماعیلی طریق ابی اسامة فی مستخرجه لکن بلفظ والشمس واقعة فی قعر حجرتی وعرف بذلک ان الضمیر فی قوله فی حجرتها لعائشة وفیه نوع التفات واسناد ابی ضمرة کلهم مدنیون والمراد بالحجرة وهی بضم المهملة وسکون الجیم البیت والمراد بالشمس ضوءها قوله فی روایة الزهری والشمس فی حجرتها ای باقیة وقوله لم یظهر الفیء ای فی الموضع الذی کانت الشمس فیه وقد تقدم فی اول المواقیت من طریق مالک عن الزهری بلفظ والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر ای ترتفع فهذا الظهور غیر ذلک الظهور ومحصله ان المراد بظهور الشمس خروجها من الحجرة وبظهور الفیء انبساطه فی الحجرة ولیس بین الروایتین اختلاف لان انبساط الفیء لا یکون الا بعد خروج الشمس قوله ابن عیینة فی روایة الحمیدی فی مسنده عن ابن عیینة ثنا الزهری وفی روایة محمد بن منصور عند الاسماعیلی عن سفیان سمعته اذنای ووعاه قلبی من الزهری قوله والشمس طالعة ای ظاهرة قوله بعد بالضم بلا تنوین قوله وقال مالک الی اخره یعنی ان الاربعة المذکورین رووه عن الزهری بهذا الاسناد

موطا میں مگر حکم میں مرفوع کی ہی سو ظاہر کہ نماز کا وقت بغیر آنحضرت سے سنے کوئی اپنے عقل سے نہیں کہہ سکتا تو یہہ نہیں ہی محلی میں تو یہہ حدیث بھی حضرت عمر والے حکم میں مرفوع کی گئی ہی ۔ یہہ باب وقت عصر کی بیان میں ہی روایت کی ابو اسامہ نے ہشام سے کہ دہوپ بیچ حجرہ میں تہی یہی یہہ نسخہ اسیطرح ہے روایت ابی ذر اور اصیلی اور کریمہ میں اور ٹہیک بات یہہ ہی کہ اصل روایت سے اسکو پیچہے روایت کرنا چاہیے جیسی کہ مصنف کی عادت ہی اور حاصل یہہ ہے کہ انس بن عیاض یعنی ابو ضمرہ لیثی اور ابو اسامہ دونو حدیث کو ہشام بن عروہ بن زبیر سے روایت کرتی ہیں اپنے باپ کے واسطے سے حضرت عائشہ سے اور ابو اسامہ نے بیچ حجرہ کی قید لگادی ہی اور یہہ قید تعجیل عصر میں بہت کہلی ہوئی ہی روایت بی قید سے اور اسماعیلی نے اپنے مرویات میں ابو اسامہ کے روایت کو موصول کردیا ہی لیکن لفظ اوسکی یہہ ہیں کہ سورج ایسا ہوں بیچ حجرہ میں ہوتا تہا اور اس سے جانا گیا کہ حجرتہا میں ضمیر جو ہے وہ حضرت عائشہ کیطرف پہرتی ہے اور اسمیں ایکطرح کا التفات ہی اور ابو ضمرہ کی سند میں سب راوی مدنی ہیں اور حجرہ سے مراد گہر ہے اور سورج سے مراد دہوپ ہے اور یہہ قول روایت زہری میں کہ سورج بیچ حجرہ میں ہوتا تہا مراد اوس سے یہہ ہے کہ سورج باقی رہتا تہا اور یہہ قول کہ سایہ نہیں چڑہتا تہا یعنی جہاں آفتاب ہوتا تہا اور اسکی بحث اول وقتوں کی بحث میں مالک کے روایت زہری کی جو تہی اوسمیں ہو چکی ہے جسکے لفظ یہہ ہی کہ سورج حجرہ میں ہوتا تہا پہلی اس سے کہ چڑہے یعنے بلند ہو سو یہاں ظہور کے معنے ظہور کے نہیں اور محصل یہہ ہے کہ مراد سورج کے ظہور سے اوسکا حجرہ سے نکلنا ہے اور مراد سایہ کے ظہور سے اوسکا حجرہ میں پہیل جانا ہے اور دونو میں کچہ خلاف نہیں کیونکہ سایہ کا پہیلنا سورج کی نکلنے کی بعد ہوتا ہے اور قول کہ ابن عیینہ سو حمیدی کی روایت میں اوسکی مسند میں یہ کہ روایت کی ابن عیینہ نے اور کہا کہ روایت کی ہمسے زہری نے اور روایت محمد بن منصور میں نسخہ اسماعیلی میں روایت کی سفیان نے میرے کانوں نے اوسے سنا اور دل نے یاد رکہا زہری سے اور یہہ قول کہ سورج چمکتا تہا یعنی خوب ظاہر تہا اور یہہ قول کہ مالک نے آخر تک یعنی چاروں شخصوں مذکورین نے زہری سے اسی سند کی ساتہہ روایت

فجعل الظهور للشمس وابن عيينة جعله للفئ وقدمنا توجيه ذلك وطريق الجمع بينهما وان طريق مالك وصلها المؤلف في اول المواقيت واما طريق يحيى بن سعيد وهو الانصاري وصلها الذهلي في الزهريات واما طريق شعيب وهو ابن ابي حمزة فوصلها الطبراني في مسند الشاميين اما طريق ابن ابي حفصة وهو محمد بن ميسرة فرويناه من طريق ابن عدي في نسخة ابراهيم بن طهمان عن ابن ابي حفصة والمستفاد من هذا الحديث تعجيل صلوة العصر في اول وقتها وهذا هو الذي فهمته عائشة وكذا الراوي عنها عروة واحتج به على عمر بن عبد العزيز في تاخيره صلوة العصر كما تقدم وشذ الطحاوي فقال لا دلالة فيه على التعجيل لاحتمال ان الحجرة كانت قصيرة الجدار فلم تكن الشمس تحتجب عنها الا بقرب غروبها فيدل على التاخير لا على التعجيل وتعقب بان الذي ذكره من الاحتمال انما يتصور مع اتساع الحجرة وقد عرف بالاستفاضة والمشاهدة ان حجر ازواج النبي صلى الله عليه وسلم لم تكن متسعة ولا يكون ضوء الشمس باقيا في قعر الحجرة الصغيرة الا والشمس قائمة مرتفعة والا متى مالت جدا ارتفع ضوءها عن قعر الحجرة ولو كانت الجدر قصيرة قال النووي كانت الحجرة ضيقة العرصة قصيرة الجدار بحيث كان طول جدارها اقل من مسافة العرصة بشيء يسير فاذا صار ظل الجدار مثله كانت الشمس بعد في اواخر العرصة انتهى والى هنا انتهى كلام الحافظ **اقول** قوله تعقبه لا ريب فيه اصلا لمن له قريحة سليمة عن التعصب والجواب عنه بان لا وجه للتعقيب فيه لان الشمس لا تحجب عن الحجرة القصيرة الجدار الا بقرب غروبها ولا دخل ههنا لاتساع الحجرة ولا لضيقها وانما الكلام في قصر جدارها جهل بحت وتعصب محض

سو ظہور سورج کی طرف کیا ہے اور ابن عیینہ نے سایہ کی طرف کیا ہے اور اسکی وجہ اور موافقت کا طریقہ دونوں روایتوں میں آگے گذر چکا اور مالک والی سند کو مولف نے اول وقتوں کی بحث میں موصول کیا ہے اور یحیی بن سعید کی سند زہری کی مرویات میں ذہلی نے اسکو موصول کر دیا اور شعیب کی سند کو طبرانی نے اپنے شامیوں کی سند میں اوسی موصول کر دیا ہی اور سند ابن ابی حفصہ کہ وہ محمد بن میسرہ ہی سو روایت کی اوسی ہمنے طریق ابن عدی کی نسخہ ابراہیم بن طہمان میں کہ جسکے روایت ہے ابن ابی حفصہ سی اور فائدہ اس حدیث سی عصر کا جلدی پڑہنا اول وقت پر ہے اور یہی حضرت عائشہ نے اس سے سمجہا اور اسیطرح انکی راوی عروہ نے چنانچہ عمر بن عبد العزیز نے عصر کی نماز دیر کرکے پڑہنے دیکہہ کر عروہ نے اسے حدیث سی حجت پکڑی ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور طحاوی الگ سب سے کنارے ہوکر یہہ کہدیا کہ اس حدیث میں تعجیل عصر کی دلالت نہیں بسبب احتمال ہونے اسبات کی کہ حجرہ کی دیواریں چہوٹی ہوں تو اوس سی سورج رک نہیں سکتا تہا سوا غروب کے وقت کے تو دلالت اس حدیث کی عصر کی دیر پر ہوئی نہ جلدی پر اور یہہ قول طحاوی کا یوں رد کیا گیا ہے کہ یہہ احتمال جب چلتا کہ حجرہ چوڑا ہوتا اور یہہ بات بطور نقل و مشاہدہ کی معلوم ہے کہ ازواج مطہرات کی حجرے چوڑے نہ تہی اور چہوٹی حجرہ کی وسط میں دہوپ باقی نہیں رہ سکتی کہ سورج بلند ہو کیونکہ سورج کا جہکنا ہوتی ہی دہوپ حجرہ جاتی رہیگی اگرچہ دیوار چہوٹی ہے ہوں کہا نووی نے کہ حجرہ کا صحن تنگ تہا اور دیواریں بہی پست تہیں دیواروں کی مقدار کچہ صحن ہی کچہ چہوٹی تہیں تو جب دیوار کا سایہ ایک مثل ہوتا تہا تو سورج صحن کے کنارہ پر ہوتا تہا ہو چکی عبارت نووی کی اور یہاں تک تہا کلام حافظ ابن حجر کا میں کہتا ہوں کہ بیشک قول طحاوی کا جو شخص عقلمند ہے اور کچہ اوسی تعصب نہیں ہی اوسکی نزدیک بلا شک رد ہے اور یہ جواب دینا کہ

لان حجرة قصير الجدار لا يصلح سببا لتاخير الاحتجاب الى قرب الغروب حتى ينضم معه اتساع العرصة فانا اذا فرضنا جدارا
ارتفاعه ذراعان وفرضنا ساحة قدامه ذراعا فلا يمكن ان يصير ظل الجدار مثلا او مثليه ما دامت الشمس ضوؤها في
الساحة بل غاية ما يوجد الظل مقدار نصف الجدار واذا فرضنا ساحة قدام ذلك الجدار مثلي ربعه ازيد شيئا فاذا يحصل
الظل للجدار مثليه ومع ذلك لا تخرج الشمس عن الساحة وهذا لا يخفى على من له عقل ساذج من الفضيلة العلمية فعلم
هذا التمثيل للنبيه انه لا بد من انضمام اتساع العرصة مع قصر الجدار والحال انه كان عرصة حجرة عائشة مساويا للجدار
المغربي بشيء يسير كما قال النووي فثبت شرذمة الحاكي وسقط جواب المجيب عن التعقيب فافهم اور کہا نووی نے
شرح صحیح مسلم کے تحت حدیث عائشہ کی قوله كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل ان تظهر وفي رواية يصلي العصر والشمس طالعة
في حجرتي لم يفئ الفيء بعد وفي رواية والشمس واقعة في حجرتي معناه كله التبكير بالعصر في اول وقتها وهو حين
يصير ظل كل شيء مثله وكانت الحجرة ضيقة العرصة قصيرة الجدار بحيث يكون طول جدارها اقل من
مساحة العرصة بشيء يسير فاذا صار ظل الجدار مثله دخل وقت العصر ويكون الشمس بعد في اواخر
العرصة لم يقع الفيء في الجدار الشرقي انتهى **اقول** وما اورد عليه بانه يمكن ان يكون طوله
اقل من نصف مساحة العرصة فيكون الصلوة عند المثلين والشمس في حجرتها فهو جهل بحت لانه اختراع الامكان
على خلاف الواقعيات المرئيات المشاهدات كمن قال في حق زيد موجود انه يمكن ان يكون ميتا وهو كما ترى

کچھ حاجت نہیں کہ کسی طرح چھوٹی دیوار حجرہ کی بسبب سے وقت غروب کے نہیں رک سکتا چوڑائی اور تنگی کو ہمیں کچھ دخل نہیں البتہ دیوار کی چھوٹی بھی میں
گفتگو ہے یہہ جواب محض نادانی اور تعصب ہے کیونکہ فقط دیوار کا چھوٹا ہونا بغیر چوڑائی کی ملائی سورج کی روکاؤ کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ
مثلا ہم جب دو گز کی اونچی دیوار فرض کریں اور صحن گز بھر کا تو جب تک دھوپ انگنائی میں ہی دیوار کی ایک مثل یا دو مثل سایہ نہیں ہو سکتا بلکہ بہت ہوگا تو
دیوار سے آدھا ہوگا اور جب صحن کچھ اوپر چار گز لیا تو ابھی دھوپ انگنائی میں ہوگی کہ دیوار کا سایہ دو مثل ہو جاوےگا اور یہہ اس شخص پر ظاہر ہے جسکی عقل
بلا امیزش ہے اور اسکو کچھ تعصب نہیں ہی تو اب اس کھلی ہوئی مثال سے معلوم ہو گیا کہ دیوار کی چھوٹی ہونیکی حالت میں صحن کے چوڑائی کا ملانا بھی
ضروری اور حال یہہ ہے کہ چوڑائی حضرت عائشہ کے حجرہ کی دیوار کی لنبان سے کچھ ہی بڑی تھی جیسا کہ نووی نے کہا تو اب اس راوی کا کہنا جاتا رہا اور
جواب مجیب کا ڈھ گیا سمجھ لے ف یہہ قول کہ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج حجرہ میں رہتا اور دھوپ دیوار پر نہیں چڑھتی تھی مطلب ان سبکا یہ ہو نکلا
عصر کے نماز جلدی پڑھنی کا ہے اور وہ ایک مثل ہی اور حجرہ تنگ تھا اور دیوار اسکی چھوٹی تھی اسطرح کہ لنبائی دیوار کی انگنائی سی کچھ چھوٹی تھی تو جب
ایک مثل دیوار کا سایہ ہوتا تھا تو عصر کا وقت ہو جاتا تھا اور سورج کنارہ میں صحن کی ہوتا تھا اور سامنے کی دیوار پر سایہ نہیں چڑھتا تھا نووی کی عبارت تو نکی
میں کہتا ہوں اور یہہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہہ ممکن ہی کہ دیوار کے لنبائی انگنائی کی آدھی سی بھی کم ہو تو دو مثل پر نماز ہو جب بھی سورج حجرہ میں
رہے تو یہہ نادانی ہے کیونکہ خلاف ایک امر واقعی دیکھے ہوئے کے ہے یہہ تو ایسا ہے کہ کوئی زید موجود کو یوں
کہدے کہ ممکن ہی کہ مردہ ہو اور یہہ جیسا ہے ظاہر ہی سب جانتے ہیں

اور کہا محلی حنفی میں بحث قول عائشہ کی کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر ای تعلو وتصعد من قاعتہ الدار الی الجدار الشرقی قال الخطابی معنی الظہور ھہنا الصعود ومنہ قولہ تعالیٰ ومعارج علیہا یظہرون قال عیاض قیل المراد تظہر علی الجدار وقیل ترتفع کلہا عن الحجرۃ وعلی ھذا فتظہر بمعنی تزول عنہا کما قال ۱؎ فتلک شکاۃ ظاہر عنک عارہا انتہی یعنی خلاصہ مطلب حدیث عائشہ کا یہہ ہوا کہ عائشہ کی حجرہ تنگ صحن والی میں جسکی دیوار قدرے چہوٹی تہی صحن میں تک آفتاب کی دہوپ باقی رہتی تہی اور سایہ دیوار مغربی کا صحن میں سی دیوار مشرقی پر نہیں چڑہتا تہا یعنی سایہ ایک مثل ہوتا تہا کہ آنحضرت علیہ السلام عصر کی نماز پڑہتے تہے اور روایت کی بخاری نی سیار بن سلامہ سی قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الہجیر التی تدعونہا الاولی حین تدحض الشمس ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ والشمس حیۃ کہا ابو داود نی حدثنا یوسف بن موسی نا جریر عن منصور عن خیثمۃ قال حیاتہا ان تجد حرہا اور کہا حافظ ابن حجر نی فتح الباری میں قولہ الی رحلہ بفتح الراء وسکون المہملۃ ای مسکنہ قولہ فی اقصی المدینۃ صفۃ للرحل قولہ والشمس حیۃ ای بیضاء نقیۃ قال الزین بن المنیر المراد بحیاتہا قوۃ اثرہا حرارۃ ولونا وشعاعا وانارۃ وذلک لا یکون بعد مصیر الظل مثلی الشئ انتہی وفی ابی داود باسناد صحیح عن خیثمۃ احد التابعین قال حیاتہا ان تجد حرہا انتہی اور روایت کی بخاری نے انس بن مالک سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ فیذہب الذاہب الی العوالی فیاتیہم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی من المدینۃ علی اربعۃ امیال او نحوہ انتہی اور مسلم نی انس سے

۱؎ آنحضرت عصر کی نماز پڑہتے تہے اور سورج حجرہ میں ہوتا تہا اور دہوپ ابہی دیوار شرقی پر نہیں چڑہتی تہی خطابی کہا ہے کہ معنی ظہور یہاں چڑہنے کے ہیں اور اسی قسم سی یہہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ سیڑہیاں ہیں کہ اوسپر وہ چڑہتے ہیں عیاض نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہہ ہے کہ دہوپ دیوار شرقی پر نہیں چڑہتی تہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سب دہوپ حجرہ سی باہر ہونا مراد ہے تو اب ظہور کے معنے زائل ہونیکی ہونگی جیسے اس مصرعہ عربی میں ہیں ہو جسکی عبارت حاشیہ میں ہے ۲؎ کہا سیار بن سلامہ نے کہ میں اور میرے باپ ابی برزہ کی پاس گئے تو میری باپ نے اون سی پوچہا کہ آنحضرت صلعم فرض نماز کس وقت پڑہا کرتے تہی کہا کہ ظہر تو سورج ڈہلتے ہی پڑہا کرتی تہی اور عصر پڑہکر پہلے لوگ کنارہ شہر کی رہنی والے اپنے گہر پہنچ جاتے تہے اور آفتاب تیز رہتا تہا ۳؎ روایت کی ہمیں یوسف بن موسی نے کہا کہ روایت کی ہمیں جریر نے اور کہا کہ یہہ روایت منصور کی وہ اس خیثمہ سی ہے کہ حیات سورج کی یہہ ہے کہ اوسکی تیزی موجود رہے ۴؎ رحل کے معنے گہر کی ہیں اور کنارہ مدینہ کا یہ اوسکی صفت ہے اللہ اعلم حیۃ یعنی سفید ہے کہا زین بن منیر نے کہ مراد اوسکی حیات سی سب لوازم آفتاب کا قائم رہنا ہے اور یہہ بات بعد ایک مثل کے نہیں رہتی ہو جسکی عبارت فتح الباری کی ۵؎ اور ابو داود میں صحیح اسناد سی خیثمہ کی روایت ہے کہ وہ منجملہ تابعین کی ہے کہ حیات سورج کی یہہ ہے کہ حرارت موجود رہے ۶؎ آنحضرت عصر کی نماز پڑہتے تہے اور آفتاب بلند اور تیز ہوتا تہا سو بعضی جانیوالا چار میل کی قریب جا پہنچتا تہا اور سورج بلند رہتا تہا

قال كنا نصلي العصر ثم يذهب الذاهب الى قباء فياتيهم والشمس مرتفعة ورنهين الفاظ سی امام مالک نی انس سی اور روایت کی ہی نسائی نے انس سی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان يصلي العصر ثم يذهب الذاهب الى قباء فقال احدهما الضمير الى الزهري واسحاق بن عبد الله الراويان عن انس فياتيهم وهم يصلون وقال الآخر والشمس مرتفعة اور نسائی کی دوسری روایت مین یون ہی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان يصلي العصر والشمس مرتفعة حية ويذهب الذاهب الى العوالي والشمس مرتفعة اور تیسری مین یون ہی کان رسول الله صلی الله علیه وسلم يصلي بنا العصر والشمس بيضاء محلقة اور روایت کی ہی ابن ماجہ نی انس بن مالک سی ان النبي صلی الله علیه وسلم كان يصلي العصر والشمس مرتفعة حية فيذهب الذاهب الى العوالي والشمس مرتفعة اور روایت کی ابو داؤد نی انس سے ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر والشمس بيضاء مرتفعة حية ويذهب الذاهب الى العوالي والشمس مرتفعة پہر کہا حدثنا الحسن بن علي حدثنا عبد الرزاق انا معمر عن الزهري قال والعوالي على ميلين او ثلثة قال واحسبه قال واربعة انتہی اور روایت کی ہی امام مالک نی نافع مولی ابن عمر سی ان عمر بن الخطاب كتب الى عماله ان اهم امركم عندي الصلاة فمن حفظها وحافظ عليها حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها اضيع ثم كتب ان صلوا الظهر اذا كان الفيء ذراعا الى ان يكون ظل احدكم مثله والعصر والشمس مرتفعة بيضاء نقية قدر ما يسير الراكب فرسخين او ثلثة قبل غروب الشمس اور امام مالک کی ایک روایت مین یون آیا ہے ان عمر بن الخطاب كتب الى ابي موسى الاشعري ان صل العصر والشمس بيضاء نقية قدر ما يسير الراكب ثلثة فراسخ کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین قوله والشمس مرتفعة حية فيه اشارة الى بقاء حرها وضوئها كما تقدم اى فى كلام ابى داؤد وابن المنير قوله بعد ذلك فياتيهم والشمس مرتفعة اى دون ذلك

ف انس نے کہا کہ ہم عصر کی نماز پڑہتے ہتی اور بعضی جانیوالی قبا جاتی ہتی اور سورج بلند رہتا تہا ف آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑہتے ہتی اور پہر بعضی جانیوالی قبا پہونچ جاتی ہتی اب ایک راوی کا تو یہہ قول ہے کہ انکو نماز پڑہتے جا کر پاتی ہتی اور ایک کا یہہ کہ وہان پہونچنی کی بعد سورج بلند رہتا تہا ف آنحضرت صلعم عصر پڑہتے اور سورج بلند اور تیز رہتا تہا اور بعضی جانیوالی نجد تک جاتی ہتی اور سورج بلند رہتا تہا ف آنحضرت صلعم ہمارے ساتہہ عصر کی نماز پڑہا کرتے تہے اور سورج کی ٹکیہ تیز ہتی ف آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑہتی ہتی اور سورج اسقدر بلند ہوتا تہا کہ نجد تک جانیوالی وہان پہونچ جاتی ہتی اور سورج پہر بہی بلند رہتا تہا ف نبی صلعم عصر کی نماز پڑہتے ہتی اور سورج تیز اور بلند رہتا تہا اور بعد نماز کی نجد کے جانیوالی وہان پہونچ جاتی ہتی پہر بہی سورج بلند ہی رہتا تہا ف روایت کی ہمکو حسن بن علی نی اور کہا روایت کی ہمین عبد الرزاق نی اور کہا کہ روایت کی ہمکو معمر نے زہری سے کہ انہون نی کہا کہ نجد کی سمت عوالی دو میل تہا یا تین معمر کہتی ہین مجہی یون ہی یاد پڑتا ہے کہ شاید چار میل کہی ہو یہہ عبارت ابو داؤد کی ف حضرت عمر نے اپنے عاملو کو خط لکہا کہ بڑا ضروری کام میرے نزدیک نماز اور اسکا حفاظت کرنی والا اپنے دین کی باتون کا حفاظت کرنیوالا ہی اور اسکا ضائع کرنیوالا اور دین کی باتون میں بالکل ضائع کرنیوالا ہی پہر یہہ لکہا کہ ظہر اسوقت پڑہو کہ سایہ ایک ہاتہہ ہو جاوے اور ایک مثل تک پڑہا کرو اور عصر ایسی پڑہا کرو کہ سورج بلند اور تیز ہو تاکہ بعد نماز کی غروب سے پہلی سوار دو تین فرسنگ چلا جاوے ف حضرت عمر بن خطاب نی ابو موسی اشعری کو لکہا کہ عصر ایسے پڑہنا کہ سورج صاف ہو کہ نماز کی بعد سوار تین فرسنگ چلا جاوے ف آفتاب بلند اور تیز ہو اس قول مین اشارہ ہے کہ روشنی اور تیزی باقی رہی جیسا کہ اگلی گذر چکا یعنی ابو داؤد اور ابن منیر کی کلام مین اور یہہ قول کہ بعد نماز کے وہان پہونچ جاتی ہتی اور سورج بلند رہتا تہا یعنے پہلی بلندی سے کم

الارتفاع لكن بها لم تصل الى الحد الذي يوصف بانها منخفضة وفي ذلك دليل على تعجيله صلى الله عليه وسلم بصلوة العصر لوصف الشمس
بالارتفاع بعد ان يمضي مسافة اربعة اميال وروى النسائي والطحاوي واللفظ له من طريق ابي الابيض عن انس قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم يصلي بنا العصر والشمس بيضاء محلقة ثم ارجع الى قومي في ناحية المدينة فاقول لهم قوموا فصلوا فان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قد صلى قال الطحاوي نحن نعلم ان اولئك يعني قوم انس لم يكونوا يصلونها الا قبل اصفرار الشمس فدل ذلك
على انه صلى الله عليه وسلم كان يعجلها **قوله** وبعض العوالي كذا وقع ههنا اي بين بعض العوالي والمدينة المسافة المذكورة وروى البيهقي
حديث الباب من طريق ابي بكر الصغاني عن ابي اليمان شيخ البخاري فيه وقال في اخره وبعد العوالي بضم الموحدة وبالدال المهملة
وكذلك اخرجه المصنف في الاعتصام تعليقا ووصله البيهقي من طريق الليث عن يونس عن الزهري لكن قال اربعة
اميال او ثلثة وروى هذا الحديث ابو عوانة في صحيحه وابو العباس السراج جميعا عن احمد بن الفرج ابي عتبة عن محمد
ابن حمير عن ابراهيم بن ابي عبلة عن الزهري ولفظه والعوالي من المدينة على ثلثة اميال واخرجه الدارقطني عن المحاملي عن ابي عتبة
المذكور بسنده المذكور فوقع عنده على ستة اميال ورواه عبد الرزاق عن الزهري فقال فيه على ميلين او ثلثة فيتحصل من ذلك
ان اقرب العوالي من المدينة مسافة ميلين وابعدها مسافة ستة اميال وكانت رواية المحاملي محفوظة **قوله**
وبعض العوالي الى اخره مدرج من كلام الزهري ولم يقف الكرماني على هذا فقال هو كلام البخاري او انس او الزهري كما هو عادته انتهى مختصرا

اور بلند ہوتی کہا یعنی اس مرتبہ تک نہیں پہونچا کہ جس میں اسکو پست کہا جاوے اور اس میں آنحضرت صلعم کے عصر جلدی پڑہنے کی دلیل ہے کیونکہ چار میل جانیکی
سورج بلند رہتا تہا اور نسائی اور طحاوی نے ابی الابیض کی سند سے بروایت حضرت انس کے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلعم ہمارے ساتھ عصر پڑہا کرتے
تہی اور سورج کی ٹکیہ روشن رہتی تہی پہر میں مدینہ کی طرف اپنی قوم میں جاتا تہا اور ان سے کہتا تہا اوٹہو نماز پڑہو آنحضرت صلعم تو نماز پڑہ چکے کہا
طحاوی نے ہم جانتے ہیں وہ لوگ یعنی قوم انس کی سورج کی زرد ہونے سے پہلے ہی عصر پڑہتی تہی تو اس سے یہہ بات نکلی کہ آنحضرت صلعم جلدی عصر پڑہتے تہی
قوله اور بعضی نجد کی زمین یہاں یوہیں مروی ہی یعنی نجد کی زمین اور مدینہ میں یہی مسافت ہے اور حدیث باب بیہقی نی روایت کی ہی
ابوبکر صغانی سے اور انہوں نے ابو الیمان بخاری کے استاد سے اور اس میں لفظ بعض کے جگہہ ان سے بعد بموحدہ پیش کے ساتہہ کہا اور اسیطرح بخاری نے تعلیق روایت
کی ہی اور بیہقی نے اسکو موصول کیا ہے سند لیث کے وہ بروایت یونس کے زہری سے روایت کرتے ہیں لیکن کہا ہی کہ چار میل یا تین میل اور ابو عوانہ نے
اپنے صحیح میں یہہ حدیث روایت کی ہی اور ابو عباس سراج نے اور دونوں کے سند یہہ ہے روایت ہی احمد بن فرج ابی عتبہ سے کہ روایت کی انہوں نے محمد بن
حمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی عبلہ سے انہوں نے زہری سے اور لفظ اسکی یوں ہیں کہ نجد زمین مدینہ سے تین میل ہے اور روایت کی دارقطنی
نے بواسطہ محاملی اور ابی عتبہ کے سند مذکور کے ساتہہ اور ذکر کیا اس میں چہہ میل اور روایت کی عبد الرزاق نے زہری سے تو اس میں دو یا تین میل
ہیں تو ان سب روایتوں سے حاصل ہوا کہ ادنی جانب زمین نجد کی مدینہ منورہ سے دو میل کی مسافت پر ہے اور بعید چہہ پر اور محاملی کی روایت چہہ میل والی
ٹہیک ہے اور یہہ میلوں کی تفصیل زہری کا کلام ہے کرمانی کو یہہ حال نہ کہلا تو وہ بطور شک کی اپنی عادت کی موافق
کہنے لگا کہ یہہ کلام بخاری کا ہے یا انس کا یا زہری کا ہو چکی عبارت فتح الباری کی مختصر طور پر

اور کہا فتح الباری میں تحت اس حدیث انس کی کنا نصلی العصر ثم یذہب الذاہب منا الی قبا فیاتیہم والشمس مرتفعۃ قولہ کنا نصلی العصر ای مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یظہر ذلک من الطریق الاخری وقد رواہ خالد بن مخلد عن مالک کذلک مصرحا بہ اخرجہ الدارقطنی فی غرائبہ قولہ ثم یذہب الذاہب الی قبا کان انسا اراد بالذاہب نفسہ کما یشعر بذلک روایۃ ابی الابیض المقدمۃ قولہ الی قبا فیاتیہم ای اہل قبا وہو علی حذف قولہ واسأل القریۃ واللہ اعلم قال النووی فی الحدیث المبادرۃ بصلوۃ العصر فی اول وقتہا لانہ لا یمکن ان یذہب الذاہب بعد صلوۃ العصر میلین او اکثر والشمس لم تتغیر الا اذا صلی العصر حین صار ظل الشیء مثلہ ففیہ دلیل للجمہور فی ان اول وقت العصر مصیر ظل کل شیء مثلہ خلافا لابی حنیفۃ وقد مضی ذلک فی الباب الذی قبلہ انتہی مختصرا کہا امام نووی نے قولہ والشمس مرتفعۃ حیۃ قال الخطابی حیاتہا صفاء لونہا قبل ان تصفر وتتغیر وہو مثل قولہ بیضاء نقیۃ وقال ہو ایضا وغیرہ حیاتہا وجود حرہا والمراد بہذہ الاحادیث وما بعدہا المبادرۃ لصلوۃ العصر اول وقتہا لانہ لا یمکن ان یذہب الذاہب بعد صلوۃ العصر میلین وثلثۃ والشمس بعد لم تتغیر بصفرۃ ونحوہا الا اذا صلی العصر حین صار ظل الشیء مثلہ ولا یکاد یحصل ہذا الا فی الایام الطویلۃ انتہی اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور مالک نے انس سے کنا نصلی العصر ثم یخرج الانسان الی بنی عمرو بن عوف فیجدہم یصلون العصر اور روایت کی ہے مسلم نے انس سے انہ قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر فلما انصرف اتاہ رجل من بنی سلمۃ فقال یا رسول اللہ انا نرید ان ننحر جزورا لنا ونحن نحب ان تحضرہا قال نعم فانطلق وانطلقنا معہ فوجدنا الجزور لم تنحر فنحرت ثم قطعت ثم طبخ منہا ثم اکلنا قبل ان تغیب الشمس اور روایت کی ہے مسلم نے رافع بن خدیج سے یقول کنا نصلی العصر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ننحر الجزور فتقسم عشر قسم ثم نطبخ فناکل لحما نضیجا قبل مغیب الشمس کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ الی بنی عمرو بن عوف ای بقباء لانہا کانت منازلہم اخراج المصنف لہذا الحدیث مشعر

ف یہ قول کہ سورج بلند ہوتا کہا خطابی نے سورج کی حیات سے یہ مراد ہے کہ اوسکا رنگ صاف ہو زرد نہوا ور بعضوں نے کہا سورج کے صاف ہونے سے مراد ہے اور خطابی اور علما نے کہا ہے کہ حیات سے مراد گرمی اور تیزی کا رہنا ہے اور مراد ان سب حدیثوں سے عصر کی نماز میں جلدی ہے کہ اول وقت پڑھو کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ جانے والا دو تین میل چلا جاوے اور آفتاب متغیر نہو جب تک عصر ایک مثل پر نہ پڑھے دونوں میں نہ پڑہی جاوے ف ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر بعضے لوگ بنی عمرو بن عوف کے پاس جاتے اور انکو نماز پڑھتے پاتے ف آنحضرت صلعم ہم لوگوں کو جب عصر کی نماز پڑھا چکے تو ایک شخص آپکے پاس آیا بنی سلمہ میں کا اور کہا کہ ہم اونٹ ذبح کیا چاہتے ہیں اور آپ بھی تشریف لے چلیں آپ نے فرمایا کہ اچھا پھر آپ اور ہم سب گئے تو اونٹ ہمارے سامنے ذبح ہوا اور پارچہ ہو کر بقدر ضرورت پکا کر غروب سے پہلے ہمنے کھا لیا ف رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز آنحضرت صلعم کے ساتھ پڑھتے تھے پھر اونٹ ذبح ہوتا اور دس حصے ہو کر پکتا اور غروب سے پہلے اچھا پکا ہوا گوشت ہم کھاتے تھے ف یہ قول کہ بنی عمرو بن عوف یعنی قبا کیونکہ وہ وہاں رہتے تھے اور اس حدیث کو نکالنا

بان کان یرید ان قول الصحابی کنا نفعل کذا مسند ولو لم یصرح باضافتہ الی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو اختیار الحاکم وقال
الدارقطنی والخطیب وغیرہما ہو موقوف والحق انہ موقوف لفظا مرفوع حکما لان الصحابی اوردہ فی مقام الاحتجاج فیحمل علی انہ اراد کونہ فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد روی ابن المبارک ہذا الحدیث عن مالک فقال فیہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر الحدیث اخرجہ
النسائی قال النووی قال العلماء کانت منازل بنی عمرو بن عوف علی میلین من المدینۃ وکانوا یصلون العصر فی وسط
الوقت لانہم کانوا یشتغلون باعمالہم وحروثہم فدل ہذا الحدیث علی تعجیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصلوۃ العصر فی
اول وقتہا وسیأتی فی حدیث الزہری عن انس ان الرجل کان یاتیہم والشمس مرتفعۃ انتہی اور کہا ملا عابد سندی نے حاشیہ نسائی میں کہ حدیث رافع بن خدیج کی
یعنی جسمین ذبح کرنے اونٹ کا ذکر ہے دلیل ہے مذہب جمہور پر کہ بعد ایک مثل کی وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے چنانچہ
کلام انکا بعینہ عنقریب آویگا اور کہا نووی نے ذیل میں اوسی حدیث مذکور کی ہذا تصریح بالمبالغۃ فی التبکیر بالعصر اور
ذیل میں حدیث بنی عمرو بن عوف کی کہا وفی ہذہ الاحادیث وما بعدہا دلیل لمذہب مالک والشافعی واحمد وجمہور
العلماء ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیٔ مثلہ وقال ابو حنیفۃ لا یدخل حتی یصیر ظل الشیٔ مثلیہ
وہذہ الاحادیث حجۃ للجماعۃ علیہ مع حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی بیان المواقیت وحدیث جابر وغیر ذلک انتہی
یہ خلاصہ مطلب ان احادیث کا یہہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسی وقت مین پڑہتے تہی کہ بعد عصر کے
دو کوس یا تین کوس یا چہہ کوس تک کوئی جاتا تو بہی آفتاب کو بلند پاتا اور ایسی وقت مین پڑہتی کہ آفتاب مین خوب گرمی
اور روشنی اور شعاع اور تیزی ہوتی اور ایسی وقت مین پڑہتے کہ بعد نماز کی اونٹ کو ذبح کرکر اور قطع کرکی اور دس
حصے تقسیم کرکے اور خوب پکا کر کہاتی تو بہی آفتاب باقی رہتا تو دیکہو کہ یہہ امور سوا اسکی کہ عصر ایک مثل پر پڑہی
کیونکر ہو سکتی ہین مقام غور اور تأمل کا ہے اب جسکو تعصب ہو اور حدیث سی اعتقاد ہو اور روایت کی ہے بخاری اور
روایت کرنا چاہتا ہے سو اسکو کہ بخاری کا عقیدہ یہہ ہے کہ صحابی کا یہہ کہنا کہ ہم یون کیا کرتے تہے مسند حدیث کی قسم سے ہے
اگرچہ آنحضرت کی زمانہ مین کرنیکی تصریح صحابی نکرے اور یہہ بات حاکم کی بہی مختار ہے اور دارقطنی اور خطیب وغیرہ نی کہا ہے
کہ ایسی حدیث موقوف ہی اور حق بات یہہ ہے کہ ایسی حدیث لفظون مین موقوف ہوتی ہے اور حکم مین مرفوع
اسواسطے کہ صحابی جب دلیل کے مقام پر لایا ہے تو محمول ہوگی اسپر کہ اوسکی مراد آنحضرت کی زمانہ مین اس فعل کا کرنا ہی اور ابن مبارک نے یہہ حدیث مالک سے
روایت کی ہے اور اوسمین کہا کہ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی آخر حدیث تک نسائی مین یہہ روایت ہی نووی نے کہا ہے کہ علما نے کہا ہے
بنی عمرو بن عوف کی گہر مدینہ سی دو میل پر تہی اور بیچ وقت مین وہ لوگ نماز پڑہا کرتی تہی کیونکہ کہیتی وغیرہ کا کام کیا کرتے تہی تو دلالت
اس حدیث کی آنحضرت کی عصر جلدی پڑہنی پر اول وقت مین اور آگی حدیث زہری کی روایت مین آویگا کہ لوگ وہان پہونچ جاتی تہی اور
سورج بلند رہتا تہا انتہی یہہ تصریح ہے عصر کی جلدی کرنی سے انتہی یہہ اور اگلی حدیثین دلیل ہین امام شافعی اور مالک اور احمد کی مذہب کی
کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ نہین ہوتا جبتک دو مثل سایہ نہو اور یہہ حدیثین اور حدیث ابن عباس اور جابر وغیرہ کی

مسلم نے ابوبکر بن عثمان سے کہ قال سمعت ابا امامة یقول صلینا مع عمر بن عبد العزیز الظہر ثم خرجنا حتی دخلنا علی انس بن مالک فوجدناہ یصلی العصر فقلت یا عم ما ہذہ الصلوۃ التی صلیت قال العصر وہذہ صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی کنا نصلی معہ اور روایت کی ہے مسلم نے علاء بن عبد الرحمن سے انہ دخل علی انس بن مالک فی دارہ بالبصرۃ حین انصرف من الظہر ودارہ بجنب المسجد فلما دخلنا علیہ قال اصلیتم العصر فقلنا لہ انما انصرفنا الساعۃ من الظہر قال فصلوا العصر فقمنا فصلینا فلما انصرفنا قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تلک صلوۃ المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقرہا اربعا لا یذکر اللہ فیہا الا قلیلا کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں قولہ سمعت ابا امامۃ ہو اسعد بن سہل بن حنیف وہو عم الراوی وفی القصۃ دلیل علی ان عمر بن عبد العزیز کان یصلی الصلوۃ فی اخر وقتہا تبعا لسلفہ الی ان انکر علیہ عروۃ فرجع الیہ کما تقدم وانما انکر علیہ عروۃ فی العصر دون الظہر لان وقت الظہر لا کراہۃ فیہ بخلاف وقت العصر وفیہ دلیل علی صلوۃ العصر فی اول وقتہا ایضا وہو عند انتہاء وقت الظہر ولہذا تشکک ابو امامۃ فی صلوۃ انس اہی الظہر او العصر فیدل ایضا علی عدم الفاصلۃ بین الوقتین وقولہ یا عم ہو علی سبیل التوقیر وکونہ اکبر سنا مع ان نسبہما یجتمع فی الانصار لکن لیس عمہ علی الحقیقۃ واللہ اعلم انتہی اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں ذیل میں ان دونوں حدیثوں کی ہذان الحدیثان صریحان فی التبکیر بصلوۃ العصر فی اول وقتہا وان وقتہا یدخل بمصیر ظل کل شیء مثلہ ولہذا کان الاخرون یؤخرون الظہر الی ذلک الوقت وانما اخرہا عمر بن عبد العزیز

جو دو وقتوں کی بیان میں ہیں اونپر حجت ہیں سلطہ کہا عثمان نے میں ابو امامہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمنے عمر بن عبد العزیز کی ساتھہ نماز پڑہی ظہر کی پہر وہاں سے نکلکر انس بن مالک کے پاس گئے تو ہمنے دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑہ رہے تھے میں نے کہا اے چچا یہ کیسی نماز ہے کہا کہ عصر کی نماز ہے اور ایسے نماز ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھہ پڑہا کرتے تھے سلطہ علاء بن عبد الرحمن انس بن مالک کے پاس گئے بصرہ میں ظہر پڑہ کر اور ان کا گہر مسجد کے پاس تہا غرض کہ جب انکی پاس گئی تو انہوں نے کہا کیا تمنے عصر پڑہ لی ہمنے کہا کہ ہم تو ابہی ہم ظہر پڑہ کر چلے آتے ہیں کہا عصر پڑہو ہمنے کہڑے ہو کر عصر پڑہی جب پڑہ چکے تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ یہہ نماز منافق کی ہے بیٹہا ہوا سورج کو دیکہتا رہتا ہے جب غروب ہونی لگا تو چار ٹکریں لگا لیتا ہے کچھ یوں ہیں اوسمیں تہوڑا سا پڑہ لیتا ہے سلطہ یہہ قول کہ ہمنے ابی امامہ سے سنا یہہ شخص سعد بن سہل بن حنیف راوی کی چچا ہیں اور اس قصہ میں دلیل ہے کہ عمر بن عبد العزیز آخر وقت نماز پڑہا کرتے تہی اپنے بڑوں کے دیکہا دیکہی یہانتک کہ عروہ نے اونپر نکیر کیا تو انہوں نے اوس سے رجوع کیا چنانچہ یہہ قصہ اوپر گذر چکا اور سوا اسکے نہیں کہ عروہ نے اونپر عصر کی باب میں نکیر کیا ظہر کی باب میں نکیا کیونکہ ظہر کے وقت میں کراہت نہیں بخلاف وقت عصر کی اور اسمیں یہہ بہی دلیل ہے بہی نکلی کہ عصر کی نماز کا اول وقت انتہای ظہر ہے اسیواسطے ابو امامہ نے انس کی نماز میں شک کر کی پوچہا کہ یہہ ظہر کی نماز ہے یا عصر کی اور اسی دلالت کی کہ ان دونوں وقتوں میں فاصلہ نہیں اور ابو امامہ نے حضرت انس کو چچا توقیرا اور بڑا جانکر کہا تہا ورنہ وہ اونکی چچا حقیقت میں نہ تہی ہاں انکا نسب انصار میں جا ملتا ہے آگی اللہ جانتا ہے تمام ہوچکی عبارت فتح الباری کی سلطہ یہہ دونوں حدیثیں عصر کی جلدی پڑہنی میں کہلی ہوئی ہیں اور اسمیں کہ عصر کا وقت

علی عادة الامراء قبلہ قبل ان تبلغہ السنة فی تقدیمها فلما بلغتہ صار الی التقدیم وهذا حین ولی عمر بن
عبد العزیز المدینة نیابة لا فی خلافة لان انسا رضی الله عنہ توفی قبل خلافة عمر بن عبد العزیز بنحو تسع سنین انتہی
اور کہا ملا عابد سندی حنفی نے مواہب لطیفہ شرح مسند ابی حنیفہ میں فالجمهور علی ان وقت العصر یدخل بصیرورة ظل کل شئ
مثلہ بالاقواد بدلیل ما اخرجہ البخاری عن رافع بن خدیج قال کنا نصلی مع النبی صلی الله علیہ وسلم صلوة العصر ثم ننحر الجزور
فتقسم علی عشر قسم ثم نطبخ فناکل لحما نضیجا قبل ان یغیب الشمس وعند الشیخین عن انس قال کان رسول الله صلی
الله علیہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعة حیة فیذهب الذاهب الی العوالی فیاتیهم والشمس مرتفعة وبعض العوالی
من المدینة علی اربعة امیال وفی روایة الی قبا وفی حدیث اسعد بن سهل بن حنیف فیما اخرجاه عنہ قال صلینا مع عمر بن
عبد العزیز الظهر ثم خرجنا حتی دخلنا علی انس بن مالک فوجدناه یصلی العصر فقلت یا عم ما هذه الصلوة قال العصر
وهذه صلوة رسول الله صلی الله علیہ وسلم التی کنا نصلی معہ وعندهما من حدیث عایشة ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم کان یصلی العصر
والشمس فی حجرتها قبل ان تظهر وقد ثبت ان جبرئیل صلی بالنبی صلی الله علیہ وسلم فی الیوم الاول صلوة العصر عند صیرورة ظل الشئ
مثلہ وصلی فی الیوم الثانی حین کان ظل کل شئ مثلیہ وقال الوقت ما بین هذین الوقتین وعلی هذا کافة العلماء من الصحابة والتابعین

انتہی پس حاصل مطلب مع شرح حدیث اول کا یہہ ہوا کہ عمر بن عبد العزیز نے باقتدا سلف امراء کی نماز ظہر کی بہت آخر
پڑھی یعنی قریب ایک مثل کی یا بعد اوسکی جیسا کہ مقتضی ہے اجماع صحابہ اور تابعین اور تمام آئمہ کا سوا امام
اور بدخول وقت عصر کے بعد ایک مثل کے جیسا کہ کلام میں سبہوں کی گذرا اور بسبب صحیح دلالت کرتی الا اسیر کہ
بن عبد العزیز کے ایک مثل تک ہتی نہ خارج اسکے قول امام نووی کا شرح صحیح مسلم سے نقل ہو چکا تو ایسے

ایک مثل پر ہوتا ہے یہہ اپنی ظہر کی تاخیر اوس وقت تک وہ لوگ کرتے تہے اور عمر بن عبد العزیز نے اسواسطے تاخیر کی کہ اونکو [illegible]
اور جلدی کی بابت حدیث کی نہ پہونچی تہی پہلی تاخیر کیا کرتے تہے اور جب عمر بن عبد العزیز کو جلدی کی حدیث پہونچ گئی تو اونہوں نے اوس سے
رجوع کیا اور یہہ قصہ اوس زمانہ کا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نیابت کی طور پر مدینہ کی والی تہے اور [illegible] خلافت نہ تہی کیونکہ انس نے اونکی [illegible]
کی نوبت آنے سے پہلی رحلت کی ہیں یہانتک عبارت نووی کی تمام ہوئی سو جمہور نے یہ [illegible] کہا ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہی بدلیل اوس حدیث
کی جس کو بخاری نے روایت کیا ہی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ عصر کے نماز پڑہتے تہی پہر اونٹ
ذبح کرتے دس حصہ کرتے اوسے پکاتے اور غروب سے پہلی خوب پکا ہوا گوشت کہاتے اور شیخین نے انس سے روایت کی ہے
کہ آنحضرت نماز پڑہتے تہی اور سورج بلند اور تیز رہتا تہا اور جانیوالی مجد کے بعضے گاؤں میں پہونچ جاتی تہی اور بعضی گاؤں مدینہ سے چار میل
پر ہیں قبا کا جانا آیا ہے اور اوس حدیث میں کہ ابو اسعد بن سہل بن حنیف سے شیخین نے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ظہر پڑہی پہر
نکلی اور انس کی پاس گئے تو اونکو عصر پڑہتے ہوئے پایا تو میں نے کہا کہ چچا یہہ کونسی نماز ہے تو اونہوں نے کہا عصر اور یہہ آنحضرت کے
ساتھ ہم عصر اسی وقت پڑہا کرتے تہے اور شیخین نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت عصر کی نماز پڑہتے اور سورج اونکی حجرہ میں ہوا کرتا

ہم امام کی ساتھ عمر بن عبد العزیز کی ظہر پڑہی اور بعد نماز کی جب انس کے پاس گئی تو اونکو عصر پڑہتی پایا تو پوچھا کہ یہہ کونسی
نماز پڑہتے ہو انس نے جواب دیا کہ عصر پڑہتا ہوں اور اسی وقت مین ہم صحابہ رسول صلعم کی ساتھ پڑہا کرتی تہی اور حاصل
دوسری حدیث کا یہہ ہوا کہ علاء بن عبد الرحمن اپنے وقت معمولی پر یعنی ایک مثل کی قریب نماز ظہر سے خارج ہوکر ظہر پڑہ کر انس کے
ہان گئے وہ گہر مسجد سے قریب ہی تہا گئی تب انس نے پوچھا کہ عصر پڑہ چکی ہو اونہون نے کہا کہ ہمنے ابہی ظہر پڑہی ہی انس نے
کہا کہ ابہی پڑہو نماز عصر کی تو پڑہے ہمنے عصر اور پہری تب کہا انس نے کہ نماز تاخیر کرکے وقت اول سے پڑہنی نماز ہے
منافق کی اور روایت کی ہی نسائی اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے قال كانت قدر صلوة رسول الله صلى الله عليه
وسلم في الصيف ثلاثة اقدام الى خمسة اقدام وفي الشتاء خمسة اقدام الى سبعة اقدام کہا مرقاة مین قال الخطابي
هذا امر يختلف في الاقاليم والبلدان وذلك لان العلة في طول الظل وقصره هو زيادة ارتفاع الشمس في السماء
وانحطاطها وكانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة والمدينة وهما من الاقليم الثاني وقول
ابن مسعود ينزل على هذا التقدير في ذلك الاقليم دون الاقاليم التي هي خارجة عن الاقليم الثاني انتهى
مخلصاً اور کہا فتح الودود مین والمراد ان يبلغ مجموع الظل الاصلي والزائد هذا المبلغ لان يصير الزائد هذا المبلغ
ويعتبر الاصل سوى ذلك اقول والدليل عليه ظاهر الحديث اذ هو ليس بمستثنى عنه الظل الاصلي بل الاطلاق على سبيل الشمول كما لا يخفى
اور کہا ارکان اربعہ مین وخمسة اقدام يكون اقل من المثل انتہی پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہہ ہوا کہ آنحضرت
کی نماز ظہر مکہ مدینہ مین ایسے اندازے سے ہوتی تہی کہ گرمی مین ابتدا مین اوسکی تین قدم مع سایہ اصلی کی ہوتی تہی اور انتہا پانچ قدم ساتھ سایہ
اصلی کے اور جاڑے مین ابتدا مین اوسکی پانچ قدم مع سایہ اصلی کے ہوتی اور انتہا اوسکی سات قدم مع سایہ اصلی کی ہوتی
الغرض دونو موسم کی نماز ظہر کی انتہا بعد وضع کرنے سایہ اصلی کے ایک مثل کی اندر ہی ہوتی ہے اور اس سی کبہی آنحضرت
صلی الله علیہ وسلم نے تجاوز نہین کیا پس یہہ ہین دلایل توجیہ جمہور اس مذہب پر کہ آخر وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور
بعد اسکی وقت عصر کا داخل ہوجاتا ہے اور دلایل انصار مذہب مشہور امام ابی حنیفہ رح کی جنکی سی جناب مؤلف ہین چار

دہوپ دیوار و نیز حجرہ مین تہی اور بلا شک یہہ ثابت ہو چکا کہ جبرئیل نے آنحضرت کو نماز پڑہائی پہلی دن عصر کی ایک مثل پر اور دوسرے دن دو مثل پر
اور کہا کہ وقت ان دونون وقتونکی درمیان ہے اور اسی پر اکثر صحابہ اور تابعین اور امام ہین ہو چکی عبارت بہت کی ملخصاً ۱۲ ابن مسعود نے کہا کہ آنحضرت
صلعم نماز کی مقدار گرمی مین تین قدم سی لیکر پانچ قدم تک تہی اور جاڑے مین پانچ قدم سی لیکر سات قدم تک ۱۲ خطابی نے
کہا کہ یہہ امر اقلیموں اور شہرون مین مختلف ہے اسلئے کہ لنبائی سایہ کی اور کوتاہی سورج کی بلندی اور پستی سے ہے اور آنحضرت صلعم کی نماز
مکہ اور مدینہ مین تہی اور یہہ دونو جگہہ دوسرے اقلیم مین ہین اور وہ قول ابن مسعود کا اسی صورت پر اونہین اقلیمون مین لگیگا اور ولایتون مین نہین جو ان سے
نکلی ہوئی ہین یہہ تقریر مرقاة کی بطور مختصر کی ہے ۱۲ اور مراد یہہ ہی کہ سایہ اصلی اور زائد دونو ملکر اس حد کو پہونچی نہ یہہ کہ صرف سایہ زائد اس حد کو پہونچی اور اصلی الگ
لیا جاوے مین کہتا ہون کہ دلیل اسپر ظاہر حدیث ہے کیونکہ اوسمین سایہ اصلی کو علیحدہ نہین کیا بلکہ مطلق دونو کی شمول کے طور پر بولا گیا ہے چنانچہ ظاہر ہے

جناب مولف نے بیان کئی ہیں دلیل اول یہہ کہ روایت ہے ابوہریرہ وغیرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة فان شدة الحر من فیح جہنم رواہ الشیخان وغیرہما وجہ استدلال مولف نے
یہہ کہی ہے کہ اس حدیث کی تفسیری روایت عبداللہ بن رافع کی ابوہریرہ سے انہ سال ابا ہریرة عن وقت الصلوة
انا اخبرک صل الظہر اذا کان ظلک مثلک رواہ مالک اور یہہ حدیث دال ہے اسپر کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے
باقی رہتا ہے اسقدر کہ دس رکعتین ظہر کے پڑہ سکیں اور اگر مسبوق آملے تو وہ بہی دس رکعتیں اپنے پڑہ سکی پہلی اسکے
آخر وقت کی اور اوسمین قریب دو مثل کے وقت آجاویگا پس جواب اسکی دو ہیں پہلا جواب یہہ ہے جو شیخ سلام اللہ
حنفی نے محلی میں بیان کیا ہے قالوا معناہ ما الفیئ الاصلی بحیث یکون المجموع فی ذلک القدر ویحصل ذلک بالابراد والتعجیل
والتشکیک فی التشدد فلادلیل فیہ لمن قال ببقاء وقت الظہر بعد صیرورة الظل مثلا یعنی اقول شرح اسکی یہہ ہے کہ ابوہریرہ نے سایہ اصلی
کو مستثنا نہ کیا ہو تا ہمیں پس مراد ایک مثل سے اونکی کلام مین ایک مثل مع سایہ اصلی کے ہوگی اور وہ بہی تقریبا
وجبکہ سایہ اصلی کو اوسمین سے نکالین اور تحقیقا مقدار سایہ کی کو معلوم کریں تو اسقدر وقت نکلتا ہے کہ بخوبی نماز
ظہر کی امام اور مسبوق قبل پہنچا ایک مثل کے فارغ ہو سکتی ہیں پس نہیں ہوئی دلیل اوپر باقی رہنے وقت ظہر کی
بعد تمام ایک مثل کے بیچ اس حدیث کی دوسرا جواب یہہ کہ جب کہ ثابت ہو چکیں حدیث صحیح دال اوپر کہ بعد
ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا اور مقدم ہونا ان احادیث کا سوای ایک حدیث کی جو جبرئیل کی امامت کی ہے
معلوم نہیں تو کہ اوس سبہ کو منسوخ کہیں پس واجب ہوا جمع اور اتفاق کرنا اس حدیث ابوہریرہ میں اور اون احادیث میں
تو کہتے ہیں ہم کہ مراد ابوہریرہ کی یہہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو جا امام ہوکر خواہ مسبوق ہوکر ایسے وقت تک کہ سایہ تیرا مثل تیرے
والے ہی کہا ہے امام نووی نے اور شیخ سلام اللہ حنفی نے معنی حدیث اسطولکی وصلی المرة الثانیة
الظہر حین کان ظل کل شیء مثلہ لوقت العصر بالامس جو کہ حدیث مین جبرئیل کی وارد ہے واسطے رفع تعارض کی حدیث جبرئیل اور
حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر سے اور واسطے رفع اشتراک کی جیساکہ ضمن مین اول حدیث کی ہماری احادیث
میں سے کلام اونکا نقل کیا گیا دلیل ثانی مولف کی یہہ ہے کہ روایت ہے عبداللہ بن عمر سے ان رسول اللہ

ملله اور پانچ قدم ایک مثل سے کم ہوتی ہیں سلیہ صوقت گرمیکی شدت ہو وے تو ظہر کو ٹہنڈا کرکے پڑہو کہ گرمی کی
شدت دوزخ کی بہاپ ہے روایت کیا شیخین وغیرہ نے اس حدیث کو سلیہ عبداللہ بن رافع نے ابوہریرہ سے نماز کا وقت پوچہا
تو اونہونے کہا کہ مین بتاؤں ظہر ایک مثل پر پڑہا کر روایت کی مالک نے سلیہ شارحوں نے کہا کہ معنی اوسکی یہہ ہیں کہ مع سایہ اصلی کے
مجموعہ اسی قدر رہو اور اس قدر دن گرمیکے ٹہنڈک اور جلدی کرنیکی جلدی حاصل ہو جاتا ہیں اوس شخص کی دلیل نہیں جسنے
ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت رہنا بتایا ہے موجب عبارت محلی کے سلیہ اور دوسرے دن ظہر
پڑہی ہم ایک مثل پر جو پہلے دن کی عصر کا وقت تہا سلیہ جب تم ظہر پڑہو تو عصر کا وقت آنے تک اوسکا وقت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مثلکم ومثل اهل الکتاب کرجل استاجر اجراء فقال من یعمل لی من غدوة الی
نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیهود ثم قال من یعمل لی من نصف النهار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت
النصاری ثم قال من یعمل لی من العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فانتم هم فغضبت الیهود والنصاری فقالوا ما لنا
اکثر عملا واقل عطاء رواه الشیخان والترمذی[1] وجہ استدلال مؤلف کی یہ ہی کہ یہود نے اپنے عمل کو جو فجر سے ظہر تک تھا اور
نصاری نے اپنے عمل کو جو ظہر سے عصر تک تھا اہل اسلام کے بہت بڑا ساتھ صیغہ افعل التفضیل کے کہا تو معلوم ہوا کہ
وقت عصر کے سے وقت ظہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے کہ دو ثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث وقت عصر کا
جیسا کہ دو قیراط ہیں بہ نسبت ایک قیراط کی پس ہو جائیگا وقت ظہر کا سوا سایہ اصلی کی دو مثل تقریبا پس جواب
اسکی چار ہیں جو کلام سے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی جو رد میں قاضی ابو زید دبوسی حنفی کی صادر ہو چکا ہے مستفاد
ہوتی ہیں چنانچہ فتح الباری میں فرماتے ہیں قولہ فی حدیث ابن عمر[2] ونحن کنا اکثر عملا تمسک بہ بعض الحنفیة
کابی زید فی کتاب الاسرار الی ان وقت العصر من مصیر ظل کل شئ مثلیہ لانہ لو کان من مصیر ظل کل شئ مثلہ لکان مساویا لوقت الظهر وقد قالوا
کنا اکثر عملا فدل علی انہ دون وقت الظهر واجیب بمنع المساواة وذلک معروف عند اهل العلم بهذا الفن وهو
ان المدة التی بین الظهر والعصر اطول من المدة التی بین العصر والمغرب واما ما نقلہ الحنابلة من الاجماع
علی ان وقت العصر ربع النهار فمحمول علی التقریب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصیر الظل مثلہ کما
قالہ الجمهور واما علی قول الحنفیة فالذی من الظهر الی العصر اطول قطعا علی التنزل لا یلزم من التمثیل والتشبیہ التسویة
من کل جهة وبان الخبر اذا ورد فی معنی مقصود لا تؤخذ منہ المعارضة لما ورد فی ذلک المعنی بعینہ مقصودا فی امر آخر وبان

---

[1] آنحضرت نے فرمایا کہ تمہاری کہاوت اور اہل کتاب کی کہاوت اس آدمی کی سی ہے کہ اوس نے کئی مزدور لگائے اور کہا جو میرا
کام فجر سے دوپہر تک کرے تو اوس کو ایک قیراط ملیگا سو یہود نے کیا پھر کہا کہ جو عصر تک دوپہر سے کرے تو اوس کو بھی ایک قیراط ملیگا سو نصاریٰ نے کیا پھر کہا
کہ تا زمانہ عصر شام تک جو کرے تو اوس کو دو قیراط سو وہ تم ہو اور یہود اور نصاریٰ جل گئے کہ ہم نے کام تو بہت لیا اور اجرت تھوڑی سی روایت کی
یہ حدیث شیخین اور ترمذی نے [2] حدیث ابن عمر میں اس قول کو کہ ہم نے کام بہت کیا بعضے حنفیوں نے جیسے ابی زید نے کتاب الاسرار میں
یہ ہٹانا کیا ہے کہ وقت عصر کا اگر ایک مثل پر ہو تو ظہر کے وقت کی برابر ہو جاویگا حالانکہ اونہوں نے کہا ہے کہ ہم نے کام بہت کیا تو دلالت کی
اس بات پر کہ عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم ہے اور جواب دیا گیا ہے مساوات کی منع سے اور یہ بات اہل علم اس فن کی نزدیک مشہور ہے
کیونکہ وہ مدت جو ظہر اور عصر کی مابین ہے لمبی ہے اوس مدت سے جو عصر اور مغرب کی مابین ہے اور وہ جو حنبلیوں نے نقل کیا اجماع اسپر کہ
وقت عصر چوتھائی دن ہے تو وہ تقریب پر حمل کیا گیا جس وقت کہ یہ تقریر کی ہمنے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے جیسا کہ جمہور نے
کہا ہے اور بہرکیف حنفیوں کے قول پر تو وہ مدت جو عصر اور ظہر کی مابین ہے لمبی ہے یقینی اور اگر ہم کو خلاف مانا ہی جاوے تو تمثیل میں ہر طرح کی مساوات
لازم نہیں ہے اور ایک جواب یہ ہی ہے کہ ایک ایسے معنی میں جو اصل مراد ہے جب حدیث وارد ہو تو ایسے معنی سے کسی امر دیگر میں جو مراد ہے معارضہ نہیں کیا جاتا

ليس في الخبر نص على ان كلا من الطائفتين اكثر عملا من المسلمين ولاحتمال ان يكون اطلق ذلك تغليبا وباحتمال ان يكون ذكر قول اليهود خاصة فيندفع الاعتراض من اصله كما جزم به بعضهم ويكون نسبة ذلك للجميع في الظاهر غير مرادة بل هو عموم اريد به الخصوص وبانه لا يلزم من كونهم اكثر عملا ان يكونوا اكثر زمانا لاحتمال كون العمل في زمنهم كان اشق ويؤيده قوله تعالى ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ومما يؤيد كون المراد كثرة العمل وقلته لا بالنسبة الى طول الزمان وقصره كون اهل الاخبار متفقين على ان المدة التي بين عيسى ونبينا صلى الله عليه وسلم دون المدة التي بين نبينا وقيام الساعة لان جمهور اهل المعرفة بالاخبار قالوا ان مدة الفترة بين عيسى ونبينا عليهما السلام ستمائة سنة وثبت ذلك في صحيح البخاري عن سلمان وقيل انها دون ذلك حتى جاء عن بعضهم انها مائة وخمس عشرين سنة وهذه مدة المسلمين بالمشاهدة اكثر من ذلك فلو تمسكنا بان المراد التمثيل بطول الزمانين وقصرهما للزم ان يكون وقت العصر اطول من وقت الظهر ولا قائل به فدل على ان المراد كثرة العمل وقلته والله سبحانه

تفصيل جوابات مع شرح يہہ ہے کہ صدر کلام شیخ الاسلام کا رد کرتا ہے ابو زید دبوسی حنفی پر اور قول اونکا وابن الخیر ازاد روح جوابہ استدلال مؤلف کے سو وہ جواب **اول جواب** یہہ کہ جو حدیث ایک معنی پر دلالت کرے اور اوس معنی کی تصدیق منظور ہو تو اوسکی حجت منوگی وہ حدیث جسمین وہ معنی پائی جاتے ہین لاکن وہ حدیث بقصد اوس معنی کی وارد نہین ہوئی بلکہ ارشاد سی اوسکی غرض کچہ اور ہے

اقول تشریح اسکی یہہ ہے کہ احادیث ایک مثل جو سابق مین نقل ہوئین مقصود اونسی تحدید نہی آخر وقت ظہر کے اور اول وقت عصر کے تو دلالت اون حدیثون کی وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت النص کے ہوئی اور حدیث اجارہ کی جسی مؤلف کو استدلال ہے غرض اور قصد اوسکی سوق سی اخبار ہے اس بات سی کہ یہود اور نصاری دونو فریق باوجود کثرت عمل کی کم اجر پاوینگے اور امت محمدیہ بیچ جزای عمل کے اور بقا اس امت کا قلیل ہے بہ نسبت اون دونون کے ملک پس دلالت اس حدیث کی اوپر کمی و بیشی وقت عصر اور ظہر کے اگر تسلیم بہی کیجاوے تو بطور اشارۃ النص کے ہوگی اور یہہ قاعدہ ہی کہ اشارۃ النص معارض

اور ایک جواب یون ہی کہ حدیث مین کہا یہہ نہین ہی کہ یہود اور نصارا ہر ایک کی کام بہت ہین سبب اسکے کہ یہہ بات بہی صادق آسکتی ہے کہ دونو ملکر مسلمانون سی بہت کام کئی اور ایک احتمال یہہ بہی ہے کہ تغلیب کے طور پر یون فرمایا ہو اور ایک احتمال یہہ ہے کہ خاص قول یہود کا ذکر کر دیا ہے تو اصل مین اعتراض ہی نہین جیسا کہ بعضون نے یہی توجیہ بالیقین کی ہی تو اب ظاہر معنی لفظ قوم کے طرف نسبت مراد نہوگی بلکہ عام بولکر خاص مراد لیا گیا ہے اور ایک جواب یہہ بہی ہی کہ عمل مین بہت ہونی سی زمانہ کی زیادتی لازم نہین کیونکہ یہہ احتمال ہی کہ اونپر عمل سخت سخت ہی اور اسکی تائید کرتی ہی یہہ آیت اور جو اسکی تائید ہو کہ زیادتی عمل بخیال کثرت زمانہ کی یہان مراد نہین یہہ امر ہی کہ اہل تاریخ اسپر متفق ہین کہ حضرت عیسی اور آنحضرت صلعم کی بیچ مین جو مدت ہی وہ اوس مدت سی کم ہے جو آنحضرت اور قیامت کے بیچ مین ہے کیونکہ جمہور تاریخ دانون نے کہا ہے کہ زمانہ فترہ چہ سو برس ہین اور یہہ صحیح بخاری مین سلمان فارسی کی روایت سی ثابت ہے اور بعضون نے اس سے بہی کم کہا یہانتک کہ بعضون نے ایک سو برس کہا ہے روایت آئی ہی اور مدت مسلمانون کی جو ابتک دیکہی ہے یہہ بات ہے کہ اوس سے زیادہ ہے سو اگر دلیل پکڑا جاوے اوپر کمی بیشی ظہر اور عصر اور دونو زمانون کی مراد ہی تو لازم آویگا کہ عصر کا وقت ظہر کی وقت سی لمبا ہوجاوے

عبارۃ النص نہیں ہوا کرتی بلکہ عبارۃ النص جو مراد ہو اصل ہوتی ہے اور اشارۃ النص جو مراد و متروک ہوتی ہے جیسا کہ کہا صدر الشریعۃ حنفی نے توضیح میں اما
المتن فکذا ترجح النص علی الظاہر والمفسر علی النص والمحکم علی المفسر والحقیقۃ علی المجاز والصریح علی الکنایۃ والعبارۃ علی الاشارۃ والاشارۃ علی الدلالۃ
اور کہا علامہ تفتازانی نے تلویح میں اعلم ان الثابت بالاشارۃ والعبارۃ سواء فی الثبوت بالنظم وفی القطعیۃ
ایضا عند الاکثر الا انہ عند التعارض یقدم العبارۃ علی الاشارۃ لمکان القصد بالسوق کقولہ علیہ السلام فی النساء
انہن ناقصات عقل ودین الحدیث سیق لبیان نقصان دینہن وفیہ اشارۃ الی ان اکثر الحیض خمسۃ
عشر یوما وہو معارض بما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقل الحیض ثلثۃ ایام واکثرہ عشرۃ ایام وہو
عبارۃ فرجح انتہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث اجارہ یہود ونصاری سے تاخیر نماز عصر کی فضل و اولی ہونا
از روی دلالت نص کے اپنے موطا میں اور اس حدیث سے یہہ استدلال کیا کہ وقت عصر کا بعد شلین کے ہوتا ہے اب معلوم ہو
دلالۃ النص کمتر ہوتی ہے اشارۃ النص سے عند التعارض ان الدلالۃ ایضا کالاشارۃ لکن الاشارۃ اولی عند التعارض کذا فی
نور الانوار والتوضیح وغیرہما من کتب الفقہ اور حال اشارۃ النص کا سابق معلوم ہو چکا کہ بمقابلہ عبارت النص کے مرجوح اور غیر معمول
ہوتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے حدیث موطا کی بستان المحدثین میں نقل کر کے توجیہ وتشریح اس حدیث کی
خوبی کے ہے چنانچہ فرماتے ہیں نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام محمد بن الحسن الشیبانی ست وامام مذکور بحیثیت شہرت
وکثرت احوال نویسان محتاج تعریف وتوصیف نیست موطا خود را بایں حدیث ختم نمودہ اخبرنا مالک عن عبداللہ ابن عمر
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اجلکم فیما خلا من الامم کما بین صلوۃ العصر الی مغرب الشمس وانما مثلکم ومثل
الیہود والنصاری کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت الیہود

حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں تو معلوم ہو گیا کہ صرف کمی بیشی عمل کی مراد ہے آگے اللہ پاک جانی ہو چکی عبارت فتح الباری کی سطر ۵ لیکن
متن سو جیسا کہ غالب ہے نص کا ظاہر پر اور مفسر کا نص پر اور محکم کا مفسر پر اور حقیقت کا مجاز پر اور صریح کا کنایہ پر اور عبارت کا
اشارۃ پر اور اشارۃ کا دلالت پر ہو چکی عبارت توضیح کی سطر ۵ جان کہ جو ثابت ہوا اشارۃ اور عبارت سے نظم قرآن سے ثابت
میں دونوں برابر ہیں اور قطعی ہونے میں بھی اکثر اہل اصول کی نزدیک مگر جب دونوں میں معارضہ پڑے تو عبارت اشارۃ پر مقدم ہے
کہ وہ سیاق کلام کا سبب ہے جیسے کہ عورتوں کی باب میں آنحضرت کا یہہ قول کہ وہ عقل اور دین میں ناقص ہیں آخر حدیث تک
سیاق تو اسکا انکی دین اور عقل کے نقصان کی باب میں ہے اور اسمیں اشارۃ یہہ بھی ہے کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ دن ہیں اور یہہ اشارۃ
معارض ہے اوسکی جو آپ نے فرمایا کہ اقل مدت حیض تین دن اور اکثر مدت حیض کے دس دن ہیں اور یہہ عبارۃ النص ہے تو یہہ مقدم ہے ہو چکی عبارت تلویح کی
سطر ۵ دلالت بھی اشارہ کی طرح ہے لیکن اشارۃ اولی ہے معارضہ کے وقت اسیطرح ہے نور الانوار اور توضیح اور اور اصول کی کتابوں میں
سطر ۵ روایت کی امام نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدت تمہارے بہ نسبت زمانہ امتوں سابق کی ایسی ہے جیسی عصر سے مغرب تک
اور کہاوت تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی ایسی اوس شخص کی ہے کہ اوسنے کئی مزدور ٹہرا کر کہا کہ کون میرا کام کرے دوپہر تک ایک قیراط اوسکی اجرت پر

ثم قال من يعمل لي من نصف النهار الى العصر على قيراط قيراط فعملت النصارى على قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين الا فانتم الذين تعملون من صلوة العصر الى مغرب الشمس على قيراطين قيراطين قال فغضبت اليهود والنصارى وقالوا نحن اكثر عملا واقل عطاء قال هل ظلمتكم من حقكم شيئا قالوا لا قال فانه فضلي اوتيه من اشاء ثم قال محمد هذا الحديث يدل على ان تاخير العصر افضل من تعجيلها الا ترى انه جعل ما بين الظهر الى العصر اكثر مما بين العصر الى المغرب في هذا الحديث ومن عجل العصر كان ما بين الظهر الى العصر اقل مما بين العصر الى المغرب فهذا يدل على تاخير العصر وتاخير العصر افضل من تعجيلها ما دامت الشمس بيضاء نقية لم يخالطها صفرة وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا رحمهم الله تعالى

انتهى راقم الحروف گوید اینجا امام محمد ازین حدیث استنباط کرده اند صحیح است و مدلول حدیث همین قدر است که ما بین صلوة العصر الی مغرب الشمس کمتر از ما بین نصف النهار الی صلوة العصر میباشد تا قلت عمل و کثرت عطا که مقصود از تشبیه است درست گردد و متعین نمیشود تاخیر عصر از اول وقت آن متحقق میشود اما آنچه از بعضے فقها منقول است که باین حدیث تمسک کرده اند بانکه وقت عصر از بعد المثلین شروع میشود و قبل ازان وقت ظهر است پس دلالت حدیث بران ممنوع است آری اگر لفظ ما بین وقت العصر الی الغروب می بود گنجایش این استدلال می شد لفظ حدیث ما بین صلوة العصر الی مغرب الشمس است و ظاهر است که صلوة العصر در اول وقت متحقق نمیشود تا مدعا حاصل گردد و مدار تشبیه بر مقدار ما بین نماز عصر بر وفق آنچه معمول آن جناب بود تا وقت غروب و آن کمتر از ما بین ظهر و عصر میشد گو از ابتدای وقت عصر تا غروب مساوی آن باشد و اگر کسی را بخاطر رسد که تشبیه برائے تفهیم است و در صورت تخییل لازم آید زیرا که صلوة عصر را تعیینی نیست هر کسی در وقتی از اوقات متسعه میخواند بخلاف وقت عصر که فی نفسه متعین است گوئیم تشبیه برای تفهیم مخاطبین است و مخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را میشناختند پس به سبب آن بوجه حسن تفهیم متحقق شد و دیگر از السماع اثبات آنچنین واضح شد و تفهیم متحقق شد نظیرش آنکه حضرت عائشه در وقت معمول نماز عصر آنجناب فرموده است کان یصلی العصر والشمس فی حجرتها لم یظهر الفیء بعد و معلوم است که ازین بیان و تقدیر غیر از کسانی که آن حجره مبارکه دیده باشند و بودن آفتاب در آن حجره و ظهور سایه را در آن مقایسه کرده باشند فائده نمیکند کذا هذا و نیز آنچه در کلام امام واقع شده که ومن عجل العصر کان ما بین الظهر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب بظاهر مخدوش است زیرا که اوّل

پھر کہا کہ کون ہے جو مجھکو ظہر سے عصر تک کرے ایک قیراط پر سو وہ نصاریٰ ہوئے پھر کہا کہ عصر سے شام تک دو قیراط پر کون کرے سو وہ تم ہو کہ نماز عصر سے شام تک دو قیراط پر کرتے ہو پھر فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ ناخوش ہوئے کہ ہم نے کام تو بہت کیا اور مزدوری کم ملی خدا نے فرمایا کہ کیا تمہاری حق تلفی ہوئی کہا کہ نہیں فرمایا کہ یہہ میرا انعام ہے جسکو چاہوں دوں کہا امام محمد نے یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر تاخیر عصر کی اوسکی جلدی سے افضل ہے کیا تجھے سوجھتا نہیں کہ ظہر کی اور عصر کی ما بین جو ہے اوسی زیادہ ٹھہرایا ہے بہ نسبت اوسکے جو عصر سے غروب تک ہے اور جو عصر جلدی کر لیگا تو ظہر سے عصر تک کا وقت کم ہو جاویگا اور عصر سے غروب تک کا بڑھ جاویگا تو یہہ دلالت کرتا ہے اوپر اسکے کہ تاخیر عصر کی افضل ہے تعجیل سے اور تاخیر جب تک ہے کہ سورج صاف رہے زردی آمیز نہ ہو جاوے اور یہی قول ابی حنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا

قاعده ظلال انتصاف مثل وقتی بشود که بعد النهار باقی میماند و در اکثر بلدان پس تعین مساوی باشند نه زیاده و کم و میتوان توجیه
کرد که مراد امام از ما بین الظهر الی العصر وقت المتعارف للصلوة است یعنی از ابتدای وقت متاخر خصوصا در ایام صیف که ابراد آن
مستحب است واللہ اعلم جواب دوسرا یہہ کہ اس حدیث اجارہ مین یہہ نہین کہا کہ ہر ایک فرقہ نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی
عمل کو زیادہ کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونو فریق نے ملکر کہا ہو کہ ہمنے زیادہ عمل کیا ہے لیکن باوجود
عمل فقط نصاری کی عمل مسلمین سے ثابت ہوئی تو کہ وقت اونکی عمل کا وقت عمل مسلمین سے زائد کہو جواب تیسرا یہہ
کہ باعث کثرت عمل یہود کی بہ نسبت نصاری کی احتمال ہے کہ در اصل زیادہ رکہنے والے اپنے عمل کو یہودی ہون اور نسبت
ظاہری طرف دونو کی مجازا ہو از راہ تغلیب کے اور بطور اطلاق عام اور ارادہ خاص کے جواب چوتھا یہہ کہ اون لوگون
اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے عمل سے مسلمانون کی اور عمل کے زیادہ ہونیسے زمانہ عمل کا زیادہ ہونا ضرور نہین کیونکہ ہو سکتا ہے
کہ تہوڑے سے زمانہ مین مثلا ایکدن مین کوئی اوسقدر کام کرے کہ وہ کام اوسیقدر دوسرے آدمی سے دو دن مین ہو اور یہہ بات
بہت موٹی ہے اور قابل سمجہ لڑکون تک کی ہے نہین اور یہی مراد ہے اس حدیث مین تحت عمل نصاری کے یعنی اگر نصاری کو بہی زیادہ رکہنے والے
اپنے عمل کو ٹہراوین تو معنی اوسکی یہی ہین کہ فقط عمل اونکا زیادہ ہے عمل سے مسلمین کے نہ یہہ کہ زمانہ اونکی عمل کا زیادہ ہے زمانہ عمل مسلمانون
کی سے بیشک وجہ کی حدا اول یہہ کہ ارشاد کرتا ہے اللہ تعالی ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا پس اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتون کی کثیر تہی اور شاق تو اس سبب سے عمل اونکا کثیر ہوا امت محمدیہ سے نہ بسبب طول زمانہ کی دوسرا یہہ
ہے کہ مدت عمل نصاری کی النصف ہی مدت عمل سے مومنین کی بحساب ان دونون کی اسلئے کہ مدت عمل کو مومنین کی جبتک بارہ سو برس گذرے
اور مدت عمل نصاری کی جو میعاد ہوئی عیسی علیہ السلام سے لیکر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے قریب چہہ سو برس کی ہے
جیسا کہ روایت کی ہے بخاری نی سلمان سے کہ زمانہ فترت کا عیسی علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلعم تک چہہ سو برس ہین اور خدا جانے
کہ آیندہ اس امت کو کب تک بقا ہے اور مدت نصاری کی بہ نسبت مومنین کی کسقدر کم ہوجاویگی پس کسطرح کہوگی کہ زمانہ عمل نصاری کا
زیادہ ہے عمل مومنین کی سے تو کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت سے بڑا ہو جاوے پس معلوم ہوا کہ نصاری نی اگر اپنی عمل کو زیادہ کہا
تو باعتبار شاق ہونی عمل کے جیسا کہ شاہد ہے اسپر قول اللہ تعالی کا ربنا ولا تحمل علینا الی آیتہ نہ باعتبار طول مدت عمل کی
تو نہ ثابت ہوا اس قول سے نصاری کے زیادہ ہونا وقت ظہر کا وقت عصر سے فللہ الحمد ودلیل ثانی مولف کی یہہ ہے کہ روایت ہے ابوذر سے
کہا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظہر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال له ابرد ثم اراد
ان یؤذن فقال له ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدة الحر من فیح جہنم رواہ الشیخان

سلہ اے پروردگار نہ بوجہہ رکہہ ہمپر جیسے کہ تونے ہمسے پہلی لوگونپر رکہا تہا سلہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ سفر مین تہے سو موذن نے
نے ظہر کے اذان کا ارادہ کیا سو آپنے فرمایا کہ ٹہنڈک ہونے دے پہر ارادہ کیا تو آپنے یہی فرمایا پہر ارادہ کیا
تو فرمایا کہ اتنے ٹہنڈک یہانتک کہ ٹیلون کا سایہ برابر ہو جاوے اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کا بہاپ ہے اس روایت کی یہہ حدیث شیخین کی

وجہ استدلال مولف کی دو بیان کی ہین ایک یہہ کہ سایۂ ٹیلون کا بعد ڈہل جانی بہت آفتاب کی ہوتا ہی پس اول یہہ کہ ڈہلی بقدر چوتہائی حصہ آدہی دن کی پیش ہوگا اوسوقت سایہ آدمی کا نصف قد اور جب شروع ہوکر ظہور سایہ ٹیلونکی ابتدا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑہ قد ہین جب ایسی وقت فارغ ہوئی تو پہر نماز بوجہ مسنون سی اور نماز مسبوق سی دو مثل تک پہلی آخر ہونی وقت کی فرغت ہوگی دوسری یہہ کہ تجربہ کیا گیا یعنے گرا بناکر مثل ٹیلی کی زمین پر رکہا گیا اور جب سایہ کو ایک مثل کہکر نماز پڑہی تو قریب دو مثل کے پہلی آخر وقت کی فرغت پائی پس جواب اسکی استدلال اولی سے تو کیا دوین کیونکہ وہ مجرد ایک ابلہ فریبی ہی اور دعوی بی دلیل آپنی کرا و لا دعوی یہہ کیا کہ قبل یہہ کہ ڈہلی دن بقدر چوتہائی آدہی دن اور اسپر کوئی دلیل نہین پہر کہا کہ وقت ظہور سایہ ٹیلون کی ڈیڑہ قد سایہ آدمی کا ہوتا ہی اور یہہ محض غلط بلکہ ظہور سایہ ٹیلون کا آدہے قد سایہ آنے کے بہی پہلی ہوجاتا ہے اور مساوی ٹیلون کی بہی اوسیوقت ہوجاتا ہی جبکہ سایہ ہرشی کا برابر ہوتا ہے جسکو استفاع ٹیلی کی زمین سی پہچان ہو وہ جانتا ہے پہر دعوی کیا کہ نماز مسبوق کی اور امام کے پہلی آخر وقت آنے کے دو مثل کے قریب ہوتی ہے یہہ بہی غلط ہے اور دہوکہا اوان مسبوق کون تہا جسکو شامل کیا ہی ایک حدیث معینہ منقضیہ مین مسبوق کا کیا ذکر کیا یہہ تمدیا نیندہ نمازون کی ہی کہ مسبوق کا وقت پیدا کیا حکایت اسمی مین اوس چیز کا جو ثابت نہو ضم کرنا بڑی حماقت ہی اور پہر دعوی دس رکعت ظہر کی فرغت ہونیکا قریب دو مثل کے بہی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو بہی سوا مثل کے اندر اندر دس رکعت ادا فرغت ہوتی ہے ایسا ہی دعوی اوسکا اپنے تجربہ مین کہ جبکہ بعد ایک مثل ٹیلی کی نماز مین شروع ہوئین تو قریب دو مثل فرغت پائی بہی غلط ہے اور فرغت دس رکعت ظہر سی بوجہ مسنون سوا مثل کی اندر حاصل ہوسکتی ہے جناب مولف کی تعجب ہے کہ امام صاحب کے مع مین کہہ چکی ہین کہ وے ہر شب مین ہزار رکعت پڑہتے تہے جسکے بحساب گہنٹون کی بعد وضع کرنے جاگہنٹہ کی فی گہنٹہ ایک سو پچیس رکعت ہوتی ہین جیسا کہ باب اول کی رو مین گذرا اور اب دس رکعت کو اتنی وقت مین فرغت ہونی بیان کرتے ہین کہ ایک مثل ٹیلون کی سی قریب دو مثل کی سایہ گذر گیا تہا سو جبکہ تمام ہوئی استدلال تو بالکل واہی ہوئی اور اس حدیث کی ہرگز دو مثل پر دلالت نہین ہان البتہ ظاہر حدیث سی اتنی بات مین بقدر سمجہا جاتا ہے کہ پڑہنا ظہر کا بعد ایک مثل کی اوس حادثہ سفر مین آنحضرت صلعم سی صادر ہوا ہی اور اس پر یہہ شبہہ گذرتا ہے کہ وقت ہی ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہی پس جواب اس سی تین ہین اول یہہ کہ مساوی کہنا راوی کا سایۂ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمینًا اور تقریبًا ہے نہ باین طور کہ گز رکہکر ناپ لیا تہا اسیواسطی صحیح مسلم اور ابوداود کی روایت مین مساوات کا ذکر نہین ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ حتی رأینا فی التلول اور صحیح بخاری مین تین مقام مین بلا ذکر مساوات ہے دو جگہہ کتاب المواقیت مین حتی رأینا فی التلول اور ایک جگہہ بدو الخلق مین ہے

حتی فاء الفیئ اور راوی نے اسکی تفسیر کی یعنی التلول یعنی فی قم الظل تحت التلول کذا ذکر فی الکرمانی ترجمہ خلاصہ ان
عبارتوں کا یہہ ہے یعنی ظاہر ہوا سایہ نیچے ٹیلے کے اور دیکھا ہمنے سایہ ٹیلو نکا اور وہ تخمیناً برابر ہونا پہر بہی مع سایہ اصلی کی آٹہ
نو ساعت ہے کہ سایہ اصلی الگ کرکی مساوی کہا ہی وہذا الاخیفی علی من لہ ادنی عقل تو در اصل اوسوقت سایۂ ٹیلون کا بعد نکالنے
سایہ اصلی کے تخمیناً آدہی مثل ہوگا یا کچہہ زیادہ اور مثل کی ختم ہونے مین اتنی دیر ہوگی کہ بخوبی نماز سی فارغ ہوئی ہونگی
دوسرا جواب یہہ کہ مساوات سایہ کی ٹیلون سی مقدار مین مراد نہو بلکہ ظہور مین یعنی پہلے سایہ جانب مشرق معدوم تہا
اور مساوات نہتی ٹیلون سی کیونکہ وہ موجود نہین اور وقت اذان کی سایۂ جانب مشرق بہی ظاہر ہوگیا پس برابر ہوگیا
ٹیلون کے ظاہر ہونی مین اور موجود ہونی مین نہ مقدار مین جیسا کہ کہا فتح الباری مین ویحتمل ان یراد بھذہ المساواۃ
ظھور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاھرا فساواہ فی الظھور لا فی المقدار انتھی وھکذا فی المصلے تیسرا جواب یہہ
یہہ تاخیر آنحضرت سی سفر مین واقع ہوئی ہے پس شاید کہ آنحضرت نے اس ارادہ سی تاخیر کی ہو کہ ظہر کو عصر سی جمع کرکی پڑہین
جیسا کہ ارسفرون مین جمع کرنا دو نماز دن کا آنحضرت سی ثابت ہی چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاوی گا پس سفر کی وقت پر
حضر کے وقت کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یہہ جواب بہی حافظ ابن حجر نے دیا ہے جیسا کہ کہا فتح الباری مین
ویقال کان فی السفر فلعلہ اخر الظھر حتی یجمعھا مع العصر انتھی وھکذا نقلہ فی المحلی الحنفی علی وجہ القبول و التسلیم
قلت منشاء تاویلات کا یہی ہی کہ احادیث صحیحہ جنسے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد ایک مثل کی وقت ظہر کا نہین رہتا تا
رہین پس جمعاً بین الادلۃ یہ تاویلین حقہ کی گئین دلیل رابع مولف کی یہہ کہ حدیث مین بریدہ کی واقع ہی فلما ان کان الیوم
الثانی امرہ فابرد بالظھر فابرد بھا فانعم ان یبرد بھا رواہ مسلم فی تمام الحدیث اور روایت مین ابو موسی کی یون وارد ہے
ثم اخر الظھر حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس رواہ مسلم وجہ استدلال یہہ بیان کی ہی کہ نماز دوسری دن بہت
ٹہنڈی کرکے پڑہے تہے بایں طور کہ قریب تہا آخر اوسکا ابتداء وقت پہلی دن کی عصر کے اور پہلی دن عصر اوسوقت پڑہی تہی
کہ آفتاب اونچا اور سفید تہا اور اسوقت پانچ گہڑی دن تہا اور دوسرا یہہ کہ لفظ فانعم ان یبرد کا اول خود دلالت کرتا ہی دو مثل پر
اور اگر مجمل کہو تو بیان کر دیا ہے اوسکو حدیث ابی سعید کی نے جو اوپر گذری **اقول** وہ حدیث یہہ ہی کہ کہا ابو سعید خدری نے
اذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للظھر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر فان شدۃ الحر من فیح جہنم فاذا اشتد
الحر فابردوا عن الصلوۃ رواہ الطحاوی وغیرہ پس ہر چند کہ جواب اسکا یہی تہا کہ کچہہ نہ بولتی ہے کہ جواب مثل کہ جواب

ف اگر سایہ نیچے ٹیلونکی ایسا ہی ذکر کیا کرمانی نے ف اور احتمال ہی کہ ارادہ رکہا جاوے اس برابری ٹیلی کی نیچی سایہ کا ظاہر ہوجانا کہ پہلی بالکل نہ تہا تو برابر ہوگیا
ظہور مین نہ کہ مقدار مین نہوئی ہو جسکی عبارت فتح الباری کی اور اسیطرح ہے محلی مین ف اور کہا جاتا ہی کہ سفر مین تہی شاید کہ تاخیر ظہر کی ہو کہ جمع کری
ساتہہ عصر کے یہہ ملا دین ہو جسکی عبارت فتح الباری کی اور اسیطرح محلی مین نے کرادر تسلیم کرکی نقل کیا ہی ف اور جب دوسرا دن ہوا آنحضرت نے حکم کیا اوسکو تو ٹہنڈی کرکی
پڑہا اور خوب ٹہنڈا کیا روایت کی مسلم نے پوری حدیث مین ف پہر تاخیر ظہر کی یہانتک کہ دوسری دن کی عصری قریب ہوگئی ف آنحضرت کی مؤذن نے اذان دی

لاکن تاہم وسطی فرخ سے اشتباہ بعضی اوقتون کی کہا جاتا ہی کر اس حدیث سی دو مثل تو کیا ایک مثل سی تجاوز کی بو بھی نہین
آتی ہی اور آجتک کسی حنفی نی بہی نہین کہا کہ فالنعم ان ابردو بہا جسکی یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا اوس ظہر کو دو مثل تک
ٹہنڈا کرنا مراد ہے اور یہہ استنبا طاس مؤلف ہی نی اختراع کیا ہے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ، غور کرو
کہ خوب ٹہنڈا کرنے سے یہہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مثل سی باہر نکل جاوی اور جو دو وجہ استدلال کے مؤلف نی
بیان کیں ہین وہ بالکل واہی اور بوچ ہین وجہ اول یہی کہ عصر پہلی دن کی آنحضرت نی ایک مثل پر پڑہی تہی جسکو مولف کہتا
کہ پنچ گہڑی دن رہی پڑہی تہی اور پہر ظہر دوسری دن کی بس پانچ گہڑی دن رہی کی قریب کہتا ہے اور دلیل اس
پانچ گہڑی کے مقدار پر یسکو ٹہراتا ہے کہ آفتاب اوس وقت بلند او رسفید خالص تہا اور اتنا نہین جانتا کہ پہر ڈیڑہ پہر دن
رہے بہی آفتاب بلند اور سفید ہوتا ہے شاید اوسکی نزدیک پہر ڈیڑہ پہر دن رہے آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوگا اور پانچ
گہڑی دن رہے بلند اور سفید ہو جاتا ہوگا یہہ باتین سوای باولون کی کسی سی صادر نہین ہوتین اور وجہ ثانی اسکی یہی
کہ لفظ فالنعم ان ابردو بہا کا جسکی یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا کسی عاقل کے نزدیک خواہ وہ ہندی ہو دو مثل پر دلالت نہین کرتا
اور نہ اسکی احتمال کو حدیث ابو سعید کی اوٹہاتی ہی کیونکہ اوسمین بہی ایسا کوئی لفظ نہین جس سی ایک مثل سے تجاوز کرنا سمجہا
جاتا چنانچہ حدیث بالا اسکی منقول ہے پہر معلوم نہین کہ مؤلف مجنون کس خبط سی انعم ان یبرد بہا سی دو مثل نکالتا ہی فالله
المنتقم پس ان چارون دلیلون مولف کی ہی بوجہ معقول جوابات ہولیی اور ثابت ہو گیا کہ اوسکی ایک دلیل سی بہی ثابت نہین ہوتا کہ
وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائیکہ دو مثل تک اب تو کہ مولف نی حدیث جبرائیل سی بہی جو متمسک جمہور کا ہی بابت ایک
مثل کے ہے استدلال کیا ہے اسپر کہ وقت ظہر کا دو مثل تک رہتا ہے اور وجہ استدلال یہہ بیان کی ہی کہ جبرائیل نی دوسری دن
ظہر اوس وقت پڑہی تہی جس وقت پہلی دن عصر پڑہی تہی یعنی ایک مثل پر پس اس سی اشتراک دونون نمازون کا ایک وقت
مین بقدر چار رکعت کی پیدا ہوا اور پہر وہ اشتراک منسوخ ہے حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر سی تو آخر وقت ظہر کا ایک
مثل منسوخ ہوا بدلالت حدیث ابو ہریرہ وغیرہ کی اور متعین ہوا دو مثل آخر وقت ظہر کا تو جواب اوسکا تحت اول حدیث کی جو
ایک مثلی مین سی کلام شیخ سلام الله حنفی اور امام نووی کی گذرا اور حاصل اوسکا یہہ ہی کہ جبرائیل نی دوسری دن ظہر سے
ایک مثل پر فرغت پائی تہی نہ یہہ کہ شروع کی تہی اور پہلی دن عصر اوس وقت مین یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی تہی پس اشتراک نہ ہوا
تو کہ اوسکی نسخ سی آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو جاوی اور ان معنی کو امام نووی نی خوب مدلل بیان کیا ہی پس طرف پہلی
حدیث ایک مثلی کی رجوع کرنا چاہیے اور ایک دلیل عقلی مؤلف نی بیان کی ہی وہ یہہ کہ بعد دو مثل کی نماز پڑہنی سے
بالیقین نماز اپنے وقت مین ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل کے بعد پڑہین تو شاید ہے کہ الله کی نزدیک وقت نہوا ہو

تو آپنے فرمایا کہ ٹہنڈک کر یا فرمایا ٹہر جا کسلئے کہ گرمی کے شدت دوزخ کا بہاپ ہے جب گرمی کے شدت
ہوا کری تو نماز ٹہنڈک مین پڑہا کرو ؎ جو تم ظہر پڑہو تو اوسکا وقت ہے عصر کے وقت ہو سنے تک

پس ہوگی نماز قبل وقت کی اور یہہ درست نہین بالاجماع پس اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر باوجود قیام دلایل قطعیہ کے اور اتفاق
تمام جہان کی اوپر ایک مثل کے خلاف امام ابوحنیفہ کا بی دلیل موجب اس بات کا ہوسکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے
قبل دو مثل کے نماز عصر کے پڑہنی قبل وقت سی ہوگی اس احتمال سے کہ شاید عند اللہ وقت نہوا ہو تو چاہیے اگر
کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کی داخل ہوتا ہی اور اسپر کچھہ دلیل نرکہتا ہو جیسا
کہ امام ابوحنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہین رکہتی تو اوسکی دعوی بلا دلیل سی نماز عصر کو تین مثل کی وری جایز نہین
اس احتمال سی کہ شاید اللہ کی نزدیک تین ہی مثل کی بعد وقت ہوتا ہو اور یہہ کوئی نہین کہیگا حتی المولف الحنفی حالانکہ
یہہ قول تین مثل کا اور حنفیون کا دو مثل کا دونو برابر ہین بی دلیل ہونی مین پس معلوم ہوا کہ مجرد خلاف بی دلیل عمل سے
اوپر امر با دلیل اور متفق علیہ جمہور کے مانع نہین ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہین ہوتا اور ایک دلیل دو مثل پر جسکا صاحب
ہدایہ نی بیان کی ہی وہ یہہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی ٹہنڈا کرو
ظہر کو شدت گرمیون مین اور شدت گرمی کی دیار عرب مین عین مثل پر ہوتی ہی پس ٹہنڈک اوسی وقت پر ہوگی جبکہ
ایک مثل سے سایہ متجاوز ہوگا جیسا کہ ہدایہ مین فرماتی ہین ولقولہ علیہ السلام ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم و
اشد الحر فی دیارہم فی ہذا الوقت پس جواب بنا اس تقریر کا ہمکو ضرور نہین کیونکہ خدا کی فضل و کرم سی حنفیون ہی نے اسکو رد
کردیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نی تفسیر مظہری مین وہذا الاستدلال ضعیف جدا ودلالۃ حدیث الابراد علی
بقاء وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الابراد امر اضافی وشدۃ الحر انما یکون عند الزوال وبعض الابراد یحصل قبل بلوغ الظل
مثل الشئ ولو کان الحر فی دیارہم حین بلوغ ظل الشئ مثلہ اشد مما قبلہ لکان مقتضی الامر بالابراد تعجیل الصلوۃ فی اول الوقت واللہ اعلم انتہی
اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ مین وبعد تسلیمہ انہ روی النسائی وابوداؤد عن ابن مسعود قال کان قدر صلوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام وخمسۃ الاقدام تکون اقل من
المثل فعلم ان الابراد یحصل اذا کان ظل القامۃ خمسۃ اقدام فلا یعارض حدیث الابراد حدیث جبرئیل انتہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے جو حنفیون کو
سردار ہین فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین ان غایۃ مالزم من استدلال الہدایۃ ان وقت الظہر یبقی بعد بلوغ الظل مثلہ ولا یلزم
منہ الانتہاء الی بلوغ الظل مثلین فالدلیل قاصر عن المدعی انتہی وما قال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلہ اور یہہ دلیل بکہڑا نا کہلا ضعیف ہے اور دلالت کرنا حدیث ابراد ظہر کا اسپر کہ ظہر کا وقت بعد ایک مثل کے رہتا ہی مسلم نہین ہی
بلکہ ابراد ایک امر اضافی ہے اور شدت گرمیکی عین دوپہر مین ہوتی ہی اور ایک مثل پہلے کچہہ شدت گہٹ جاتی ہی اور اگر انکی ملک مین ایک
مثل پر شدت گرمیکی ایک مثل کے پہلے سے زیادہ ہوتی تو یہہ چاہیے تہا کہ جلدی کرکی اول وقت پر نماز ہوگی اللہ جانی سلہ اور مین نہ مانا ہے
کیونکہ نسائی اور ابوداؤد نی عبد اللہ بن مسعود سی روایت کی ہی کہ آنحضرت کی مقدار نماز ظہر گرمی مین تین قدم سی پانچ تک تہے اور جاڑے مین پانچ سے سات تک
اور پانچ قدم ایک مثل سی کم ہوتی ہین سمجہا گیا کہ پانچ قدم سایہ قدم پر ٹہنڈک حاصل ہوجاتی ہی تو حدیث ابراد اور حدیث جبرئیل مین

صنے في اليوم الثاني حين بلوغ الظل مثلين فهو المثلين للعصر من دون مثل ما حضر فيها قبله وقت الظهر انتهى فهي ابن قال الشيخ سلام
الحنفي في مواهب من استدل بما روي عنه عليه السلام انه صلى العصر حين صار ظل كل شيء مثليه على كون اول وقت العصر مصير الظل مثليه
ومثله في المحلي وهو كما ترى حكاية حال لا يدل على كون اول وقته ذلك انتهى والاعتذار عن ايراد ابن الهمام على الاستدلال صاحب الهداية بانه
لا قائل بكون ما بعد بلوغ الظل المثل وقبل بلوغه مثلين خطأ عظيم لان خلافه ما هم عليه من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المثل الى
مثلين قبلهما بعد ما اتى العرب ويدل التنزل لا يقتحم المانع فانه يطلب الدليل على القول او عدم ذلك القول فكيف يحتج بعدم
قوله بلا دليل اطمينانا فافهم فيستفي ایراد ابن الہمام کا بیان عبارت نون حنیفہ کی سی چار جواب دلیل صاحب ہدایہ کی معلوم ہوتی ہیں
اول یہہ کہ دعوی حاصل ہونی ٹھنڈک کا دیار عرب مین ایک مثل پر ضروری اسکی مخدوش ہے کیونکہ ابن مسعود کی روایت مین
آیا ہے کہ آنحضرت گرمیون مین پانچ قدم سایہ ڈھلنی تک نماز ظہر کی پڑہا کرتی اور جاڑے مین سات قدم تک جو ایک مثل ہونا ہی قارش
ہوچکیتی اور ظاہر ہی کہ وہ پانچ قدم ایک مثل سی کم ہے ہین تو معلوم ہوا کہ اس دیار مین پانچ قدم پر دو قدم پہلی
ایک مثل سی ٹھنڈک ہوجاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابردوا مین جو مجمل ہی پس حدیث ابراد معارض حدیث
جبرئیل کی جسمین ایک مثل وقت ظہر کا پایا جاتا ہی نہین ہی نرا حاصل جواب مولانا عبد العلی دوسرا جواب یہہ کہ
شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کی ہوتی ہی اور بعد زوال کی ایک مثل کی دیری کچھ تو ٹھنڈک ہوجاتی ہی پس حکم اپنے
یہہ مقتضی امر کو اسی قدر اور اگر بقول صاحب ہدایہ کی ملک عرب مین ایک مثل پر زیادہ شدت گرمی کی ہوتی ہی بنسبت
نصف النہار کی یا پوری مثل تک یا آدہی مثل تک تو مقتضی امر کا یہہ ہوا کہ قبل ایک مثل کی ٹھنڈک مین نماز پڑہین اقول یہی
مجمل ہے قول اوس شخص کے کا جو ابردوا بالظہر کے یہہ معنی کرتا ہے کہ ظہر اول وقت مین پڑہو یعنے اگر تم کہو کہ شدت گرمی کی
عین مثل پہ ہوتی ہی بہ نسبت اول وقت کی تو اول وقت پڑہو تو کہ ابراد حاصل ہو پہنچ وقت ظہر کی کہ ایک مثل ہی پر
وقوع ہوگیا یہان سی اعتراض مولف کا جو مسئلہ تیسرے مین اس معنی پر کیا تہا اور اس معنی کو واہی کہکر واہی بنا گیا تہا
یہ نہ سمجھا تہا کہ یہہ معنی مطلقا نہین بلکہ اوس تقدیر پہ ہی جو جنہی اور ہمارے پیشواؤن کی تصنیفون کی اختراع کی ہی کہ دیا کہ گرمی
گرمی وقت ایک مثل کے بہ نسبت اول وقت کی زیادہ ہوتی ہے فتدبر تیسرا جواب یہہ کہ فرض کیا کہ ملک عرب مین ایک مثل

سا یہ ہنین ہا سکے انتہا دلیل ہدایہ کی یہہ ہے کہ ایک مثل کی بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہی تو اوس سی یہہ کیونکر لازم آیا کہ دو مثل تک وقت کی انتہا ہی تو
دلیل مین اثبات مدعا سی نقصان ہی جیسے عبارت فتح القدیر کی وارد ہو جواب مین ابن الہمام کی آیا کہ اگر یہہ کہا جاوے کہ حضرت کی دوسرے دن دو مثل
تو وہ وقت عصر کا معین ہو گیا اور اوس سی پہلے ظہر کا وقت رہ گیا تو جواب اوسکا وہی جو سلام اللہ حنفی نے محلی مین اوسکی جواب مین کہا جسکی تحریر اوپر
نماز عصر پڑہنی سی عصر کا اول وقت ثابت کیا ہی کہا کہ یہہ ایک حکایت حال ہے اسپر دلالت اسمین نہین کہ وہ اول وقت ہی جسکی عبارت نقل کی
اور اس تمام ہدایہ کی دلیل پر اعتراض جو کیا ہے اوس کی یون مندرک کہ ہمکا کوئی قائل نہین تہا سو یہی خطا ہے ہو اوسکی تسامح کی مسلک کا انکار کرتا ہی وہ تو
اسپر ہیں کہ وقت عصر کا ایک مثل اور مثلین سی موجب ہے کہ اگر وہ عذر مانا ہی جاوے تو معترض کب چپکا رہ سکتا ہی وہ تو دلیل طلب کریگا دلیل صرف

ہی ٹھنڈک ہوتی ہی لاکن متنی تو ہر ملک مین یہی حکم دی رکھا ہے پس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سی قیاس کیا ہے
ہذا الجواب ما قال القاضی ثناء اللہ قدس سرہ چوتہا جواب یہہ کہ بطور فرض محال کی فرض کیا کہ ہر ملک مین عرب ہو خواہ ہند
خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹھنڈک ہوتی ہے لاکن ایک مثل کے بعد سے
دو مثل تک وقت رہنا ظہر کا کہان سے ثابت ہوا تو دلیل ناقص رہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام اقول اگر ایک مثل سی نمازین شروع
ہوں اور لمبی قرارت اور طویل رکوع اور سجود سی ہیر رکعتین پڑہین تو ڈیڑہ مثل تک بخوبی فراغت حاصل ہوتی ہی پہر کیا دلیل
ہی باقی رہنی پر وقت ظہر کے دو مثل تک پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہین جس سے وقت ظہر کا دو مثل تک
ثابت ہو سو اسیواسطی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی جنکو شاہ عبد العزیز بیہقی وقت کہا کرتے باوجودیکہ بڑی حنفی اور
فقیہ ہین صاف کہدیا ہے کہ یہہ وقت دو مثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سی ثابت نہین ہوتا اور اسیواسطی صاحبین امام سے
مخالف ہو کر موافق جمہور کے ہو گئی جیسا کہ ابتداء مسئلہ مین کلام اونکا تفسیر مظہری سی نقل کیا گیا بس اسیواسطی امام
تمام عالی مقام الفضا مین عدل امین امامنا ومولانا ابو حنیفۃ النعمان افاض اللہ شآبیب العفو والغفران
اپنے مذہب کو اخیر مین چھوڑ کر قایل ہوئی ہین کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ اونکی متبع پہر بہی
مانند کچہری عدالت کی وکیلون کی اونکی طرفسی وکیل ہو کر جہگڑا اور جدال نہین چھوڑتے بڑا العجب ہے کہ مدعی
اور مدعی علیہ تو آپسمین راضی اور موافق ہو گئی ہین اور وکیلون کو جنگ وجدال سی ابتک صبر نہین ہی اور رجوع امام کا
اپنے مذہب سے طرف قول صاحبین اور جمہور کے بہت ائمہ حنفیہ نے اپنی کتب مین لکھا ہے ایک اونمین سی صاحب خزانۃ
الروایات ہین کہ ملتقی البحار سے رجوع امام کا نقل کرتے ہین اور ایک صاحب فتاوی شافی ہین اور ایک صاحب کتاب اعلیٰ اور
ایک صاحب الجوہر المنیر شرح تنویر الابصار ہین اور ایک امام ہندوانی ہین اور ایک صاحب صراط القویم ہین چنانچہ ملا عابد
سندہی حنفی مواہب لطیفہ شرح مسند امام ابی حنیفہ مین فرماتی ہین وقد الف الشیخ زین الدین بن نجیم صاحب البحر الرائق رسالۃ تائید
مذہب الامام فی ہذہ المسئلۃ خاصۃ واستدل علی مطلوبہ بادلۃ متعددۃ واجاب عنہا الشیخ ابو الحسن السندی فی حاشیۃ علی فتح القدیر لابن
الہمام لکن لما رأینا رجوع الامام الی قول الجمہور سکتنا و ترکنا ذکر شی من الادلۃ والجواب علیہا ارادۃ للاختصار مع انہ روی فی المسئلۃ
المذکورۃ عن الامام ابی حنیفۃ رح روایات متعددۃ فمنہا روایۃ صیرورۃ الظل مثلین سوی فی الزوال

صرف کسیکی قایل ہونی سی اوسکو اطمینان کا فایدہ کیونکر ہو گا سمجھ لے تو غرضکہ اعتراض ابن ہمام کا اپنی حال پر رہا ۱۲ یہہ دونو
جواب وہ ہین جنکی تقریر قاضی ثناء اللہ کی ہے ۱۲ اور بلا شک شیخ زین الدین بن نجیم صاحب بحر الرائق نے ایک رسالہ
خاص اس مسئلہ مین تالیف کیا ہے جسمین اپنے امام کی مذہب کے تائید کی ہے اور اپنے مطلوب پر چند دلیلین پیش
کی ہین اور اوسکا جواب شیخ ابو الحسن سندہی نی ابن ہمام کے فتح القدیر کے حاشیہ مین دیا ہے لیکن جب ہمنے
امام کا رجوع جمہور کے قول کی طرف دیکہا تو دلیلین اور جوابات ذکر نکئی اور امام سی اس مسئلہ مین چند روایتین ہین یون بہی کہ سوا سایہ

ومنہا بوقتیۃ المثل والمثلین ان کلا الروایتین فی خروج الظہر ومجیٔ العصر ذکر فی المحیط البرہانی والاصل لم تعرض الی
لمثلہا انما ہی فی مجیٔ العصر منہا ان المعتبر فی خروج الظہر المثل وفی مجیٔ العصر المثلان ثم المشہور بین الاصحاب
والثانیۃ روایۃ الحسن عنہ والثالثۃ روایۃ اسد
ظاہر الروایۃ وجعل صاحب المبسوط الاولی روایۃ

شرح الآثار الروایۃ الاولی روایۃ ابی یوسف والثانیۃ روایۃ الحسن عنہ وذکر فی خزانۃ الروایات ناقلا عن الملتقط العلامۃ الامام
قد رجع فی خروج وقت الظہر ودخول وقت العصر الی قولہما وممن نقل ایضا رجوع الامام الی قولہما صاحب الفتاوی التاتارخانیۃ وصاحب کتاب
الانیس وصاحب الجوہر المنیر شرح تنویر الابصار وذکر ایضا فی زیادات الہندوانی علی مستدرک الشیبانی فی باب ما یحل اکلہ وما لا یحل
وقال قد صح رجوع ابی حنیفۃ عن قولہ لا یحل اکل لحم الخیل وعن اختلاف الشفق وخروج وقت الظہر ودخول وقت العصر من المثلین
وممن نقل الرجوع ایضا صاحب صراط القویم فاذا کان ہذا القدر معتبرا فی رجوع الامام وانضم الی ذلک قول اہل مذہبنا اذا کان
الامام فی جانب وصاحباہ فی جانب فالمفتی بالخیار ان شاء افتی بقول الامام وان شاء افتی بقول الصاحبین والعدول الی قول الجمہور واجبا
واما قول صاحب البحر الا نفتی ولا نعمل الا بقول الامام الاعظم وان افتی المفتون بخلافہ فذلک محمول فیما یختلف
الروایۃ فی تلک المسئلۃ عن الامام ولم ینقل عنہ الرجوع والا فمتی اختلف الروایات عنہ وکانت احداہما بتمسک بہا
ویؤید بانہ عن الامام فہذہ تلک الاقوال الامام فمن افتی بعضہما فانما ہو من قول الامام لا بایہما المجرد عن قول الامام فتبہ

اور ایک مثل کے بھی روایت ہی اور مشہور یہ ہے کہ یہ دونو روایتیں ظہر کے جانے اور عصر کے آنے میں ہیں اور محیط برہانی اور مبسوط میں ذکر ہے
دو مثل کے روایت میں ظہر کے جانے کی بحث نہیں ہی وہ تو صرف عصر کے آنے کی ہے اور یوں ہی مروی ہے کہ ظہر جاتی ہیں تو ایک مثل
پر جاتا ہے اور عصر میں دو مثل کا ہے پھر مشائخ میں مشہور یوں ہے کہ یہی روایت امام سے امام محمد کی ہے اور دوسری حسن کی اور تیسری اسد
بن عمرو کی اور یہی ظاہر الروایت ہی سیوطی لوگوں نے اوسی مذہب ٹھہرایا ہے جیسا کہ حنفیوں کی رائے ظاہر الروایت میں ہی اور
صاحب مبسوط نے پہلی روایت ابی یوسف کی ٹھہرائی ہی اور دوسری محمد کی اور تیسری حسن کی اور طحاوی نے شرح آثار میں پہلی ابی یوسف کی
اور دوسری حسن کی اور ملتقط الیحادی کے حوالہ سے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے کہ امام ابی حنیفہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا اور ان
لوگوں میں سے جنہوں نے امام کا رجوع صاحبین کے قول کی طرف نقل کیا ہے صاحب فتاوی تاتارخانی ہے اور صاحب کتاب انیس اور صاحب جوہر منیر
شرح تنویر الابصار اور زیادات ہندوانی میں بھی جو مستدرک شیبانی پر ہے حلال و حرام کی باب میں رجوع ذکر کر کے کہا ہے کہ
بلا شک صحیح ہو گیا رجوع ابی حنیفہ کا اس قول سے کہ گھوڑے کا گوشت حلال نہیں اور اختلاف شفق سے اور وقت ظہر کے جانے اور
عصر کے آنے سے دو مثل کی مسئلہ میں اور ان لوگوں میں سے صاحب صراط قویم بھی ہیں سو جب یہ روایات رجوع کی صحیح
ہیں اور اصل قاعدہ اہل مذہب کا یہ ہے کہ جب امام ایک جانب ہوں اور صاحبین ایک جانب تو مفتی کو اختیار ہے کہ صاحبین کے قول پر فتوی دے اور اگر
قول پر تو اب جمہور کے قول کی طرف پھرنا واجب ہو گیا اور یہ قول صاحب بحر کا کہ ہم تو امام ہی کے قول پر فتوی اور عمل کرتے ہیں اگرچہ مفتی فتوی

انتہی کلام السندی اور اسی سبب سے بہت سی کتب مشہورہ متداولہ معتبرہ مین جیسے بدایع اور غایۃ البیان حاشیہ
ہدایہ اور ینابیع اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض وغیرہا مین ایک مثل کی تصحیح کی ہی اور اسیکو مذکور فی الاصل کہا ہی
اور قابل عمل کے ٹہرایا ہے اور طحاوی نے بہی اسیکو اخذ کیا ہے جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی مین
وروی عن ابی حنیفۃ ان وقت الظہر الی المثل کما قالت الثلثۃ الباقیۃ والجمہور وفی البدایع ہو الصحیح المذکور فی الاصل وفی غایۃ البیان
بہ اخذ ابو حنیفۃ وہو المشہور عنہ وفی الینابیع ہو الصحیح عن ابی حنیفۃ وفی الدر المختار ہو قولہما وزفر وقال الطحاوی وبہ ناخذ وفی غرر
الاذکار وہو الماخوذ بہ وفی البرہان ہو الاظہر لبیان جبرئیل وہو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم وبہ یفتی انتہی اور واضح ہو کہ نقل کرنا ہمارا
رجوع امام کی کو طرف مثل کے اور بیان کرنا ہمارا مستند ہونیکو اور قابل فتوی کی ہونیکو نزدیک بہت علماء حنفیہ
کی بہی محض بطور الزام ہے اور بصورت اظہار خبر واقعی کے نہ بایں طور اور اس نظر سے ہے کہ امام کی رجوع سے
ہمکو گنجایش عمل کے احادیث یکمثلی پر ہوئی حاشا وکلا اسلیے کہ اگر امام ابو حنیفہ اور اونکی صاحبین بہی اور تمام
حنفی اگلے پچہلے ایک مثل کے قایل نہوتی تو بہی ہمکو احادیث یکمثلی صحیحہ مرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل
کرنیمین کچہہ تامل نہوتا ہمارے نزدیک عامل بالحدیث کو اتباع رسول اللہ کی حدیث کا مجتہد کی عمل اور فتوی
سے موقوف نہین جیسا کہ باب ثانی کی جواب مین بدلایل قطعیہ ثابت کیا گیا واللہ تعالی اعلم بالصواب فالحمد للہ علی ما وفقنا
لاثبات المثل للفصل بین الظہر والعصر بالحجج الساطعۃ والقول الفصل وہدانا علی نفی الفصل بالمثلین الذی لم یثبت فی حدیث صحیح ولا
ضعیف عن النبی سید الثقلین ولم یتلقاہ بالقبول جمہور اہل العلم من المجتہدین الماجدین فی النشاتین وصلی اللہ علی رسولہ
محمد وآلہ الطاہرین المحسنین **قال** مسئلہ پانچوان جمع کرنا دو نمازونکا بیچ ایک وقت کی **اقول** اس مسئلہ کی تحقیق
کان لگا کر سننی چاہیے کہ اس مسئلہ مین جناب مؤلف نے بہت ابلہ فریبی اور حق پوشی کی ہی کہ دلایل مین وہ حدیثین
بیان کی ہین جنکی طرف ہمکو کچہہ التفات نہین یعنی ایک روایت ابوداود کی جسکی راوی مین ضعف تہا ہماری دلیل
ٹہراکر نقل کردی اور جو روایتین صحیحہ متعددہ اوسمین تہین چہوڑ دین ایسا ہی ایک روایت معجم اوسط طبرانی کی اور
ایک روایت اربعین حاکم کی سی جنمین کچہہ ضعف تہا دلایل ٹہراکر نقل کرکے اون کی بعض راویون پر طعن کردیا اور
جو روایتین صحیحہ متعددہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور

مختلف ہون اور ایک روایت ایسی ہو کہ صاحبین اپنا عمل درآمد اوسپر ٹہراوین اور امام سے اوسکو نقل کرین تو وہ بہی امام سے
ہے نقل کرتے ہین نہ محض اپنے رای سے ہو چکا کلام سندی کا ۞ اللہ کا شکر ہے اسپر کہ اوسنے ہمین توفیق دی
کہ ایک مثل کو ظہر اور عصر مین روشن دلیلون سے اور قول فیصل سے جسنے فاصل ثابت کیا اور اسپر کہ اوسنے ہماری تائید کی
بیچ فاصلہ دو مثلین کے کہ وہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین آنحضرت سے ثابت نہین اور جمہور علماء مجتہدین نے
اوسکو قبول بہی نہین کیا اور اللہ رحمت نازل کرے اپنے رسول اور اوسکی آل پر جو دو جہان کی نیکی کی طالب ہے

مسند ابی یعلی اور مصنفات بیہقی اور موطا امام مالک اور موطا امام محمد و معانی الآثار طحاوی اور مستخرج
ابی نعیم وغیرہا مین مشہور اور متداول تہین نقل کرکے اونکا جواب نہین دیا کاش صحاح ستہ ہی کی صحیح
حدیثون کو دلیل ٹہراتا اور پہر اون سی جواب دیتا یہہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب متداولہ صحیح
و مسلم جیسی کو چہوڑکر بعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اونسی دو روایتین ضعیف نقل کرکی ادن کا
جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع بین الصلاتین کی فقط اسیقدر دلیلین رکہتی ہین جنکو مؤلف نے
ضعیف کر دیا خیر یہہ جو کیا بزعم خود اچہا کیا اب ہم سی تحقیق اس مسئلہ کی کما ینبغی ہنی چاہی کہ اپنی دلیلین کہ ہم
پیش کرتی ہین اور تمام حنفیون کے عذرات کو جو مؤلف نی بیان کئی ہین وہ بہی اور جو اور حنفیون نی بیان کئے
ہین وہ بہی کسطرح بالاستیعاب نقل کرکے اونکا جواب دیتی ہین پس مخفی نرہی کہ جمع بین الصلاتین فی
السفر صحیح اور ثابت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سی جنمین ہین علی اور
عبد اللہ بن عمر اور انس اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عائشہ اور ابن عباس اور اسامہ بن زید اور جابر اور ابو جحیفہ اور
معاذ بن جبل اور ابن مسعود فی احد الروایتین اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ اور انکے
سوا سی انکی اور مروی ہین روایتین انکی اون تیرہ کتب حدیث مین جنکا ذکر بالا گذرا اور کتنی اور کتب مین سوا اون کے
لاکن مجموعہ روایات مین بعضی تو ایسی ہین کہ اون مین فقط جمع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازون کو بیان
کیا ہی اور کیفیت اوس جمع کی بیان نہین کی پس حنفی لوگ اون حدیثون مین یہہ تاویل کرتی ہین کہ مراد اس
جمع سی جمع صوری ہی یعنی پہلی نماز کو آخر وقت مین پڑہنا اور دوسری نماز کو اول وقت پڑہنا تو یہہ بظاہر اور
بصورت جمع معلوم ہوتی ہے اسطور پر کہ اوسمین تاویل جمع صوری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے سلی وہ حدیثین
جنمین تاویل کو مخالف کی دخل نہین ذکر کرتے ہین تو منصفین با فہم اور ناظرین با علم اون حدیثون مجملۃ الکیفیت
کو بہی نہین احادیث مبینۃ الکیفیت پر محمول سمجہین تو واضح ہو کہ جمع بین الصلاتین دو قسم ہے جمع تقدیم
اور جمع تاخیر پس دونون قسمون کے حدیثین علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہین حدیثین جمع تقدیم کین روایت کی ہی مسلم نے
طریق سی حکم بن عتیبہ ابو جحیفہ سی قال خرج رسول اللہ صلعم بالهاجرة الی البطحاء فتوضأ فصلی الظهر رکعتین والعصر رکعتین
بین یدیہ عنزة قال شعبة وزاد فيه عون عن ابيه ابی جحیفة وكان يمر من ورائها المرأة والحمار اور دوسری روایت بخاری کی اسطرح پر ہی خرج علینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالهاجرة فصلی بالبطحاء الظهر والعصر رکعتین ونصب بين يديه عنزة کہا امام نووی نے

٥١ ابو جحیفہ نے کہا کہ نکلے آنحضرت دوپہر کو طرف بطحا کے اور وضو کیا اور ظہر اور عصر پڑہے اور اوسکی آگے
ایک برچہے کہڑے تہے اور عورتین اور گدہے اوس سے اودہر پہرتے تہے ٥٢ نکلے آنحضرت
دوپہر کو اور نماز پڑہے بطحا مین ظہر کے دو رکعت اور عصر کی دو رکعت اور اوسکی آگے ایک برچہہ کہڑی تہے

شرح صحیح مسلم میں فیہ دلیل علی القصر والجمع فی السفر وفیہ ان الافضل لمن اراد الجمع وھو نازل فی وقت الاول ان یقدم الثانی الی
انتہی اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں وظاہرہ تقدیم العصر فی وقت الظہر انتہی اقول وجہ الظہور کون الھاجرۃ ظرفا للخروج
والوضوء والصلوۃ جمیعا لان کلا من الخروج والوضوء والصلوۃ مرتبا لوقوع ومتقارب الوجوہ فان الفاء علی لفظۃ
فتوضا فصل للترتیب بلا مہلۃ قال فی الفوائد الضیائیۃ الفاء للترتیب بلا مہلۃ انتہی وقال المحشی الملا صادق قولہ قدس سرہ بلا مہلۃ
ھذا القید مما فات المصنف ولا بد منہ لانہ لا یقال یستفاد من قولہ وثم مثلہا بمہلۃ لانا نقول لا نم ذلک لجواز ان یستفاد منہ التفاوت
بالعموم والخصوص ونحن نقول لولا تنصیص المصنف علیہ فی شرحہ لا مکن ان یقال خالف الجمہور واختار کون الفاء لمطلق الترتیب انتہی فیکون
المعنی علی ما تقتضیہ الفاء انہ علیہ السلام خرج فی الھاجرۃ وتوضأ فی الھاجرۃ وصلی الظہر والعصر فی الھاجرۃ فان قلت یحتمل انہ علیہ
السلام صلی الظہر کما قلتم ای غیر متراخ عن الخروج فی الھاجرۃ والتوضی فیہا لکنہ صلی العصر بعد دخول وقتہا قلنا ھذا خلاف الظاھر وقد تقرر
ان النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی الظواھر ما لم یصرف منہا مانع قطعی کذا قال فی العقائد النسفیۃ وھنا لم یوجد مانع یمنع حمل الحدیث
علی الظاھر فان قلت ما یتمسک بہ الحنفیۃ من احادیث الجمع الصوری وانکار بعض الصحابۃ کابن مسعود عن الجمع وقطعیۃ ثبوت تعین المیقات للصلوۃ
ونہی عمر بن الخطاب عن الجمع بین الصلوۃ مانع عن حمل الحدیث علی الظاھر قلنا لا شیٔ ولا واحد مما تمسکوا بہ حجۃ لامتناع الجمع بین الصلوتین مطلقا
مقدما کان الجمع او مؤخرا کما ستری فی مقام الجواب عن ادلتہم فیبقی ظواھر الاحادیث سالمۃ عن المانع فتعین الحمل علیہا فتدبر علی ان لفظ فصلی
مع مقولہ لفظ الظہر مع معطوف علیہ وھو لفظ العصر من غیر متراخ عن الخروج والتوضی فیہا فکیف یسوغ ربط فصلی مع الخروج والتوضی بعد

۵۴ اور نماز اسکا مقدم کرنا ہے عصر کا ظہر کے وقت مین ہو چکی عبارت محلی کی مین کہتا ہون کہ وجہ ظاہر ہونیکی یہہ ہی کہ دوپہر کو
نکلی ہے اپنے وضو کیا اور نماز پڑہی اور یہہ سب کچہہ حرف فا سی معلوم ہوتا ہے کہ بلا مہلت تہا کہا فوائد ضیائیہ مین فا بلا مہلت
ترتیب کے واسطے ہے ہو چکی عبارت اوسکی اور کہا ملا صادق محشی نے کہ یہہ قول کہ بلا مہلت ہی مصنف کا فیہ سی رہ گیا اور یہہ ضرور چاہیے
کوئی یون نہ کہی کہ اوسکی یہہ کہنی سے کہ ثم فا کی مانند ہے مگر مہلت کیے مہلت نکلتی ہے کیونکہ ہم کہینگی کہ ہم یہہ نہین مانتی اسلئی کہ جایز ہے
کہ اوس سے فرق عموم اور خصوص کا نکلی اور ہم کہتے ہین کہ اگر اوپر مصنف اپنی شرح مین جتلا نہ دیتا تو ممکن تہا کہ یہہ کہا جاتا کہ اوسنی
جمہور کا خلاف کرکے فا کو مطلق ترتیب کیلئی ہونا پسند کیا ہے ہو چکی عبارت اوسکی تو اب معنی فا کی قتضا پر یہہ ہوئی کہ حضرت دوپہر کو
نکلی ہے وضو کرکے ظہر اور عصر پڑہتے اگر کوئی کہے کہ خیر ظہر تو جیسے تم کہتے ہو پڑہی لیکن عصر اپنے وقت پر پڑہے ہو تو ہم کہینگی یہہ
خلاف ظاہر ہے اور یہہ ثابت ہو چکی ہے کہ کوئی مانع قطعی جبتک نہوی تو نصوص اپنے ظاہر معنے پر محمول ہوتی ہین چنانچہ اسکا عقاید نسفی مین
ہے اور یہان کوئی مانع قطعی نہین اگر کوئی کہے کہ وہ حدیثین جمع صوری کی جس سی حنفیون نی دلیل پکڑی ہے اور بعضے
صحابہ جیسی عبداللہ بن مسعود کا جمع کو انکار کرنا اور نماز وںکی وقتونکا قطعی ہونا اور حضرت عمر کا جمع صلوتین کو منع کرنا حدیث
کو ظاہری معنی لینیکا مانع ہے تو ہم کہینگی کہ کوئی بہی ان مین سی مطلق جمع کو خواہ مقدم ہو خواہ مؤخر مانع نہین ہے
چنانچہ جواب کی جگہہ معلوم ہوگا تو حدیث اپنے ظاہر معنے پر رہی سمجہہ لے تو علاوہ برین لفظ فصلی مع ظہر اور عصر مرتب ہین نہین

پس حاصل ترجمہ اس حدیث کا یہ ہوا کہ آنحضرت وقت زوال آفتاب کی بطحا میں تشریف لے گئے پس اوسی وقت میں ظہر ادا فرمائی
وضو کیا پس اسی وقت بلا مہلت ظہر اور عصر کو جمع کرکے پڑھا اور روایت کی ہے ترمذی اور ابو داؤد نے حدثنا قتیبة بن سعید نا
اللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوة تبوک اذا ارتحل قبل
زیغ الشمس اخر الظهر الی ان یجمعها الی العصر فیصلیهما جمیعا واذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظهر وصلی الظهر والعصر
جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیها مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر غزوہ تبوک میں اگر قبل ڈھلنے آفتاب کی سوار ہوتے تو ظہر کو موخر کرکے عصر سے ملاکر پڑھتے تھے
اگر بعد ڈھلنے آفتاب کی سوار ہوتے تو عصر کو ظہر کی وقت میں ظہر سے ملاکر پڑھتے اور اگر سوار ہوتے قبل غروب آفتاب کی تو مغرب کو
موخر کرکے عشاء کی ساتھ پڑھتے اور اگر بعد غروب کی سوار ہوتے تو عشاء کو بھی مغرب ہی کی ساتھ پڑھ لیتے راوی اسکی
ثقات ہیں اما الاول فهو قتیبة بن سعید بن جمیل بفتح الجیم بن طریف الثقفی ابو رجاء البغلانی بفتح الموحدة وسکون
المعجمة یقال اسمه یحیی وقیل علی ثقة ثبت والثانی هو اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفهمی ابو الحارث المصری ثقة
ثبت فقیه امام مشهور والثالث هو یزید بن ابی حبیب المصری ابو رجاء واسم ابیه سوید ثقة فقیه والباقیان صحابیان
کل ذلک فی التقریب اور کہا ترمذی نے وروی علی بن المدینی عن احمد بن حنبل عن قتیبة هذا الحدیث وحدیث معاذ
حدیث حسن غریب تفرد به قتیبة لا نعرف احدا رواه عن اللیث غیره وحدیث اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل
عن معاذ حدیث غریب والمعروف عند اهل العلم حدیث معاذ من حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع فی
غزوة تبوک بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء رواه قرة بن خالد وسفیان الثوری ومالک وغیر واحد عن ابی الزبیر المکی انتهی

ف روایت کی ہمیں قتیبہ بن سعید نے کہا کہ روایت کی لیث بن سعد نے یزید بن حبیب سے انہوں نے ابو الطفیل سے انہوں نے معاذ بن جبل سے یوں کہ آنحضرت صلعم
غزوہ تبوک میں تھے اور جب آپ سورج کی ڈھلنے سے پہلے سوار ہوتے تھے تو ظہر میں یہانتک تاخیر فرماتے تھے کہ عصر کی ساتھ ملا لیتے تھے اور جب
سورج ڈھلے سوار ہوتے تھے تو عصر میں جلدی فرماکر ظہر اور عصر ملاکر پڑھ لیتے تھے اور جب غروب سے پہلے سوار ہوتے تھے تو مغرب میں تاخیر کرکے
عشا کی ساتھ پڑھ لیتے تھے اور جب غروب کے بعد سوار ہوتے تھے تو عشا میں جلدی کرکے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے تھے ف پہلا قتیبہ بن سعید بن
جمیل جیم کی فتح سے بن طریف ثقفی ابو رجا بغلانی نام انکا یحیی ہے اور بعضوں نے علی کہا ہے ثقہ اور ثبت ہیں اور دوسرا لیث بن سعد بن
عبد الرحمن فہمی ابو حارث مصری ثقہ ثبت فقیہ امام مشہور ہے اور تیسرا یزید بن ابی حبیب ہے ابو رجا اور انکی باپ کا نام سوید ہے ثقہ فقیہ
اور دونو باقی صحابی ہیں یہ سب کچھ تقریب میں ہے اور روایت کی علی بن مدینی نے احمد بن حنبل سے اور انہوں نے قتیبہ سے اس حدیث کو اور حدیث
معاذ کی حدیث حسن غریب ہے اور ہمیں قتیبہ اکیلا ہے ہم نہیں جانتے کسیکو کہ لیث سے روایت کی ہو اور حدیث لیث کی یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے
ابو طفیل سے انہوں نے معاذ سے حدیث غریب ہے اور اہل علم کی نزدیک مشہور حدیث معاذ کی حدیث ابی الزبیر کی ہے انہوں نے ابو طفیل سے روایت کی
اور انہوں نے معاذ سے کہ آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک میں جمع کیا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو روایت کی یہ حدیث قرہ بن خالد نے

اورکہا ابوداود نے ولم یرو هذا الحدیث الا عن قتیبة وحده انتهی اقول لا یخفی علی العالم باصول الحدیث ان تفرد
الراوی بروایة انما یستلزم کونها منکرة شاذة مردودة اذا کان ذلک الراوی غیر ضابط ولا ثبت ویخالف
فی تلک الروایة احفظ منه واضبط واما اذا کان المتفرد حافظا ثقة ثبتا ولم یخالفه احد فیها او خالفه احد
لکن المخالف مثله فی الحفظ والتثبت فحینئذ لا تکون روایته التی تفرد بها مردودة بل هی مقبولة ثم المقبول بشرط الاول
صحیحة وبشرط الثانی حسنة قال الامام ابن الصلاح فیه تفصیل فما خالف مفرده احفظ منه واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف
وهو عدل ضابط فصحیح وان رواه غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجة الضابط فحسن وان بعد فمنکر انتهی نقله
السید جمال الدین المحدث صاحب روضة الاحباب فی رسالته فی اصول الحدیث ثم قال ویفهم من قوله احفظ واضبط
علی صیغة التفضیل ان المخالف ان کان مثله لا یکون مردودا انتهی وقال الامام النووی فی مقدمة شرحه علی صحیح مسلم
واذا انتفت المتابعات وتمحض فردا فله اربعة احوال حال یکون مخالفا لروایة من هو احفظ منه فهذا ضعیف ویسمی شاذا ومنکرا وحال
لا یکون مخالفا ویکون هذا الراوی حافظا ضابطا متقنا فیکون صحیحا وحال یکون قاصرا عن هذا ولکنه قریب من درجته فیکون حدیثه حسنا وحال
یکون بعیدا عن حاله فیکون شاذا منکرا مردودا فحصل ان الفرد قسمان مقبول ومردود والمقبول ضربان فرد لا یخالف وراویه کامل الاهلیة
وفرد هو قریب منه والمردود ایضا ضربان فرد مخالف للاحفظ وفرد لیس فی راویه من الحفظ والاتقان ما یجبر تفرده والله اعلم انتهی
واذا تمهد هذا فنقول ان تفرد قتیبة بهذه الروایة عن اللیث لا یضر صحة الحدیث لان قتیبة ثقة ثبت کما فی التقریب ولم

سك اور یہہ حدیث اکیلے قتیبہ ہی نے روایت کی ہے اور کسی نے نہیں روایت کی ہو چکی عبارت ابو داود کی میں کہتا ہوں کہ عالم اصول
حدیث پر پوشیدہ نہیں کہ اکیلا ہونا راوی کا حدیث کو منکر شاذ مردود جب کرتا ہے کہ وہ راوی ضابط ثبت نہو یا اوس روایت میں اپنے سے زیادہ
حافظ حدیث یا زیادہ ضابط کی مخالف پڑے اور جب یہہ ہو یا کہ وہ بہی حافظ ثقہ ہو اور مخالف نہو یا ہو تو برابر والے سے ہو تو اوس صورت میں
وہ روایت مردود نہوگی بلکہ مقبول ہوگی پھر مقبول بشرط اول صحیح ہے اور بشرط ثانی حسن کہا امام ابن صلاح نے اسمین تفصیل ہے سو اگر وہ اپنے
سے زیادہ حافظ کی مخالف ہے تو شاذ ہے اور اگر مخالف نہیں اور خود بہی ثقہ ہے تو صحیح ہے اور اگر ایسے غیر ضابط نے روایت کی ہے کہ وہ درجہ ضابط
سے دور نہیں ہے تو حسن ہے اور اگر دور ہے تو منکر ہے ہو چکی عبارت اوسکی نقل کیا اسکو سید جمال الدین محدث نے کہ جو روضہ کی مصنف ہیں
اپنی اصول حدیث کی رسالہ میں پہر کہا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مخالف ہونا بہت حافظ سے لیا کہ اگر برابر والے سے مخالف ہو تو مردود نہوگی
اور کہا امام نووی نے اپنی اوس مقدمہ میں جو شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب متابعت حدیث کی اور راوی کی روایت سے نہو اور راوی
اکیلا ہے تو چار حال اوسکی ہو سکتی ہیں یا تو اپنے سے بڑہ کر راوی سے مخالف ہے تو یہہ قسم تو ضعیف ہے اور اوسکا نام شاذ منکر ہے اور یا مخالف
نہوگا اور خود یہہ راوی ہے حافظ ضابط جید الروایة ہے تو یہہ قسم صحیح ہے اور ایک حال اس سے گھٹکا ہے وہ یہہ کہ اسکی قریب قریب راوی ہے تو
حدیث حسن ہوگی اور ایک حال اس سے دور ہے تو شاذ منکر مردود ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ اکیلی روایت دو قسم ہے مقبول اور مردود اور مقبول دو طرح
ایک یہہ کہ اپنے سے بڑہکر سے مخالف نہووے اور ایک اس سے قریب اور مردود بہی دو قسم ہے ایک یہہ کہ اپنے سے بڑہکر سے مخالف ہووے

يخالفه احد في تلك الرواية عن الليث ومن ادعى خلافه فعليه البيان وكذا تفرد الليث بهذه الرواية عن يزيد بن
ابي حبيب ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان الليث ثقة ثبت فقيه امام مشهور كما مر عن التقريب ولم يخالفه احد في
الرواية عن يزيد كذا تفرد يزيد بن ابي حبيب بهذه الرواية عن ابي الطفيل ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لانه
وان خالفه ابو الزبير المكي في الرواية عن ابي الطفيل لكن ابا الزبير المكي ليس باثبت من يزيد بل ليس مساويا له لان
يزيد ثقة فقيه كما مر عن التقريب فهو في المرتبة الثانية لان مدحه موكد وقد قال الحافظ في التقريب
فاما المراتب فاولها الصحابة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من اكد مدحه اما بافعل كاوثق الناس
او بتكرير الصفة لفظا كثقة ثقة او معنى كثقة حافظ انتهى وابا الزبير المكي صدوق فقط ومع ذلك مدلس
قال الحافظ في التقريب محمد بن المسلم بن تدرس بفتح المثناة وسكون الدال المهملة وضم الراء
الاسدي مولاهم ابو الزبير المكي صدوق الا انه يدلس من الرابعة انتهى فهو في المرتبة الرابعة
لما قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلا واليه الاشارة بصدوق او لا باس
او ليس به باس انتهى فكيف يخدش تفرد يزيد بن ابي حبيب بالرواية عن ابي الطفيل خلافا لابي الزبير
المكي الذي هو دونه في التثبت والثقاهة فافهم پس ثابت ہوا کہ یہہ حدیث قتیبہ کی باوجود تفرد قتیبہ کی
تو صحیح ہے کما حققنا ورنہ اسکی حسن مین تو کسی اہل بصیرت کو کلام نہین کما قال الترمذی وحدیث حسن غریب
غریب ہی بنظر تفرد کی اور حسن ہے اس نظر سے کہ خلاف اسکا کسی حفاظ وضبط سے بہ نسبت اسکی رواۃ کی مروی نہین اور
مولف نے زیلعی حنفی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث درباب جمع تقدیم کی مضبوط نہین تو **جواب** اسکا یہہ ہی کہ زیلعی

اور ایک یہہ کہ راوی اچھا ہو گرچہ اکیلا ہو اگلے اسکی مددگار ہو چکی عبارت اوسکی جب یہہ تمہید ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ اکیلا ہونا قتیبہ کا اور
لیث بھی صحت حدیث کو مضر نہین اسلئی کہ قتیبہ ثقہ ثبت ہی چنانچہ گذر چکا تقریب سی اور کوئی اوسکی مخالف اس روایت
نہین اور جو اسکی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کری اور اسیطرح اکیلا ہونا لیث کا اس روایت مین یزید بن ابی حبیب سے
کوئی بھی تو صحت حدیث کو مضر نہین کیونکہ یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت مین ابو زبیر مکی ہی لیکن وہ یزید سی ثبت مین بڑھکر نہین
برابر بھی نہین کیونکہ یزید ثقہ فقیہ ہے چنانچہ تقریب سی گذرا تو وہ مرتبہ ثانی مین ہا کیونکہ اوسکی مدح مین تاکید ہے اور حافظ
ابن حجر نے تقریب مین کہا ہے اول مرتبہ صحابہ کا ہے تو اونکی شرف کی سبب سے اس امر کا تصریح کرینگے دوسری وہ جسکی مدح مین
تاکید ہو یا تو صیغہ فعل التفضیل کر جیسے اوثق الناس یا دو دفعہ صفت کا بولنا لفظ کی طور پر جیسی ثقہ ثقہ یا معنی کی طور پر جیسی
حافظ اور ابو زبیر فقط صدوق ہے اور مدلس بھی ہی حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابو زبیر مکی صدوق ہی
مدلس ہے چوتھی طبقہ مین تو چوتھی مرتبہ مین ہی چنانچہ تقریب مین کہا ہے چوتھا طبقہ وہ جو تیسری سی کچھ کم ہو اور اوسکی طرف اشارہ بلفظ صدوق کا ہے
ولیس به باس کا تو اب کیونکر خدشہ ڈالیگا خلاف ابو زبیر کی کا کہ وہ درجہ ثقاہت مین کم ہی یزید بن ابی حبیب کے روایت مین ابی الطفیل سی

اور تعدیل مین سی نہین اوسکا مذہب تو یہہ ہی کہ حنفی مذہب کی فقہ تراشی کری نہ یہہ کہ حدیثون کو جرح کری اور جو کہ مولف نے
یہہ قول ابوداود سی بوسیلہ عینی کی نقل کیا ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ ابوداود نے اپنے سنن مین حدیث صحیح ابوحنیفہ
جو بخاری اور مسلم سی نقل ہوچکی ہی جس سی جمع تقدیم ثابت ہوتی ہی روایت کی ہی اور یہہ حدیث قتیبہ بن سعید کی جسکا
صحیح ہونا ثابت کیا گیا ہی روایت کی ہی اور جرح قدح اوسپر نہین کیا اور سوائے تفرد قتیبہ کی جو کہ منافی صحت حدیث کی نہین کچھ حقیقتاً
کچھ زبان پر نہین لایا پہر کسطرح تسلیم کیا جاوی کہ یہہ قول بہی کہا ہو تو اگر جناب مولف کو کچھہ غیرت آوی تو نشان دہی کرین
کہ ابوداود نی کونسی کتاب مین یہہ قول کہا ہی پس محقق ہوا کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ سی جو بعض اون سی بروایت شیخین
ہین اور بعض کم اونکی درجہ سی ثابت ہی اب سنو حدیثین تاخیر کین روایت کی مسلم نی نافع سی ان ابن عمر کان
اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب الشفق ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء اور روایت کی ہی ترمذی نے ابن عمر سے ۔ انہ استغیث علی بعض اہلہ
فجد بہ السیر اخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینہما ثم اخبرہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلک اذا جد بہ السیر
پہر کہا ترمذی نی ہذا حدیث حسن صحیح اور روایت کی ہی بخاری نی سالم بن عبداللہ سی وفی اخر ابن عمر المغرب
وکان استصرخ علی امراتہ صفیۃ بنت ابی عبید فقلت لہ الصلوۃ فقال سر فقلت لہ الصلوۃ فقال سر حتی سار میلین او ثلاثۃ ثم نزل فصلی فقال ہکذا رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی اذا اعجلہ السیر اور یہہ بات ہر عاقل بہی جانتا ہی کہ اگر بعد دخول وقت مغرب کی دو تین کوس مسافت چلین تو
اتنی شفق غائب ہوجاتی ہی اور وقت عشاء کا داخل ہوجاتا ہی اور صاف سنو کہ روایت کی ہی بخاری نی اسلم سے
قال کنت مع عبداللہ بن عمر بطریق مکۃ فبلغہ عن صفیۃ بنت ابی عبید شدۃ وجع فاسرع السیر حتی اذا کان بعد غروب الشفق
ثم نزل فصلی المغرب والعتمۃ جمع بینہما وقال انی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر اخر المغرب وجمع بینہما
اور روایت کی ہی نسائی نی اسمعیل بن عبدالرحمن سے قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس ہبت ان اقول

۱ حضرت ابن عمر کو جب سفر پیش آتا جلدی کا تو بعد غروب شفق کے مغرب اور عشاء جمع کرلیا کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ کو جب جلدی سفر کی ہوتی تو مغرب عشاء کو جمع کرلیتے ۲ ابن عمر کو
بعضے رشتہ دارون کی پاس سے فریاد رسی کیلئے جلدی جانیکی ضرورت پڑی تو اونہون نے مغرب مین غروب شفق تک
تاخیر کی پہر اوترکر مغرب اور عشاء ملا کر پڑہین پہر لوگون سی کہا کہ سفر مین آنحضرت بہی یونہین کیا کرتے تہے جلدی کے وقت ۳ یہہ
حدیث حسن صحیح ہے ۴ اور تاخیر کی ابن عمر نے مغرب مین اوس سفر مین کہ اپنی بی بی صفیہ کے پاس اونہین
پہونچنا ضروری تہا سو مین کہا نماز کا وقت آگیا فرمایا کہ اہی اور چلو یہانتک کہ دو یا تین میل اور چلی پہر اوترکر نماز پڑہی اور
کہا کہ جلدی کی سفر مین آنحضرت بہی یونہین کیا کرتے تہے ۵ کہا تہا مین عبداللہ کے ساتہہ مکہ کی رستہ مین تو اونکی بی بی صفیہ
بنت ابی عبید کی بیماری کی خبر پہونچی کہ بہت بیمار ہین تو وہ جہٹ پٹ جلدی چلے جب شفق غروب ہوگئی تو مغرب اور عشاء جمع کرکی پڑہی اور کہا
کہ مین نی آنحضرت صلعم کو دیکہا ہی کہ سفر کی جلدی مین مغرب مین تاخیر کرکی جمع کرلیا کرتی تہے ۶ کہا کہ مین حمی تک حضرت ابن عمر کے ساتہہ تہا جب سورج ڈوب گیا

لدالصلوة فسكت حتى ذهب بياض الافق وفحمة العشاء ثم نزل فصلى المغرب ثلاث ركعات ثم صلى ركعتين على اثرها
ثم قال هكذا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل اور روایت کی ہی ابو داؤد نے کہ ابن عمر استصرخ على صفية وهو
بمكة فسار حتى غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا عجل به امر في سفر جمع بين
هاتين الصلوتين فسار حتى غاب الشفق فنزل فجمع بينهما اور روایت کی ہی ابو داؤد نے عبداللہ بن دینار سے قال غابت الشمس
وانا عند عبد الله بن عمر فسرنا فلما رايناه قد امسى قلنا الصلوة فسار حتى غاب الشفق وتصوبت النجوم ثم انه نزل
فصلى الصلوتين جميعا ثم قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير صلى صلوتي هذه يقول يجمع
بينهما بعد ليل ہی یہ قال ابو داؤد ورواه عاصم بن محمد عن اخيه عن سالم ورواه ابن ابي نجيح عن اسمعيل بن
عبد الرحمن بن ذويب ان الجمع بينهما من ابن عمر كان بعد غيوب الشفق اور روایت کی ہی امام محمد نے مؤطا میں [illegible]
ابن عمر نے مغرب ہی شفق [illegible] وما قال محمد بلغنا عن ابن عمر انه بطريق اخرى انه صلى المغرب حين اخر الصلوة قبل
ان تغيب الشفق فكيف يسلم بلا اسناد ولو تقدم وجود الاسناد المتصل كيف يعارض الصحيحين والترمذي والنسائي وابا داود
مع ان رواية الشيخين مقدمة على غيرهما كما عرف من شرح النخبة وسيجئ ايضا بر حاصل مطلب یہ ہے کہ ابن عمر کا جواب ہمیشہ کہ زمین
مروی ہی سا یہہ ہوا کہ ابن عمر نے سفر عجلت مین مغرب اور عشا کو تا غایب ہونے شفق کے یعنی وقت عشا مین جمع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ہمیشہ عجلت مین ایسا کرتے
[illegible] قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يجمع بين الصلوتين في السفر اخر الظهر حتى يدخل الى وقت العصر ثم يجمع بينهما

کہ نماز کا وقت اگیا اور وہ شفق کی غروب تک چلی گئی پھر اوتر کر تین رکعتین مغرب کی پڑہین پہر دو رکعتین اوسکی پیچہے
پڑہین اور کہا کہ مین آنحضرت کو یونہین کرتے ہوئے دیکہا ہے ف۱ ابن عمر کو اونکی بی بی کی شدت بیماری کی خبر پہونچی
اور وہ مکہ مین ہی تو وہ چلے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا اور تارے ظاہر ہوئے تو کہا کہ جب آنحضرت کو جلد کیا سفر پیش آتا
تہا تو ان دونو نمازونکو جمع کر لیا کرتے تہے پہر چلا دشفق غروب ہوئی پہر اوترکر دونو نمازین پڑہین ف۲ سورج ڈوب گیا
اور مین عبداللہ بن عمر کے ساتہہ تہا اور چلی گئی جب شام ہوئی تو مینے کہا کہ نماز تو وہ چلی ہی گئی یہانتک کہ شفق غروب ہو گئی
اور تارے جہک لکلی تو اوترکر دونو نمازین پڑہین پہر کہا کہ مینے آنحضرت صلعم کو دیکہا ہے کہ سفر کی ضرورت مین
یونہین پڑہا کرتے تہے یعنے رات پڑی جمع کر لیا کرتے تہے ف۳ اور روایت کی عاصم بن محمد نے اپنے بہائی سے انہون نے
سالم سے اور روایت کی ابن ابی نجیح نے اوسنے اسماعیل بن عبدالرحمن بن ذویب سے یہہ کہ جمع کی دونو نمازین
ابن عمر نے بعد غروب شفق کے ف۴ اور وہ جو محمد نے کہا ہے کہ ابن عمر سے دوسری روایت یون ہی
پہونچی ہے کہ ابن عمر نے غروب شفق سے پہلی پڑہے ہتی تو وہ بلا سند کی کیونکر مسلم ہو سکتی ہے اور سند ہو بہی تو
صحیحین اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد کی روایت کو کسطرح معارضہ کر سکتی ہی فقط شیخین کی روایت ہوتی تو بہی خیر مقدم ہی
چنانچہ شرح نخبہ سے اور یگر مد جگا اوسکی بہی آویگا ف۵ آنحضرت جب سفر مین دو نمازونکا جمع کرنا چاہتے تہے تو ظہر کی تاخیر کرتے یہانتک

لفظ حتی اس حدیث میں بمعنی الی ہی کیونکہ داخل ہی فعل پر فعل پر کہا مستنتم الحصول میں وقل تدخل ای حتی علی الافعال فتنصب بها بتقدیر ان ویکون للغایة الخ در کما شرح ملا مین و حتی کذلک ای مثل الی فی کونها لانتهاء الغایة انتہی اور جناب مؤلف کی بہی اسپر اقرار ہی چنانچہ تنویر الحق میں موجود ہی اور جبکہ حتی بمعنی الی ہوا تو ظاہر ہی کہ واسطی انتہا اوس فعل کی ہوگا جسکی متعلق ہوگا نہ واسطی انتہا معمول متعلق اپنی کی چنانچہ بیچ حدیث امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله کے حتی واسطی انتہا اقاتل کی ہے نہ واسطی انتہا الناس کے جو مفعول ہی اقاتل کا اور بیچ آیة لا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط کے حتی واسطی انتہا لا یدخلون کے ہے نہ واسطی انتہا جنت کے جو مفعول ہے لا یدخلون کا جیسا کہ نہیں مخفی اوس شخص پر جسپر جو ہدایت النحو پڑہا ہوا ہوگا تو اس حدیث میں بہی حتی واسطی انتہا اخر کی ہوگا نہ واسطی انتہا ظہر کی جو مفعول ہی اخر کا پس حاصل مطلب ایسی حدیث کا یہہ ہوا کہ جب آنحضرت ارادہ جمع کرنی دو نمازون کا کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتی کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا یعنی ابہی تک ظہر نہ پڑہتے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد داخل ہونی وقت عصر کی جمع بین الصلوتین کرتی اور ان معنی سی کسیکو اہل علم سی انکار نہین مگر محرفین للنصوص کو کہ واسطی اتباع اور حمایت قول اپنی امام کی باوجود بداہت ان معنی کی کچہہ نہ باتین گہڑ اور نئی محرف معنی خلاف نحو اور لغت کی اختراع کرین گی جیسا کہ جناب مولف فرماتی ہین پس معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ حضرت تاخیر کرتی نماز ظہر کو باینطور کہ منتہی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور اسپر دلالت کرتا ہی پہیرنا ضمیر بینہما کا دونو وقتون کی طرف بیچ حدیث آیندہ کی انتہی کلام المؤلف اور مردود ہونا اس معنی کا معلوم ہو چکا جبکہ ہمنی آیة اور حدیث کی سند اور گواہی سی ثابت کردیا کہ اول وقت عصر کا منتہی تاخیر کا ہی نہ منتہی نماز ظہر کا جو مفعول ہی اخر کا علاوہ یہہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مؤلف محرف کے منتہی ظہر کا ہو تو تجمع بینہما کی کچہہ معنی نہین بنتی کیونکہ بعد انتہاء اور ہوچکنی ظہر کی اول وقت عصر تک پہر جمع کرنا اوسکا ساتہہ عصر کے کسطرح ہوا اور یہہ جو مولف نی ضمیر بینہما کا طرف دو وقتون کی راجع ٹہرایا ہے اسکا **جواب** تیسری حدیث مین آچکا اور روایت کی ہی **مسلم** نے انس سے ان النبی صلی الله علیه وسلم اذا عجل علیه السیر یؤخر الظهر الی اول وقت العصر فیجمع بینهما ویؤخر المغرب حتی یجمع بینها وبین العشاء حین یغیب الشفق اسمین بہی الی واسطی انتہا تاخیر کی ہی بعینہ اوسی دلیل اور شواہد سی جو حتی مین گذری پس حاصل مطلب اس حدیث کا یہہ ہوا کہ جب آن حضرت سفر عجلت کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتی کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا پہر جمع کرتے ظہر اور عصر کو یعنی بعد دخول اول وقت عصر کے اور مغرب کو بہی موخر کرتے یہانتک کہ جمع کرتے اوسکو ساتہہ عشا کی جب کہ شفق غایب ہوچکتی فقط لاکن جناب مولف اس حدیث مین بہی معنی تاخیر ظہر کے ویسی ہی کرتے ہین جو اول حدیث انس رض مین کرتے ہی پس باطل ہونا اون معنی کا بہی گذر چکا اور علاوہ اس سی دوسری تحریف اس حدیث مین مولف نی یہہ کی ہی کہ حین یغیب الشفق کو ظرف یجمع کا فقط باعتبار عشاء کی ٹہرائی ہے جیسا کہ آیة فاغسلوا وجوهكم وايديكم

عصر کا اول وقت آجاتا پہر دونو کو جمع کر لیتے تے ۵ط آنحضرت صلعم کو جب جلد بکار سفر پیش آتا تو ظہر کے اتنی تاخیر کرتے کہ اول وقت عصر کا آجاتا تو دونو کو جمع کر لیتی اور تاخیر مغرب مین کرکی عشا کی ساتہہ جمع کر لیتی شفق کی غروب کے بعد

الی المرافق مین متعلق ہے فاغسلوا کی فقط باعتبار ایدی کی تو جواب اس تحریف کا یہہ ہی کہ اس آیہ مین تو تعلق الی المرافق کا ساتہہ
مع لحاظ وجوہ کی ممکن ہی نہین اسلیے کہ وجوہ کی مرافق غایت نہین ہو سکتی اسواسطی الی المرافق کو فقط لحاظ ایدی کی فاغسلوا سے
تعلق دیا ہے بخلاف اس حدیث کی کہ وہان تعلق مین یغیب الشفق کا جمع سے بیدون لحاظ مغرب و عشا کی دونو کی ممکن
نہین اور جمع ایسا لفظ ہے کہ اس سے لفظ مغرب کو جدا کرکی مظروف حین کا ہرگز نہین کہہ سکتی کیونکہ جمع کرنا سوای دو
اشیا کی نہین ہوسکتا فقط ایک ہی شی کو کوئی کیا جمع کریگا اور اوسکی کچہہ معنی نہین کہ جب کہ شفق غائب ہو چکی تب عشا
ایلی کو جمع کرتے ہان البتہ اگر لفظ حدیث کی یصلی المغرب والعشا حین یغیب الشفق ہوتی تو کہہ سکتی کہ حین متعلق ہے
یصلی کے فقط باعتبار عشا کی اور در حالیکہ حدیث مین لفظ جمع کا ہی تو تعلق حین کا ساتہہ اوسکی بعد تجرد اوسکی کی مغرب سے
کبہو نہین ممکن فتدبر فیہ اور روایت کی ہی **بخاری اور مسلم** نے انس سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان
تزیغ الشمس اخر الظہر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینہما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر ثم رکب
مطلب اسکا احادیث سابقہ سے معلوم ہوچکا لاکن مولف محرف کی اسمین ایک اور تحریف ہی وہ یہہ ہے کہ ضمیر بینہما کی راجع ہے
طرف دونون کی یعنی طرف وقت ظہر اور وقت عصر کے تو معنی یہہ ہوئی کہ جمع کی بیچ دو وقتون کی یعنی ایک وقت مین دو نماز کو
پس **جواب** اسکا یہہ ہے کہ اس حدیث مین دو وقت کہین ہی مذکور نہین اگر ہی تو وقت عصر کا اکیلا مذکور ہے پہر جو چیز مذکور ہی
نہو اوسکو مرجع ٹہرانا بڑے حماقت ہی بخلاف ظہر اور عصر کے جنکو ہم مرجع ٹہراتی ہین کہ وہ صریح اور ظاہر موجود ہے شاید بسبب خبط
و تعصب کے نظر نہین آتا ہوگا لاکن اوسکی نہ دیکہنی سی لفظ ظہر اور عصر کا جو صریح اوسمین ہی معدوم تو نہین ہونیکا ؎
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ۔ و اب ایک اعتراض اور ہی مولف کا ان احادیث پر وہ یہہ ہی کہ ایک
راوی ان حدیثون کا زہری ہے اور اوسکو عادت ہے ادراج کی جیسا کہ کہا طحاوی اور کرمانی اور عینی نے پس احتمال ہے
کہ لفظ حتی یدخل اول وقت العصر کا پہلے حدیث انس مین اور لفظ الی اول وقت العصر کا دوسری اور تیسری حدیث مین اور لفظ
حین یغیب الشفق کا دوسری حدیث مین زہری نے اپنے طرف سی ملا دیا ہوگا تو یہہ حدیث مدرج ہوئی اور تجرد حج پس
جواب اسکا یہہ ہے کہ ان حدیثون مین ادراج کی بو بہی نہین آتی اور کسی لفظ کو اونمین سی مدرج نہین کہہ سکتی اسلیے
کہ لفظ حتی یدخل اور الی اول وقت العصر جار مجرور ہین اور متعلق یجمع کے اور حین یغیب الشفق ظرف ہی یجمع کا اور یہہ ثابت
ہے ہر جاننے والا جانتا ہے کہ جار مجرور کو اور ظروف کو ذرہ بہر استقلال نہین ہوتا اور بغیر اپنے متعلقات کی انکا وجود ہی نہین
ہوتا اور سوای اپنی متعلقات کی کچہہ معنی مستقل نہین رکہتی حالانکہ مدرج وہ کلمہ ہوتا ہے جسکو فی الجملہ استقلال ہو جیسا کہ روایت
کی ہے خطیب نے طریق سی ابو قطن اور شبابہ کی ابو ہریرہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار
تو اسمین یہہ لفظ مستقل اسبغوا الوضوء جو در اصل قول ابو ہریرہ کا ہے نہ رسول اللہ کا ابو قطن اور شبابہ نے حدیث مرفوع

لہ یعنی جب سفر مین جلدی ہوتی تو ظہر کو عصر کی وقت تک تاخیر کرکی دونو کو جمع کر لیتی تہی اور اگر سورج ڈہلی [illegible] ظہر پڑہکر سوار ہوجاتے

ویل للاعقاب میں ملادیا اور روایت کی ہی دار قطنی نی اپنے سنن میں طریق سی عبد الحمید بن جعفر کی بسرہ بنت صفوان
قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مس ذکرہ او انثییہ او رفغیہ فلیتوضاء تو اس میں عبد الحمید نے انثییہ اور
رفغیہ کو اپنے پاس سی ملادیا ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلامۃ العلوی فی حاشیتہ علی شرح النخبۃ
پس الفاظ غیر مستقلہ میں جنکا وجود ہے نہیں ہوتا سوا سے اپنے متعلقات کی اور کچھہ معنی ہی نہیں رکھتی سوا متعلقات
کے احتمال ادراج کا نکالنا بڑے جہالت کی بات ہی خاص کر جس نے بیب الشفق کو جو اخیر میں دوسرے حدیث کی واقع ہے
مدرج کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ وہ طرف متعلق یجیع کی اور معمول اوسکا ہے اور ادراج اخیر میں حدیث کی سوا ی جملہ کی
جو معمول بہی ہو کسی لفظ حدیث کا متصور نہیں کہا شرح نخبہ میں فتہ اما مدرج المتن فھو ان یقع فی المتن کلام لیس منہ فتارۃ یکون
فی اولہ وتارۃ فی اثنائہ وتارۃ فی اخرہ وھو الاکثر لانہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ اور کہا علوی نے محشی نے لانہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ ای فی الواقع
فیمکن استقلالہ من اللفظ السابق فیتمیز من لفظ الحدیث انتہی اور کہا ابن دقیق العید نے انما یکون الادراج بلفظ تام یمکن استقلالہ عن
اللفظ السابق انتہی کذا فی حاشیۃ العلوی اقول مثالہ مارواہ ابو خیثمۃ زہیر بن معاویۃ عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخیمرۃ عن
علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہ التشہد فی الصلوۃ فقال قل التحیات للہ فذکرہ حتی قال اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا رسول اللہ فاذا قلت ھذا فقد قضیت صلوتک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد کذا رواہ ابو خیثمۃ زہیر
فادرج فی الحدیث فاذا قلت الخ وانما ھو من کلام ابن مسعود لا من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا ذکرہ العلوی فانظر الی استقلال الجملۃ فاذا قلت
پس ثابت ہوا کہ ان احادیث ثلثہ میں سی کسی میں ادراج متصور نہیں چہ جا وقوع اوسکا اور اگر اعتراض کرو کہ اگرچہ ان میں حدیث میں
زہری نے ادراج نہیں کیا لاکن اوسکی عادت تو ہی اور جسکی عادت ایسی ہو وہ شخص مجروح ہوتا ہی اور ساقط العدالۃ اور حدیث
اوسکی نامقبول ہوتی ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ زہری کی یہہ عادت نہیں کہ ادراج فاحش جو مسقط عدالت ہوتا ہی وہ

ف۵۱ کہا سنا میں آنحضرت صلعم سے کہ جس کسے نے اپنے ذکر یا فوطوں یا رانی چہولیں تو وہ وضو کری ف۵۲ دونو حدیثیں مع
بیان لفظوں کی ملادینکی علامہ علوی نے اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ہے ذکر کیا ہے ف۵۳ اور متن حدیث میں لفظ ملادینا
کہ جو اوسمیں نہیں تہا کبہی تو اول حدیث میں ہوتا ہے کبہی بیچ میں کبہی آخر میں اور یہہ اکثر ہے کیونکہ ایک بات کی ساتہہ دوسری
بات ملتی ہے ف۵۴ ایک بات کی ساتہہ دوسری ملتی ہی تو پہلی بات سی بالاستقلال الگ رہتی ہی تو حدیث کی لفظ سے جدا رہے
ف۵۵ لفظ کا ملانا ایسی پہلی لفظ سی ہوتا ہے کہ وہ خود ہی پورا ہو سکی یونہیں ہی حاشیہ علوی میں میں کہتا ہوں مثال اوسکی
وہ حدیث ہی جو روایت کی ابو خیثمہ زہیر بن معاویہ نے حسن بن حر سی اون نی قاسم ابن مخیمرہ سی اور انہوں نے علقمہ سی اون نے عبد اللہ
بن مسعود سی کہ آنحضرت صلعم نی اونہیں تشہد سکہایا تو کہا کہ التحیات للہ پڑہ پہر سب ذکر کر کی جب یہاں پہونچی اشہد ان لا الہ تو کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمد رسول اللہ اور پہر کہا کہ آنحضرت نی فرمایا کہ جب تو یہہ کہہ چکا تو نماز تیری پوری ہو چکی تو اب کہڑا ہونا چاہی تو کہڑا ہو جا اور
بیٹہنا چاہی تو بیٹہہ جا یونہیں روایت کیا ہے ابو خیثمہ نے اور فاذا قلت ہذا اخیر تک ملایا ہوا کلام ابن مسعود کا ہے آنحضرت کا نہیں یونہیں ذکر کیا

کرتا تہا بلکہ ادراج اوسکا اسقدر ہوتا ہی کہ تفسیر کسی لفظ غریب نادر کی کردی اور اسقدر ادراج مسقط عدالت نہین ہوتا
قیاس کر تو ان احادیث مین جو بخاری مسلم کے مروے ہون کہا علوی نی حاشیہ شرح نخبہ مین قالوا الادراج
حرام لما فیہ من التدلیس الا دراسن ان کان بعضہ اخفی من بعض کتفسیر لفظۃ غریبۃ مثل المزابنۃ والمحابرۃ والعرایا ونحوہا
مما فعلہ الزہری وغیرہ من الائمۃ بل لا یظہر التحریم فی مثلہ سیما فی المتفق علیہ قول ابن السمعانی غیرہ المتعمد لہ ساقط العدالۃ وممن
یحرف الکلم عن مواضعہ وہو ملحق بالکذابین یحمل علی ما مر اداہ وقد ذکرنا من المصنف ومن ابن دقیق العید ما یدل علی
جوازہ فی الجملۃ انتہے اور زہری اس درجہ کا امام ہے کہ کوئی بہی عالم بالحدیث اوسپر کسی نوع کا
طعن نہین رکہتا بلکہ سب متفق ہین اوسکی جلالت شان اور علو مکان پر اور وہ راوی ہی سب اصحاب صحاح کا
پہر جو کوئی زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاوے تو وہ قابل فصد لوانی کی ہی کیونکہ وہ مجنون ہی کہا شیخ الاسلام
حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ
ابن الحارث بن زہرۃ بن کلاب القرشی الزہری وکنیتہ ابو بکر الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ
مات سنۃ خمس وعشرین وقیل قبل ذلک بسنۃ او سنتین وہو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ انتہے
اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری المدنی الامام المعروف احد الفقہاء وائمۃ المحدثین
والعلماء الاعلام بالمدینۃ المشار الیہ فی فنون الشریعۃ انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی نی ترجمہ مشکوۃ مین
زہری کہ تابعی مشہور است یکی از اعلام ہست وائمہ ایشان ہست در فقہ وحدیث انتہی اور صاحب صحیح بخاری ومسلم وغیرہ
اوسکی جلالت شان اور ثقاہت اور ضبط احادیث مین اتفاق کرتے ہین تو کیا طاقت ہے کسیکی کہ ایسی امام مجتہد
رئیس کو مجروح کہے اور اوسکی روایت کو جو صحیحین مین مروی ہونا مقبول کہے بس یہہ ہین دلایل ہماری جواز
جمع بین الصلواتین پر جنہین کسیطرح سی عذر اور تاویل اور جرح اور قدح کو دخل نہین لاکن جناب مولف تسلیم سی جانب

علوی سنتے تو دیکہہ لے اب استقلال انکی کلام ملی ہوئی کا سلسلہ کہا لوگون نے جو حدیثون لعنۃ اسکی ساری قسمین حرام ہین کیونکہ سہین دہوکا
اگرچہ بعضی قسمین بعضی سی کمتر ہین جیسی کہ لفظ کی تفسیر جیسے مزابنہ اور محابرہ اور عرایا اور ایسی ہی لفظ جیسا کہ زہری نے اور ائمہ
حدیث نی کیا ہے سو ایسی صورت مین حرمت نہین معلوم ہوتی خصوصاً متفق علیہ مین اور یہہ قول ابن سمعانی کا کہ قصداً کرنیوالا ساقط العدالۃ
اور حرفونکو جگہہ سے بدلنے والا جہوٹونمین سی ہی یہہ اوپر کی بات کی سوا کی صورتونمین صادق اویگا اور ہمنی مصنف اور
ابن دقیق العید سے وہ عبارت ذکر کی ہے جو جواز پر کچہہ دلالت کرتی ہی مت ۵ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب
بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی زہری اور کنیت اوسکی ابو بکر ہے فقیہ حافظ ہے اسکی بزرگی اور حفظ پر سب
متفق ہین سنہ پچیس مین انتقال ہوا اور بعضی برس دو برس اس سی پہلی بتاتی ہین اور وہ طبقہ رابعہ کے لوگونکا ایک سردار ہے
ستہ ۵ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری مدنی امام فقہا مین سے اور محدثین مین سی اور بڑے علما مین سے مدینہ مین ایک شخص مشہور تہا اور فنون

جمع حقیقی کی منکر ہین اور کئی عذر پیش کرتی ہین ایک عذر اونکا یہہ ہے کہ آنحضرت سفر مین جمع حقیقی نہین کرتی تہے
بلکہ ہمیشہ سفر مین جمع صوری کرتے اور اس عذر پر مولف کو کئی باعث ہین باعث اول کہ روایت ہی ابن مسعود سے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوتین فی السفر رواہ الطحاوی اور مراد اس جمع سی اس حدیث مین
جمع صوری ہے بشہادت دو شاہدون کے شاہد اول یہہ دوسری روایت مین ابن مسعود سی یہہ مروی ہے
کہ آنحضرت سوا عرفات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنے وقت کی سوا نہ پڑہتے تہے جیسا کہ روایت کی ہی نسائی
نے عبد اللہ بن مسعود سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لوقتہا الا بجمع وعرفات پس نفی سی جو اس
حدیث سی مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلی حدیث مین جمع صوری مراد ہے اور اوسیکا اثبات ہی شاہد
دوسرا یہہ کہ ابن مسعود نی ایک سفر حج مین جمع صوری کی ہے جیسا کہ روایت کی ہی طحاوی نی عبد الرحمن
بن یزید سی کہ وہ کہتے ہین صحبت ابن مسعود فی حجۃ فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر ویؤخر المغرب ویعجل
العشاء ویصفر بصلوۃ الغداۃ پس اس فعل سی ابن مسعود کی بہی معلوم ہوا کہ مراد حدیث مرفوع مین جمع صوری ہے
پس جواب اسکا یہہ ہے کہ شاہد اول یعنی حدیث نسائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہی کیونکہ دو راوی
اسکے رواۃ مین سی مجروح ہین ایک سلیمان بن ارقم کہ اسکی توثیق اور تعدیل کسی نے نہین کی
بلکہ ضعیف کہا اوسکو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب مین سلیمان بن ارقم البصری ابو معاذ ضعیف اور کہا
مقدمہ تقریب مین السادسۃ من لم یوجد فیہ توثیق لمعتبر ووجد فیہ اطلاق الضعف ولو لم یفسر والیہ الاشارۃ
بلفظ ضعیف انتہی اور ایک خالد بن مخلد کہ یہہ شخص رافضی تہا اور صاحب احادیث افراد کا کہا تقریب مین خالد بن
مخلد القطوانی بفتح القاف والطاء ابو الہیثم البجلی مولاہم الکوفی صدوق متشیع ولہ افراد انتہی اور
ایسا ہی دوسرا شاہد بہی مقبول نہین اس لئی کہ فعل ابن مسعود صحابی کا اوسوقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو
ابن مسعود کے سوا اور بہت صحابہ سی بہی مروی ہے ٹہرایا جاتا جبکہ فعل رسول اللہ صلعم کا بیان اور
مجمل کا نہ پایا جاتا اور جب کہ بروایت رؤسا محدثین بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت کا مبین اون احادیث
مجملہ کا ثابت ہوگیا تو حاجت مفسر ٹہرانی فعل ابن مسعود کے کیا ہے یعنی جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
نسائی اور ابو داؤد اور موطا امام محمد کی روایات مین صاف آگیا کہ آنحضرت جمع حقیقی کیا کرتے تہے جیسا کہ ابہی دو روایتین

لہ آنحضرت صلعم سفر مین دو نمازون کو جمع کیا کرتے تہے روایت کی طحاوی نے ٹہ کہا ابن مسعود نے آنحضرت وقت پر
نماز پڑہا کرتے تہے مگر مزدلفہ اور عرفات مین ۳ہ مین ابن مسعود کے ساتہہ سفر حج مین رہا تو وہ ظہر کی تاخیر اور عصر کی جلدی
کرتی اور مغرب کی تاخیر اور عشا کی جلدی کرتے تہے اور فجر روشنی مین پڑہتے تہے ۵ہ سلیمان بن ارقم بصری ابو معاذ ضعیف ہے
۶ہ آٹہوین وہ لوگ کہ اونکی کسی معتبر سے توثیق نہ پائی جاوے بلکہ اونمین ضعف پایا جاوے اگرچہ ضعف کی تفسیر نہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے لفظ

نقل ہو چکین تو معلوم ہوا کہ جو حدیثین کیفیت جمع سی مجرد ہین مثل اول روایت ابن مسعود کے جنمین کلام ہو ابتدا
اسکے ادنمین بہی ویسی ہی جمع مراد ہے اور وہ روایتین مرفوعہ شیخین وغیرہما کی اون احادیث مجملہ کے لئے
بیان پڑے ہین پس کیا حاجت ہے کہ فعل رسول کو چھوڑ کر فعل صحابی کو بیان مجمل ٹھہراوین کہا بحر الرائق مین
مین وحملا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام علی عیں ہ انتہی بس ثابت ہوا کہ حدیث اول مین ابن مسعود کی
جمع صوری مراد نہین اور ثبت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود جو نسائی نے روایت کی ہو سکتی ہے اور نہ فعل ابن
مسعود کا اب اگر اعتراض کرو کہ اگر جمع حقیقی درست ہوتی تو ابن مسعود کیون نہ اختیار کرتے اور جمع صوری کیون
کرتے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہی اور ترک اسکی افضل اور عزیمت ہے بس اگر فرض بہی کیا جاوے
کہ ابن مسعود نے جمع صوری کی حقیقی بلکہ جمع صوری ہی کی اور نمازین اپنی اپنی اول وقتونمین پڑہین تو اس اختیار کرنے
عزیمت کے سے یہہ تہوڑہی لازم آتا ہے کہ رخصت یعنی جمع حقیقی ممنوع ہو جاوے جیسا کہ کسی نے سفر مین افطار
اختیار نکیا اور روزہ رکہا تو اس سی یہہ تہوڑا ہی لازم آتا ہے کہ اوس شخص نے افطار کو منع جانا فتدبر باعث ثانی
مؤلف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا صلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جمیعا وثمانیا
جمیعا الظہر والعصر والمغرب والعشاء رواہ الشیخان وغیرہما وفی روایۃ لمسلم بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر وقال الداودی لا یحرج امتہ
وللطحاوی عن جابر بالمدینۃ للترخص من غیر خوف ولا علۃ اور تفسیر ہی کی ہے حدیث ابن عباس کی کہ صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالمدینۃ ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء رواہ النسائی بس یہہ حدیثین دلالت
کرتی ہین اسپر کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتے ہے لیس جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیثین جمع کین تمام قیام مین
ہین نہ حالت سفر مین چنانچہ الفاظ حدیث سی ظاہر ہوتا ہے اس سے ہی نسائی راوی اس حدیث کی نے ترجمہ
اس حدیث کا یہہ منعقد کیا ہے کہ الوقت الذی یجمع فیہا المقیم تو کیفیت جمع مقیم پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا
باوجودیکہ مسافر کی جمع حقیقی شیخین وغیرہما کے روایت سی ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفارق ہی قیاس
مقابل نصوص کے ہے بس ایسی قیاس کرنے والون کیا بعید ہے کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کر کے مسافر کی قصر کو بہی
ناجایز کہین تنبیہ اس حدیث مین ابن عباس کے جس سے جمع حالت اقامت مین ثابت ہوتی ہی بڑی جھگڑی ہی اور

خالد بن مجاہد ونحوہ صدوق ہے اور منفرد حافظین روایت کرتا ہے ۹۱ آنحضرت کے حدیث اولپر مقدم ہے ۹۲
آنحضرت نے سات اور آٹہہ رکعتین اکہٹے پڑہین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء روایت کی شیخین وغیرہ نے
اور ایک روایت مسلم مین ہے مدینہ مین بغیر خوف اور مینہہ کے اور کہا ابن عباس نے آپنے یہہ ارادہ کیا کہ امت پر تنگی نہو
اور روایت کی طحاوی نے کہ مدینہ مین رخصت کے واسطے بغیر خوف اور سبب کے ۹۳ مین آنحضرت کی ساتھ مدینہ مین
آٹہہ اور سات رکعتین اکہٹی پڑہین تاخیر کی ظہر مین اور عصر مین جلدی اور تاخیر مغرب مین اور عشا مین جلدی روایت کی نسائی نے

اختلاف ہین ترمذی کا یہہ دعوی ہے کہ یہہ حدیث منسوخ ہے بالاجماع امام نووی کہتے ہین کہ یہہ دعوی ٹہیک
نہین بلکہ حدیث معمول بہ ہی نزدیک بعض کے بظاہر معنی اور نزدیک اکثر کی بمعنی مأول ہے تو تفصیل ہر ایک کی عبارت مرقومۃ
الذیل سے معلوم کرنے چاہیے قال النووی فی شرحہ علی صحیح مسلم وللعلماء فیہا تاویلات ومذاہب وقد قال الترمذی فی
اخر کتابہ لیس فی کتابی حدیث اجمعت الامۃ علی ترک العمل بہ الا حدیث ابن عباس فی الجمع بالمدینۃ من غیر خوف
ولا مطر وحدیث قتل شارب الخمر فی المرۃ الرابعۃ وہذا الذی قالہ الترمذی فی حدیث شارب الخمر ہو کما قالہ فہو حدیث منسوخ دل
الاجماع علی نسخہ واما حدیث ابن عباس فلم یجمعوا علی ترک العمل بہ بل لہم اقوال منہم من تاولہ علی انہ جمع بعذر المطر وہذا
المشہور عن جماعۃ من الکبار المتقدمین وہو ضعیف بالروایۃ الاخری من غیر خوف ولا مطر انتہی ورده الحافظ ایضا حیث
قال فی فتح الباری قال مالک لعلہ کان فی مطر لکن رواہ مسلم واصحاب السنن من طریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر
بلفظ من غیر خوف ولا مطر فانتفی ان یکون الجمع المذکور للخوف او للسفر او للمطر انتہی وقال النووی ومنہم من تاولہ علی انہ
کان فی غیم فصلی الظہر ثم انکشف الغیم وبان ان وقت العصر دخل فصلاہا وہذا ایضا باطل لانہ وان کان فیہ ادنی
احتمال فی الظہر والعصر فلا احتمال فی المغرب والعشاء انتہی وتعقبہ الحافظ بانہ مبنی علی انہ لیس للمغرب الا وقت
واحد والمختار عندہ خلافہ وہو ان وقتہا یمتد الی العشاء فعلی ہذا فالاحتمال قائم انتہی وقال النووی ومنہم
من تاولہ علی تاخیر الاولی الی اخر وقتہا فصلاہا فیہ فلما فرغ منہا دخلت الثانیۃ فصلاہا فصارت صلوتہ صورۃ جمع

ف کہا نووی نے شرح مسلم مین کہ علما کے اس باب مین کئی مذہب اور چند تاویلین ہین اور ترمذی نے اپنے آخر کتاب مین
کہا ہے کہ میرے کتاب بہر مین کوئی ایسی حدیث نہین کہ علما نے اوسکی چہوڑ دینے پر اتفاق کیا ہو مگر حدیث ابن عباس کے
جمع صلوتین مین بلا خوف اور مینہہ کے اور حدیث شرابخوار کو چوتہی دفعہ قتل کرنیکے اور یہہ تقریر جو ترمذی نے کی ہے حدیث
شراب خوار مین ٹہیک ہے کیونکہ وہ منسوخ ہے اور اجماع اوسکی منسوخ ہونی پر دلالت کرتا ہے رہی حدیث ابن عباس
تو اوسکی ترک پر اجماع نہین بلکہ اوسکی باب مین علما کے چند قول ہین بعضون نے تو کہا ہے کہ مینہہ کی سبب سے جمع کی تہی اور یہی
ایک جماعت متقدمین کا یہہ مشہور ہے اور یہہ دوسری روایت کی رو سے ضعیف ہے کہ اوسمین بلا خوف اور بلا مینہہ کے آیا ہے
اور حافظ ابن حجر نے بہی اسکو رد کیا ہے چنانچہ فتح الباری مین کہا ہے کہ مالک نے کہا ہے کہ شاید وہ جمع کرنا مینہہ مین تہا
لیکن مسلم اور اصحاب سنن نے سند حبیب بن ابی ثابت کی سے کہ اونہون نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اوسمین بلا خوف اور
مینہہ کے ہے سو اب یہہ بات نہین ہے کہ وہ جمع کرنا خوف یا سفر یا مینہہ کے سبب سے ہو ہو چکی عبارت اوسکی اور نووی نے کہا ہے کہ اور بعضے
علما نے یہہ تاویل کی ہے کہ وہ بادل کا دن تہا سو ظہر کی نماز پڑہی اتنی مین کہل گیا اور معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آگیا سو اوسی بہی پڑہ لیا اور یہہ بہی باطل ہے
کیونکہ اگرچہ کچہہ یہہ شبہہ ظہر اور عصر مین ہو سکتا ہی تو مغرب اور عشا مین تو نہین ہو سکتا اور حافظ ابن حجر نے اسپر یہہ کہا کہ اسکی بنا تو اسپر ہی کہ مغرب کا
وقت ایک ہی اور اوس قائل کے نزدیک مغرب کا وقت عشا تک ہے تو وہ شبہہ اپنی حال پر رہا اور نووی نے کہا کہ بعضون نے یہہ سمجہا کہ آخر وقت مین ایک نماز

ومنها انہ ضعيف او باطل لانہ مخالف للظاهر مخالفة لا تحتمل وفعل ابن عباس الذی ذکرناه حین خطب واستدلالہ بالحدیث لتصویب فعلہ وتصدیق ابی هریرة لہ وعدم انکاره صریح فی رد هذا التاویل انتهی **اقول** ذلک ما عن عبد الله بن شقیق قال خطبنا ابن عباس یوما بعد العصر حتی غربت الشمس وبدت النجوم وجعل الناس یقولون الصلوة الصلوة قال فجاءه رجل من بنی تمیم لا یفتر ولا ینثنی الصلوة الصلوة فقال ابن عباس اتعلمنی بالسنة لا ام لک ثم قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء قال عبد الله بن شقیق فحاک فی صدری من ذلک شیء فاتیت ابا هریرة فسالتہ فصدق مقالتہ رواه مسلم قال الشیخ سلام الله فی المحلی قلت لیس فیها کما تری ما یدل علی ان صلوة ابن عباس المغرب کانت بعد غیبوبة الشفق انتهی وقال الحافظ هذا الذی ضعفہ النووی استحسنہ القرطبی ورجحہ قبلہ امام الحرمین وجزم بہ من القدماء ابن الماجشون والطحاوی وقواه ابن سید الناس بان ابا الشعثاء وهو راوی الحدیث قد قال بہ فیما رواه الشیخان من طریق ابن عیینة عن عمرو بن دینار فذکر هذا الحدیث وزاد قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظهر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظنہ قال ابن سید الناس وراوی الحدیث ادری بالمراد من غیره قلت لکن لم یجزم بذلک بل لم یستمر علیہ فقد تقدم کلامہ لایوب وتجویزه ان یکون الجمع بعذر المطر لکن یقوی ما ذکره من الجمع الصوری ان طرق الحدیث کلها لیس فیها صفة الجمع فاما ان تحمل علی مطلقها فیستلزم اخراج الصلوة عن وقتها المحدود بغیر عذر واما ان تحمل علی صفة مخصوصة لا تستلزم

جس میں دوسری نماز کو وقت سے نکالا ہو تو وہ یہی ہو گی تو صوری جمع کی ہو اور یہی باطل ہے کیونکہ ظاہر کا ایسا مخالف ہے جسکا احتمال ہی نہیں ہو سکتا اور ابن عباس کا وہ فعل خطبہ کی وقت جسے ہم ذکر کر چکے اور حجت پکڑنا اونکا حدیث سے اپنی فعل کے تصدیق میں اور تصدیق کرنا ابوہریرہ کا اونسے اور انکار نکرنا اوسپر صاف اس تاویل کے رد میں ہے تمام ہوا میں کہتا ہوں یہہ وہ ذکر ہے جو عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ ابن عباس نے خطبہ پڑھا ایکدن عصر سے یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ نماز نماز پکارتے تھے تو ایک آدمی بنی تمیم میں سے بے صبر ہو کر یہی کہا تو ابن عباس نے کہا تیری ماں مرے کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے میں نے آنحضرت کو دیکھا ہے کہ ظہر اور عصر جمع کی اور مغرب اور عشا عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ یہ بات میرے جی کو نہ لگی تو میں ابوہریرہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسکی تصدیق کی روایت کی یہ مسلم نے کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی میں تجھے معلوم ہے کہ اوسمیں یہہ دلالت نہیں کہ نماز ابن عباس کی شفق کے ڈوبنے کے بعد تھی اور کہا حافظ ابن حجر نے جسکو نووی نے ضعیف کیا ہے اوسکو قرطبی نے مستحسن بتایا ہے اور پہلے اوس سے امام الحرمین ترجیح دے چکے ہیں اور متقدمین سے ابن ماجشون اور طحاوی نے اسکا یقین کیا ہے اور تقویت دی ہے اسکو ابن سید الناس نے یوں کہ حدیث کے راوی ابو شعثا نے شیخین کے روایت میں کہ جو ابن عیینہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اسکو مانا ہے چنانچہ اوسمیں راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو شعثا سے پوچھا کہ مجھے یوں گمان پڑتا ہے کہ ظہر کی تاخیر کی اور عصر کی جلدی اور مغرب کی تاخیر اور عشا کی جلدی تو اونہوں نے کہا کہ میرا بھی یہی گمان ہے کہا ابن سید الناس نے کہ راوی حدیث کا مراد حدیث سے خوب جانتا ہے میں کہتا ہوں لیکن ابو شعثا نے اسپر یقین نہیں کیا کیونکہ کلام گذر چکا ایوب سے اور یہہ تجویز اونکی کہ جمع مینہ کے سبب سے تھی اوپر گذر چکا لیکن واسطے جمع صوری کی قوت کے وجہ یہہ ہے کہ ساری راہیں حدیثوں میں طریقہ جمع کا کہیں مذکور نہیں

لاحرج يجمع بها بين متفرق الاحاديث وهو اولى والله اعلم انتهى وقال النووي ومنهم من قال هو محمول على الجمع بعذر المرض
ونحوه مما هو في معناه من الاعذار وهذا قول احمد بن حنبل والقاضي حسين من اصحابنا واختاره الخطابي والمتولي والروياني
من اصحابنا وهو المختار في تاويله لظاهر الحديث لفعل ابن عباس وموافقة ابي هريرة ولان المشقة فيه اشد من المطر انتهى وتعقبه
الحافظ بانه لو كان جمعه صلى الله عليه وسلم بين الصلوتين لعارض المرض لما صلى معه الا من به نحو ذلك العذر والظاهر انه صلى الله
عليه وسلم جمع باصحابه وقد صرح بذلك ابن عباس في روايته انتهى واجيب بانهم انما صلوا معه تحريا لفضل الصلوة خلفه فالجمع ابيح
لهم تبعا للنبي صلى الله عليه وسلم وان لم يجز استقلالا انتهى وقال النووي وذهب جماعة من الائمة الى جواز الجمع في الحضر للحاجة
لمن لا يتخذه عادة وهو قول ابن سيرين واشهب من اصحاب مالك وحكاه الخطابي عن القفال الشاشي الكبير من اصحاب
الشافعي عن ابي اسحاق المروزي عن جماعة من اصحاب الحديث واختاره ابن المنذر ويؤيده ظاهر قول ابن عباس اراد
ان لا يحرج امته فلم يعلله بمرض ولا غيره والله اعلم انتهى وكذا قال الحافظ وزاد بعد ابن سيرين ربيعة فافهم فان
قلت يرد هذا التاويل ما رواه الترمذي عن ابن عباس مرفوعا من جمع بين الصلوتين بغير عذر فقد اتى بابا من ابواب الكبائر
قلنا هذا الحديث لا يصلح للاحتجاج ففيه حنش وهو حسين بن قيس واه ضعيف بل متروك بل قيل كذاب قال الشيخ سلام الله
المحدث حسين بن قيس واه قال الحافظ وغفل الحاكم فاستدل كذا قال الترمذي وحنش ضعيف عندهم ضعفه احمد وغيره
انتهى وقال الحافظ في التقريب حنش متروك وقال نور الدين علي في مختصر تنزيه الشريعة الحسين بن قيس كذاب قال الحافظ

سوا اب اگر ظاہر پر حدیثوں کو رکھا جاوے تو ضرور نماز کا اپنی وقت معین سے بغیر عذر کے نکالنا لازم آویگا اور مجھکو یہہ ہے کہ حدیثوں کو اگر بتقیہ خاص کے
محمول کرنا چاہیے کہ وقت سے نکالنا لازم آوے اور احادیث متفرقہ میں یوں موافقت نکالی جاوے تو وہ اولی ہے ہو چکی عبارت اوسکی اور کہا نووی نے اور
بعضوں نے یوں کہا کہ یہہ حکم عذر مرض پر محمول ہے یا اور کوئی ایسا عذر جو بیماری کے قائمقام ہو اور یہہ امام احمد بن حنبل اور قاضی حسین کا
شافعیوں میں سے مقولہ ہے اور پسند کیا ہے اسکو خطابی اور متولی اور رویانی نے ہماری ساتھیوں میں سے اور یہی پسندیدہ ہے ظاہر حدیث کے
ڈھنگ پر بٹھانے میں بسبب فعل ابن عباس کے اور اوسپر موافقت کرنے ابوہریرہ کے اور اوسمیں بہ نسبت مینہہ کے تکلیف بھی زیادہ ہی ہو چکی عبارت
اوسکی اور اوسپر حافظ ابن حجر نے اعتراض کیا ہے کہ اگر اس عذر سے یہہ نماز پڑھی تو اونکے ساتھ فقط معذور ہی پڑھتے حالانکہ ظاہر یہہ ہے
کہ آنحضرت صلعم نے اپنے عام صحابہ کے زمرہ میں یہہ نماز پڑھی ہی چنانچہ ابن عباس نے ایک روایت میں کھول کر کہا ہی ہو چکا اعتراض حافظ ابن
حجر کا اور جواب اس کا یون دیا گیا ہے کہ آپکے ساتھ عام صحابہ نے آپکے اقتدا کی بزرگی کی لئے وہ نماز پڑھی ہو تو اونکو جمع آنحضرت کی اتباع میں مباح ہو گئے
اگرچہ جدا مباح نہ ہی ہو چکی تقریر جواب کے اور کہا نووی نے ایک جماعت اماموں کی گئی ہے کہ جو خو نہ پکڑ لے اوسکو حاجت کے لئے اقامت میں ضرورت کے وقت جمع کرنا
جائز ہے اور یہہ مقولہ ابن سیرین اور اشہب کا مالکیوں میں سے ہے اور ذکر کیا خطابی نے قفال شاشی کبیر شافعی سے ابو اسحاق
مروزی کے ایک گروہ اہل حدیث سے اور پسند کیا ہے اسکو ابن منذر نے اور تائید کرتے ہیں اوسکی ابن عباس کے یہہ بات کہ اپنی رفع تنگی امت کی لئے
یہہ کیا کیونکہ بیماری وغیرہ کو سبب نہ ٹہرایا ہو چکی عبارت اوسکی اور اسیطرح کہا ہے حافظ ابن حجر نے اور بعد ابن سیرین کے ربیعہ کا نام بڑہا دیا ہے

السیوطی فی الوجیز حسین بن قیس کذبہ احمد قال القاضی محمد بن علی الشوکانی فی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ حسین بن قیس
کذبہ احمد قیل قد اخرج هذا الحدیث الحاکم وقال حسین ثقۃ وتعقبہ المنذری فقال لا نعلم احدا وثقہ غیر الحسین بن نمیر کذا ذکرہ
نور الدین علی اقول وان سلمنا توثیق الحاکم وغیرہ الحسین لکن التعدیل لا یعارض الجرح الذی یکون مبینا السبب کالکذب فی
جرح الحسین ما لم ینف المعدل ذلک السبب کما عرف من مسلم الثبوت وشرح النخبۃ وحاشیۃ العلوی وانت تری ان الحاکم وغیرہ
لم ینف سبب الجرح فی الحسین وهو الکذب علی انہ قال الذهبی وهو من اهل الاستقراء التام فی نقد الرجال لا یحل لاحد
ان یغتر بتصحیح الحاکم ما لم ینظر الی تعقباتی وتلخیصاتی ذکرہ الشیخ الاجل شاہ عبد العزیز قدس سرہ فی
بستان المحدثین **باعث ثالث** مؤلف کا مدار اول پر یہہ ہی کہ احادیث شیخین کین انس سی یعنی جو کہ ہمیں جمع تاخیر مین
نقل کین ہین وہ بہی جمع صوری ہی پر دلالت کرتی ہین بایں طور کہ الی اونمین سی کہی انتہا ظہر کے جو مفعول ہی متعلق
الی کا ہے اور ضمیر بینہما کے طرف دونو وقتونکی راجع ہے نہ طرف دونمازون کے اور حین یغیب الشفق متعلق ہے یجمع کے
فقط بلمی معنا کی پس جواب اس خرافات کا ذیل مین اون احادیث کی جو مقام جمع تاخیر مین منقول ہین گذر چکا وہان دیکہو
باعث رابع مؤلف کا مدار اول پر یہہ ہے کہ ابن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید کی عیادت کی سفر مین عصر اور ظہر کا بین
وقت دونو نمازون کے وتر کر اول ظہر پڑہی پہر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشا اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ مغرب قبل غیبت
شفق کی پڑہی ہے اور عشا بعد اوسکی جیسا کہ روایت ہی عبد اللہ بن واقد و نافع سی ان موذن ابن عمر قال الصلوۃ قال سر حتی اذا کان

سمجہ لے تو پہر اگر تو کہے کہ اس تاویل کو ترمذی کی وہ روایت رد کرتی ہے جو ابن عباس سی مرفوع آئی ہی کہ جس کسی نے بلا عذر
نمازون کو جمع کیا تو کبیرہ گناہ کیا تو ہم جواب دینگی کہ یہہ روایت حجت کی لایق نہین ہین حنش یعنے حسین بن قیس راوی سست
اور ضعیف ہے بلکہ اوسکی روایت متروک ہی بلکہ بعضون نے اوسے بڑا جہوٹا کہا ہے کہا شیخ سلام اللہ محدث نی حسین بن قیس کا
سست ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ حاکم نے اسکی استدراک مین غفلت کی ہے کہا ترمذی نے اور حنش
اون لوگون کے نزدیک ضعیف ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا کہ وہ متروک ہے اور
نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین کہا کہ حسین بن قیس جہوٹا ہے کہا حافظ سیوطی نے وجیز مین حسین بن قیس کو امام احمد نے جہوٹا
بتایا ہے اور کہا قاضی محمد بن علی شوکانی نے فوائد مجموعہ مین جو احادیث موضوعہ کی بیان مین ہی حسین بن قیس کو امام احمد نی جہوٹا بتایا ہی
لوگون نے کہا ہے کہ اس حدیث کو حاکم نی روایت کرکے کہا ہے کہ حسین ثقہ ہے اور اوسپر منذری نی اعتراض کیا ہے کہ سوای حسین بن نمیر
اور کسینی اوسکو ثقہ نہین بتایا یہ نہین ذکر کیا ہی نور الدین علی نی مین کہتا ہون کہ اگر ہم حسین کا ثقہ ہونا حاکم وغیرہ کی قول پر مان ہی لیوین تو تعدیل اوس
جرح کی معارض نہین پڑ سکتی کہ مع سبب کے ہو یہی کہ جو بات حسین کی جرح مین ہے جب تک کہ تعدیل والا اوس سبب کو دفع نہ کرے چنانچہ مسلم سی اور
اور شرح نخبہ اور حاشیہ علوی سی معلوم ہی اور یہہ بہی معلوم ہی کہ حاکم وغیرہ نی سبب جرح کی یعنی حسین کی جہوٹی ہونیکی نفی نہین کی اب مین کہ وہ سبب جہوٹا تہا علاوہ یہہ کہ ذہبی نے
بڑی تلاش کا آدمی ہی انتقاد الرجال مین کہا ہی کہ کسیکو حلال نہین کہ حاکم کی صحت پر دہوکا کہاوی جب تک کہ میری باتون پر نظر نہ ڈال لیوی شیخ

قبل غيوب الشفق نزل فصلى المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلى العشاء ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان اذا عجل به امر صنع مثل الذي صنعت فسار في ذلك اليوم والليلة مسيرة ثلاث رواه ابو داؤد ورواه عن ابن
جابر ايضا وقال ابو داؤد ورواه عبد الله بن العلاء عن نافع قال حتى اذا كان عند ذهاب الشفق نزل فجمع بينهما
اقول رواية ابي داؤد عن ابن جابر وقوله رواه عبد الله بن العلاء عن نافع تعليقان والتعليق لا يكون حجة فبقي علينا الجواب
عن الرواية الاولى الموصولة اور روايت ہی نافع سی کہا خرجت مع عبد الله بن عمر وهو يريد ارضا له فقال نزلنا منزلا فاتاه رجل
فقال ان صفية بنت ابي عبيد لما بها فلا اظن ان تدركها فخرج مسرعا ومعه رجل من قريش فسرنا حتى اذا غابت الشمس لم يصل الصلوة
وكان عهدي بصاحبي هو محافظ على الصلوة فلما ابطأ قلت الصلوة يرحمك الله فما التفت الي ومضى كما هو حتى كان في اخر
الشفق فنزل فصلى المغرب ثم اقيم العشاء وقد توارت فصلى بنا ثم اقبل علينا فقال كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا عجل به امر صنع هكذا رواه الطحاوي والنسائي اور روايت ہی عطاف سی کہ وہ روايت کرتی ہين نافع سی کہ کہا اقبلنا
مع ابن عمر حتى اذا كنا ببعض الطريق استصرخ على صفية زوجته بنت ابي عبيد فراح مسرعا حتى غابت الشمس فنودي بالصلوة فلم
ينزل حتى اذا امسى فظن انه نسي فقلت الصلوة فسكت حتى اذا كاد الشفق ان يغيب نزل فصلى المغرب وغاب الشفق فصلى
العشاء وقال هكذا كنا نفعل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير رواه الطحاوي اور اسامہ بن زيد سی کہ پوچہا مين نی سالم بن عبد الله سی
هل كان عبد الله يجمع بين شيء من صلاته في سفره فذكر ان صفية بنت ابي عبيد كانت تحته فكتبت اليه وهو في زراعة له اني في اخر
يوم من ايام الدنيا واول يوم من ايام الاخرة فركب فاسرع السير حتى اذا حانت صلوة الظهر قال له المؤذن الصلوة يا ابا
عبد الرحمن فلم يلتفت حتى اذا كان بين الصلوتين نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم ركب حتى اذا غابت الشمس

بزرگ شاہ عبد العزيز نی بستان المحدثين مين يہہ ذکر کيا ہی ط ابن عمر کے موذن نے کہا کہ نماز کا وقت آگيا تو اونہون نے کہا ہی اور چلی چلو يہانتک کہ جب شفق
غروب ہونی پر ہی تو اوتر کر مغرب پڑہی اور غروب شفق کا انتظار کيا بعد غروب شفق کی عشا پڑہی پہر کہا آنحضرت صلعم کو جب کبہی امر مين جلدی ہوتی ہی تو
ايسا کيا کرتی ہی جيسی مين کيا اور اوس رات و دن مين تين منزل گئی روايت کی ابو داؤد نے اور روايت کی جابر سی بہی اور کہا ابو داؤد نی کہ عبد الله بن علاء نی نافع سے
روايت کرکے کہا ہے کہ جب شفق غروب ہونی لگی تو اوتر کر دونو نمازين جمع کين ط مين عبد الله بن عمر کی سات تہا اور وہ اپنی کہيت کو جاتے تہے کہ ايک آدمی
نے آکر کہا کہ صفيہ بنت ابی عبيد بيمار ہی مجہی نہين گمان کہ تم اوسی کچہہ سکو تو وہ جلدی جلدی چلی اور اونکی ساتہہ ايک شخص قريش مين سی تہا ہم چلی يہانتک کہ
سورج ڈوب گيا اور نماز نہ پڑہی حالانکہ وہ بڑی پابند نماز تہی جب دير ہوئی تو مين نی کہا کہ الله تجہہ پر رحم کری نماز کا وقت آگيا اونہون نی نہ سنا اور چلی گئی يہانتک کہ
جب شفق چہپنی لگی تو اوتر کر مغرب پڑہی پہر عشا پڑہی رات پڑی پہر ہماری طرف منہہ کرکی کہا کہ آنحضرت صلعم کو جب کوئی جلد کام ہوتا تو يونہين کيا کرتی
ہی اسيطرح روايت کی ہی طحاوی اور نسائی نی ط ابن عمر کے ساتہہ ہم گئی ايک رستہ مين اونکی بی بی کی بيماری کی خبر آئی يعنی صفيہ بنت ابی عبيد کی وہ جلدی
سی چل نکلی جب سورج ڈوب گيا تو نماز کی لئی کسی نی کہا تو وہ اوتری نہين يہانتک کہ شام ہوگئی لوگون نی گمان کيا کہ نماز کو بہول گئی تو مين نی نماز کو کہا تو چپ
ہو رہی يہانتک کہ شفق غروب کے قريب ہو چکی تو اوتری اور مغرب پڑہی اور جب شفق غروب ہوگئی تو عشا پڑہی اور کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کی ساتہہ يونہين کيا کرتی تہی

قال له المؤذن الصلوة فقال كفعلك فی صلوة الظهر والعصر ثم سار حتى اذا اشتبكت النجوم نزل ثم قال للمؤذن
اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم انصرف فالتفت الینا فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضر احدكم الامر الذی
يخاف فوته فليصل هذه الصلوة رواه النسائی ترجمہ نافع نے کہا اقبلنا مع ابن عمر فلما كانت تلك الليلة سار حتى امسينا
فظننا انه نسی الصلوة فقلنا له الصلوة فسكت وسار حتى كاد الشفق ان يغيب ثم نزل فصلى وغاب الشفق فصلى العشاء
ثم اقبل علينا فقال هكذا كنا نصنع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير او کما قال یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر اسکے
آنحضرت جمع صوری کیا کرتے تھے پس جواب اسکا یہہ ہی کہ ابن عمر نے اس کیفیت سے ہرگز نمازین جمع نہین کین جیسا کہ انکی
روایتون سے معلوم ہوتا ہے بلکہ جمع کرنا اونکا بعد خروج وقت پہلی نماز کے اور بعد غیبوبۃ شفق کی ہوا ہی جیسا کہ بخاری
مسلم اور ترمذی سے اور روایت ابو داؤد سے اور ایک روایۃ نسائی کیسے اور ایک روایت موطا امام محمد کیسے گذر چکا اور یہہ روایات جو
مؤلف کے خط فیصل بالانفصال المؤمنین بین حبس جمع صوری کران اوپر کہ وہ صحیح ہوتی ہے یہہ سب روایات اور مردود اور شاذ اور منکر ہین
پس تفصیل اسکا ایک ایک کہوٹ سنئے جاؤ روایت اول ابو داؤد کی جسمین قبل غروب الشفق واقع ہے اس لئے منکر ہے
کہ مخالف ہی صحاح کی اور خود ضعیف ہی کیونکہ ایک راوی اسکا محمد بن فضیل بن غزوان ہی اور یہہ مجروح ہی کہ شیعہ کیا
لیا طرف رفض کے اور مقلب الاحادیث ہی اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیا کرتا تھا کہا حافظ ابن حجر نے تقریب مین محمد بن
فضیل بن غزوان بفتح المعجمہ وسکون الزاء الضبی مولاہم ابو عبد الرحمن الکوفی صدوق رمی بالتشیع اور کہا نور الدین علی نے مختصر میں
بن محمد ابن غزوان يقلب الاخبار ويرفع الموقوف انتہی اسیطرح روایت دوسری جسمین لفظ آخر الشفق کا واقع ہے
اور اوسکو طحاوی اور نسائی نے روایت کیا ہے وہ بھی منکر ہے اس لئے کہ اوسکی طحاوی والی اسناد مین بشر بن بکر ہی وہ
غريب الحديث ہی ایسی روایتین لاتا ہی کہ سبکی خلاف ہو کما فی التقریب اور اوسکی نسائی والی اسناد مین ولید بن قاسم ہے

جب آپکو سفر میں جلدی ہوا روایت کی طحاوی نے ۵۳ کیا عبداللہ بن عمر نماز جمع کیا کرتے تھے خبر پہونچی اونکو کہ صفیہ
بنت ابی عبید نے جو اونکی بی بی تہین اونہین لکہا اور وہ اپنے کہیت پر تہے کہ میرا وقت اخیر ہے سو وہ جلد چل نکلے جب ظہر کا
وقت آیا تو موذن نے کہا اے ابو عبدالرحمن نماز کا وقت آگیا اونہون نے نہ سنا اور جب دونون نمازون کی بیچ کا وقت ہوا اوتر کر کہا کہ تکبیر کہو جب
سلام پہیر دون مین تب پہر تکبیر کہہ پہر نماز پڑہی اور سوار ہوگئی جب سورج ڈوب گیا تو موذن نے پہر کہا اونہون نے کہا مثل ظہر عصر کے کہ نکلی اور چلی گئی
جب تارے نکل آئے تو اوتر کر موذن سے کہا کہ تکبیر کہہ جب سلام پہیرون تب پہر تکبیر کہہ پہر نماز پڑہی پہر متوجہ ہوکر کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جب
تمہین کوئی ایسا کام پیش آوی کہ تم اوسکی اسطرح سی جاتی رہنی کا خوف کرو تو اسطرح کی نماز پڑہا کرو روایت کی نسائی نے ۵۱ نکلی ہم ابن عمر کے
ساتہ جب شام ہوئی تو ہمنے جانا کہ وہ نماز بہول گئی تو ہمنے اون سے کہا کہ نماز کا وقت آگیا وہ چپ ہو رہے اور چلے گئی یہانتک کہ شفق غروب
ہونے لگی تو اوتر کر نماز پڑہی اور جب شفق ڈوب گئے تو عشا پڑہے پہر ہمسے متوجہ ہوکر کہا ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ یونہین کیا کرتے تہے جب آپکو سفر
میں جلدی ہوا روایت کی نسائی نے ۵۲ محمد بن فضیل بن غزوان صدوق ہی لوگون نے شیعہ کہا ہے ۵۳ محمد بن غزوان حدیثون کو الٹ پلٹ کرتا تہا اور

اور روایت مین اوسمی خطا واقع ہوتی ہی کہا تقریب مین لوگین بن القاسم بن الولید الہمدانی الکوفی صدوق یخطے انتہی
اسیطرح روایت تیسری طحاوی کی جسمین کا دکر شفق دال سی واقع ہے وہ بھی منکر ہے کیونکہ اوسمین عطا ہی اور وہ
وہی ہے کہا التقریب مین عطاف بتشدید الطاء بن خالد بن عبد اللہ بن العاص المخزومی ابو صفوان المدنی صدوق یہم
انتہی اور یہی راوی عطاف ہے راوی پانچوین روایت کا جسمین کا دوال سی وارد ہی اور اوسکو نسائی نے روایت
کیا ہے پس آجگہ سی منکر ہونا اوس روایت نسائی کا بھی معلوم ہوگیا اب رہی روایت چوتھی سو وہ شاذ ہی اس لیے
کہ اوسمین یہہ کہا ہے کہ ابن عمر نے اوس رات مین مغرب اور عشا کو بھی مثل ظہر اور عصر کے مین الوقتین پڑہا حالانکہ یہہ مخالف ہے
روایات شیخین وغیرہما کی جو وہ ارجح ہین سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتے ہین سب پر جبکہ موافقت اور نسخ نہ بن سکی کہا جناب
حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغۃ مین اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع
ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع انہما متواتران الی مصنفیہما انہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین وان
شئت الحق الصراح فقسہما بکتاب ابن ابی شیبۃ وکتاب الطحاوی ومسند الخوارزمی وغیرہا تجد بینہا وبینہما بعد المشرقین انتہی
اور وضح ہو کہ جناب شاہ صاحب نے کتب حدیث کی طبقات ٹہرائی ہین پس طبقہ اولی مین صحیحین اور موطا مالک کو رکہا ہے
اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبی نسائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ مین رکہا ہی اور مصنف عبد الرزاق اور مسند
ابی یعلی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طیالسی اور کتب بیہقی اور کتب طحاوی اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ مین
جسمین سب اقسام کی حدیثین یعنی صحیح اور حسن اور غریب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہین ٹہرایا ہے
اور کتاب الضعفاء لابن حبان اور کامل ابن عدی اور کتب خطیب اور جوزقانی اور ابن عساکر اور ابن نجار
اور دیلمی اور مسند خوارزمی کو طبقہ رابعہ مین جسمین بہت خلط ملط ہے اور صحاح اور ضعاف اور منکرات اور موضوعات
کی کہچڑی پکرہی ہے شمار کیا ہے پس ہمنے خلاصہ اونکی کلام کا جو حجۃ اللہ البالغۃ مین فرمائی ہین بیان
کردیا ہے اور طالب تفصیل اور دلیل کو چاہیے کہ کتاب مستطاب حجۃ اللہ البالغۃ کی مطالعہ سی مشرف ہووے
تو کہ صحیحین کے قدر معلوم ہووے اور واضح ہو جاوے کہ یہہ طبقہ اولی مین ہین اور مقدم ہین سب باقی کتب پر اور
احادیث طحاوی وغیرہ کے جنکو جناب مؤلف بمقابل صحیحین کے متمسک ٹہراتے ہین قلعی کہل جاویگی اور کہا شیخ
نجیب مین وقد علم من ہذہ الجہۃ وہی ارجحیۃ شرط البخاری علی غیرہ قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفۃ

سلہ ولید بن قاسم بن ولید ہمدانی کوفی صدوق ہی بہولکر ٹہتا تہا ۲ عطاف کی تشدید سی بن خالد بن عبد اللہ بن العاص مخزومی ابو صفوان
مدنی صدوق ہی بہی تہا ۳ صحیحین پر محدثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثین اونمین متصل مرفوع ہین یقینی صحیح ہین اور اپنی مصنفہ تک
یہہ دو کتابین متواتر ہو پہنچی ہین اور جو اسمین کلام کری وہ بدعتی گمراہ ہی اور اگر تجہی حق خالص درکار ہے تو کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی
کتاب اور مسند خوارزمی وغیرہ ٹٹول تاکہ تجہی مشرق مغرب کا فرق معلوم ہو جاوے صحیحین اور انمین ۵ اور اسی جگہ سی یعنی اسی جہت سے اور وہ زیادہ غالب ہونا شرط

صحیح مسلم لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول ایضاً وتقدم فی الاوجیۃ من حیث الاصحیۃ ما وافقہ شرطہما

اور یہہ قاعدہ ہے کہ جو ضعیف حدیث مقابل صحیح کے ہو وہ منکر ہوتی ہے اور جو حدیث مقابل ارجح کی ہو وہ شاذ کہلاتی ہے کما مر عن شرح النخبۃ پس مؤلف کی تمام حدیثیں مردود ہوگئیں اونمیں سی جو تہی شاذ اور باقی تمام منکر تتمیہ ایک حدیث حضرت طحاوی کی اور ہی جسمین لفظ عند کا واقع ہے اور مطلب اوسکا یہہ ہے کہ ابن عمر نے شب مذکورین نزدیک غایب ہونی شفق کے مغرب پڑہے تہے پہلے نہ بعد اوسکی سو اگرچہ اوسکو جناب مؤلف نی نہیں نقل کیا لاکن یہہ بہی اوسکی خدمتگذاری چاہیئے تو واضح ہو کہ وہ حدیث بہی واہی اور منکر ہے اسلئے کہ دو راوی اسکے مجروح ہین ایک یحیی بن عبد الحمید حمانی کہ یہہ شخص چور تہا احادیث کا اور جہوٹا تہا کہا تقریب التہذیب مین یحیی بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن میمون بفتح الموحدۃ وسکون المعجمۃ الحمانی بکسر المہملۃ وتشدید المیم الکوفی حافظ الا انہم اتہموہ بسرقۃ الحدیث انتہی اور کہا نور الدین حلبی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین یحیی بن عبد الحمید کان یکذب ویسرق انتہی اور ایک اسامۃ بن زید بن اسلم کہ یہہ شخص ضعیف تہا بسبب حافظہ ہونے کے کہا تقریب مین اسامۃ بن زید بن اسلم العدوی مولاہم المدنی ضعیف من قبل حفظہ پس باطل ہوئی سب ایتین متمسکات کی جمع صوری والونکی جنسے یہہ ثابت کرتے تہے کہ ابن عمر نے شب مذکورین قبل غایب ہونے شفق کے مغرب پڑہے ہتی اور عشا بعد اوسکی اور جمع صوری کیا ہتی اور باقی رہا ثبوت ہمارا اسبات کو کہ ابن عمر نے مغرب بعد غایب ہونے شفق کے پڑہے ہتی اور جمع حقیقی کیے ہتی فللہ الحمد

باعث خامس مؤلف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی انہ کتب فی الافاق ینہاہم ان یجمعوا بین الصلوتین ویخبرہم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر رواہ الامام محمد فی موطاہ پس اس نامہ سی معلوم ہوا کہ جمع بین الصلوتین ایک وقت مین بڑا گناہ ہے اور اس نامہ پر کسی صحابی کا انکار نہین پایا گیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک جمع کرنا آنحضرت کا دو نمازونکو بطور جمع صوری کے ہوگا جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر روایت طبرانی کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر ہذہ فی اخر وقتہا ویعجل ہذہ فی اول وقتہا پس جواب اسکا یہہ ہے کہ جمع صوری کے جیسے تحقیق ہوئی تم معلوم کر چکی ہو سو اوسکی کہا جاتا ہی کہ منع کرنا

پہر صحیح مسلم بسبب ایک ہونے اوسکی کے بخاری کیساتہ علما کے قبول مین پہر وہ مقدم ہے جو اونکی شرطونکی موافق ہو ١؎ یحیی بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن میمون پر ہی موحدہ کی زبر اور شین کی سکون سے الحمانی حا کی زیر اور تشدید میم کوفی حافظ مگر تہمت لگائی حدیث کی چوری کی اوسپر ٢؎ یحیی بن عبد الحمید جہوٹ بولتا تہا اور حدیث چوراتا تہا ٣؎ اسامہ بن زید بن اسلم العدوی ضعیف ہے حفظ کی جانب سی ٤؎ عمر نے اونہون نے زمانہ مین لکہہ بہیجا جہان لوگ نماز دو نمازونکو جمع کرتے ہتی کہ ایک وقت مین دو نمازونکو جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے امام محمد نے اپنے موطا مین ٥؎ آنحضرت صلعم مغرب اور عشا کو جمع کرتے تہے ایک کو آخر وقت تک تاخیر کرکے دوسریکو جلدی اول وقت مین پڑہ لیتی تہے

عمر رضہ کا جمع بین الصلوتین سی حالت اقامت مین بلا عذر تہا جیسا کہ شاہد ہی اِس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے ایک ہے حدیث طبرانی کی جس سی صوری نکلتی ہے سو جواب اوسکی دو ہین اول یہہ کہ اِس کتاب کی حدیث بدون تصحیح کسے محدث کی یا بحث کرنے سند کی کیونکر تسلیم کیجاوی یہہ کتاب اوس طبقہ کے ہے جسمین سب اقسام کی حدیثین صحیح اور سقیم مختلط ہین چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کیا گیا دوسرا یہہ کہ فرض کیا کہ یہہ حدیث صحیح ہے لاکن اسمین سفر کا کیا ذکر ہے توکہ کہو کہ سفر کے جمع کی کیفیت بیان کی ہے تو کہا جایگا کہ اسمین کیفیت اوس جمع کی بیان کے ہے جو حالت قیام مین بلا عذر انحضرت نی جمع کی ہتی جیسا کہ روایتین ابن عباس کے جو نسائی نے روایت کی ہے اور جناب مولف کی باعث ثانی کے ضمن مین نقل ہو چکی ہی تصریح ہے کہ انحضرت نے حالت قیام مین مقام مدینہ مین ایسے جمع صوری کے ہتی پس سیر جمع سفری کو کسطرح قیاس کیا جاوے فتدبر تنبیہ دو حدیثین اور ہین کہ وہ جمع صوری پر دلالت کرتی ہین اور اونکو جناب مولف نی نقل نہین کیا پس اونکو نقل کرکے اونکا جواب بہی دینا چاہیئے **ایک حدیث** یہہ جو روایت کی ہے ابو داؤد نی عثمن بن شیبہ اور ابن المثنی سی کہ وہ روایت کرتی ہین ابو اسامہ سے اور وہ عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی سی اور وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ محمد بن عمر بن علی سی اور وہ محمد روایت کرتے ہین اپنے دادا علی بن ابی طالب سے ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشائہ فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل ویقول ھکذا کان رسول اللہ یصنع پس جواب اسکا یہہ ہے کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی رض سی ملاقات نہین تو یہہ روایت محمد کی اونسی مرسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب التہذیب مین محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق من السادسۃ وروایتہ عن جدہ مرسلۃ مات بعد الثلثین اور کہا مقدمہ کتاب مین السادسۃ طبقۃ عاصروا الخامسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج انتہے اور روایت مرسل حجۃ نہین ہوتی نزدیک جماعت فقہا اور جمہور محدثین کی جیسا کہ کہا نووی نی مقدمہ شرح صحیح مسلم مین ثم مذھب الشافعی والمحدثین او جمھورھم وجماعۃ من الفقہاء انہ لا یحتج بالمرسل انتہی مختصراً اور **دوسری روایت** یہہ ہے کہ روایت کی ہی طحاوی نے عائشہ سی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤخر الظھر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء پس جواب اسکا یہہ ہے کہ ایک راوی اسکا مغیرہ بن زیاد موصلی ہی اور یہہ شخص

حضرت علی جب سفر کرتے ہتی چلے جاتی جب سورج ڈوب جاتا اور اندہیرا قریب ہوتا اوترکر مغرب پڑہتی اور پہر کہانا کہاکر عشا پڑہتی پہر سوار ہو جاتا اور کہتے ہتی کہ ایسے ہے آنحضرت کیا کرتے ہتی محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق چہٹے طبقہ میں ہے اور روایت اوسکی اپنے دادا سی مرسل ہے ایکسو تیس کی بعد اسکا انتقال ہوا چہٹا وہ طبقہ ہے کہ پانچوین کی ہم زمانہ ہوئی ہین لیکن اونہین ملاقات کسی صحابی کے نہین ہے جیسے کہ ابن جریج پہر مذہب شافعی اور محدثین کی گروہ اور ایک جماعت فقہا کا یہہ ہے کہ حدیث مرسل حجت نہین حضرت عائشہ رض نی کہا کہ آنحضرت صلعم تاخیر کرتی ظہر مین اور مقدم کرتے عصر کو اور تاخیر

مجرد جرہی کہ وہمی تہا قال الحافظ فی التقریب پس بحمد اللہ عذر اول بہی مولف کی کہ آن حضرت جمع صوری کیا کرتے تہے بوجہ حسن جواب ہوگیا اور متبنی روایتین حنفیہ کی دلایل جمع صوری کی تہین سب کا ضعف ظاہر ہوگیا اور ثابت ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت جمع صوری سفر مین کیا کرتے تہے اب سنو کہ یہہ جمع صوری سفر مین جیسی کہ ازراہ نقل کی باطل ہے اور بے اصل ایسی ہے ازراہ عقل کے بہی غلط ہی ہے لیئے کہ جمع بین الصلوتین رخصت ہی بحق مسافرین کے یعنے اپنے اپنے وقتونمین نماز پڑہنی سفر مین بہی شاق ہو اسواسطی شارع نے ترحم سی اجازت جمع کے دے دی پس اگر تم کہو کہ مراد جمع سی سفر مین جمع صوری ہی تو یہہ جمع رخصت نہ ہی بلکہ اور مصیبت ہوگئی اسواسطی کہ آخر جزاول نماز کا اور اول جزدوسرے نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہین ممکن ہے چہ جایکہ عوام مصلین جامعین بین الصلوتین تو جمع صوری اکثر لوگون کو مشکل اور شاق ہوئی بہ نسبت ادا نمازون کے اپنے اوقات مین کیونکہ تمام وقت تو ایکطرف طویل ہوتا ہے پس جبوقت جانا اور فرصت ملی اول وقت یا اوسط یا آخر نماز پڑہ لے اور مصیبت سی تحری اور آخر اور اوایل اوقات کی بچی رہے ایسا ہی کہا

امام ابن عبد البر اور خطابی نے جیسا کہ کہا محدث سلام اللہ حنفی نے **محلی مین** وحمل الحنفیۃ علی الجمع الصوری بان صلی الظہر فی اخر وقتہا والعصر فی اول وقتہا ورده ابن عبد البر والخطابی وغیرہما بان الجمع رخصۃ فلو کان صوریا لکان اعظم ضیقا من الاتیان بکل صلوۃ فی وقتہا لان اوائل الاوقات واواخرها مما لا یدرکہ اکثر الخاصۃ فضلا عن العامۃ وصریح الاخبار ان الجمع فی وقت احدی الصلوتین انتہی والتعقیب بان معرفتا اول الوقت واخره یحصل بحسب الظن والتخمین خصوصا فی صورۃ کثرۃ القافلۃ وحضور الناس الذین لہم مہارۃ فی معرفۃ الوقت لیس بشیء لان تخمین اوائل الاوقات والظن من خواص الخاصۃ والرخصۃ لعامۃ المصلین المسافرین منہم بل اکثرہم لا یدری لا الاول ولا الاخیر وکذا کثرۃ القافلۃ لا توجد مع کل من سافر بل کثیر من الناس المسافرین من لا احد معہ فالحق ان الجمع الصوری لیس من رخصۃ والجمع الذی ہو رخصۃ لیس بصوری انتہی اور ایک عذر مولف کا یہہ ہے کہ حدیثین جواز کی

سلہ اور محمول کیا حنفیون نے اوسکو جمع صوری پر بطور جبر کہ ظہر کو آخر وقت مین پڑہا اور عصر کو اول وقت مین اور رد کیا ہی کو ابن عبد البر اور خطابی نے وغیرہ نے اسطرح کہ جمع کرنا نماز کا رخصت ہے پہر اگر صوری ہو وے تو وقت نماز پڑہنے سے بہی مشکل ہوگی کیونکہ اول اور آخر وقت تو جاننے والے بہی مشکل سے جانتے ہین عوام تو جان چکے اور ظاہر حدیثین یہہ ہین کہ جمع ایک نماز کے وقت مین دو نمازین ہین ہو چکی عبارت اوسکی اور یون کہنا کہ اول اور آخر وقت اٹکل سی معلوم ہو سکتا ہے خصوصا جہان آدمیون کے ایک جماعت ہو تو وہان مشاق شناخت بہی ہوتے ہین یہہ ٹہیک نہین کیونکہ اول وقت اور آخر مین اٹکل کرنا پڑے حب مشاق شناخت کے لئے ہی اور رخصت عام نمازیون مسافرون کے لئے ہے اور بعضے ادنین سی بلکہ اکثر ایسے ہین کہ اونکو کچہ شناخت نہین سمجہ اور اٹکل نہین ہی اور بسیار مسافرون کے ساتہہ قافلہ بہی نہین پائی جاتی بلکہ بہت بسیار سے مسافر تو ایسے ہین

ظنی ہین کہ اخبار آحاد ہین اور توقیت نمازون کی قطعی ہی قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰة کانت علی المؤمنین کتابا
موقوتا وحافظوا علی الصلوات والصلوٰة الوسطی پس کیونکر احادیث ظنیہ سی مقتضای قران کو جو قطعی ہی چہوڑ کر جمع
بین الصلوتین کو جایز کہین پس جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ توقیت ہر مصلی پر اور ہر نماز کے عموم نص سے ثابت ہی تقریر
اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اون آیات سی عموماً ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر خواہ مغرب خواہ عشا ہو خواہ فجر عموماً
ہر نمازی پر خواہ مقیم ہو خواہ مسافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا مین ہو کشتی پر خواہ خشکی مین واجب کر دیا ہے
اور شاہد ہے اس عموم پر لفظ الصلوٰة کا اور المؤمنین جو صیغ جمع سے ہے اور معرف باللام اور الفاظ عموم سے
ہین قال فی التوضیح وغیرہ ومنہا ای من الفاظ العام[1] الجمع المعرف باللام الخ تو ہم کہتے ہین کہ اس عموم سی مخصوص
ہین مصلی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی جو مسافر ہون اون احادیث صحاح سی جو جمع بین الصلوتین پر
قطعاً اور یقیناً دلالت کرتے ہین اگرچہ اخبار احاد ہین کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کی اخبار احاد سی ہماری
نزدیک درست ہی اور یہی ہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سی بہی منقول ہے اگرچہ بعض مشایخ
حنفیہ جیسے مشایخ عراق کا اسمین خلاف ہے اور متاخرین حنفیہ بہی اسپر جم گئے ہین کہا تلویح مین وحکمہ عند عامة
العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً یقیناً عند مشائخ العراق وعامة المتاخرین وظناً عند جمہور
الفقہاء والمتکلمین وہو مذہب الشافعی والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام
من الکتاب بخبر الواحد والقیاس انتہی اور کہا مختصر الحصول مین تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر وبہ
قالت الائمة الاربعة انتہی پس جناب مؤلف پر یہی حجت بس ہے کہ عدم جواز اس تخصیص کا خلاف ہی ائمہ اربعہ کے
اس لئے کہ جناب کا یہہ مذہب ہی کہ جو کچہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے وہ مخالف ہے اجماع کی اور باطل ہے تو مولف سے
اس تخصیص کے جایز ہونے کی دلیل طلب نہین کر سکتے لاکن پہر بہی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتی ہین اور عدم جواز کا
جواب بہی ہین مگر عربی عبارات مین کیونکہ عوام تو سمجہتے ہی نہین پہر کیا فائدہ ہندی مین تا آنکہ عربی عبارت تضییع ہوجائی
فاعلم ان لنا دلیلین علی الجواز الدلیل الاول ما قال الفاضل المحقق حبیب اللہ القندہاری فی المغتنم وهو ان عام الکتاب قطعی
المتن ظنی الدلالة وخاص الخبر بالعکس فتساویا فوجب الجمع فی المسلم تبعا للتحریر یرد علیہ ابتناءٌ علی ظنیة العام ان قطعیة الخبر ضعیف

---

[1] الفاظ عام مین سے وہ جمع ہے جسپر الف لام ہو [2] اور جمہور علما کے نزدیک یہہ ہے کہ سب فرد ونکو جو عام شامل ہی یقینی ثبوت حکم کو مشایخ عراق
اور عام متاخرین کے نزدیک متضمن ہوتا ہی اور ظنی جمہور فقہا اور متکلمین کے نزدیک اور وہی مذہب شافعی کا رہا ہی اور مختار مشایخ سمرقند کا بہی یہی ہے
تو اب عام وجوب عمل کا مفید ہی اعتقاد کا نہین اور صحیح ہے تخصیص قران کی خبر وحد اور قیاس کے ساتہ ہو چکی عبارت اوسکی [3] تخصیص عام کی آیات
قرآنی مین خبر واحد کی ساتہہ جائز ہے مختصر مین ہی کہ یہی کہا ہی چار ون اماموں نے [4] جان کہ ہمارے لیئے جواز کی دو دلیلین ہین پہلی تو
وہ جو فاضل حبیب اللہ قندہاری نے مغتنم مین کہا ہے کہ عام قران مین کا ثبوت مین یقینی اور دلالت مین ظنی ہوتا ہی اور خاص حدیث مین اسکے

الضعیف تبو تہ ان الدلالۃ فرع الثبوت بخلاف قطعیۃ الکتاب فلا مساواۃ اقول قوۃ قطعیۃ دلالۃ الخبر یعنی ان ثبت ثبت
مدلولہ لا ینافی ضعف ثبوتہ فیبقی فتثبت المساواۃ انتہی اقول بناء ہذا الدلیل علی ظنیۃ دلالۃ العام من الکتاب
وہو المذہب المنصور المتفق علیہ الجمہور ووجہہ ان کل عام یحتمل التخصیص واعترض علیہ بانہ ان ارید بالاحتمال مطلق الاحتمال
یکون ناشیا عن الدلیل ولا فہو لا یضر قطعیۃ العام کما ان احتمال الخاص المجاز بلا دلیل وقرینۃ لا ینفی قطعیۃ الخاص وان ارید
الاحتمال الناشئ عن الدلیل منعنا وجودہ واجیب عنہ بان المراد الاحتمال الناشئ عن الدلیل والدلیل شیوع التخصیص وکفی بہ
دلیلا قال فی التلویح کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شایع فیہ کثیرا بمعنی ان العام الخالی عنہ الا قلیلا بمعونۃ
القرائن کقولہ تعالی ان اللہ بکل شیء علیم وللہ ما فی السموات والارض حتی صار بمنزلۃ المثل انہ ما من عام الا خص منہ
البعض وکفی بہذا دلیلا علی الاحتمال وہذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانہ لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص فی
العام حتی ینشأ عنہ احتمال المجاز فی کل خاص انتہی واعترض علی الجواب بانا لا نسلم ان التخصیص الذی یورث الشبہۃ
والاحتمال شائع بل ہو فی غایۃ القلۃ لانہ انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام فاجاب عنہ فی التلویح وقال فیہ
نظر لان مراد الخصم بالتخصیص قصر العام علی بعض المسمیات سواء کان بغیر مستقل او مستقل موصول او
متراخ ولا شک فی شیوعہ وکثرتہ بہذا المعنی فاذا وقع النزاع فی اطلاق اسم التخصیص علی ما یکون بغیر المستقل او

برعکس ہوتا ہے تو دونو برابر ہو گئی تو اب صحیح وہ ہے جو مسلم مین تحریر کی متابعت کی طور پر ہے کہ عام آیت کی ظنی ہونیکی بنا پر یہہ اعتراض ہوتا ہی
کہ یقینی ہونا حدیث کا ضعیف ہے بسبب ضعیف ثبوت اوسکی کی کسلئے کہ دلالت ثبوت کی شاخ ہے برخلاف یقینی ہونی قران کی تو اب
برابر نہوئے مین کہتا ہون قوت مضبوطی یقینی ہونی دلالت حدیث کی یہہ ہے کہ اگر یہہ حدیث ثابت ہی تو مطلب اسکا ثابت ہے
اور اسکو ضعف ثبوت منافی نہین تو یہہ بات جایز رہے اور برابری ثابت ہو گئی ہو چکی عبارت اوسکی مین کہتا ہون بنا اس دلیل کی
ظنی ہونی دلالت عام قرانی پر ہے اور یہہ مذہب قوی اور جمہور کا اتفاقی ہے اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ہر عام مین تخصیص کا
احتمال ہوتا ہے اور اسپر یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اس احتمال سی عام احتمال مراد ہی کہ پیدا ہونیوالا کسی دلیل سی ہو خواہ نہو تو
یقینی ہونی عام کو مضر نہین جیسا کہ وہ احتمال مجاز کا قطعیۃ خاص کو مضر نہین کہ بلا دلیل اور بلا قرینہ کی ہو اور اگر احتمال دلیل والا لیا ہے
تو ہم اوسکا ہونا نہین مانتی اور اسکا جواب یون دیا گیا ہے کہ مراد احتمال سی وہ ہی دلیل والا ہے اور دلیل تخصیص کا پہیلنا ہے اور یہہ دلیل کافی ہے
تلویح مین کہا ہے ہر عام تخصیص کا احتمال رکہتا ہے اور تخصیص عام مین پہیلی ہی ہے اس معنی کر کے کہ کوئی عام اوس سی خالی نہین ہوتا مگر
بعض جگہہ بمعونت قرینوں کی جیسے قول اللہ کا اللہ ہر چیز کو جانتا ہی اور واسطی اللہ کے ہے جو کچہ آسمانون اور زمین مین ہی یہانتک کہ ایک مثل مشہور ہو گئی
ہے کہ کوئی عام نہین جسمین تخصیص نہوئی ہو اور یہہ قدر دلیل کافی ہی احتمال کی لئی اور یہہ برخلاف اوس احتمال کی ہے جو خاص مین مجاز کا
ہوتا ہے کیونکہ وہ ویسا نہین پہیلا کہ ہر خاص مین مجاز کا احتمال چلا دی ہو چکی عبارت اوسکی اور اس جواب پر یون اعتراض کیا گیا ہی کہ ہم نہین
مانتی کہ اسطرح کی تخصیص جو شبہہ اور یہہ احتمال پیدا کری پہیلی ہی ہی بلکہ وہ بہت کم ہے کیونکہ وہ تو مستقل موصول کلام سے ہوتی ہی اور اسکا

بالمستقل المتراخی فلمان یقول قصر العام علی بعض المسمیات شائع بمعنے ان اکثر العمومات مقصور علی البعض فیورث الشبهة فی تناول الحکم بجمیع الافراد فی العام سواء ظهر له مخصص ولا و یصیر دلیلا علی احتمال الاقتصار علی البعض فلایکون قطعیا فان قلت قصر العام بالکلام الموصول قلیل و بالمتراخی نسخ ولیس بتخصیص لان تاخیر المخصص تجهیل قلنا تاخیر المخصص کتاخیر الناسخ ولم یقولوا باستلزام تاخیر الناسخ التجهیل فکذا هذا فان قلت ان الدوام قطعا لیس بالصیغة فی المنسوخ بخلاف الکل فی العام قلنا هذا الفرق لایعتد به اذ لاحاجة فی فهم الدوام الی الصیغة بل یکفی له ظاهر الامر سیما وقت القرائن فان قوله تعالی اقیموا الصلوة یفید بظاهره دوام وجوب اقامة الصلوة علی تفصیل بینه الشارع مع عدم صیغة تدل وضعا علی الدوام فیه وان لم تقولوا بدلالته علی الدوام لزم عدم وجوب اقامتها بعد حین وهو خلاف ما اتفقوا علیه من وجوب اقامتها دائما فظهر ان الفرق بین الکلام الموصول والمتراخی بان الاول مخصص و الثانی ناسخ تحکم لادلیل علیه و ثبت ان العام من الکتاب وغیره ظنی دلالة لکن المخالف المدعی بقطعیة العام یقول اولا ان لفظ العام موضوع للعموم قطعا وهو لازم له عند اطلاقه ومدلول له کالخاص الا بدلیل وثانیا انه لو جاز ارادة البعض بلا قرینة ودلیل لارتفع الامان عن اللغة والشرع ولما صح منا مثلا الحکم بعتق عبید من قال کل عبد لی فهو حر اجیب عما قال اولا بانا سلمنا وضع اللفظ للعموم وسلمنا دلالته علی العموم حین

جواب تلویح میں ہی ہیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ یہیں بحث ہے کیونکہ مراد متقابل کی تخصیص ہے گہرجانا عام کا بعضے معنوں پر ہے خواہ وہ مستقل ہو یا نہو اور موصول ہو یا نہو اور اسکی پیدا ہونے میں کوئی شک نہیں تحقیق جب بحث پڑے تخصیص کے بولنے میں کہ غیر مستقل سے ہی یا مستقل غیر موصول سے ہی تو یہہ کہا جا سکتا ہی کہ گہرنا عام کا بعضی معنوں پر پہیل رہا ہے اس معنی کر کے کہ اکثر عام بعضے معنوں پر گہرے رہتے ہیں تو اب عام کے سارے معنی کے شامل ہونے میں شبہہ پڑگیا خواہ مخصص ظاہر ہوا ہو یا نہوا اور احتمال کیلئے دلیل ہو گئی عام قطعی نرہا اگر تو کہے کہ تخصیص کلام موصول سے تو کم ہے اور غیر موصول سے تخصیص نہیں ہوتی بلکہ نسخ ہوتا ہے کیونکہ مخصص کو موخر کرنا جہالت میں ڈالنا ہے ہم کہینگے کہ موخر کرنا مخصص کا مثل موخر کرنے ناسخ کے ہے اور ناسخ میں لوگوں نے یہہ نہیں کہا کہ جہالت میں ڈالنا لازم آتا ہے تو یہاں بہی یونہیں ہے اگر تو کہے کہ یقینا ہمیشگی منسوخ میں بمقتضے لفظ کے نہیں بخلاف ساری معنی عام میں تو ہم کہینگے کہ یہہ فرق اعتبار کے لایق نہیں کیونکہ ہمیشگی کے سمجھنے میں لفظ کی طرف حاجت نہیں بلکہ ظاہر امر کافی ہے خصوصا قرینوں کے حصول ہونے سے مثلا قول اللہ تعالی کا کہ تم نماز پڑہو ظاہر میں فائدہ دیتا ہے کہ تفصیل شرعی پر نماز ہمیشہ کے لئے ہے باوجود نہونے ایسے لفظ کے کہ اوسمیں ہمیشگی کے دلالت ہوا اور اگر یوں کہدیں کہ ہمیشہ کے دلالت نہیں تو ایک وقت کے بعد نماز کا نہ وجوب ہونا لازم آویگا اور یہہ اسکی خلاف ہے جسپر سب کا اتفاق ہے کہ نماز ہمیشہ واجب ہے تو ظاہر ہو گیا کہ یہہ فرق کلام موصول اور غیر موصولین کہ ایک مخصص ہے اور ناسخ سینہ زوری ہی کوئی اسپر دلیل نہیں اور ثابت ہو گیا یہہ کہ عام قرآنی وغیرہ دلالت میں ظنی ہے لیکن جسکی عام کے یقینی ہونیکا دعوی ہے وہ پہلی تو یوں کہتا ہے کہ لفظ عام یقینی عموم کے لئے بنا ہے اور وہ اوسکو لازم ہے بولنے کے وقت اور وہ اوسکی معنی میں خاص کے طرح مگر جب کوئی دلیل اسکی خلاف پڑ جاتی تو خیر اور پہر یوں کہتا ہے کہ بلا قرینہ اور دلیل کے اگر بعضے معنی کا ارادہ عام سے جایز ہو جاوے تو لغت اور شرع کا

الطلاق كما هو مقتضى اللزوم بينهما لكنا لا نسلم قطعية الدلالة على المدلول لقيام مانع وهو شيوع التخصيص واحتمال
المخصص كما حققناه وهذا لا ينافي اللزوم بين الدال والمدلول ولم يلزم الانفكاك بينهما لما سلمنا الدلالة على العموم كذا
في شرح المسلم للمولى بحر العلوم عبد العلي اللكهنوي مع زيادة ايضاح واجيب عنه قال ثانيا بان الظن يجب العمل
به فلا يرتفع كذا في المسلم نفسه لانا نحكم على ما نفهم من العام ظاهرا بلا توقف ونحكم مثلا بعتق جميع عبيد من قال كل
عبد لي فهو حر فكيف يرتفع الامان بل يتحقق الارتفاع اذا خصصناه بلا دليل وقرينة فالقول قول القائلين
بظنية العام من الكتاب وغيره فافهم ولا تقلد مخالف الحق والدليل الثاني ما قال الفاضل المحقق القندهاري
في المغتنم ان الصحابة خصوا واحل لكم ما وراء ذلكم بلا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها ويوصيكم الله في اولادكم
لا يرث القاتل ولا يتوارث اهل الملتين ونحن معشر الانبياء لا نرث ولا نورث فان قيل خصص بالاجماع لا بالسنة
قلنا بل الاجماع على التخصيص اذ وقع فلم ينكروا وان قيل انما تم لو لم يخص بقاطع قلنا لو كان لتواتر كذا في المسلم انتهى وقال في المسلم تلك
الاخبار مشاهير لاجماعهم على العمل بها فزيادتها على الكتاب وهو نسخ عندنا اقول الظاهر انه استنبط شهرتها من اجماعهم على العمل بها فلا
نسلم صحة استنباطه اذ الشهرة بعد الاجماع على العمل والاجماع بعد التخصيص ولم تكن تلك الاحاديث حين التخصيص الا
اخبار الاحاد فمن ادعى شهرتها قبل التخصيص بها والعمل عليها فعليه البيان فثبت بهذا التحقيق ان تخصيص العام من الكتاب بخبر الواحد قبل

بہروسا اوسپر جاوے اور اسی کو کہ سارے غلام آزاد ہین یہہ حکم صحیح ہو کہ سارے غلام آزاد ہین پس جواب پہلی بات کا تو یون دیا گیا ہی کہ
جیسے لفظ کا عموم کے لئے بنا مان لیا اور یہہ مانا کہ بولتے وقت عموم پر دلالت بہی کرتا ہے چنانچہ وضع اور دلالت مین ملازمہ ہے لیکن معنی پر یقینی
دلالت کو ہم نہین مانتے کیونکہ مانع ہے اور وہ تخصیص کا پہیلاو ہے چنانچہ تحقیق اوسکی اوپر ہو چکی اور یہہ بات لفظ اور معنی مین ملازمہ ہونیکا
اوسکو منافی نہین اور اسی سے ان دونون مین علیحدگی لازم نہین آئی جبکہ ہمنے دلالت عموم پر مان لی یون ہی شرح مسلم مولانا بحر العلوم
لکہنوی مین مع زیادہ توضیح کے اور دوسری بات کا جواب ان دیا گیا ہے کہ گمان پر عمل واجب ہے تو بہروسا نہ اوٹہا یون ہی مسلم مین ہے [illegible]
عام سے جو ہم سمجھتے ہین اوسپر حکم کرتے ہین بلا توقف تو اب ہم مثلا سارے غلامون کی آزادی ہوجاویگا اوس شخص کے حق مین حکم کرینگے کہ جس نے کہا کہ
سارے غلام آزاد ہین تو اب کیونکر بہروسا اوٹہا بہروسا تو جب اوٹہے کہ بلا دلیل اور قرینہ کے ہم تخصیص کر لین تو اب مقولہ ان ہی لوگون کا
جو عام کے ظنی ہونیکے قائل ہین تو خوب سمجہہ لے اور غیر حق پرست کی تقلید نہ کر اور دوسری دلیل وہی جو محقق قندہاری نے مغتنم مین کہی ہی کہ
صحابہ نے یہہ آیتہ واحل لکم الخ اس حدیث سے مخصوص کی ہے کہ لا تنکح المرأۃ الخ اور یہہ آیتہ یوصیکم الله الخ ان حدیثون سے لا یرث القاتل الخ پہر اگر
کہا جاوے کہ یہہ تخصیص اجماع سے ہی ہے حدیث سے نہین تو ہم کہینگے کہ اجماع تخصیص پر ہے کیونکہ تخصیص بلا نکیر کے واقع ہوئی اور اگر کہا جاوے کہ یہہ جب پورا ہو
کہ یقینی سے تخصیص نہ ہوتی تو ہم کہینگے کہ یہہ اعتراض جب ہوتا کہ متواتر ہوتا اوسکا ثابت کرتی اور مسلم مین کہا ہے کہ یہہ حدیثین مشہور ہین
بسبب اجماع اونکے عمل پر سو زیادتی انکی قرآن پر نسخ ہے ہمارے نزدیک مین کہتا ہون کہ مشہور ہونا اونکا اونکے عمل پر اجماع سے نکالا ہی ہم اوس نکالنے
کے صحت کو نہین مانتے اسواسطے کہ شہرت تو بعد اجماع کے ہے اور اجماع بعد تخصیص کے اور یہہ حدیثین تخصیص کے وقت خبر واحد تہین لیکن جو شخص تخصیص سے

بقطعي جائز والمانعون ايضا يستدلون بدلائل منها ان العام من الكتاب قطعي وخبر الواحد ظني فكيف يسقط حكمه والى
ينسخه ولو في البعض فهو منقوض بما اثبتناه من ظنية العام فلذا قال القندهاري انه غير تام على القول بظنية العام ومنها
ان عمر رض رد حديث فاطمة بنت قيس انه عليه السلام لم يجعل لها سكنى ولا نفقة لما كان مخصصا لقوله تعالى اسكنوهن فقال
كيف نترك كتاب ربنا وسنة نبينا بقول امرأة لا ندري اصدقت ام كذبت واجيب عنه في المسلم بان رده التردد في صدقها
ولذا وصفها بما وصف اشعارا بعلية التردد للرد انتهى قال الفاضل القندهاري التردد اما لاحتمال خبر الواحد الكذب ففيه
ما مر واما لجهالة امرها في العدالة فينافي تعديل جميع الصحابة رض الا ان يقال لعله لقصور الضبط انتهى قول يؤيده
تردد عمر في تلك المرأة خاصة بدليل نسبته اصدقت ام كذبت اليها خاصة والا لقال كيف نترك كتاب ربنا وسنة نبينا لقول
من يروي خبرا متفردا ومنها انه قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا روي عني حديث فاعرضوه على كتاب الله فان وافقه فاقبلوه
وان خالفه فردوه قال في المسلم محمول على النسخ فانه مخالفة تامة فلا يصح بالضعيف واما المخصص فله موافقة لانه بيان انتهى قال
في المغتنم الظاهر من المخالفة ما يشتمل اخراج بعض ما كان داخلا سواء سمي تخصيصا او بيانا او غيره وفي المنهاج منقوض
بالمتواتر في المسلم ورد بان غاية ما لزم منه تخصيص الحديث والعام المخصوص حجة في الباقي اقول مراد الناقض
انه خبر واحد في مقابلة الاجماع على العمل بالمتواتر فلا يصلح حجة ومجرد احتمال التخصيص لا يجدي

اور عمل سے پہلے مشہور ہوا اونکا بیان کرتا ہے وہ دلیل لاوی ثابت ہوا اس تحقیق سے کہ تخصیص عام قرانکی خبر واحد سے پہلی تخصیص اونکی یقینی سی ہو جائز ہی اور نفی کرنیوالے بھی کئی
دلیلوں سے حجت پکڑتے ہین ایک دلیل تو یہہ ہے کہ عام قرانی یقینی ہے اور خبر واحد ظنی ہی تو اوسکا حکم اوس سے کیونکر ساقط ہوسکتا ہے اور وہ اوسکا ناسخ کیونکر
ہوسکتا ہے اگرچہ بعضے معنوں مین ہے ہو اور یہہ دلیل عام کے ظنی ہونے سے ٹوٹ گئی چنانچہ قندھاری نے کہا ہی کہ یہہ دلیل عام کے ظنی ہونیکے بنا پر پوری
نہین ہے اور ایک دلیل یہہ ہے کہ حضرت عمر رضی نے حدیث فاطمہ بنت قیس کے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکی لئے بعد طلاق کے مکان سکونت اور نفقہ نہین ٹھرایا جو آیت کی اسکنوھن
الخ مخصص تھی نہین مانی اور کہا کہ ہم اللہ کا قران اور آنحضرت کا طریقہ ایک عورت کے قول پر کیونکر چھوڑ دین ہم کیا جانین وہ سچی ہے یا جھوٹی ہے اور جواب دیا گیا ہے
اسکا مسلم مین کہ اونکا اوس حدیث کو نہ ماننا اسلئے تھا کہ اونہین تردد تھا کہ وہ سچی ہے یا نہین اسلئی کہا کہ نہ معلوم سچی ہے یا جھوٹی تاکہ تنبیہ ہو کہ سبب نہ ماننی کا یہہ
ہے ختم ہوچکی عبارت اعتراض کہا فاضل قندھاری نے کہ اونکا تردد یا تو اسلئے تھا کہ خبر واحد مین جھوٹ کا احتمال ہی تو اسمین تو مدعا ہے یا اوسکی عدالت کا حال معلوم نہ تھا
تو یہہ اسکی مخالف ہے کہ صحابہ سب صاحب عدالت ہین ہان یون ہوسکتا ہی کہ بسبب اوسکی قصور حافظہ کے ہو مین کہتا ہون اسکی تائید کرتا ہے حضرت عمر کا خاص
اوس عورت کی بابت مین تردد کرنا کہ یہہ کہا کہ کیا جانے وہ سچی ہی یا نہین اور نہین تو یہہ کہتے ہم قران اور آنحضرت کا طریقہ ایک کے کہنے سے کیونکر چھوڑ دین اور ایک
دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی حدیث مجھسے پہونچے تو اوسی قران پر پیش کرو اگر موافق ہو قبول کرو نہین تو چھوڑ دو مسلم مین کہا کہ یہہ حدیث
منسوخ کی حق مین ہی کہ اوسمین پوری مخالفت ہوتی ہی تو وہ حدیث ضعیف سے نہین ہوسکتی کا اور مخصص مین تو موافقت ہوتی ہی کیونکہ وہ تو بیان ہی ختم ہوچکی
عبارت اوسکی کہا مغتنم مین مخالفت سے ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شامل ہی اوسکو کہ سارے معنوں مین سے بعضوں کو نکالدین خواہ اسکا نام تخصیص ہو یا بیان
وغیرہ اور منہاج مین ہی کہ یہہ دلیل حدیث متواتر سے ٹوٹ گئی اور مسلم مین کہ یہہ نقض مردود ہے کہ غایت اوسکی یہہ لازم آتا ہے کہ وہ حدیث مخصوص ہوگی یعنی خاص آ

نفع ایل لابد من وجہ مخصص لا یقال ہو الاجماع لان الاجماع علی العمل لا ان العمل للاجماع قد یقال ظاہر الحدیث ایضا
تحقیق الحال فی محل الرتبۃ فلا یساوی المتواتر او یقال خص بدلیل العقل والحق ان الحدیث ضعیف بل قیل موضوع
من اشد الموضوعات بل قیل وضعتہ الزنادقۃ وقیل مخالف لقولہ تعالیٰ ما اٰتٰکم الرسول فمبطل لنفسہ انتہی اقول ہذا
ہو الحق الذی ینبغی ان یؤمن بہ فان ہذا الحدیث مکذوب موضوع باطل لا اصل لہ وضعہ الزنادقۃ الملعونون وتشبث
بہ الجہلۃ المتعصبون فلذا ردہ المتقدمون والمتاخرون قال بحر العلوم مولانا عبد العلی اللکہنوی الحنفی فی شرحہ علی
المسلم فالی صاحب سفر السعادۃ انہ من اشد الموضوعات قال الشیخ ابن حجر العسقلانی قد جاء بطرق لا تخلو
عن المقال وقال بعضہم قد وضعہ الزنادقۃ وایضا ہو مخالف لقولہ تعالیٰ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ
فصحۃ ہذا الحدیث یستلزم وضعہ وردہ فہو ضعیف مردود انتہی وقال ابن طاہر الحنفی
صاحب مجمع البحار فی تذکرتہ ومما اوردہ الاصولیون من قولہ اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی
کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ وان خالفہ فردوہ قال الخطابی وضعتہ الزنادقۃ ویدفعہ حدیث انی
اوتیت الکتاب وما یعدلہ ویروی ومثلہ وکذا قال الصغانی وہو کما قال انتہی وقال القاضی محمد بن
الشوکانی فی الفوائد المجموعۃ حدیث اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافقہ فاقبلوہ
وان خالفہ فردوہ قال الخطابی وضعتہ الزنادقۃ ویدفعہ انی اوتیت القران ومثلہ معہ وکذا قال الصغانی

متواتر کی اور یہ ایسی دلیل ہے جو عام مخصوص البعض ہے اور وہ بھی معنی میں حجت ہوا کرتی ہے یہ جو کہا کہ مراد دلیل قرآنی ہوگی یہ ہے کہ خبر واحد مقابلہ میں اوس
اجماع کی ہی جو متواتر کا عمل ہے تو حجت نہیں ہوسکتی اور بوجہ احتمال تخصیص کے نفع نہیں دیتا بلکہ تخصیص کا ہونا ضروری ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اجماع ہے
کیونکہ اجماع تو عمل پر ہے عمل تو اجماع کی وجہ سے نہیں کہ جسکو کہا جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کا وجوب کرتا ہے کہ اوسکی رتبہ کی تحقیق ہو تو متواتر کے شامل نہیں ہوسکی یا یوں
کہا جاوے کہ عقلی دلیل سے مخصوص ہے اور حق یہ ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے بلکہ موضوع بعضی لوگوں نے کہا بلکہ اشد موضوعات میں سے ہے بلکہ علما نے کہا
کہ زندیقوں نے اوسکو بنایا ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ وہ اس آیت کی مخالف ہے کہ جو کچھ دیں رسول تمکو تو یہ آپ باطل کرنیوالی ہے جو کچھ عبارت اوسکی میں کہتا ہوں یہی
حق ہے جسکا یقین سزاوار ہے کیونکہ یہ حدیث جھوٹی ہے کچھ اصل نہیں زندیق ملعونوں نے بنائی ہے اور جاہل متعصبون نے اس سے حجت پکڑی ہے اسواسطے
متقدمین اور متاخرین نے رد کیا کہا بحر العلوم نے شرح مسلم میں کہ صاحب سفر السعادت نے کہا کہ یہ حدیث بڑے موضوعات میں سے ہے کہا شیخ ابن حجر عسقلانی
نے کہ یہ کئی طریقوں سے آئی ہے اور کوئی کلام سے خالی نہیں اور بعضوں نے کہا کہ زندیقوں نے بنائی ہے اور یہ اس آیت کی مخالف ہے کہ جو دیں رسول تمکو
تو اسکو لو صحت اسکی اسکے منع کو لازم پکڑتی ہے تو وہ ضعیف مردود ہے تمام ہوئی عبارت اوسکی اور کہا شیخ ابن طاہر حنفی نے جو صاحب مجمع البحار ہیں اپنے تذکرہ میں
کہ وہ جو اصول فقہ والے حدیث کہکر یہ قول لاتے ہیں کہ جب مجھسے کوئی حدیث تمکو پہونچے تو اوسکو قرآن سے ملاؤ اگر موافق ہووے تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو
خطابی نے کہا ہے کہ زندیقوں نے بنائی ہے اور اوسکو یہ حدیث دفع کرتی ہے کہ میں قرآن اور اوسکی برابر دیا گیا ہوں اور بعضی روایتوں میں قرآن کی
بھی آیا ہے اور ایسا ہی صغانی نے کہا اور یہ بات یونہی ہے جو کچھ عبارت اوسکی اور کہا قاضی محمد بن شوکانی نے فوائد مجموعہ میں کہ یہ حدیث کہ جب

قلت وقد سبقهما الى نسبة وضعه الى الزنادقة ابن معين كما حكاه الذهبي على ان في هذا الحديث الموضوع نفسه ما يدل على رده لانا اذا عرضناه على كتاب الله خالفه ففي كتاب الله عز وجل ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا ونحو هذا من الآيات انتهى فبطل جميع ما تمسك به المانعون للتخصيص بجميعها وبقي ما اثبتناه من جواز تخصيص عام الكتاب بخبر الواحد قبل تخصيصه بقطعي

پس ماحصل یہہ ہوا کہ توقیت ہر نماز کی ہر نماز ہی پر عموم لفظ سے جو ظنی الدلالۃ ہوتا ہے دہی ہے لاکن اخبار احاد جمع بین الصلوتین ان الامر عموم کی تخصیص کرتی ہے اب اوس توقیت کی یہہ معنی ہوئی کہ اپنے اوقات مین ہر نماز پڑہنے عموما ایک مصلی پر عموما فرض ہے سوای نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشا کی وہ مسافر کو یا غیر اوسکی کو جسکے حق مین احادیث سی جمع ثابت ہی پہلی اپنے وقت یعنے دوسرے نماز کے وقت مین پڑہنی بہی درست ہے **یہہ جواب بطور تحقیق** اور ترقی کی ہے اور اگر اس سی تنزل کرین اور مان لین کہ ہر عام ظنی نہین ہوتا بلکہ وہ عام جسکی ایکدفعہ تخصیص ہو چکی وہ ظنی ہوتا ہی اور اوسکی تخصیص خبر واحد سی درست ہے نہ ہر عام تو بہی ہمارا مدعا ثابت ہے اس لئی کہ اس عام مین جسمین گفتگو ہے پہلی ایکدفعہ احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ تخصیص ہو چکی ہے یعنے مصلے ظہر اور عصر عرفات کی اور مغرب اور عشا مزدلفہ کے اس عام کی حکم سی مخصوص ہین کا دنکو جمع بین الصلوتین بالاتفاق اہل سنت کی درست ہے اور یہہ قاعدہ اجماعی ہی کہ جبکہ ایکدفعہ کوئی عام مخصص ہو جاوے تو وہ بالاتفاق ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہے اور تخصیص اوسکی خبر واحد سی بلکہ قیاس سی درست ہی کہا تلویح مین لما لم یبق العام بعد التخصیص قطعیا جاز فی العام بعد التخصیص من الکتاب والخبر المتواتر معلوما کان المخصص او مجہولا ان یخصص بخبر الواحد والقیاس اجماعا اور اگر اعتراض کرو کہ بنا بر حنفی اصطلاح کے احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ کلین مخصص نہین ہین کیونکہ مخصص نزدیک انکی موصول چاہیے بلکہ وہ حدیثین ناسخ ہین اور عام منسوخ البعض کے قطعیت اوسکی سبب نسخ باقی رہتی ہی پس کسطرح اخبار احاد مخصص اوس عام قطعی کے ہو سکتی ہین تو جواب اسکا یہہ ہے کہ حق یہی ہے کہ جبکہ ایکدفعہ کسی عام کا بعض افراد پر قصر ہوتا ہے تو وہ عام ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہی خواہ وہ قصر کلام موصول سی ہو خواہ متراخی سے اور حنفی جو فرق کرتے ہین نسخ اور تخصیص مین ساتھ متراخی اور موصول ہونیکی اسپر کوئی دلیل قایم نہین رکہتی اگرچہ کوئی بہولی دلیل انکی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر مخصص مین تجہیل لازم آتی ہے سو جواب اسکا پہلی عبارات مین گذرا پس اگر حنفی بلا دلیل قصر توقیت کو بجز ماسوی مصلین عرفات اور مزدلفہ کی مستلزم ظنیۃ عموم توقیت کا نہین گی اور اپنے اصطلاح بے دلیل پر جمی رہین گے تو کیا اندیشہ اور اسکی عام کے ظنی ہونمین کیا شک تم نہین دیکہتی کہ جبکہ شیوع قصر کا عام مین ہوا تو ظنی الدلالۃ ہو گیا

مجہسے کوئی حدیث پہونچی تو اوسکو قرآن سی ملاؤ اگر موافق ہووی تو قبول کرو ورنہ چہوڑ دو خطابی نی کہا ہے کہ زندیقون نی بنالی ہی اور اوسکو یہہ حدیث دفع کرتی ہے کہ مین قرآن اور اوسکی مثل دیا گیا ہون ادا لیا ہے صنعانی نے کہا ہے مین کہتا ہون کہ اون دونون سی پہلی ابن معین نی اسکو زندیقون کیطرف نسبت کیا ہے چنانچہ ذہبی نی ابن معین سی اسکی حکایت کی علاوہ اسکی خود اوسمین وہ مضمون ہے جو اوسکو رد کرتا ہے کیونکہ ہمنے جب اوسکو قرآن پر پیش کیا تو قرآن مین ہے کہ جو تمہین رسول دیوی اوسکو لو اور جس منع کرین اوس سے باز رہو اور ایسے بہت آیتین ہین ہو چکی عبارت اوسکی سو باطل ہو گیا وہ سب جس سے منع تخصیص والون کا مدعا تہا اور جواز تخصیص بخبر واحد سی بلا تخصیص یقینی کے جسی ہمنی ثابت کیا تہا باقی رہا ۱ جب بعد تخصیص کے

لفظ عام کا ہو گیا جیسا کہ ہمنے عربی عبارت ہی ثابت کر دیا ہے تو وہ تو وہ فقرہ کا ایک لفظ خاص ہین کیونکر اوس لفظ خاص کو قطعی
الدلالة کہ ینگا فاعتبروا یا اولی الابصار پس ثابت ہوا کہ جمع بین الصلوتین بعذر سفر وغیرہ منافی اور مخالف کتاب کے
ہنین فللہ الحمد والمنة جناب مؤلف نے بعد اس عذر ثانی کی جسکا جواب ختم ہوا جرح اور قدح کیا ہے اون روایات پر جنکو
اوسنی ہمارا استمسک ٹہرایا تہا سو تم نے دیکہا کہ اونمین سی ہمنی کسی حدیث کو بہی دلیل نہین پکڑی پس جرح اونکا کسکو
ضرر کرتا ہے اور جناب مؤلف نے بعد اوس جرح اور قدح کی دو عذر اور درباب عدم جواز عمل کے احادیث جمع بین الصلوتین
پر لکہی ہین ایک عذر یہہ کہ روایت ہی ابوذر سی کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیف انت اذا کانت علیک امراء یوخرون الصلوة
عن وقتہا او یمیتون الصلوة عن وقتہا قال قلت فما تامرنی قال صل الصلوة لوقتہا رواہ مسلم تو اس حدیث سی یقینا معلوم ہوتا ہی کہ نماز
اپنے وقتمین پڑہنے چاہیے پس جبتک احادیث جمع بین الصلوتین کہین مثل اسکی نہوں تو چہوڑا جاویگا عمل اسپر پس جواب اسکا
کیا دیوین اور کس ناوقف سی خطاب کرین اتنا نہین جانتا کہ جبکہ تجویز جمع کی اپنی اوقات مین نماز پڑہنے کی فرضیت کتاب اللہ
سے اور پہر اوس سی مسافر کو مخصوص ٹہراتی ہین پہر اس حدیث ابوذر مین یہہ بات نکہنہ سکین گے اور ایک عذر جناب مؤلف کا
یہہ ہی کہ ادنی درجہ ہوگا کہ احادیث جواز جمع حقیقی کہین اور احادیث عدم جواز کہین متعارض ہو گئین اور یہہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہی کہ جبکہ
تعارض ہو درمیان دو حدیثون کی تو وہ دونوں ساقط ہو جاتی ہین پس دونوں قسموں کی حدیثین ساقط ہو گئین اور ہمارا تمسک آیات اللہ
احادیث توقیت سی باقی رہیگا پس یہہ عذر بہی قابل جواب کی نہین اس لئے کہ اول تو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ایسی
نہین جس سے عدم جمع کا حالت سفر مین مستفاد ہو جیسا کہ سابق مین واضح ہو چکا اور اگر بالفرض کوئی حدیث مخالف احادیث جمع کے
پائی بہی جاتی اور دونوں مین تعارض واقع ہوتا تو پہر یہہ کس نے قاعدہ باندہا ہی کہ دونوں ساقط ہو جاتی ہین یہہ قاعدہ آجتک کسی
اہل اصول فقہ یا حدیث سی مروی نہین شاید مؤلف نے کسی دیوار پر لکہا دیکہا ہوگا اذا تعارضا تساقطا اہل اصول حدیث کا یہہ قاعدہ
شرح نخبہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ اولا اون دونوں حدیثون کو آپسمین موافقت کرنا چاہیے اور اگر بلا تکلف موافقت نہو سکی تو مؤخر
کو ناسخ کہنا چاہیے اور اگر تقدیم اور تاخیر معلوم نہو تو دونومین جو مرجح اور اقوی ہو جیسے حدیث بخاری اور مسلم کی بہ نسبت غیر انکی کے
اوسکو اختیار کرنا چاہیے اور کتب اصول حنفیہ مین بہی ایسے ہی مراتب ٹہرائی ہین اگرچہ اونمین جمع کو مؤخر کیا ہے غرض کہ اذا تعارضا
تساقطا کا اہل اصول کوئی قائل نہین اخیر عذر مؤلف کا یہہ ہے کہ عدم جمع مین احتیاط ہی اس لئے کہ اگر کوئی جمع نہ کریگا تو نماز
اوسکی بالاتفاق اپنے وقتمین ہوگی اور اگر جمع کریگا تو شاید کہ اسکی نزدیک درست ہو لیکن نماز اوسکی مدون وقت کی ناجایز ہوگی
جواب اسکا یہہ ہے کہ احتیاط مذکور اوس صورتمین جاری ہوتی ہے جسمین طرفین کا مذہب ثابت بدلائل ہو اور صورت اختلاف کی ہو حالانکہ
مسئلہ جمع بین الصلوتین کا دعوے بیدلیل اور ناجایز کہنا اونکا خلاف ہی اختلاف نہین پس اگر صحت مین عمل بدلائل کی قول بیدلیل

عام لیکنی منہا خواہ مخصص معلوم ہو یا نہو تو اب عام قرآن اور حدیث متواتر کی خبر واحد سے تخصیص جایز ہی ۱۲ [illegible]
الدار لوگ نماز کو وقت سی ٹالینگی یا مار ڈالینگی کہا آپ مجہے بتائیے کہا تو اپنے وقت پر پڑہ ہو

ڈال دیا کری تو سیکڑون احکام باطل ہوجاوین اور حق اور باطل مین کچہہ تمیز نرہی بس رد ہوئی سب عذرات جناب مؤلف کرکے
اون عذرات سی جو مؤلف نی بیان نہین کی بلکہ بعضے اور حنفیون نی بیان کی ہین جواب دیا جاتا ہی تو سنو کہ بعضی یہہ عذر کرتے
ہین کہ کہا ابن مسعود نے[1] ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الا لمیقاتہا الا صلوتین صلوۃ المغرب والعشاء بجمع
وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتہا رواہ البخاری ومسلم پس جواب اسکی تین ہین **اول** یہہ کہ اگر اس نفی ابن مسعود کو تم سب احادیث اثبات
جو باقی چودہ صحابہ سی مروی ہین غالب ٹہراکر کہو کہ جس جمع کو ابن مسعود نے نہین دیکہا وہ درست نہین تو تم پر ایک بہاری
مصیبت آ گریگا کہ جمع بین الظہر والعصر کو عرفات مین کیون درست کہتی ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود کے سی تو نفی جمع فی العرفات
کی بہی مفہوم ہوتی ہی پس جو تم جواب رکہتی ہو اوسیکو ہمارے طرف سے سمجہو یعنے اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنابر شہرت
عرفات کی تہا تو ہم کہینگے کہ جمع فی السفر بہی قرن صحابہ مین مشہور تہی کیونکہ چودہ صحابی سوا ابن مسعود کی اوسکی ناقل ہین تو سوائی ابن
مسعود نے اوسکا استثنا کیا اور اب محل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقایسہ معلوم ہوتی ہی تو ہمکو کون مانع
مقایسہ سے وعلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا **دوسرا جواب** یہہ کہ جو امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین کہا ہے[2] والجواب عن ہذا الحدیث انہ مفہوم وہم لا یقولون بہ ونحن نقول بالمفہوم لکن اذا عارضہ منطوق قدمناہ علی
المفہوم وقد تظاہرت الاحادیث الصحیحۃ بجواز الجمع انتہی **تیسرا جواب** یہہ جو شیخ سلام اللہ حنفی نے **محلی** مین کہا ہے قلت وفی البخاری عن
ابن مسعود نفی رؤیۃ الجمع عنہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بمزدلفۃ ثم رایت فی مسند ابی یعلی من طریق ابن ابی لیلی عن
ابی قیس الازدی عن ابن مسعود کان صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر فلو حمل الاثبات فی
حدیث ابی یعلی علی حال الجد فی السیر والنفی فی حدیث البخاری علی حال النزول فی المنزل لکان لہ وجہ قیول الی مذہب مالک ع
انتہی اور بعضی حنفی یہہ عذر کرتے ہین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی تجیئ وقت الصلوۃ الاخری
رواہ مسلم عن ابی قتادہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **تو جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث اوسی شخص کے حق مین ہے کہ بلا عذر
نماز مین تاخیر کرے نہ اوسکی حق مین جو مسافر ہو اگر کہو کہ یہہ حدیث سفر مین فرمائی ہتی پس مسافر کو بہی حکم اوسکا شامل ہوگا
تو کہا جاویگا کہ اولا تو ظرف قول کا باعث اور قرینہ اوسکی تعمیم یا تخصیص پر نہین ہوتا اور اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جاویگا
کہ یہہ قول آنحضرت کی وقت نماز فجر کے اور فوت ہوجانے نماز فجر نیند مین فرمایا تہا جیسا کہ ابتدا اس حدیث سے
ظاہر ہورہا ہے پس حکم سفر کے فجر ہے کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تہا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء
سفر کے کا علاوہ یہہ کہ مسافر جمع کرنے والے کو یہہ ضرور ہے کہ ارادہ جمع کرنیکا پہلی نماز کی وقت کی اندر اندر

---

[1] یعنی نہین دیکہا آنحضرت صلعم کو نماز پڑہتے ہوئی مگر وقت پر یہہ دیکہا ان دو نمازین مغرب اور عشا مزدلفہ مین اور فجر اوس دن وقت سی پہلی پڑہی
[2] اور جواب اس حدیث کا یہہ ہے کہ وہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہین اور ہم جب قائل ہین کہ منطوق مخالف نہو اور جہان مخالف ہو تو منطوق کو مقدم رکہتی ہین اور حدیثین صحیح جمع صلوۃ کی بہت ہین ہو چکی عبارت اوسکی

کر رکھی جس شخص نے ارادہ جمع کرنیکا کیا یہانتک کہ وقت نماز اول کا گذر گیا تو بیشک اوسکی جمع درست ہوگی پس
اگر بقرینہ طرق کی اوس حدیث مین مسافر کو بہی شامل کرو تو ایسا مسافر مورد اور محل اوس حدیث کا ہوگا اور ہمین
ہمارا کیا حرج جبکہ ہم نیت جمع کو قبل گذرنے وقت پہلی نماز کی شرط صحت جمع کی جانتے ہین فافہم اور بعض حنفی یہہ
حدیث پیش کرتے ہین کہ آنحضرت نے حمنہ بنت جحش کو اوسکی ایام استحاضہ مین ایسی کیفیت سی نماز پڑہنے فرمائی تہی
کہ وہ جمع صوری ہتی اِس سی معلوم ہوا کہ مسافر کو بہی جمع صوری ہی چاہیے پس اسکا جواب بہی ظاہر ہے
کہ وہ مقیم ہتے پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا باوجودیکہ اوسکی حق مین ایسے نصوص قاطعہ دالہ کے
وارد ہین جنسے صاف جمع حقیقی معلوم ہوتی ہے قیاس مع الفارق ہے اور مقابل نصوص کے اور وہ
بالاتفاق مردود ہوتا ہے فقط پس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوتین کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے
ثابت نہین اور مانعین جمع بین الصلوتین کے کوئی دلیل نہین رکہتے اور جواز اسکا احادیث صحاح سی جو متعدد صحابی سے
مروی ہین اور بیرہ کتب احادیث مین حتی صحیحین بہی مین روایتین اوسکی ثابت ہین اور بہت صحابہ اور تابعین
اور ائمہ ثلثہ یعنے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بہی اسکے جواز کے قائل ہین فلله الحمد اولا
وآخرا وظاهرا وباطنا على ما ابدنا لاثبات الجمع فى السفر بين الصلوتين الصحيح الثابت
المروى عن النبى صاحب قاب قوسين صلى الله عليه وآله وصحبه صفوة الثقلين ۞

سلہ اور بلاشک صحیح ہوا بخاری مین ابن مسعود سی کہ سوائے مزدلفہ کے جمع صلوتین کرتے آنحضرت صلعم کو نہ دیکہا
پہر مینے مسند ابو یعلی مین طریق ابن ابی لیلے سی وہ ابی قیس ازدی سی اور وہ ابن مسعود سے راوی ہین جیسے دیکہا
کہ ابن مسعود روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جمع صلوتین کیا کرتی تہی سو اگر حدیث ابو یعلی مین اثبات
جمع جلدی چلنی کیوقت پر عمل کیا جاوے اور نفی جمع حدیث بخاری مین اوپر حال اوترنے کی منزل پر عمل کیا
جاوے تو البتہ ایک طریقہ ہوگا پس آل امام مالک کے مذہب کے طرف ہوجاویگا جسکی بحث بیان اوسکی سلہ
کہہ تا ہیہ ہے کہ ایک نماز پڑہے اور دوسری نماز کا وقت آگیا روایت کی مسلم نے ابو
قتادہ سے اونہون نے آنحضرت صلعم سے سلہ اللہ کا شکر ہے اول اور آخر ظاہرا اور باطنا بسبب
کہ اوسنے مدد کی ہمارے اوپر ثابت کرنے سفر مین جمع صلوتین کے کہ وہ صحیح اور ثابت ہے آنحضرت صاحب
قوسین سے درود نازل کرے اللہ اوپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر جو دو نو جہان کی برگزیدہ ہین



خاتمۂ کتاب

مخفی نرہے کہ بعد تحریر جواب باب ثانی تنویر کی اور اثبات اس امر کی کہ تقلید مذہب معین کی بزعم وجوب تعین کی درست نہین حاجت جواب باب ثالث تنویر کی جسمین جناب مؤلف نے احادیث کو اپنے محل سے بگاڑا تھا اور اونمین تحریف کر کے طرف اپنے مذہب کے کھینچا تھا باقی نرہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نرہے تو عالم بالحدیث بدون تحریف ذہیر حدیث کی طرف کسی مذہب کی عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے لا علی التعین اس عنوان سے کہ فلانا مسئلہ فتقدیر کس طرح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پہر بہی ہمنی چند مسائل کو باب ثالث سی قلمبند کر دیا ہے تاکہ لوگو نپر قوت دلایل اہل الحق کی ظاہر ہوجاوے اور جناب مؤلف کی خیانت اور تصرف سی احادیث مین اطلاع ہوجاوے بس علماء با انصاف اور فضلاء با انصاف سے امید یہہ ہے کہ ان چند مسائل کو نمونہ تحقیق اہل حق سمجھکر باقی مسایل کو بہی اسپر قیاس کرین اور ان مسایل مین جناب مؤلف کی چالاکی سے بچتے رہین اور اگر ہمکو آیندہ فرصت ہوئی تو باقی مسایل کی بہی تحقیق لکھینگے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین

لنظم

توفیق ایزدی سی جوابات یکقلم ❁ سب حسب الرقم مین ہوئی ہینگی خوش رقم ❁ اہل ہنر کو اسکی خطا پر جو ہو شعور ❁ اصلاح دلپسند پر کرین اسمین باکرم ❁ ہذا آخر ما الہم اللہ خالق الثقلین عبدہ العاجز محمد نذیر حسین حماہ اللہ فی الدارین بجاہ سید الثقلین ❁





محمد اسد علی	علیم الدین حسین	سید حسین شاہ	غلام علی	حفیظ اللہ	محمد حسین	حافظ ولی اللہ	شہاب الدین
محمد عبد الرحمن	محمد	محمد عبد الحکیم	برہان الدین	احمد اللہ	غلام رسول		

صورة ما كتبه العالم النبيل الفاضل الجليل الكامل اللوذعي البارع الألمعي المولوي عليم الدين حسين الانصاري العظيم ابادي البحر تهسي مقرظا على هذا الكتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن ظہر برہانہ بحیث لا یمکن کتمانہ والصلوۃ علی سید الانام محمد النذیر البشیر وعلی آلہ واصحابہ

الهادين الى منهج الاسلام **اما بعد** هذا شيء عجيب ماادركه الا اللبيب ما اطيب كلامه وما احسن نظامه الله اكبر كتاب بديع كتاب تضمن اجزائه يواقيت وجواهر باهرة وتشتمل مضامينه على لآل ودرر فاخرة بل هو اسرار الحكمة اليمانية ونور انوار الشريعة البرهانية آداب آيات ديباجة جمالد قد ذهب عنك كل العادي طالعت صفحة شيئا كما لم ياتي اليك كل الضايهة اما وصف بد فهو القل وما بقي فهو الجل للفاضل الغطريف ذي المقام الشريف هو البليغ الذي ان تكلم اجزل واوجز وان نظم افحم كل لسن باانشائه واعجز كفى كلامه على غزارة فضله مرشدا ودليلا ولايجد معانده مع الغلو في العتق الى القدح فيه سبيلا بل يطاوع الحيلة بالجزم مدحه على لسانه بالاضطرار ولا يتصور انكار ضوء الشمس يوم الصحى وقت نصف النهار فالاعداء والخلان على فضله شاهدان عادلان كيف لا وهو بالشرف الوضاح والعلم والتقى وبالحسب العالي والاخلاق الفاضلة واضحى به الشرع الشريف مؤيدا ومرتبة الاسلام سامية الله درها الم تنظر الانوار منها تصاعدت والحب كضوء الشمس في البر والبحر قد انتشر صيت كمالد واشتهر بناء جلالد اعني به العالم القمقام صفوة النبلاء الاعلام المولوى السيد **محمد نذير حسين** حفظه الله عن المعرة والشين لازالت بدور فوائده طالعة من مطالع الحديث والقران وشموس معارفه مشرقة من آفاق التبيان احلى ان يجتنى من ثمار علمه في بساتين الكلام واشهى ما يستلذ به من فواكه تبيانه اولوا الافهام صانه الله الكبير المتعال عن شر عين الكمال وابقاه ملك الزمان سالما عن مطاعن اهل البدعة والطغيان بحرمة سيد الثقلين جد الحسن والحسين

آمين آمين آمين

صورة ماكتبه العالم النبيل المولوى ابوعبدالله غلام على قصوري

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين

الحمد لله رب العالمين رب زدني علما **اما بعد** فيقول العبد الضعيف **ابوعبدالله غلام علي** قصوري قد فزت بمطالعة معيار الحق لمولانا المحقق المدقق **محمد نذير حسين** الدهلوي فظفرت على مطالبه ومقاصده ونظرت فيه بامعان النظر طالبا لمحامده ومفاسده ووزنته بتنوير الحق الذي في جوابه وكررت المطالعة والمعاينة وثنيت المقابلة والموازنة متفحصا خطاه وصوابه صفحتها بالمقايسة متبعا ماهنالك فوجدت معيار الحق بل الحق ان ذلك كتاب ينطق بالحق رايته موافقا لما هو الحق حريا بالمحامد الفقهية مشتملا على الصواب متجافيا عن المفاسد وما فيهما من المسائل المختلفة اعظمها مسئلة التقليد الشخصي وانه مقتصر على احد من الائمة الاربعة وان التزم احد تقليد احد منهم يلزم في مدة عمره فصاحب المعيار اثبت عدم وجوبه ببراهين الساطعة والحجج القاطعة وما اورده مسئلة الاواسة ها الى الكتاب والسنة السنية ما في الاوستة

عليها بروايات الثقات والنقول المعتبرات من كتب سادات الحنفية ولعمري ان الكتاب والسنة واقوال الجمتهدين وإجماع المسلمين يؤيد قوله ولا يحوم الباطل بوجه من الوجوه حوله وليس قولي هذا بالتقليد في اقتفاء بالاثار بل قلته بعد التحقيق وصرف الانظار واني قد صرفت برهة من الزمان وبضعة من الايام من قبل ذلك في تحقيق تلك المسئلة فصفحت لذلك كثيرا من الكتب والرسائل القديمة والجديدة وتتبعت اقوال المتقدمين والمتاخرين حتى صرت منها على اليقين فلله دره وعلى الله اجره حيث احيا وقد شمرع الهداية في زمان شيوع الظلمة ونطق بالحق وقت خمول السنة ومحق فروع البدعة وما اورد في تنوير الحق من اثبات وجوب التقليد التام بشخص معين من الحجج والبراهين كل ذلك حديث من عند نفسه ما سبقه فيها احد من العالمين وما جمع فيه من الدلائل لاثبات المرام وتكلف في ذلك المقام فهو ظاهر البطلان ما انزل الله بها من سلطان وما الحكم الا لله اليه الاناية والثقة وعليه التكلان وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله واصحابه وعلماء امته ما لاحت النجوم وتلت القران اللهم اهدنا لما اختلف فيه باذنك انك تهدي من تشاء الى صراط مستقيم برحمتك يا ارحم الراحمين ط

صورت تحریر عالم محقق وفاضل مدقق مولوی احمد اللہ حفظہ اللہ شاگرد رشید مولانا ابو عبد اللہ موصوف سلمہ اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلوة على رسوله **اما بعد** فيقول احقر الخليقة بل لا شئ في الحقيقة **احمد الله** جعل الله اخراه خيرا من اولاه اني طالعت معيار الحق للاوحد الكامل محيط رجال الافاضل محي السنة ماحي البدعة وحيد ماته فريد اوانه مولانا وبالفضل اولنا المشتهر في الخافقين السيد **محمد نذير حسين** جزاه الله عنا خير الجزاء في الدارين وطالعت ذلك الكتاب من اوله الى اخره واطلعت على باطنه وظاهره فوجدته محلى بيواقيت التحقيق وجواهر ودرر فرائد التدقيق وزواهره جامع للمواهب اللطيفة والمطالب الشريفة مرقات للصعود على منازل الحق الى الدرجات العلى وملجأة للنجات في طريق الصدق من الظلمات الدجى فانه خلاصة توضيح المحققين وتنقيح المدققين كل طالب مبين وحل مقاصده مبرهن غاية تقريب نهاية تهذيب بادره يا طالب الحق انه مغتنم وعند فحول العلماء مسلم واجعله عقد الجيدك والفوز بعيدك فانه اورد فيه النصوص القطعية من الايات والاحاديث والنقول المعتبرة من فقهاء مذاهب الاربعة مؤيدة لمدعاه موكدة لما ادعاه بحيث لم يبق لمخالفه دليل ولا لفارق الحق سبيل ولا تغترن بما اتى صاحب التنوير فانه لا دليل له من صحاح الحديث ولا الكتاب المنير والحق ما افاده مولانا في المعيار كما لا يخفى على الاخيار فجعل الله حجته بالغة وكلمته عالية وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله واصحابه وعلماء امته اجمعين ط امين

صورة ما قرظه الفاضل الكامل العارف الواصل جامع المعقول والمنقول كشاف معضلات الفروع والاصول اسوة الاتقياء زبدة الفقهاء الموفق من عند الله الصمد مولانا المولوی محمد پنجابی خلف الصدق المولوی بارك الله سلمه وغفر له

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوة والسلام على رسوله محمد الذی من امن به فقد اهتدى ومن اعرض عن الاقتداء به ضل وغوى وعلى اله واصحابه الذين هم نجوم الهدى **اما بعد** فهذا الكتاب الملقب بالمسمى **معيار الحق** بل عين الحق حقيق بالقبول لا مجال للعدول عنه لاهل الحق والانصاف وان اكره اهل التعصب والاعتساف الفه استاذنا ومولانا المحقق المدقق الكامل فی فن الفقه من الاصول والفروع والتفسير والحديث السيد **محمد نذير حسين** ادام الله فيوضه ولقد كنا مترددين فی هذه المسئلة المعضلة فكشف عنها حجابها فاستنارت كالقمر ليلة البدر جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء فی الدارين قال الله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين وانا العبد الضعيف المفتقر الى الله محمد ابن مخدومی بارك الله غفر الله له ولوالديه ولسائر المؤمنين امين

صورة ما قرظه ونظمه سند السادات مصدر الخيرات والحسنات مجمع البركات والكمالات وحيد عصره فريد دهره الفاضل الالمعی العالم اللوذعی رافع اعلام الشريعة قامع اثار الشرك والبدعة الصوفی الصافی الاسعد جناب مير حسن شاه قادری تالیکی دام ظله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هدانا الصراط المستقيم بالنور المبين والصلوة والسلام على رسوله محمد سيد المرسلين وعلى اله وصحبه الذين فازوا منه بالحظ الجسيم من نور اليقين **اما بعد** فلما كان علم الفقه اعظم العلوم قدرا واعلاها منزلا وارفعها شانا واسناها برهانا وكان مسئلة وجوب تقليد امام واحد وعدم وجوبه من ادق مسائله واغمضها قد تحيرت فيها افهام الاذكياء وتقعس عن تحقيقها اذهان الفضلاء فصنف فيها الفاضل النحرير العلامة الفاضل الجليل الفهامة صدر الفضلاء المدرسين فخر العلماء الراسخين الفقهاء الذی تزينت بدرسه المساجد والمدارس واحتاج الى تقرير منطوقه ومفهومه كل الذاكر والمدارس وحيی دروس المدارس وزان دروسها وجمل صدور المجالس واطلع شموسها عمدة المفتين المحققين قدوة المحدثين المدققين المبرء عن الشين مولانا السيد **محمد نذير حسين** لا زالت شموس فضائله لامعة وانوار جلائله ساطعة كتابا سماه **معيار الحق** بالهام الله الملهم للصواب ولعمری ان ذلك الكتاب لا ريب فيه

ان فی هذه المسئلة فصل الخطاب یسلک من یتامل فیه سبیل الرشاد ویخلع ربقة وجوب تقلید الامام الواحد من اعناق العباد فانه برهن فیه علی ما هو الحق الحقیق من ان التقلید لامام من ائمة الهدی واجب وتقلید الامام الواحد بالتعیین غیر لازب کیف وهو هوس من هوس ساداتهم لم یاتوا علیه بسلطان مبین وما ایدوه الا باقوال المقلدین لا المجتهدین فضلا عن النص الصریح او حدیث الماثور من سید المرسلین جزاه الله عنا خیر الجزاء وجعل سعیه مشکورا وکلامه بین اهل الحق مقبولا ومشهورا والحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین المقرظ اضعف عباد الله میان حسین قادری فاضلی ط

صورة ما کتبه وسطره واقف علوم عجیبه ماهر فنون غریبه فاضل اجل وعالم اکمل مولوی حافظ عم الدین هوشیار پوری دام ظله العالی

بسم الله الرحمن الرحیم ط

الکتاب المعیار الذی صنفه مولانا المحقق المدقق قدوة العلماء المتبحرین اسوة الفضلاء والمحدثین السید محمد نذیر حسین ادام الله فیوضه فی الملوین کتاب یشتمل علی الحق والحق لا ینفک عنه والباطل لا یحوم حوله والحق ان هکذا کان طریق السلف والخلف وما کان احد یری تقلید احد واجبا علی احد ولقد رایت فی الطحطاوی موافقا لما هو فی هذا الکتاب حیث قال قوله وفی کلام الخلاصة لو قیل لحنفی ما مذهب الامام الشافعی فی کذا وجب ان یقول قال ابو حنیفة رحمه الله کذا وذلک لانه یجب علی الشخص التکلم بالصواب الا بالخطاء وقول الغیر فی اعتقاد الحنفی خطاء یحتمل الصواب وتقدم فی الخطبة ان محل هذا فی المجتهد اما المقلد فلا یجب علیه هذا الاعتقاد بل نصوا علی جواز تقلید المفضول مع وجود الفاضل مع ان المفضول خطاءه اکثر وقد اشار الی ذلک صاحب البحر فی بعض رسائله ولذا قال الشریف الحموی ثم لا یخفی ما فی کلام الخلاصة الذی قوی به صاحب النهر بحثه من النظر انتهی بلفظه وایضا فیه اعلم ان الافتاء بقول مالک هو عین التقلید ولا نزاع فی جوازه بشرط عدم التلفیق علی ما ذکره الشیخ الحسن وافرده برسالة وبخالفه ما ذکره العلامة ابن الملا فروخ حیث صرح بجواز العمل بالتلفیق واطال فی ذلک علی وجه التحقیق وافرده برسالة ایضا وعزا القول بجواز التلفیق لابن الهمام فی التحریر ولصاحب البحر فی بعض رسائله وانه قال ای صاحب البحر منع العمل بالتلفیق خلاف المذهب فی الحق اخره وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب وانا العبد المذنب المعروف بحافظ عم الدین هوشیار پوری غفر الله له ولوالدیه

صورة ما کتبه وقرظه العالم الکامل الفاضل العادل ارشده الصلحاء واسعد الاتقیاء المولوی برهان الدین صاحب ادام الله تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم ط

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين **اما بعد** فاحقق العلامة المدقق الفهامة المحقق سند المحدثين حجة المفسرين رائج التوحيد والسنة ماحي الشرك والبدعة طالب حسنيين **السيد المولوي محمد نذير حسين** رزقه الله خدمة سنة سيد الثقلين في معيار الحق فهو عند الحق المامور به المطاع ولعمري هو التحقيق الحق بالاتباع نخر

صورة ما زبره المصقع الخطيب والمدره الاديب الحسيب النسيب والطبيب ابن الطبيب ذو الطبيعة النقادة والفطنة الوقادة المولوي محمد سليمان وقاه الله شر الاشباه والاقران مقرظا على هذا الكتاب

حمدا لك يا من بك الصبح يتنفس والليل يعسعس والباطل يمحو والحق يحصحص والليث المقيل يتجمش والحجر والمقلد يتبصبص وصلوة على رسولك الذي دمغ به الايمان واندمج ورضخوا فيه ولو امراة حلحة وشيخ دردح **وبعد** فهذه الرسالة احسن الرسائل ليهتدوا بها اهل الزيغ والخفاتل دواء لاسقام الجهل شفاء لذوي النهل ضاع بها رجق التقليد الجامد وذهب فيقة وانكسر قنينه بعدما طفح واختطف بصره بعدما طمح والحربان اهله غافل ضفندد لا بل جاهل صمحمد قطن لمن امن بالكتاب وصدق بخ بخ وبوسى لمن تعافاه ومزق كخ كخ كيف لا وعبارته تعجب السحبان وتحقيقاته تتنشط اذان الاذهان ند يم في الغربة مزيل الكربة نسيمه المطيبة من الرياحين والازهار يسر القلوب وحياض زلالته شفاء لكل مكروب كانه روض ممطوره يتغرد البلابل على اغصانه ويترنم العنادل على عيدانه ولنعم ما تغرد

واهرب عن التقليد فهو ضلالة ان المقلد في سبيل الهالك

وحبذا ما ترنم

باگل سرخ که اصلش عرق روی نبیست درتبۂ لالۂ نعمان ندبرابر گیرند

فيا معشر العلماء ان اردتم الفوز الى السعادة والوصول الى الغاية فلينظروا الى هذا الكتاب بعين الانصاف لا عن التعصب والاعتساف فانه سحر لكن حلال وسحر ليس له من الشمس زوال خال عن الحشو والتطويل وحاشا الله ان يكون لها عديل وحقيق بان ينمق على وجنات الحور من سواد طرها المحبوب وحري بان يكتب من الزمرد الاخضر على صفائح القلوب اللهم ابد مؤلفه ومن ترصعه بحلية الطبع ويسر روبتهما ربا وقدر لي حضور مجلسهما احسن نديا وانا العبد الضعيف **محمد الشهير بسليمان** الفلواري العظيم آبادي مولدا ومنشا والصفروي محتدا ومسكنا

خ

صورة ما كتبه الفاضل النبيل الاديب الجليل مهبط فيوض السبحاني مولوي نور محمد ملتاني

بسم الله الرحمن الرحيم

الداهية الدهياء ؛ وما ادريك ماهية ؛ كل الصغيرة والكبيرة تعليقاتية عام مقلدية الحق كامنة ؛ ويرى الجاهل الغريق في الضلالة ولايتقن ذالك تمومته تجركالذي يستدل من الطيرة وكلاهما عمير وكسير مثل المقلد بين يدي المحقق ؛ كالضرير بين يدي البصير الحاذق ؛ فالمقلد الجاهل يخشى في العمل مغشوش ؛ فصار لوح منقوش يقنع بظواهر الكلمات ؛ ولايعرف النور من الظلمات ؛ يركض خيل الخيال في ظلال الضلالة ينفس بها في ايام البدع والاهواء ؛ في ماكل الحلوى ؛ ويسعى في اضلال الخلق والاغواء ؛ سوف يبوء بالندامة والخجل ؛ وللشيطان اللعين نعم البدل ؛ يحسبه الجاهل صالحا وهو من المراق ؛ ويظنه امينا وهو من السراق ؛ فيعظ على تلك اللحية والقمة ؛ ويوقرونه هاتيك الحلية والعمة ؛ يكتب الزور وبه تجري اقلامه ويكتم الحق وبه تامره احلامه ؛ واذا رايته تعجبك اجسامه ؛ والحق يتضح بالادلة ؛ والشهور تشتهر بالاهلة ؛ وشفاء الصدر بالبلة ؛ والدين لولا شطب البيان والعلماء الاعيان اعزل ؛ والقلم لولا سنان البرهان مغزل ؛ ومثل العلوم والبرهان ؛ كمثل المصباح والادهان ؛ والحجة للاحكام ؛ كالعماد للخيام ؛ والعهاد للهيام ؛ والروح للحوباء ؛ والشمس للحرباء ؛ وافضل القرب قربة هي فريضة ؛ وبعدها سنة ؛ مستفيضة ؛ والسنن اداب الرسل ؛ واعلام السبل ؛ ولولا الفرض والمسنون ؛ لم يشرف الحماء المسنون ؛ الفرض كالعذق والسنة كالعلاوة ؛ فذاك نعم الحمل ؛ وتلك نعمت الحلاوة ؛ طوبى لمن انتشر واتبع السنن والاثار ؛ لسيد الابرار في كل الاقطار والامصار ؛ حال كون الناس مللا متفرقة ؛ ونحلا متشتتة ؛ راكبون على متن عمياء ؛ يخبطون خبط عشواء ؛ والبشرى لمن سلك سباسب الحق والصدق ؛ وصنف في اعلاء كلمة الله كتاب **معيار الحق** ؛ الذي يتحلى برواية ودراية ؛ وبلاغة رائعة سواد الحروف فيه كالليل مظلم ؛ وهي سطور منه كالصبح يطلع ؛ دقائقه فيه كشمس مضيئة ؛ عليها سحاب مبينة تبدو وتطلع ؛ معانيه في الالفاظ يطلع ضوءها ؛ كنور السراج بالزجاجة يلمع ؛ ولمصنفه قدم لاعلام العلوم فارعة ؛ واداب بارعة ؛ من استسعى عنه فقد استسعى ينبوعا ؛ ومن استسقى عنه فقد استسقى اسكوبا ؛ ولنعم ما قيل ان خلاصة الجوهر تظهر بالسبك ؛ وبالحق يصدع رداء الشك في روض فنون العلم فرد الدهر ؛ بدر العلى شمس سماء الفخر ؛ الماجد الحسيب من سما على اقرانه بجلايهذا القطر ؛ والله يحميه ويبقيه على خير ولازال جميل الذكر ولقد لمحت الكتاب المذبور فوجدته حقيقا على بديع استملحه ؛ فيا ايها الاخوان والخلان الحق احق ان يتبع ؛ والصدق حقيق بان يستمع ؛ والاجتناب عن تبيين التقليد الغبا ؛ واختلاد الضلالة والشقاء واجب والغرض عن سوق العواقب اي صائب واوصي للناس بالرجوع الى مضامين هذا الكتاب في المصير ؛ وجمعت هذه الحروف بايماء الفاضل النحرير المولوي **تلطف حسين** صين عن كل شين ؛ مستظهرا كاستظهار الرضيع بالظئر الظهيرة ؛ وقلت في تاريخ طبعه لايب [illegible] ١٢٩٢

قصیدہ بلاغت رسیدہ من تالیفات افصح الادبا ابلغ البلغاء محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد غلام اکبر خان صاحب سلمہ الرحمن الواہب در فضائل جناب مؤلف مظلہ

ابھی غیب سے مضمون یہہ آج ذہن نشین
بناؤن ہار ثنا کا وہ جسکی ہو تحسین
کہلا کی باغ طبیعت مین فکر کے گل کو
کہ کیجئی مدحت مفتی دین و شرع متین
ہی حجت خلف خاص و عام جو بوقار
ہی جو محافل شرع متین کا صدر نشین
سپہر رشد کا شمس الضحے ہی آج جو شخص
ہے فقہ مین جو کم از صاحب ہدایہ نہین
ہے جو سنانے مین ور صاحب مطول پر
ہین کہتے نحو مین جامے کا شل جسکی تزئین
ہیم ہی وہ فن معقول مین شرف اسکو
کہ جس کا آج نہین ہند مین نظیر و قرین

کہ طبع کو مین کرون باغ فکر مین گل چین
بناؤن یا کوئی گلدستہ کر کی گل چینی
دماغ روح کو اپنے کرون مین عطر آگین
ہو کون سیدنا مولوی نذیر حسین
ہے ایک حمید سلف جو بعزت و تمکین
ہین بہر در علما علم و فضل سے جسکے
حدیث وار مین ہدیئے جو بنیک آئین
اصول مین جو ہی اب ثانی محب اللہ
معنسری مین جو رازی سے زیادہ ذہین
بلاغت و لغت مین زمخشری ہی تمام
کہ میر زاہد و قاضی کو بہی لقب نہین
پہر ہون وہ مطلع گذر کر خطاب غالب سے

گلون کو طبع کی رشتہ مین فکر سی لا کر
کہ طاق قصر ثنا کی کیسکی ہو تزئین
کہلا ہی یعنی بحق یہہ شگوفہ طبع مین آج
کہ جسکی فیض سی ہین مستفیض اہل زمین
ہے شمع بزم طریقت جو ذات با برکات
ہین راہ بین صلحا جس سے با صلاح یقین
ملجای وقت کا ہی اپنی جو میان حدیث
کلام مین نسفی کی ہی شل جو امین
ہے صرف مین جو صنی سی زیادہ تر صرات
بتاتی ہین جسی اہل نظر زیادہ کہین
عجیب ذات ہی کیا مجمع علوم و فنون
کہ رشک ہون جسکے حاسد تمام حسین

مطلع ثانی

ہی آہین ختم تیرا کل مدارج تحسین
ہی تو شرف دہ ہر خاندان اہل زمین
خدا رکھی تیرا جاہی جہان مین چشمہ فیض
بسان ابر کرم اپنے فضل سے آمین
بس اب دعا پہ قصیدہ کو ختم کر مسلم
رہے جہان مین تا سنت رسول امین
زمین و فلک اہل حدیث تا الظفر

کہ بس کردن کہی کہہ سبط پاک سرور دین
رہی اپنے تو خلف الصدق اون اب جدکا
دوام بر سر تشنہ لبان اہل یقین
سحب رہین تیری منتجی ہین خرم و شادان
کہ خفقان سی سنتا ہون طول خوب نہین
ہو علم و فضل کو جبتک جہان عرش نشان
ہو بس زمانہ مین تا الست بدی بدین
سنبہ سنجی مدحت زمین صدق یقین

ہی تمہارے سیادت کی دودمان کا سبب
کہ جسکی صدق کا تحفہ آیا تمکو صدق الیقین
مدام تجکو خدا ہمیشہ ظل گستر رکھے
رہین مدد تیری پامال تا بیوم الدین
رہے زمانہ مین جبتک شیوع مذہب حق
ہون بہرہ ور طلبا علوم سی بیقین
رہے زمانہ تیرا معتقد بفضل و کمال

وله قطعه تاریخ

ہوا ہی بار دگر طبع نسخۂ معیار
کہ امر دین کی ہی تنقیح امین اور تہذیب
کہ اس سی پاکی ہدایت ہوں لوگ حق کے قریب
ہر ایک صاحب تحقیق کا ہی اسپہ مدار
بہلا ہو کیسی نہ مرغوب اہل حق یہ کتاب
نہ مانی گو کوئی تقلید یہ عنید و مریب

یہ ہے وہ نسخہ جیسی لیتی ہین بدل لوگ
جو امر حق کے ہین محبوب اور دین کے حبیب
عجیب پایۂ تحقیق حق سے ہے یہ نسخہ

کہ جس سی آفت تقلید کی ہوئی تخریب
ہے کیا کتاب یہ واللہ قاطع بدعات
کر جہاد کرتا ہی جسپر ہر ایک مرد لبیب

ہی اب یہ حیف جمین کہ اسپر لکھون مین وہ تاریخ
یہ حکم عام ہے مسائل ہو کوئی خواہ مجیب
کتاب لیتی ہے یہ ہر ایک کو عمل کی لئے

کہ اسکی دہر مین ثانی جیسی ہر ایک ادیب
ہین سال طبع مین اسکی فقط یہی دو لفظ
عجیب لفظ ہی ایک دوسرا ہی لفظ عجیب
۱۲ ۱۲ ۸۵

ایضاً

بہر ہوا طبع نسخہ یہ مسلم
رہے منتظر بہی کوئی ہان تاریخ
اس پہ لکہہ روغالب اان تاریخ
۱۲ ۱۲
سر الفت سی بول اٹہا ہا لف

وله

دیکہہ کر یہ نسخۂ بی مثل ہین بہی ہگیان
لکہیے سال طبع جب طالب ہے اسباب کا
جب پچکا بول اوہی سب گلزار تحقیقات کا
۱۲ ۹۷
کاٹ کر سر احمق تقلید کا بار دگر

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نقامسج نشین جا پاش علم و کمال زیب وسادہ فضل و فضائل فخر زمان تحریر دوران جناب مولوی میر شاہجہان صاحب دہلوی سلمہ دام الطف مد ظلہ

کامل ہین گر نجات کی خواہش ہے
تاریخ کو اسکے روز و شب ورد کرد
اللہ کے نام ہین تعجب کیا ہے
یا ہادی یا مبین یا مقتدر
۱۲ ۹۷

وله

مینی پوچہی جو عالم لسنی سید بات
کہ جنہین دین مین ہو پاس سخن
تو جزا اونکی کیا لکھی ہے کہا
کہ جزاہی سیعلمون غدا
۱۲ ۹۷

ایضاً

طبع شد بار دگر معیار حق
بارک اللہ این کتاب لاجواب
از پئے تحقیق حق آمد محک
میکند مسرور جیدالو تنزنا ب
نیست از خفاش چشمی چارۂ
ورنہ حق روشن تر ست از آفتاب

یا اولی الابصار پاس امر حق
ین جہان خود چیست نقش روی آب
زت دین باید د فوق عمل
ما لباس راہمیدانی کلاب
تباع سنت احمد کنید
زام آری چرا خوف عتاب
ال طبعش اہل حق مینمو استند

از تعصب اجتناب و اجتناب
نقش روی آب کے ماند درست
فخر دنیا را کہ آرد در حساب
از پی این فضلۂ روباہ و سگ
تا شوید از مقصد خود کامیاب
پیش قول احمد و اصحاب او

خوش بود گو در جہان پاس سخن
نقش دین بر لوح دل باید کتاب
ہیچ دانی چیست دنیا جیفہ
بہر حق ہرگز مخور این پیچ و تاب
چون محمد مصطفیٰ خوشنود شد
از کو اقوال لیفر مود آنجناب
گفت کامل ای رہی خیر الکتاب

قطعۂ تاریخ طبع معیار راز
نتیجہ فکر مولوی محمد سلیمان صاحب متخلص بحاذق در صنعت توشیح کہ قطع
نظر اصل مادہ از اول و آخر مصرع اول ۱۲۹۶ و از اول و آخر مصرع ثانی ۱۲۹۶ شده برمی آید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ چہ شد بار دگر معیار مطبوع ۶۰
ز نور حرف او ہر دیدہ بینا ۱
باستیصال تقلید معین ۵۰
۴۰ تو این معیار حق مقبول فرما ۱
۵ نماند در جہان زنہار تقلید ۴
۱ لک الاحسان فی الافضال تنتقی ۱
بہی فخر دین مقبول یزدان ۵۰
لطفا حسین آری چو کیمیا ۱
تنکرش میسر ایم ہر شب و روز ۷
جزاک اللہ فی الدارین خیرا ۱

۲ باسلوب جدید و طرز زیبا ۱
۲ بنور او منور چشم حق بین ۵۰
۴ درین عالم بود بی مثل یکتا ۱
۴ ملایک بر فلک گویند زہی طرز ۷
۷ زہا مقبول فرما این دعا را ۱
۸۰ فان کلامک حق مطاع ۷
۲۰۰ تحقیق تخلصے محبوب دلہا ۱
بطبعش خوش نمود احیای سنت ۶۰
۲ کلام حافظ مقبول دلہا ۱
۲ برائی سال طبعش ہاتف غیب ۲

۷ ز نورش منیض ہر دل مجلے ۱۰
۷ ز طبعش خوش دل ہر اہل تقوی ۱
۲ بجنت قدسیان گفتند ربی ۱۰
۴۰۰ خداوندا کریما پادشاہا ۱
۵ ہنیالک ما احببت یا من ۵۰
۸۰ فاخزی اللہ تعسا من تولی ۱
۳۰۰ شود نامش حیات بی شبہ محبیب ۲
۳ چو اعجاز مسیح احیای موتی ۱
۸ حماک اللہ عن شر النوائب ۲
۲ بحاذق نسخۂ بی مثل گفتا ۱
۱۲۹۶

ولہ

یار چو طبع شد ز طبع ۵ ۵

دل گفت بگو ترا چو ذوق سہ است
مجموعہ خاص اہل شوق است
۱۲۹۶

حاذق گفتم کہ سال طبعش ۵۵

ولہ

مکرر طبع چون معیار حق شد	بحاذق گفت روزے ملہم غیب
حبیب ایزد پاک ست لاریب ۱۲۹۷ھ	کہ سال طبع او تتمیم سنت

قطعہ تاریخ مع تقریظ دلپذیر فلاطون دوران ارسطو زمان المتخلق باخلاق سید الثقلین جناب مولوی حکیم فضل حسین صاحب مہدالوی عظیم آبادی دام برکاتہ

ہم بہی موہنہ مین زبان رکہتی ہین	کاش پوچہو کہ ماجرا کیا ہے

سبحان اللہ یہہ کیا کتاب لاجواب ہے جسکے ہر بحث انتخاب ہے مومنین کی لئی اگر دستاویز ایمان کہین تو بجا ہے اور مبتدعین کے لئے اگر آیت عذاب کہین تو روا ہے آج کسکی قلم مین ایسا زور ہے کہ اسکے تعریف کر سکے اور کسکے دماغ مین یہہ قدرت ہے جو پوری طرحسی اسکی مطالب کو سمجہہ سکے آج کون ایسا بشر ہے جو اسکی خلاف مین قلم اوٹہاوی اور موہنہ کی نہ کہاوی چونکہ یہہ کتاب سراپا احادیث نبوی اور کلام لم یزلی سی مولف ہے کہا جا سکتا ہے کہ اسکا جواب قران کی تحریف اور احادیث کی تردید برابر ہے یہہ بہی دیکہنی کے بات ہے کہ آخر یہہ کتاب کسکی ہے اور مولف اسکا کون ہے یہہ کتاب اوس شخص کے رشحات قلم ہدائیت رقم کا نتیجہ ہے جو آج شہرہ آفاق فخر اسمعیل و اسحاق ہے جسنے شاہ عبد العزیز کا نام زندہ اور شاہ ولی اللہ کی روح مسرور ہے جسکے ذات پاک سی دہلی کیا تمام برنور ہے جو سچے مسلمانون کا مایہ فخر و نازش ہے جو ہر آن و ہر لحظہ قابل ستایش ہی بشری مگر فرشتہ صفت ہی تیرہوین صدی مین مروج آئین صحابیت ہے ع مطلع جہانکا شرک سی بس صاف کر دیا ٭ دین خدا کو قاف سی تا قاف کر دیا ٭ وہ کون کہ مولانا و اوستادنا و مرشدنا جناب مستطاب سیدی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی جنکی تحقیق تحقیقات سے ایک عالم نے فائدہ اوٹہایا اور جنہون نے صحاح ستہ کو بین الناس گلستان اور بوستان سی بہی زیادہ پہیلایا اللہ تعالی اونکو اور اون حضرات کو جو اسکے طبع مین ساعی رہے دنیا و آخرت مین جزای خیر عنایت فرماوے آمین یا رب العالمین

قطعہ تاریخ

طبع چو شد معیار مکرر دین ہمہ گشت قویتر	کرد کتاب حمائل در برا کہ بدیدنش بود تولا
گشت جدا ازین سر اخلا گفت بتاریخ ز الہ زمین	جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ۱۲۹۷ھ

تاریخ طبع از فاضل اجل عالم بی بدل جناب مولوی کاظم علی صاحب ابن زبدۃ الاصفیا قدوۃ الاتقیا ذو المجد الظاہر و الفضل الباہر مولانا السید محمد عالم علی در صنعت توشیح کہ اگر از سر ہر مصرعہ حرفی گیر نذیر مرحوم ۱۲۹۷ برمی آید

۱۵۱۰

۴ دین تقلید در عالم فراغ است
۴ بنام ایزدی فصل الخطابے
۴ ملحقا ق کلاب شرع مقبول
۹ حق و باطل کرد گردد نمود ار
۳ چو ارباب هوا این عهد دیدند
۶۰ سهارا جز نهان کردن چه یارا
۱ امام وقت و استاد یگانه
۲۰ کلیم طور فقه و حکمت دانی
۲ با علام زمانه استادے
۷۰ علم از بهر کمالاتش برافراشت
۲ بجنب فقه وی فقه دگر هیچیست
۴۰ کرا شد در و برویدے صف آرا
۲ به بحر فکر سال طبع دے ل

۵۰ نشاطی منتشر برکوه و راغ است
۲ با مرض شکوک آید شفاے
۱۰ عجب نام خدا شمشیر مسلول
۲ با فوج رهبری خورشید ساطع
۵۰ نقاب خامشی بررو کشیدند
۳ چرا شبو چنین مقبول تحریر
۶ وحید عصر و یکتای زمانه
۲ با آثار و احادیث و تصوف
۴۰ گرامی گوهرے والا نژادے
۳۰ لبش چون گشت در افشان توحید
۴۰۰ خجالت بر روے قاضی گر بیست
۴ درین هنگام گر معبود تنگے
۹ طپیدن دشت همچون مرغ بسمل
۲ چراغ اهل دین و کرد و سرد در

۴۰ گذشته از نگاهم چون کتابی
۲ برای تشنگان دین سقایی
۷ زر حق را خوشا بود دست معیار
۲ با حیای سنن برهان قاطع
۲ بلی هرجا بود مهر آشکارا
۷ بهم مولف است در هر علم تحریر
۷۰ عزیز مصر تفسیر و معانے
۷۰ عدیم المثل ارباب تعرف
۱۰ ارسطولی بعلم آنکس که بیدشت
۳ جهان شد پاک از ظلمات تقلید
۴ به تحقیقش طحاوی را چه یارا
۲ به تیغ حجتش میگشت تنگے
۲۰ که ناگه گفت هاتف بی سر زدن

ایضاً

چو معیار حق و دین پیمبر
ز هر حرفش شده استیصال بدعت
بچشم اهل دین کحل الجواهر
شده معدوم تقلید معین
بخاری مرحبا گویان و شاباش
ز طبعش ابن ماجه در نشاطے
رزین و بصری و نخعی و سفیان
زبان هر یکے در مدح و تحسین
محیا تاب و توانائے بخامه
سجل نسخ بر نامش نوشتند

مجلے گشته از طبع مکرر
زعنوانش گریزان شرک و تقلید
فدائے نامش ارباب خواطر
ز رو شبان و فرحان روح مسلم
نسائی در ثنائی وی عرقیامش
هزاران آفرین از ابن ادریس
به توصیفش همه گشتند حسان
امام عصر نعمان و محمد
که سازند نام هر یک مدح نامه
چو گشتم زین چنین اسرار آگاه

ز هر سطرش عیان احیای سنت
مضامینش همه داعی بتوحید
ز آیات و احادیث مبین
سجستانی بوصفش شاد و مسلم
ابوعیسی زند در نیما سطے
گریزان از جهان تلبیس ابلیس
امام دارمے را ابن سیرین
امام مالک و یعقوب احمد
دران عالم همه مداح گشتند
شدم جویان تاریخش که ناگاه

مسرورش عیب از فیض مو بد | تلقب گو برابع محمد

رشحہ کلک جواہر سلک فاضل جلیل عالم عدیم المثیل اکمل الاطبا افضل الادبا جناب مولوی عبد العزیز صاحب نکہسوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو ای مومنان نیک آئین
فریب رہزنان دین سے خبردار
بظاہر گو ہزارون ہین ریاکار
مسلمانون مین کرتے آپکو یاد
بہت ہین اور ملکون مین بہی رہزن
مسلمانون کی حق مین کربلا سے
سدا ہین درپئے آزار مومن
الم تا کامل دین اس سے پائین
کہین تقلید واجب ہے سمجھ لو
نہین خلف امام الحمد پڑہنا
کہین سینہ پہ ہاتہہ اپنا نرکہنا
ہوئی ثابت مگر اوسطرف رغبت
کہ ہین یہہ سب احادیث نبی مین
سوا اسکی اگر اوردن مین کچہہ ہو
فقیہون کو ہے میرے اس سے انکار
مقلد گاہ وگہ غیر مقلد
سناتا ہو ہوں بیکم وکاست
چپے پڑہوائے حضرت فی بدستور
اور بلیں روز اول سے کیا ہے
کہا اے حضرت کیا یہہ آپ فی کیا
بچی پڑہوا ان سی ہے کام تمکو

لگی کہاتون مین رہنے رہزنان دین
مسلمان ہین بہت کم چیدہ چیدہ
مسلمان آپ کو کرتے نمودار
نہ لیکن کام کچہہ ایسا ان سی اونکو
نہ لیکن ہندوالون سی ہین پرفن
وہ ہین ایسے یہان کی فتنہ پرداز
عداوت سی بنے خون خوار مومن
سدا جاہل کو ہندی مین پہسا کر
نہ تم آمین آباے کو بدلو
نہ جلسہ بعد دو سجدون کی کرنا
بزیر ناف رکہہ سنت پرکہنا
نہین آمین کو چلا کے کہنا
نہین لیکن کتاب مذہبی مین
پڑہو لیکن عمل اوسپر نکرنا
ہمین کیونکر بہلا اس سی ہو جار
ہین اک ملا مقلد کے حکایت
بیان چشم دیدہ کیون نہو راست
موحد نے اگر پوچہا کہ یہہ کیا
شناعت کی بہلا اب کون ہجا ہے
کہا مین رسم آبائی سی ہلا
وہ روز اولین یا سو مین ہو

سہے دور پر خلق ہو جاو ہشیار
سنو وہ بہی محنت وزحمت کشیدہ
سمجہکر رسم آبا اور اجداد
ہزارون شرک وہ کرتی ہین خوش مو
عجب یہہ ملک ملک فتنہ زجے
بنائی جنکو شیطان اپنا ہمراز
ہزارون طرح کی فتنہ اوٹہائین
اوسی آئین بدیسے بتا کر
نمازون مین نہ ہاتہہ اپنا اوٹہانا
تشہد مین دعاؤن کو نہ پڑہنا
تراویح آپ سی گو آٹہہ رکعت
نماز ایسون کے پیچہے ہی پڑہنا
کتاب مذہبی مین جو ہو کر لو
تم اپنے سنت آبا پہ مرنا
کہی بدعت کن و گا ہے موحد
جو ہی مشہور لوگون مین نہایت
مراجس روز بیٹا ہوکے رنجور
کہا حضرت فی سن بدعت ہی تہا
جو پوچہا بدعتی نے آپ سی آ
پہرا اب تک نہین گہبرا گئی کیا
نہ چہوڑی مینی یہہ آئین تمہارے

کہ دینداری کی سب مین ہی بیزاری
نہ دنیا ہی بنا ہون خفل و بستان
سبھی خلاق پیغمبر بتا کر
نہین جس کام مین دنیا ہو حاصل
نہین امید موہومہ پہ مرتے
نہین بے سمجھے بل اکثر سمجھکر
نہین انکو ہے خوف روز محشر
ہوئی گمراہ خود اور ونکو گمراہ
نہ تبلاتا تہا جو اونکو بتا یا
امام شافعی مالک نے کب ہے
ابو یوسف نی یا فتوا دیا ہے
فقیہون نے جو ہی قرآن سی غافل
کر و صبح و مسا ہر دم ادا تم
ہوئی جنت شب تار ضلالت
ہر اک جا ہی شیوع رہنما سے
چھپی ایسے کتاب رہنما سے
مولف جسکے ہین شیخ مکمل
اصول و محدث اور مفسر
نما تقت فی دی ہیہ عیب سی تب

بہلا کیونکر اسی ہین چھوڑتا واہ
جو چھوڑون رسم و آئین بزرگان
رہون آوارہ اور نظرون مین ہو خوار
نہ عزت جس سی ہو پیش مقابل
بجالے انکے اہون سی خدایا
مسلمانون کو بہکاتے برابر
مقدم دین پہ دنیا کو رکہا ہے
کیا کرتے ہین بس اسد اسد
امام بوحنیفہ نے کہا کب
کہا تقلید واجب مستحب ہے
نہین قرآن مین کچھ اسکا نشان ہے
کیا ہی دین بدینے کو وحشل
کر بے نام و نشان ہولی ہی تقلید
بھکی اب لگی صبح سعادت
چھپی معیار حق یعنے دوبارہ
ہزارون نے ہی جس سی راہ پائے
بعلم و فضل ستادیگا یہ
فقیہون مین ہی اقدم گو ہین آخر
بھی کیون الیسی فکر جان گسل ہے

اسی سی ہی تمہاین یہہ عزت و جاہ
احادیث نبی سب کو سنا کر
سبھی اہل دول سی پاؤن آزار
نہین فرزانہ ایسے کام کرتے
مسلمانون پہ وقت نازک آیا
مقلد ہین ریا کاری مین یکسر
نہ آیا انکو کچھ خوف خدا ہائے
مسلمانون کو بد رستہ چلایا
کہ ہے تقلید واجب دو بتا اب
دیا احمد محمد نے کتا ہے
حدیثون مین نہین اسکا بیان ہے
مسلمانون پس اب شکر خدا ہم
ہوئی جو گرم بازاری توحید
ہوئی بند ضلالت سی رہا ہے
ہوئی تقلیدیون کی دل دوبارہ
کیون ہوہی سراپا یہہ مدلل
بزہد و ورع یکتای زمانہ
پڑا مین فکر سال طبع مین جب
کہ سال طبع من مرغوب دل ہے

سن فصل ہوا ہے اوس سی خواہان ٭ کہا تاریخ ہے بتو بنایان

مولفی

چکیدہ قلم جواہر رقم طوطی زبان شیرین بیان جناب مولوی ابو الخیرات محمد حبیب اللہ جیا جاندیاری اعظم گڈہی مدظلہ

حبیب اللہ ز عالم رفت بدعت
چو شد بار دگر مطبوع معیار
لی تاریخ طبع او دل من
چو تیغ افتاد اندر دام افکار
سر بدعات لشکست و بگفتا
تعالی اللہ بتد مطبوع معیار

ايضاً

طبع معیار شد بفضل خدا	شده مرغوب دل باہل یقین	پی تاریخ طبع سے کردم
فکر بی ناگہہ از من مسکین	الہم غیب از دل الہام	گفت هذا الکتاب حامی دین

۱۲ ۸۸

وله

طبع معیار چو شد بار دگر	صیت مطبوعیش آمد در گوش	بہر تاریخ بنو دم فکرے
	مظہر جلوه حق گفت سروش	

۱۲ ۹۶

وله

مطبوع چو شد کتاب معیار	در اہل نظر عجیب آمد	ہاتف بگفت سال طبعش
	معیار چه خوش حبیب آمد	

۱۲ ۹۶

ايضاً

معیار کا ظہور ہوا جب جہان میں	دل سے کہا کہ کہہ کوئی تاریخ تو عجیب	دشمن کی سر کو لیکی کہا دل نے جھپ کی [illegible]
	مشہور ہے حدیث بی معیار ہے حبیب	

قطعه تاریخ طبع معیار وحید الدہر فرید العصر مولانا ابو التراب محمد حیدر علی صاحب چاند باری اعظم گڈھی دام فیضه

ہو اللطیف

بار ثانی جو چھپ گئے معیار	کہا حیدر نے دل سے لے حق کو	لکھیں احباب نے بہت تاریخ
کوئی تاریخ تم بھی اب لکھدو	ہوئی تفتیش بولا تب ہاتف	ماسوا حق کے لغو ہے کہدو

قطعه تاریخ نتیجه طبع نکته پرور سخن گستر مورد رحمت یزدانی مولوی محمد احسن صاحب سیوانی

معیار انسان

دو بار چھپ گئے معیار حق کے اے احسن

بصد خوشی جو [illegible] نسخ [illegible]

[illegible] ولیکن [illegible] نقش [illegible]

[illegible] اہل معراج [illegible]

۱۲ ۹۶

غلط نامہ معیار الحق

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
مساعدے	ساعدے	۵	۱۶	جلا	جلال	۸۵	۱۲	یقع	لیشہد	۱۷۸	۱
جزر	خبر	۹	۲۵	جاری	جاوے	۱۰۶	۱۶	ہلیتم	صلیتم	۱۸۷	۹
لیجاتے ہے	کیجاتے ہے	۱۰	۷	المقاسیہ	المقاسد	۱۰۷	۹	لاتحجب	لاتحتجب	۱۹۰	۱۳
من	ان	۱۳	۲۰	کلا	کلامہ	۱۱۰	۲	بند	بلند	۱۹۳	۱۵
الہیے	الہیے	ایضاً	۲۳	مسمرغ	مسوغ	۱۱۴	۱۲	مہقرادس للیشمس	استقرار للیشمس	۱۹۴	۲۴
لعوم	العلوم	۱۷	۱۴	ابت	ثابت	۱۱۵	۸	مستمر	تغیب الشمس	۱۹۵	۱۵
الحولار	الحولاو	〃	۲۱	اولی	آدمی	〃	۲۵	عادة	عبارة	۲۰۳	۷
نوبت	توبت	〃	〃	او	اور	۱۲۸	۱۹	البخار	البحار	۲۱۱	۱۵
سوایہ	سمائیہ	۲۴	〃	انہی	الہی	۱۳۱	۱۶	لفق	لفتی	۲۱۲	۱۱
اعد	اور	۲۷	۲۵	معطا	موطا	۱۳۲	۲۲	لقداد	لعدد	۲۲۲	۲۴
مثلہ	مسئلہ	۳۴	۱	روبالی	روبائی	۱۳۹	۱۰	مجوح	مجروح	〃	۱۸
فحم	فرجم	۳۹	۱۱	جماد	حماد	۱۴۰	۲۰	مشع	لیمشع	۲۳۱	۹
والاحمال	لااحتمال	۴۹	۱۵	تعدا	تعد	۱۴۳	۱۵	معطا	موطا	۲۳۴	۱۶
موجد	موجود	〃	۲۳	بن محمد	محمد	۱۴۵	۵	للغیث	للنعت	۲۳۸	۱
بہا	لہا	۵۱	۱۲	سعنی لم	معنی	۱۴۹	۲۱	البغین	الغین	۲۴۶	۹
یری	دیرے	〃	〃	سہ	مد	۱۵۲	۱				
کی	کر	۶۵	۱۹	کردے ۱۵۶	کردیں	۱۵۶	۲				
در	دو	۶۸	۲۴	العموم	للعموم	۱۵۸	۱۳				
مسوجوکی	موجوکی	۷۱	۱۸	قو	لو	〃	۱۸				
دومی	دوسرے	۷۲	۱۶	ہنین	حذیتن	۱۶۱	۲۵				
مونلن	موذن	۷۷	۱۷	الی البعض	الی البعضہ	۱۶۲	۸				
تلیق	تمعین	۷۸	۲۵	خفی	حنفی	〃	۱۹				
رسید ادیہ	رشید ادیۃ	۷۹	۸ / ۱۷	کرنین	کرین	۱۶۴	۱۹				

نوید بہجت بخاص و عام باد

متبعان شریعت احمدی و رہروان ملت محمدی و پیروان احکام شرع متین و مقتفیان آثار سید المرسلین پر واضح و لائح ہو
کہ پیشتر عاجز کی سعی قلم سے کتاب معیار الحق رقم ہوئی بعد ازان رسالہ ثبوت الحق الحقیق رد تقلید مین بکمال تحقیق و
تدقیق کہ قفل باب تقلید اور راز حق کی کلید ہے تحریر ہوا پھر دافعۃ البلوی مبتلایان مرض تقلید کے دوا
تسطیر ہوا اسمین بھی جو کچھ حق تحقیق تھا ادا ہوا راز حق برملا ہوا اب فلاح الولی باتباع النبی صلعم المفضل
لم یزل جو کہ معیار کے ساتھ شایع ہوتا ہے جس سے زور زور باطل ضایع ہوتا ہے ایکبار طبع معیار مین عزیزی
مولوی تلطف حسین نے کہ شوق اظہار حق کا انکی دل مین وفور ہے اور سعی انکی مشکور ہے بڑی جانفشانی اور
نہایت عرق ریزی سے عام فہم بیان اور سلیس زبان مین ترجمہ اسکا کیا اور چونکہ بحث مسئلہ تقلید پر تھی لہذا
مسئلہ تابعیت امام صاحب چھوڑ دیا اور باب تقلید سے ترجمہ شروع کیا فقیر نے موصے الیہ کو حال اور استقبال مین
چھپوانیکا اختیار دیدیا اور کسی کو بھی طبع کی اجازت کا انکو ہے اختیار رہے مجھے اس سے بحث نہ سرکار ہے

الراقم



طالبان اقوال شریعت غرا مشتاقان احوال حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ ہو کہ اس کتاب
حق اساس کا جواب محمد شاہ نے مدار الحق لکھا تھا اوسکی رد پر کسینے کچھ التفات نکیا پھر مصنف مدار نے جو تنویر الحق
کہ جسکا جواب معیار ہے چھپوایا تو اکثر عبارت کو ساقط کیا نظم نسق بدل دیا جو صاحب اسکا ملاحظہ اوسکی مقابلہ مین فرمائین
تو خیانت کو مطالعہ مین لائین پھر مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری نے کتاب انتصار الحق لکھی اوسکی رد مین
مولانا کے شاگردون مین سے کسی نے مختصر دو رسالہ تمحیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار و براہین اثنا عشر
نشر کئے چونکہ مصنف انتصار کی درخواست تھی کہ جواب مطول کل کتاب کا لکھا جاوے اسلیے اختیار الحق قاضی محمد
احتشام الدین صاحب نے اوسکی رد مین لکھی اور جناب والا مناقب حاجی حرمین شریفین مولوی امداد العلی صاحب
ڈپٹی کلکٹر مراد آباد نے چھپوا کر شایع کی اور چونکہ معیار مطبوع اول کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا اور چار سو سے طلبگار جو اسکا
ملنے پایا تو حسب فرمایش مولوی محمد اسحق صاحب عظیم آبادی باہتمام و ترجمہ و تصحیح بالاکلام مولوی تلطف حسین صاحب عظیم آبادی
وبہ تصحیح مولوی محمد اسمعیل صاحب عظیم آبادی طبع ہوئے

اور نیز واضح ہو کہ یہ کتاب بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ
ہوچکی ہے بدون اجازت مترجم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین

العبد

از تصنیف فاضل اجل جناب حضرت مولانا شاه ولی الله صاحب قدس سره

6020

قال الله تعالی لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

فلاح الولی باتباع النبی صلعم

بسم الله الرحمن الرحیم

چه میفرمایند علمای دین و محققین آن درین مسئله که عبادت شاقه و نفس کشی در کثرت ثواب و قرب الهی افضل و اولی و اوفق است
یا اتباع و اقتدای محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی الله علیه وسلم افضل و الزم و موجب زیادت قرب الهی است
امیدوارم که بدلائل کتاب و سنت بلا رد و رعایت احدی ارشاد فرمایند که تا هر حرمه بران کاربند شود و از افراط و تفریط باز آید

الجواب الله هو الموفق بالصواب

کثرت ثواب و قرب الهی در اتباع و رضا جوئی آنحضرت صلی الله علیه وسلم حاصل خواهد بود نه در عبادت شاقه و نفس کشی که
خلاف طریقه مرضیه آن خیر البریه صلعم باشد و مواظبت و مداومت بران دشوار تر شود و بس بر تو باید جبا و ید لقد کان
لکم فی رسول الله اسوة حسنة عمل باید کرد و تاویل فاسده و تخیلات نفسانیه در آن نشاید ع خلاف پیمبر کسی ره گزید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید * زیرا که آنحضرت صلعم بحکم رب العالمین و احکم الحاکمین بر ملت حنیفیه سمحه سهله مبعوث و
مامور شده باشرف احوال چنانکه فرمان عالی شان فاتبع ملة ابراهیم حنیفا الآیة و ما جعل علیکم فی الدین من حرج الآیة
یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وغیرها من الآیات بران شواهد عادله هستند ع چون طمع خواهد زمن سلطان دین
خاک برفرق قناعت بعد ازین * در صحیح بخاری بابی است در بیان قول آنحضرت صلعم که فرمود احب الدین الی الله
محبوب ترین دینها بسوی خدا تعالی الحنیفیة طریقه ایست که منسوب بسوی حنیف است یعنی ملت ابراهیم خلیل الرحمن
علیه الصلوة والسلام و حنیف در لغت بمعنی میل کننده است از باطل بسوی حق السمحة طریقه ایست که آسان باشد انتهی
قال فی صحیح البخاری قوله احب الدین ای خصال الدین لان خصال الدین کلها محبوبة لکن ما کان منها سمحا ای سهلا فهو احب
الی الله و یدل علیه ما رواه الامام احمد بسند صحیح من حدیث اعرابی لم یسمه انه سمع رسول الله صلعم یقول خیر دینکم الیسرة
الحدیث والحنیفیة ملة ابراهیم علیه الصلوة والسلام والحنیف فی اللغة من کان علی ملة ابراهیم وسمی ابراهیم حنیفا لمیله
من الباطل الی الحق لان اصل الحنف المیل والسمحة السهلة ای انها مبنیة علی السهولة لقوله تعالی وما جعل علیکم فی الدین من حرج
ملة ابیکم ابراهیم الی آخر ما فی فتح الباری شرح صحیح البخاری السمحة السهلة الابراهیمیة الحنیفیة المخالفة لادیان بنی اسرائیل و ما یتکلفه
احبارهم من الشدائد واحب بمعنی المحبوب لا بمعنی محب و هذا التعلیق اسنده ابن ابی شیبة فیما قاله الزرکشی والبخاری فی الادب المفرد
واحمد بن حنبل فیما قاله الحافظ ابن حجر وغیرهم وانما استعمله المؤلف فی الترجمة لانه لیس علی شرطه و مقصوده ان الدین
یقع علی الاعمال لان الذی یتصف بالعسر والیسر انما هو الاعمال دون التصدیق انتهی ما فی القسطلانی شرح صحیح البخاری

فی السجلہ دین سہل نزک مشابہ حرج وتنگی دران نیاشد آن ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ ست زیراکہ حق تعالیٰ در
شان آن فرمود وما جعل علیکم فی الدین من حرج واین دین محمدی بہ نسبت تمام ملل واد یان اسہل وارفق
ست چنانچہ قول خداوند کریم از عرض حال وقال بندگان کہ فرمود ربنا ولاتحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا
ازان خبر شدہ دہد یعنے اورب العالمین وارحم الرحمین اعمال شاقہ کہ در امتہای سابقہ داشتہ بود از ین امت
مرحومہ برطرف وموقوف فرمود واحکام سہلۃ الوجود مشروع نمود الاصر فی اللغۃ الثقل والشدۃ انتہے ما فی
التفسیر الکبیر وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم قال فرمود آنحضرت صلعم ان الدین یسر ہر آئینہ دین دائین من
آسان ست ازین قول رسول مقبول صلعم رد وانکار ہمہ میشود بر منکران آسان بودن دین محمدی را والتاکید بازد علی
منکر یسر ہذا الدین فاما ان یکون الخاطب منکرا وتقدیر تنزیلہ منزلۃ علی تقدیر المنکرین من المخاطبین او لکون القصۃ مما یہتم بہا کذا
فی القسطلانی شرح صحیح البخاری ولن یشاد الدین الا غلبہ ہرگز مغالبہ ومقابلہ کردہ نشود دین را مگر آنکہ غالب میشود دین بر مقابل
ودر بعضے روایات آمدہ لن یشاد الدین احد الا غلبہ یعنے تعمق وتکلف نمی کند ہیچ کس در دین بار تکاب اعمال شاقہ
وترک اعمال سہلہ مگر آن کس عاجز میشود ومغلوب گردد و دین با وجود آنکہ یسر وآسان ست برو غالب آید یعنی در آخر او را
مضطر بسوی عمل برخصت سہولت خواہد بود وترک افضل وقصور در ادای فرائض واجبات ازو بوقوع آید وطلب
الکل فوت الکل گردد ومقصود الشارع منع الافراط المؤدی الی الملال او المبالغۃ فی التطوع المفضی الی ترک الافضل واخراج
الفرض عن وقتہ کمن بات یصلی اللیل کلہ ویغالب النوم الی ان غلبتہ عیناہ فی آخر اللیل فنام عن صلوۃ الصبح فی الجماعۃ او الی
ان خرج الوقت المختار انتہے ما فی فتح الباری ع کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا فسددوا پس لازم گیرید صواب
در قول وفعل وتجاوز مکنید از حد اعتدال بسوی افراط وتفریط وقاربوا ونزدیک باشید در طریق ریاضت
وعبادت بسہولت کہ بر آن مواظبت می توانید کرد و در مقاربت میانہ روی قرب الہی بجوئید وابشروا ومژدہ دہید
بثواب جزیل بر عمل دایم اگرچہ قلیل باشد یا خوش باشید بدان واستعینوا بالغدوۃ وطلب یاری کنید
بر دوام عبادت وقیام ریاضت بہ پگاہ یعنے اول وقت والروحۃ یا آخر وقت بعد زوال وشئ من الدلجۃ
وبچیزے از سیر آخر شب پس گویا رسول اللہ صلعم بایں کلام حرکت القیام درین مقام تشبیہ داد
عامل را بہ مسافر برسبیل استعارہ ومخاطب کرد مسافریکہ بسوے یک مقصد سفر نمودہ باشد پس دیگر
برا اوقات نشاط متنبہ ساخت زیراکہ مسافر وقتیکہ تمام شب وروز سیر کند البتہ عاجز مے شود و
بہ مقصد خود نمی رسد وہرگاہ کہ درین اوقات نشاط سیر کند بلا ریب آورا مداومت بر مسافرت آسان
شود وبہ مقصد خود واصل گردد واین استعارہ باحسن وجہ واقع گردید زیراکہ دنیا دار نقل است بسوے
دار آخرت وفی روایۃ ابن ابی ذئب القصد القصد بالنصب فیہما علی الاغراء القصد الاخذ بالامر الاوسط انتہے ما فی فتح الباری مختصرا

ومقصنف این حدیث را ازان جهت آورده که این حدیث مناسب از برای احادیث سابقه است چه آن احادیث
متضمن ترغیب اند در قیام وصیام و در جهاد وغیره پس اراده کرد که بیان نماید که اولی وافضل برای عامل شریعت آنست
که در دین اعمال حد اعتدال و توسط بجز افراط و تفریط اختیار کند تا دوام بر آن اعمال میسر گردد و از جهت ملال
وکسل ترک آن اعمال بالکل حاصل نیاید هذه خلاصته ما فی فتح الباری وغیره ع چرا کاری کند عاقل که
باز آید پشیمانی رواه البخاری روایت کرد این حدیث را امام بخاری در صحیح خود و نیز در باب دیگر میگوید
باب احب الدین الی الله ادومه باب است در بیان آنکه محبوب ترین دین و آئین بسوی خدا همیشه ترین آن
دین است و مراد مولف ازین باب استدلال است بر آنکه اطلاق ایمان بر اعمال میشود زیرا که مراد از دین
عمل است و دین بمعنی متحد با سلام است و اسلام مرادف ایمان است پس مقصود باین قدر صحیح باشد و قبل ازین
ذکر حسن اسلام با عمال صالحه است پس درین باب تنبیه کرد که مجاهده نفس تا بحد مغالبه مطلوب نیست شرعًا
و بعضی ازین معنی در باب الدین یسر گذشت و این خلاصه فتح الباری است و ادوم افعل تفضیل من الدوام
والمراد منها الدوام العرفی وهو قابل الکثرة والقلة انتهی ما فی القسطلانی شرح البخاری یعنی دوام قابل از برای تفضیل نیست
زیرا که آن عبارت از شمول ازمنه و اوقات است پس بمعنی لفظ ادوم چیست جواب داد شارح که مراد از دوام دوام
عرفی است نه حقیقی و آن قابل است از برای کثرت وقلت عن عائشة رض ان رسول الله صلعم دخل علیها گفت
حضرت عائشه رض بدرستی رسول الله صلعم در آمد بر وی وعندها امرءة و نزد وی زنی بود و نام
آن زن حولا بنت تویت بد تای مثناة فوقانیه بصیغه مصغر پسر حبیب پسر اسد پسر عبد العزی از گروه
و قوم ام المومنین حضرت خدیجة الکبری بود فقال پس گفت آنحضرت صلعم من هذه کیست این قالت گفت
حضرت عائشه رض فلانة که این زن فلان زن است کنایه کرد از حولا اسدیه و عبد الرزاق در
روایت معمر از هشام زیاده کرده است حسنة الهیئة را تذکر ذکر میکرد حضرت عائشه رض و این
بر تقدیر صیغه مونث معروف است و در بعضی روایات یذکر بصیغه مذکر مجهول آمده و برین تقدیر لفظ
من صلوتها مفعول مالم یسم فاعله وی خواهد بود و در بعضی روایات آمده لا تنام باللیل و در بعضی
روایات آمده وزعموا انها لا تنام باللیل واخرجه الحسن بن سفیان فی مسنده من طریقه ولفظه کانت عندی امرءة فلما قامت قال لها رسول الله
صلعم من هذه یا عائشة قالت یا رسول الله هذه فلانة وهی اعبد اهل المدینة فذکر الحدیث هذا ملخص ما فی فتح الباری و ارشاد الساری قال
فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم مه باز ایست و باز مان ای عائشه و خود را نگهدار ازین سخن و مه کلمه ایست
که گفته میشود برای زجر و انکار و بعد ازان احتمال دارد که این زجر و انکار از برای حضرت عائشه رض باشد
و مقصود ازین کلام نهی و منع آن باشد از آنچه ذکر کرد از مدح آن زن بکثرت ریاضت و عبادت تمام شب

واحتمال دارد که مراد نهی از ان فعل باشد چنانچه جماعتی از ائمه دین همین احتمال بر سبیل تعاین اخذ نموده‌اند و گفته‌اند
که نماز تمام شب خواندن مکروه است چنانچه دیگر جا بخاری ذکر این خواهد کرد وهذا الزجر یحتمل ان یکون لعائشة والمراد
نهیها عن مدحها المرأة بما ذکرت ویحتمل ان یکون المراد النهی عن ذلک الفعل وقد اخذ بذلک جماعة من الائمة فقالوا یکره صلوة
جمیع اللیل کما سیأتی فی مکانه انتهی ما فی فتح الباری علیکم بما تطیقون لازم گیرید شما آن چیز که طاقت دارید
بر مواظبت بر آنها وعلیکم اسم فعل است بمعنی الزموا وخطاب درین کلام همراه نسا بود لیکن حکم را تعمیم نمود
و از جهت شرافت تغلیب داد ذکور را بر اناث واین کلام باعتبار منطوق تقاضا میکند از برای امر با اقتصار
و توسیط که منافی است از افراط و تفریط است تا بر آن مواظبت یافته شود و قاضی عیاض گفته که این نهی احتمال دارد
که خاص به نماز تمام شب باشد و احتمال دارد که عام از برای جمیع اعمال شرعیه باشد قال القاضی عیاض یحتمل ان
یکون هذا خاصا بصلوة اللیل ویحتمل ان یکون عاما فی الاعمال الشرعیة قلت سبب وروده خاص بالصلوة لکن اللفظ
عام وهو المعتبر وقد عبر بقوله علیکم مع ان المخاطب النساء طلبا لتعمیم الحکم فغلب الذکور علی الاناث انتهی ما فی فتح الباری فو الله
پس سوگند است مرا بخدای تعالی را و درین کلام دلالت است که سوگند خوردن بغیر طلب هم است بلکه مستحب است
برای تفخیم وتعظیم امری از امور دین باشد یا تیز کردن بر آن امر باشد یا برای تنفیر از محذور باشد چنانکه این
مسئله بمقام خود مصرح است و بر اهل بلاغت مخفی نیست لا یمل الله حتی تملوا که ملال نمی کند خدا تعالی تا
آنکه ملال کنید شما و مراد از ملال خدا تعالی ترک ثواب دادن بر عمل است و مراد از ملال مخاطبین ترک عمل است و این
مجاز از قبیل اسم سبب بر مسبب است زیرا که ملال از شی سببیت که آن شی میشود و توجیه درین بسیار است در
شروح صحیح بخاری و مسلم باید دید وکان احب الدین الیه و هست محبوب ترین دین بسوی خدا ما دوام علیه
صاحبه رواه الشیخان آنچیز که مداومت و مواظبت نماید بر آن چیز صاحب آن دین و مراد از دین درینجا
عمل است چنانکه سابق گذشت و مراد از مداومت مواظبت عرفی است از جهت آنکه مداومت حقیقی که عبارت
از شمول جمیع ازمنه و اوقات است از بشر محال ممتنع است وزاد المصنف والمسلم من طریق ابی سلمة عن عائشة
رض ان احب الاعمال الی الله ما دوم علیه وان قل کذا فی فتح الباری و امام نووی گفته که اندک از طاعت
و قربت بسبب دوام و مواظبت بر کثیر منقطع چند اضعاف مضاعفه زاید میشود و درین اشاره است بسوی قول حق
سبحانه که فرمود ورهبانیة ابتدعوها ما کتبناها علیهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعایتها الآیة و از نیجاست
که عبدالله بن عمرو بن العاص چون از عمل ضعیف میشد پشیمان میشد بر تکرار و مراجعتی که بهمراه رسول الله صلعم در باب
تخفیف کرده بود میگفت لیتنی قبلت رخصة رسول الله صلعم و هرگز قطع نمی شد از عملیکه التزام کرده بود آن عمل
چنانچه این قصه در صحیح بخاری و مسلم و غیرهما بوجه بسط مذکور است و بر ظاهر است که مداومت و مواظبت بر امر شاق گران

دشوار است لهذا آنحضرت صلعم از راه شفقت و رافت امت خود را خصوصاً صحابه کرام را بر عمل سهل که بر آن مواظبت ممکن باشد بتاکید ارشاد و هدایت نمود کما لا یخفی علی المتامل الماهر بالشریعة الغراء وقال النووی بدوام القلیل تستمر الطاعة بالذکر والمراقبة والاخلاص والاقبال علی الله بخلاف الکثیر الشاق حتی ینمو القلیل الدائم بحیث یزید علی الکثیر المنقطع اضعافا کثیرة انتهی ما فی فتح الباری و فواید درین حدیث بسیار اند چنانکه بر دانشمند شرع پوشیده نیست

وعن عائشة رض قالت گفت عائشه کان رسول الله صلعم بود آنحضرت صلعم اذا امرهم امرهم من الاعمال بما یطیقه وقتیکه امر مے فرمود صحابه کرام را امر میفرمود از جمله اعمال و افعال بآنچیزیکه طاقت مے داشتند آن چیز را حاصل آنکه رسول صلعم بچیزیکه در وسع و طاقت مداومت و مواظبت باشد لیکن مداومت و مواظبت بروے بجهت عادت حال و دشوار باشد تکلیف نمے فرمود بلکه تکلیف بآنچیزے میفرمود که مواظبت و مداومت بروی آسان و سهل تر باشد زیراکه فرمود احب الاعمال الی الله ادومه قالوا گفتند صحابه کرام بسوی آن خیر الانام انا لسنا کهیئتک بدرستیکه ما یان نیستیم مثل صورت مبارک تو یا رسول الله یعنی حال مایان مثل حال شما نیست زیراکه ان الله قد غفر لک هر آئینه خدا تعالی بخشیده است ترا فیغضب پس قهر و خشم کرد رسول الله صلعم از قول صحابه کرام حتی یعرف فی وجهه الغضب تا آنکه شناخته مے شد در روے مبارک آثار قهر و خشم ثم یقول انا اتقاکم پستر میفرمود من پرهیزگارتر شما آم و درین قول اشاره است بسوے کمال قوت عملیه و اعلمکم بالله انا و دانا ترین شما بخدا ے تعالے منم و درین قول اشارت است بسوی کمال قوت علمیه خلاصه اینکه من زیاده تر در تقوے و پرهیزگاری و حلم و دانش از شما آم هر چه امر کنم بر آن اقدام کنید و از راے عقل خود در آن چون و چرا مکنید و از وهم و خیال بر عبادت شاقه اراده ننمائید و فرموده مرا موجب قرب الهی دانید انیجاست که امام بخاری در کراهت عبادت شاقه بابی جداگانه نوشته باب ما یکره من التشدید فی العبادة عن انس بن مالک قال دخل النبی صلعم فاذا حبل ممدود بین الساریتین فقال ما هذا الحبل قالوا هذا حبل لزینب فاذا فترت تعلقت فقال النبی صلعم لا حلوه لیصل احدکم نشاطه فاذا فتر فلیقعد وعن عائشة رض قالت عندی امرءة من بنی اسد فدخل علی رسول الله صلعم فقال من هذه قلت فلانة ما تنام باللیل فذکر من صلواتها فقال مه علیکم بما تطیقون من الاعمال فان الله لا یمل حتی تملوا رواه البخاری فی الجزء الخامس خلاصه ترجمه روایت انس بن مالک اینست که حضرت زینب که یکی از ازواج مطهرات رسول الله صلعم بودند رسن دراز کرده میان دو ستون بسته بودند و هر وقت کسل و سستے در قیام نماز بر آن رسن مے آویختند که سستے و غلبه خواب رفع شود و دور گردد پس آنحضرت صلعم آن را دیده فرمودند که این رسن تنیده در میان دو ستون بسته چیست گفتند دیگر مردمان که این رسن بسته حضرت زینب است که هرگاه در قیام نماز فتور و سستی

واقع میشود والشان آن رسن را گرفته مے آویزند که این سستی و غلبه خواب رفع شود پس آنحضرت صلعم فرمود
که بکشائید این رسن را و دور کنید و این نشاید باید که تا وقت نشاط نماز خوانند و بر وقت فتور غلبه خواب
بنشینید یا بخسپید لیعلم استراحت از خواب یا از نشست بر خیزد باز نماز خوانند و لفظ لا محتمل ست که بمعنی نهی
باشد ای لا یکن هذا الحبل و لا یدل و محتمل که لای نهی باشد ای لا تفعلوه چنانچه از عینی و دیگر شروح پیدا می
مستفاد مے شود پس ازین حدیث واضح شد که عبادت شاقه مکروه و خلاف طبع و منع آنحضرت صلعم آن
زیرا که مداومت بران دشوار باشد و من جمله فواید این حدیث یکی این ست که نفس اماره را مانع شود از تجاوز
حدود سے که شارع مقرر فرموده از عزیمت و رخصت و اعتقاد کند که عمل کردن با سهل و ارفق که موافق
شرع شریف باشد اولی و ارفق و افضل ست از اختیار آنکه دشوار و شاق که مخالف آن باشد چنانچه خدا تعالی میفرماید
کما اتکم الرسول فخذوه و ما نهکم عنه فانتهوا الآیة بهر حال اتباع قول و فعل رسول مقبول صلی الله علیه وسلم لازم ست نه بر خواهش
نفسانی عمل باید کرد امام بخاری و مسلم در باب اعتصام بالکتاب والسنة حدیثی آورده از انس بن مالک صحابی
عن انس قال جاء ثلثة رهط الی ازواج النبی صلعم یسألون عن عبادة النبی صلعم گفت انس که آمدند سه تن
از صحابه بسوی زنان پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم در حالیکه مے پرسیدند از ایشان از عبادت پیغمبر خدا فلما
اخبروا بها پس چون خبر داده شدند بعبادت آنحضرت صلعم و بیان کردند ازواج مطهرات که عبادت ایشان اینقدر
بود کانهم تقالوها گویا که این سه تن صحابی کم پنداشتند آن عبادت آنحضرت را فقالوا این نحن من النبی
صلی الله علیه وسلم قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه و ما تأخر پس گفتند کجا ایم ما از
پیغمبر خدا صلعم یعنی ما را بجناب فیض مآب وی چه نسبت اگر عبادت کم کند آورا مے رسد و حالانکه بدرستیکه
آمرزیده است خدا تعالی مر او را آنچه پیش گذشته است از گناهان و آنچه پس آمده آورا فقال احدهم اما
انا فاصلی اللیل ابدا پس گفت یکی از آن سه تن صحابی اما من پس عهد کردم که نماز بگذارم در شب همیشه
یعنی تمام عمر تمام شب وقال الآخر انا اصوم النهار ابدا و گفت دیگرے من روزه میدارم همیشه و لا افطر
و نمی کشایم روزه را وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا و گفت دیگرے من گوشه بگیرم از زنان پس نکاح نکنم
همیشه فجاء النبی صلعم الیهم فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا پس آمد آنحضرت صلعم بسوی ایشان پس گفت شما
که مے گفتید چنان چنین اما والله انی لاخشاکم لله آگاه باشید سوگند به خدا که بدرستیکه من هر آئینه ترسگارترین
شما ام مر خدا را و اتقاکم له و پرهیزگارترین شما ام مر خدا را و لکنی اصوم و افطر و لیکن من روزه
مے دارم و میکشایم نیز روزه را یعنی گاہے میدارم و گاهی نمیدارم و لفظ لکن استدراک ست از محذوف
که سیاق کلام بر آن دلالت میکند تقریر کلام چنین ست انا و انتم بالنسبة الی العبودیة سواء و لکنی الخ کذا فی

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری واصلی وارقد و نماز می خوانم و خواب نیز میکنم و اتزوج النساء و نکاح میکنم زنان را و جماع میکنم با ایشان فمن رغب عن سنتی فلیس منی پس کسیکه اعراض کند از سنت و طریقه مرضیه و پسندیده من پس نیست آنکس از تابعان من روایت کرد این حدیث را بخاری و مسلم و غیرهما و ازین جهت شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر محشی ہدایہ و ملا علی قاری گفتند که بالجمله فالافضلیة فی الاتباع لا فیما یخیل النفس انه افضل نظرا الی ظاهر عبادة او توجه ولم یکن الله عز وجل یرضی لاشرف انبیائه الا باشرف الاحوال انتهی ما فی المرقاة شرح المشکوة لملا علی القاری الحنفی مختصرا پس اینچه خلاف طبع و وضع آنحضرت صلعم باشد مردود است چنانکه فمن رغب عن سنتی فلیس منی از آن مخبر و مظهر است و در تفسیر معالم التنزیل و تفسیر نیشاپوری مذکور است که روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم پند و وعظ فرمود و از آفات و اهوال قیامت ترسانید و گاه خوف قیامت اهل مجلس و عظ را بسیار شد پس ده نفر از صحابه کرام یعنی حضرت ابو بکر صدیق و علی مرتضی و عبد الله بن مسعود و عبد الله بن عمر و ابو ذر غفاری و سالم مولی ابی حذیفه و مقداد بن اسود و سلمان فارسی و مالک بن مغرب و غیرهم رض در خانه عثمان بن مظعون که برادر رضاعی آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود جمع شدند و باخود ها مشوره کردند که رهبانیت اختیار کنیم که قطع ذکر کنیم و همواره روزه داریم و تمام شب نماز خوانیم و خواب نکنیم و مستلذات از قسم گوشت و روغن نخوریم و از نکاح و جماع پرهیز نمائیم و سیاحی اختیار کنیم پس آنحضرت صلعم را خبر شد از اقوال ایشان پس فرمود مر ایشان را که خبر داده شده ام که بر خیال چنین اتفاق کرده اید و عزم نموده گفتند آن صحابه کرام مذکورین آری چنین عزم کرده ایم ما ازین اراده نکرده ایم مگر خیر و حسنات را پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم که من بآن چیزها که شما اراده کرده اید مامور نشده ام بهر حال نفوس خود را نگاه دارید و حقوق نفس خود را نیز شناسید روزه دارید و افطار کنید و نماز خوانید و هم خواب کنید و هم و دیگر چیزهای لذیذ بخورید من رغب عن سنتی فلیس منی هر که اعراض کند از طریقه مرضیه من پس نیست آنکس از تابعان من پس تر جمیع مردمان را جمع نمود و فرمود که شیوه رهبانیت و قسیسین در دین من نیست پس این آیات نازل شدند یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین الی آخر الآیة چنانچه عبارت تفسیر اینجا نوشته میشود از آن مفصل حال واضح خواهد بود قال اهل التفسیر ذکر النبی صلعم الناس یوما و وصف القیامة فرق لها الناس وبکوا فاجتمع عشرة من اصحابه فی بیت عثمان بن مظعون الجمحی وهم ابو بکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عمر وابو ذر الغفاری وسالم مولی ابی حذیفة والمقداد بن الاسود وسلمان الفارسی ومعقل بن مقرن رض وتشاوروا واتفقوا علی ان یترهبوا ویلبسوا المسوح ویجبوا مذاکیرهم ویصوموا الدهر ویقوموا اللیل ولا یناموا علی الفراش ولا یاکلوا اللحم والودک ولا یقربوا النساء والطیب ویسیحوا فی الارض فبلغ ذلک رسول الله صلعم فاتی دار عثمان بن مظعون فلم یصادفه فقال لامرأته احق ما بلغنی عن زوجک واصحابه فکرهت ان تکذب رسول الله

صلعم کرمت ان تبدی علی زوجها فقالت یا رسول الله ان کان اخبرک عثمان فقد صدق قلنا فانصرف رسول الله صلعم فلما جاء عثمان فقال النبی صلعم

الله صلعم الم انبأ انکم اتفقتم علی کذا وکذا قالوا بلی یا رسول الله ما اردنا الا الخیر فقال صلعم انی لم اومر بذلک وقال ان لانفسکم

حقا علیکم فصوموا وافطروا وناموا وقوموا فانی اقوم وانام واصوم وافطر واکل اللحم والدسم واتی النساء ومن رغب عن سنتی فلیس

منی ثم جمع الناس وخطبهم فقال ما بال اقوام حرموا النساء والطعام والطیب والنوم وشهوات النساء اما انی لست امرکم ان تکونوا

قسیسین ورهبانا فانه لیس فی دینی ولا اتخاذ الصوامع فانما هلک من کان قبلکم بالتشدید شددوا علی انفسهم فشدد الله

علیهم فاولئک بقایاهم فی الدیارات والصوامع فانزل عز وجل هذه الایة یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله

لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین انتهی ما فی معالم التنزیل مختصرا بقدر الحاجة ومثل هذا فی التفسیر النیشاپوری

دانا که بعیرت شان بجمال شریعت مکمل شده می دانند که وقوف و اطلاع کما حقه بر حقایق و مصالح شریعت خاصه نبی است که

مورد وحی است نه ولی اگرچه ولی به تقوی و طهارت و ولایت کامل باشد زیرا که آنحضرت صلعم را که مصلحت صحابه کرام که افضل

واکمل ایشان ابو بکر صدیق و علی مرتضی بودند پسند نبود و انکار فرمود حال آنکه صحابه عظام مذکورین سراسر نیت خیرات و

حسنات و قرب الهی داشته عزم بر اعمال شاقه و ترک چیزهای لذیذه و مرغوب کرده بودند لیکن چونکه مصلحت ایشان مقبول خاطر عاطر

آنحضرت صلی الله علیه وسلم نشد و اتی بر حال دیگران که از صحابه کرام فروتر باشند عبادت شاقه ایشان و ترک لذائذ چگونه پسندیده

آنحضرت صلی الله علیه وسلم باشد کما لا یخفی علی المتامل الماهر بالشریعة قاضی ثناء الله پانی پتی قدس سره در ارشاد الطالبین

کتاب تصوف خود می فرمایند که خواجه عالیشان بهاء الدین نقشبند رحمه و اشان ایشان حکم کردند که هر عبادت که موافق سنت آن

آن عبادت مفید است برای ازاله رذائل نفس و تصفیه عناصر و حصول قرب الهی لهذا از بدعت حسنه مثل بدعت قبیحه

اجتناب میکنند که رسول فرمود صلی الله علیه وسلم کل محدث بدعة وکل بدعة ضلالة نیز مضمون این حدیث آنست که کل محدث

ضلالة و بدیهی است که لا شیء من الضلالة بهدایة فلا شیء من المحدث بهدایة ونیز در حدیث آمده ان القول لا

یقبل ما لم یعمل به کلاهما لا یقبلان بدون النیة والقول والعمل والنیة لا یقبل ما لم یوافق السنة و چون اعمال غیر مطابقه سنت

مقبول نباشد ثواب بر آن مرتب نشود و اگر مشقت را در حصول منع رذائل دخلست نهی رسول کریم صلعم از ان منع نفرمودی

یعنی سخن مقبول نیست بدون عمل کردن و هر دو مقبول نیستند بدون نیت و هر سه مقبول نیستند تا که موافق سنت نباشد ابو داؤد

انس بن مالک روایت کرده لا تشددوا علی انفسکم فان قوما شددوا علی انفسهم فشدد الله علیهم فتلک بقایاهم فی الصوامع

اگر کسی گوید که از ریاضت شاقه ترقیات می بینیم و مکاشفات و صفائی باطن می یابیم که انکار ان نمی توانیم کرد گفته شود که کشف کونیه

خرق عادات و تصرف در عالم کون و فساد از ریاضت سیدها لهذا حکماء اشراقیین و جوگیان هند بدان متصف می شوند الیکن

کمالات از نظر اعتبار اهل الله ساقط است بجوی نمیخرند چه زوال رذائل نفس و قتل شیطان و سواس و حصول نور سنت ممکن نیست سوای متابعت

سید کرام اصفیاء توان گفت جز بر پی مصطفی انتهی ما فی ارشاد الطالبین مختصرا للشیخ القاضی ثناء الله پانی پتی

وبه نستعين

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ

واقعة الفتوى دافعة البلوىٰ

بسم الله الرحمن الرحيم

ضعیف العباد نجم الدین مرشدآبادی بحکم آیت کریمہ لا تلبسوا الحق بالباطل علماء دین محمدی سے سوال کرتا ہے کہ عمل تقلیدی کسی حجت شرعیہ میں سے ہے یا نہیں متلاشی حق نہایت ایذا پاکر مضطر ہو کر سوال کرتا ہے بینوا بالحق ولا تکتموا الحق

جواب عمل تقلیدی کسی ایک حجت شرعیہ میں سے نہیں ہے یعنے عمل بقول اوس شخص کے کرنا کہ جسکا قول بلا دلیل شرعی کے حجت ہو اسکو عمل تقلیدی کہتے ہیں تعریف تقلید کی یہ ہے التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجة متعلق بالعمل والمراد بالحجة حجة من الحجج الاربع کذا فی کتب الاصول الحنفیة وغیرها کما لا یخفی علی الماهر بالاصول پس تقلید کی تعریف کی حسب اصطلاح مقلدین کی واضح ہوا کہ عمل تقلیدی دلائل اربع یعنے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم و اجماع صحابہ و مجتہدین اور قیاس صحیح مجتہد مسلم الاجتہاد سے خارج ہے اور یہ عمل تکلیفی شرعی اصلا نہیں اور جو عمل بلا ادلہ اربعہ کے پایا جاوے وہ عمل تکلیفی شرعی نہیں وہ مردود و باطل ہے شرعا پس عمل تقلیدی بھی مردود اور باطل ہوا الحمد للہ کہ بے اصل شرعی ہونا تقلید کا بموجب اصطلاح مقلدین کے ثابت ہوا اور یہ سخت حجت ہے مقلدین پر کما لا یخفی علی المتفطن المنصف الماهر بالشریعة المحمدیة قال فخر الدین الرازی فی الکبیر هذه الآیة دالة علی ان ما سوی هذه الاصول الاربعة اعنی الکتاب والسنة والاجماع والقیاس مردود و باطل وقال الله تعالیٰ فی کل واحد منها بتکلیف خاص معین دل ذلک علی انه لیس للمکلف ان یتمسک بشیء سوی هذه الاصول الاربعة واذا ثبت هذا فنقول القول بالاستحسان الذی یقول به ابو حنیفة رضی الله عنه والقول بالاستصلاح الذی یقول به مالک رحمه الله تعالیٰ ان کان المراد به احد هذه الامور الاربعة فهو تغییر عبارة ولا فائدة فیه وان کان مغایرا لهذه الاربعة کان القول به باطلا قطعا لدلالة هذه الآیة علی بطلانه کما ذکرنا انتهی ما فی التفسیر الکبیر

من تحت آية اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر اه اور اسی نظر سے شوکانی نے قول مفید فی حکم التقلید میں کہا
کہ نصوص ائمہ اربعہ کے مصرح ہیں منع تقلید میں   قال الشوكاني قد ذكرت نصوص الائمة الاربعة المصرحة
بالنهي عن التقليد في الرسالة التي سميتها القول المفيد في حكم التقليد فلا نطول المقام بذكر ذلك وبهذا
تعلم ان المنع من التقليد ان لم يكن اجماعا فهو مذهب الجمهور ويؤيد هذا حكاية الاجماع على عدم جواز تقليد
الاموات وكذلك على المجتهد بانه انما هي رخصة لعند عدم الدليل ولا يحل لغيره ان يعمل به بالاجماع فهذان
الاجماعان يجتثان التقليد من اصله انتهى ما في هداية السائل اور برعکس و خلاف اسکے ہر مقلد جامد و تقلید با دہان
فریفتہ اور مغرور ہو کر کتاب اور سنت سے لڑ رہا ہے اور اس تقلید بلا دلیل پر اڑ رہا اور اپنے خیال خام پر شادان
اور اپنے ہوس نا فرجام پر نازاں چنانچہ آیت کریمہ کل حزب بما لدیہم فرحون ایسے ہی مقلد متعصب پر صادق ہے وہ
ذرا غور اور فکر نہیں کرتا کہ تقلید بلا دلیل امر مشترک فیہ ہے درمیان محق اور مبطل کی یعنی کہ ہر فرقہ جسکی تقلید بلا دلیل
کرتا اوسکو اچھا جانتا ہے اور دوسرا فرقہ مقابل فرقہ اولی کے برعکس اسکے سمجھتا ہے پس اگر یہ تقلید بلا دلیل فی
نفسہ مفضی الی الحق والصواب ہو تو واجب ہو ہونا شی اور نقیض شی کا حق اور صواب پر کیونکہ ہر شخص اپنے مقلد کو اچھا
اور دوسرے کو ناپسند رکھتا ہے اور یہ امر بالبداہت باطل بلا ریب ہے شرعا اور عقلا و لا یعقلہا الا العالمون اور اسی سبب سے
اللہ جل شانہ نے جا بجا اپنے کلام پاک میں تقلید بلا دلیل کو رد کیا خاکر کے جو خرفہ مروج تقلید بلا دلیل کے شاعت بہت بڑھا ہی ہے تعالى لو شاء الرحمن ما عبدناهم
ما لهم بذلك من علم ان هم الا يخرصون ام اتيناهم كتابا من قبله فهم به مستمسكون بل قالوا انا وجدنا اباءنا
على امة وانا على اثارهم مهتدون وكذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من نذير الا قال مترفوها انا وجدنا
اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون قال اولو جئتكم باهدى مما وجدتم عليه اباءكم قالوا انا بما ارسلتم
به كافرون فانتقمنا منهم الى اخر الاية والمعنى انهم لم يجدوا ذلك الباطل في كتاب منزل قبل القرآن حتى
جاز لهم ان يعولوا عليه وان يتمسكوا به والمقصود منه ذكره في معرض الانكار ولما ثبت انه لم يدل عليه
لا دليل عقلي ولا دليل نقلي وجب ان يكون القول به باطلا ثم قال تعالى بل قالوا انا وجدنا اباءنا
على امة وانا على اثارهم مهتدون والمقصود انه تعالى لما بين انه لا دليل لهم على صحة ذلك القول
البتة بين انه ليس لهم حامل يحملهم عليه الا التقليد المحض ثم بين ان تمسك الجهال بطريقة التقليد
امر كان حاصلا من قديم الدهر فقال وكذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من نذير الا قال مترفوها
انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون وفي الاية مسائل المسئلة الاولى قال صاحب
الكشاف قرئ على امة بالكسر وكلتاهما من الام وهو القصد فالامة الطريقة التي تؤم اي تقصد
كالرحلة للمرحول اليه والامة الحالة التي يكون عليها الام وهو القاصد المسئلة الثانية لو لم يكن في

كتاب الله الا هذه الآيات لكفت فى ابطال القول بالتقليد وذلك لانه تعالى بين ان هؤلاء الكفار لم يتمسكوا فى اثبات ما ذهبوا اليه لا بطريق عقلى ولا بدليل نقلى ثم بين انهم ذهبوا اليه بمجرد تقليد الآباء والاسلاف وانما ذكر تعالى هذه المعانى فى معرض الذم والتهجين وذلك يدل على ان القول بالتقليد باطل ومما يدل عليه ايضا من حيث العقل ان التقليد امر مشترك فيه بين المبطل وبين المحق وذلك لانه كما حصل لهذه الطائفة قوم من المقلدة فكذلك حصل لاضدادهم اقوام من المقلدة فلو كان التقليد طريقا الى الحق لوجب كون الشئ ونقيضه حقا ومعلوم ان ذلك باطل انتهى ما فى التفسير الكبير بلفظه اور نیز دوسرے دلیل بطلان تقلید پر یہ ہے کہ قول بوجوب تقلید موجب منع تقلید سے ہوگا اور جو چیز مفضی ہو ثبوت اوسکا طرف نفی اوسکی کے (یعنی ہر متقلد دوسرے مقلد کے تقلید کو نفی اور ناپسند کرتا ہے تو وہ باطل ہے تو وجب ہوا اس قول سے بطلان تقلید کا واذ قال ابراهيم لابيه وقومه اننى براء مما تعبدون الا الذى فطرنى فانه سيهدين الى آخر الآية اعلم انه تعالى لما بين فى الآية المتقدمة انه ليس لاولئك الكفار داع يدعوهم الى تلك الاقاويل الباطلة الا تقليد الآباء والاسلاف ثم بين انه طريق باطل ومنهج فاسد وان الرجوع الى الدليل اولى من الاعتماد على التقليد اردفه بهذه الآية والمقصود منها ذكر وجه آخر يدل على فساد القول بالتقليد وتقريره من وجهين الاول انه تعالى حكى عن ابراهيم عليه السلام انه تبرأ عن دين آبائه بناء على الدليل فنقول اما ان يكون تقليد الآباء فى الاديان محرما او جائزا فان كان محرما فقد بطل القول بالتقليد وان كان جائزا فمعلوم ان اشرف آباء العرب هو ابراهيم وذلك لانه ليس لهم فخر ولا شرف الا بانهم من اولاده واذا كان كذلك فتقليد هذا الاب الذى هو اشرف دين الآباء اولى من تقليد سائر الآباء واذا ثبت ان تقليده اولى من تقليد غيره فنقول انه ترك دين الآباء وحكم بان اتباع الدليل اولى من متابعة الآباء واذا كان كذلك وجب تقليده فى ترك تقليد الآباء ووجب تقليده فى ترجيح الدليل على التقليد واذا ثبت هذا فنقول فقد ظهر ان القول بوجوب التقليد يوجب المنع من التقليد وما افضى ثبوته الى نفيه كان باطلا فوجب ان يكون القول بالتقليد باطلا فهذا طريق دقيق فى ابطال التقليد انتهى ما فى التفسير الكبير ومن سورة ص وعجبوا ان جاءهم منذر منهم وقال الكافرون هذا ساحر كذاب اجعل الآلهة الها واحدا ان هذا لشئ عجاب وانطلق الملأ منهم ان امشوا واصبروا على آلهتكم ان هذا لشئ يراد ما سمعنا بهذا فى الملة الآخرة ان هذا الا اختلاق فى الآية اقول منشأ التعجب من وجهين

الاول هو ان القوم ما كانوا من اصحاب النظر والاستدلال بل كانت اوهامهم تابعة للمحسوسات فلما وجدوا
فی الشاهد ان الفاعل الواحد لا تفی قدرته وعلمه بحفظ الخلق العظيم قاسوا الغائب على الشاهد فقالوا
لابد فی حفظ هذا العالم الكثير من الهة كثيرة يتكفل كل واحد منهم بحفظ نوع اخر والوجه الثانی
ان اسلافهم لكثرتهم وقوة عقولهم كانوا مطبقين على الشرك فقالوا من العجب ان يكون اولئك
الاقوام على كثرتهم وقوة عقولهم كانوا جاهلين مبطلين وهذا الانسان الواحد يكون محقا
صادقا واقول لعمری لو سلمنا اجراء حكم الشاهد على الغائب من غير دليل وحجة لكانت الشبهة
الاولى لازمة ولما توافقنا على فسادها علمنا ان اجراء حكم الشاهد على الغائب فاسد قطعا
واذا بطلت هذه القاعدة فقد بطل اصل كلام المشبهة فی الذات وكلام المشبهة فی الافعال
اما المشبهة فی الذات فهو انهم يقولون لما كان فی كل موجود فی الشاهد يجب ان يكون جسما ومختصا
بحيز وجب فی الغائب ان يكون كذلك واما المشبهة فی الافعال فهم المعتزلة الذين يقولون الامر
الفلانی قبيح منا فوجب ان يكون قبيحا من الله فثبت بما ذكرنا ان صح كلام هؤلاء المشبهة
فی الذات وفی الافعال لزم القطع بصحة شبهة هؤلاء المشركين وحيث توافقنا على فسادها
علمنا ان عمدة كلام المجسمة وكلام المعتزلة باطل فاسد واما الشبهة الثانية فلعمری لو كان
التقليد حقا لكانت هذه الشبهة لازمة وحيث كانت فاسدة علمنا ان التقليد باطل انتهى ما
فی الكبير بلفظه من عبدنہ پس قول امام رازی سے صاف واضح ہوا کہ اگر تقلید بلا دلیل صحیح اور حق ہو تو شبہہ فرقہ
مجسمہ کلام معتزلہ کا بھی حق ہوجاتا لاکن قول و شبہہ ان دونوں فرقوں کا باطل ہوا تو تقلید بلا دلیل بھی باطل ہوئی اور
مذالیے سورہ یونس میں فرمایا ہے قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا عليه اباءنا فتكون لكما الكبرياء فی الارض
وما نحن لكما بمؤمنين اعلم ان حاصل هذا الكلام انهم قالوا لا نترك الدين الذی نحن عليه
لانا وجدنا اباءنا عليه فقد تمسكوا بالتقليد ودفعوا الحجة الظاهرة بمجرد الاصرار انتهى ما فی
الكبير مختصرا بقدر الحاجة اور سورہ ہود میں فرمایا ہے قالوا يا شعيب اصلوتك تامرك ان نترك ما يعبد
اباءنا او نفعل فی اموالنا ما نشاء وقد اشاروا فيه الى التمسك بطريقة التقليد لانهم
استبعدوا منه ان يامرهم بترك عبادة ما كان يعبد اباؤهم يعنی الطريقة التی اخذناها
من اباءنا واسلافنا كيف نتركها وذلك تمسك بمحض التقليد انتهى ما فی التفسير الكبير
مختصرا بقدر الحاجة وايضا سورة صافات میں تحت آیت فهم على اثارهم يهرعون کے امام رازی
لکھتے ہیں والمقصود من الاية انه تعالى علل استحقاقهم للوقوع فی تلك الشدائد كلها بتقليد الاباء

فی الدین وترک اتباع الدلیل ولو لم یوجد فی القرآن آیة غیر هذه الآیة فی ذم التقلید لکفی
انتہی ما فی التفسیر الکبیر بقدر الحاجة اب تحریر بالاسے ماہران شریعت غرا پر مخفی نرہے کہ جب مذمت
وقباحت تقلید بلا دلیل کے کلام ربانی سے قطعاً ثابت ہوئی تو مسلمان دیندار تقوے شعار پر ازراہ وجوب محبت و
اطاعت خالق اکبر اور رسول اطہر کی ماننا کلام ربانی کا اور بدل وجان تصدیق کرنا اسکا درباب ذم تقلید بلا دلیل کے
فرض عقائدی وعملی ہوا ورالا ساتھ شقاق ونفاق کے منسوب ہوگا اور دائرہ اسلام سے باہر ہوگا کہ جب مطیع پر اطاعت وتابعداری محبوب مطاع
والذین آمنوا اشد حبا للہ وغیرہا من الآیات شاہد ہے اور اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فرض ہے
اور حاکم مطلق اللہ تعالے ہے اور ہرگاہ حاکم مطلق نے تقلید بلا دلیل کو باطل اور مذموم فرمایا تو مخلوق محکوم پر فرمان برداری
حاکم مطلق کی فرض ہوگی اور بے حکم حاکم کوئی امر اپنے طرف سے نکالنا اور اوسکو نیک سمجھنا اور اوسپر چلنا تو نہایت قبیح اور شنیع
متصور ہوگا اور شناقت اور مخالفت حاکم کے لازم ہوگی کیونکہ باذن اللہ نہیں ہی اور قرآن میں فرمایا ہے کہ وما ارسلنا من رسول
الا لیطاع باذن اللہ ای بامر اللہ لان طاعة الرسول وجبت بامر اللہ کذا فی المعالم وغیرہ
من التفاسیر پس قول بلا دلیل پر تقلید کرنا کسی عالم کی اگرچہ وہ بڑا نامی گرامی ہو باطل اور موجب نارضامندی خدا
ورسول کا ہوگا چنانچہ آیۂ کریمہ سے اظہر من الشمس ہے اور کور باطن کو نہ سوجھے تو آفتاب عالمتاب کا کیا قصور ہے سارے اہل اصول کہتے ہیں
الحاکم ھو الذی صدر الحکم منہ ولا حکم الا من اللہ تعالی کذا فی مسلم الثبوت وھکذا
فی تحریر ابن الھمام اور حکم خطاب ہی اللہ تعالے کا کہ جو متعلق ہے ساتھہ فعل مکلف کی چنانچہ مسلم الثبوت وغیرہ کتب
اصول میں تفصیل مذکور ہے اور دلیل سے قرآن شریف ہے ان الحکم الا للہ ولیس لغیر اللہ حکم واجب القبول ولا امر
واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لہ تعالی شانہ انتہی ما فی التفسیر الکبیر
مختصراً پس آیت کریمہ اور نیز کتب اصول ہر چہار مذہب سے صاف واضح ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الہی سے خارج اور مذموم وقبیح ہے جیسا کہ
اوپر آیت اور تفسیر سے اسکا بیان شافی وکافی ہوچکا تو اب ہر مسلمان طالب حق کو بہت غور وفکر چاہیے کہ مقلدین سابقین ورطہ
دریای تقلید ناپیدا کنار میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے نہایت حال غرق ہوتی چلی آتی ہیں پھر بھی مقلدین
زمانۂ حال نصوص قرآنی میں نظر کر کر عبرت نہیں پکڑتے اور خواہ مخواہ مصداق آیت کریمہ لہم قلوب لا یفقہون بہا الآیۃ
کے ہوتے ہیں حیف صد حیف کیونکہ تقلید بلا دلیل ایسے پوچ ولچر ومحض بے اصل ہے کہ خدا تعالی نے معرفت توحید ورد شرک وکفر ومعرفت
رسالت رسول صلعم میں مجرد تقلید انبیا سابقین کے اکتفا نہ کیا بلکہ اوپر اثبات صانع ورد شرک وثبوت نبوت
رسول مقبول صلعم کے دلائل قاہرہ گوناگون جابجا اپنے کلام پاک میں قائم کئے اور مقلدین متعصبین کو کہ جو دلائل
شرعیہ ما انزل اللہ پر اصلا نظر وفکر نہیں کرتے ہی طرح طرح کی الزامات دئی چنانچہ اوپر ان قرآن شریف پر ہویدا وآشکارا ہے
اعلم انہ سبحانہ وتعالی لما اقام الدلائل القاہرة علی اثبات الصانع وابطل القول بالشریک

عقبہ بما یدل علی النبوۃ ولما کانت نبوۃ محمد صلعم مبنیۃ علی کون القرآن معجزا اقام الدلالۃ
علی کونہ معجزا فظہر انہ سبحانہ کما لم یکتف فی معرفۃ التوحید بالتقلید فکذا فی معرفۃ
النبوۃ لم یکتف بالتقلید انتہی ما فی التفسیر الکبیر مختصرا بقدر الحاجۃ من تحت قولہ
تعالی ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا الی آخر الآیۃ اور جو قول بعض عالم سادہ لوح زمانہ حال کا ہے کہ مجھے
تقلید کافی ہے اور نظر و غور دلائل میں مجھے کچھ ضرور نہیں کیونکہ میں مقلد ہوں اور مقلد کو دلیل سے کیا کام سو قول اوسکا مردود اور باطل ہے
اسلئے کہ دین میں نظر دلائل کی طرف جہانتک بقدر استعداد لابد ضروری ہر مکلف مومن باللہ والیوم الآخر پر چنانچہ صاحب تفسیر کبیر نے اسکو
مین تحت آیۃ کریمہ تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون
کے لکھا ہے ثم قال تعالی فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون یعنی ان من ینتفع بہذا
الآیات فلا شیء بعدہ یجوز ان ینتفع بہ وابطل قول من یزعم ان التقلید کاف وبین
انہ یجب علی المکلف التامل فی دلائل دین اللہ تعالی انتہی ما فی التفسیر الکبیر اور امام ابو حنیفہ
علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ انہون نے اپنے شاگردون سے فرمایا کہ اگر تمکو دلیل ملے یعنے اگر دلیل شرعی کتاب اور سنت سے تمپر
ظاہر ہو تو اوسپر عمل کرو اور میرے قول بلا دلیل کو چھوڑ دو چنانچہ در مختار و طحطاوی وغیرہ سے واضح ہوتا ہے
قال لاصحابہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ انتہی ما فی الدر المختار مختصرا ای ظہر لکم فی المسئلۃ
وجہ الدلیل علی غیر ما اقول انتہی ما فی الطحطاوی اب جو کوئی کہے کہ یہ آیات کفار کے حق میں وارد ہیں تو
بڑا جاہل اور بیجا وقوف ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص محال کا جیسا کہ کتب احادیث وکتب اصول فقہ وتفسیر الا لائمۃ صحابہ
کرام سے جابجا واضح ہوتا ہے اور اس بارہ مین صاحب تفسیر اتقان نے بہت کچھ لکھا ہے کہ لا یخفی علی الماہر بالشریعۃ الغراء اور کچھ بیان
اسکا تفسیر عزیزی سے لکھا جاتا ہے چہارم آنکہ درین آیت اشارہ است بابطال تقلید بدو طریق اول آنکہ از مقلد باید پرسید
کہ ہرکرا تقلید میکنی نزد تو محق است یا نہ اگر محق بودن اورا میشناسی پس باوجود احتمال مبطل بودن اورا در التقلید
میکنی واگر محق بودن او میشناسی پس بکدام دلیل میشناسی اگر بتقلید دیگر میشناسی سخن دران خواہد رفت وتسلسل لازم
خواہد آمد واگر بعقل میشناسی پس اورا چرا در معرفت حق صرف نمیکنی ومدار تقلید بر خود گوارا میداری طریق دوم آنکہ کسی را
کہ تقلید میکنی اگر این مسئلہ را او ہم بتقلید دانستہ است پس تو واو برابر شدید اورا چہ ترجیح ماند کہ تقلید او میکنی واگر بدلیل
دانستہ است پس تقلید وقتے تمام میشود کہ تو ہم آن مسئلہ را بہمان دلیل بدانی والا مخالف او باشی
نہ مقلد او وچون تو ہم آن مسئلہ را بدلیل دانستی تقلید ضائع شد انتہی ما فی التفسیر العزیزی
مسلمانون تم سن چکے مذمت اور برائے تقلید بلا دلیل کے قرآن مجید وغیرہ سے تو اب کتاب وسنت پر
درستقیم ہو کر وجہان ہو جاؤ کہ جنت نعیم مکان عیش وآرام ابدی کا تمکو سرکار عالیجاہ سے عنایت ہو

یا ایها الناس قد جاءکم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا الآیة والبرهان هو محمد صلعم وانما سماه برهانا لان حرفته اقامة البرهان علی تحقیق الحق وابطال الباطل والنور المبین هو القران وسماه نورا لانه سبب لوقوع نور الایمان فی القلب انتهی ما فی الکبیر مختصرًا

تنبیه

رجوع کرنا طرف قاضی یا فتوے مفتی کے یا حکم کرنا قاضی کا اوپر شہادت شاہدان عدول کے یا اتباع اولو الامر کا بدلیل شرعی ہے اسکو تقلید اصطلاحی مقلدین نہین کہتے کیونکہ تقلید اصطلاحی یہہ ہے کہ گلے مین ڈالنا قول کسی بلا دلیل کے شخص کا ہوئے اور اسیطرح عمل اوپر روایت راوی کے حدیث متصل مرفوع کی بدلیل شرعی ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلیبلغ الشاهد الغائب الحدیث اور جو مفتی یا قاضی سے غلطی واقع ہوجاوے تو رجوع طرف قران وحدیث کی ضرور ہے جیسا کہ فرمایا خدا تعالے نے فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول الی آخر الآیة وما علینا الا البلاغ والله اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب

لله الحمد علی ما وفقنی لتحریر هذه الرسالة المسماة بواقعة الفتوی ودافعة البلوی سنه … من هجرة خیر البریة علیه وعلی آله واصحابه الف الف صلوات وتحیة ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم واغفر لنا وارحمنا انك علی كل شیء قدیر المؤلف العاجز محمد بن حسین عافاه الله فی الدارین

قصیدہ قاضی طلا محمد پشاوری در مدح عمل بالحدیث

…ل توحید چو تحقیق سخن درگیرند
…دین خود از قول پیمبر گیرند
…ما ذات نصوص این همه تکلیف قیاس
…از رفته سحرف همگی برگیرند
…ت خیال ست و مخالف منصوص
…ی امام ست که ابتر گیرند
…حیا نائل رایت دو قیاس

خس و خاشاک شک از عین یقین برگیرند
هر بیانی که بود ساده ز توضیح حدیث
نادرست و عبث و واهی و منکر گیرند
مجتهد گاه مصیب ست و گهی خاطی لیک
اہل دل در حرم دین بت اکبر گیرند
تا گل سرخ که اصلش عرق روی نبی ست
شهسواران چنین صید سخنور گیرند

رونق کار خود از حضرت قرآن جویند
در کف اہل ہوا نقش مزور گیرند
دیده از رفته منزل چو منور سازند
هرچه در وی نه خطا حکم پیمبر گیرند
هرچه آنرا نبود مستند از قول رسول
رتبه لاله نعمان نه برابر گیرند
سنن مصطفوی دیگ صدق سنت صفا

کاہل وال سر منہ تو تحسین ارائی گیرند
کار بندان قضا ہر کہ شود خاک درش
از احادیث ہی مرشد درہمہ گیرند
متن مضمون احادیث بہ تعلیق است
از احادیث ہمی رہ ست و گیر گیرند
ناگزیر آمدہ بر حق طلبان علم حدیث
ہر کجا قول رسول آمدہ لنگر گیرند
تیغ بر دوس بران قوم مباح ست کہ گیر
سنن مصطفوی بہر عمل بر گیرند
بعد از ان شیخ نسائی و ابو داؤد آمد
آمد و بر سر تسلیم چو قیصر گیرند

جنبا ار گر علم کہ ارباب نظم
چون طلا کار و را یکسرہ در زر گیرند
در مقامیکہ سخنہا رود از علم و عمل
چون مکرر شود آن قند مکرر گیرند
سنن زندہ نمایند و درین عصر و بیس
شب تار است بگو شمع منور گیرند
ہی شعوران کہ بر آراء و قیاسات تنند
ردش راستی از قول پیمبر گیرند
ترمذی گر چہ بود قافلہ سالار بدے
ہر دو را در صف فتوی سر و سرور گیرند
زینت دو خدایان بود از طائفہ

خاک آن کوی باکسیر گ
اے خوشا قوم کہ اندر دہ دیر
ہر چہ آن غیر حدیث ست
علم دین جملہ سر بر ست د
اجر صد خون شہیدا ر د
ہر کجا حرف قیاس ست ج
کود کانند کہ اوراق مس
از صحیحین و موطای اما
در جزالت ز صحیحین
غیر ز الک ز کتب انچہ د
کہ قدم بر اثر سا فیح

سوی توحید گر آیند با خلاص تبیس جنبش قدس علی رغم ابی ترر گیرند

فائدۃ جلیلۃ فی التحریض علی تعلم القرآن والسنۃ والاقتصار والاعراض عما سواہما من قصیدۃ النونیۃ لشیخ الاسلام ابن

حذق بقلبك فی النصوص کمثل ما ؛ قدحذقوا فی الرای طول زمان ؛ واحل جوع القلب با
احل ربحلہم بالکثرۃ العصبان ؛ واللہ ثبت فیہما طرق الہدے ؛ لعبادہ فی احسن
لم یحوج اللہ الخلائق معہما ؛ لحیار قلنان و رای فلان ؛ فالوحی کاف للذی
شاف لداء جہالۃ الانسان ؛ وتفاوت العلماء فی افہامہم ؛ للوحی فوق تفاوت
الجہل داء قاتل وشفاءہ ؛ امران فی الترکیب متفقان . نص من القرآن
وطبیب ذاك العالم الربانی ؛ والعلم اقسام ثلاث ما لہا ، من رابع والحق ذ
علم باوصاف الالہ وفعلہ ؛ وکذلك الاسماء للرحمان ، والامر والنہی الذ
وجزائہ یوم المعاد الثانی ؛ والکل فی القرآن والسنن التی ، جاءت عن المبعوث

واہتم
بطبعہا الاخ العزیز الناصر للوحیین المولوی تلطف حسین ا
الید فی الدارین فی المطبع الفاروقی الواقع فی الدہلی الاخ المکرم